بلیک مون
تحریر: نشاء عمر

صبح کا سورج چار سو اپنی روشنی پھیلاتا سوئے ہوئے لوگوں کو جاگ جانے کی دعوت دے رہا تھا۔۔ لیکن کچھ سست الوجود ابھی بھی اپنے لحافوں میں دبکے پانچ منٹ اور والی نیند پوری کرنے کے چکروں میں تھے۔۔۔کچھ عورتیں جو ایسے بچوں کی مائیں تھیں جن کو صبح سویرے سکول کے لیے نکلنا ہوتا تھا اپنی آنکھیں بمشکل کھولے کچن میں کھڑی ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں

۔۔۔وہیں سیال فیملی کا چھوٹا سپوت باقی سب پہ چار حرف بھیجتے واش روم میں گھسا فریش ہو رہا تھا ۔۔۔جینز پہن کے باہر آیا۔۔۔اور اپنی شرٹ کو دیکھا۔۔

یہ کیا۔۔۔وہ جو کالج جانے کے لیے کپڑے چینج کرنے لگا تھا کپڑوں کی ایسی حالت دیکھ کے تلملا اٹھا ۔۔۔۔۔

مما۔۔مما۔۔۔کپڑے اٹھا کے عائشہ بیگم کے کمرے کی طرف لپکا۔۔۔۔

مما۔۔۔یہ دیکھیں اپ کی اس چڑیل بیٹی نے میری ساری شرٹ جلا دی ہے۔۔شرٹ کو صوفے پہ پھینکتے وہ بس رو دینے کو تھا۔۔عائشہ بیگم جو الماری میں سے کچھ بر آمد کرنے کی کوشش میں تھیں منہ باہر نکال کے اسے گھورا۔۔۔

کتنی دفعہ کہا ہے میرے سامنے یہ اپنے کارنامے مت لایا کرو۔۔کرنا تم لوگوں نے وہی ہے جو تم لوگوں کا دل کرے گا۔۔۔اسے سنا کے واپس منہ اندر کر لیا۔۔۔

اب میں کیا پہن کے جاوں۔۔۔غصے سے پاوں پٹختے باہر نکلا۔۔اب اس کا رخ معصوم سی سانولی سی تیکھے نین نقس والی عشوے کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔دھپ دھپ کرتا ٹھا کی اواز سے دروازہ کھولا۔۔۔۔اور اندر قدم رکھا۔۔۔

تم نے میری۔۔۔

۔یہ تم کیا کر رہی ہو اس وقت۔۔۔وہ جو اس سے شرٹ کا حساب لینے ایا تھا عشوے کو صبح صبح لپ ٹاپ کھولے اور اسکرین کو دیکھ کے ہنستے چونکا۔۔۔

تم پھر مووی دیکھ رہی ہوں۔۔پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس ایا۔۔

اج پھر یونی نہیں جانا نا تم نے۔۔۔مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔۔

نہیں۔۔ادائے بے نیازی سے لپ ٹاپ کی سکرین کو فولڈ کرتے بیڈ سے اترنے لگی۔۔۔

وجہ۔۔۔چھ دن میں سے پانچ دن تو تم چھٹی کرتی ہو۔۔ابھی جا۔۔اوووہ یاد آیا۔۔اج تمہارا فزیکس کا ٹسٹ بھی ہے۔۔۔

ہوں۔۔ابھی ابھی جا کے بتاتا ہوں دانت پیستے وہ جیسے تن فن کرتا ایا تھا ویسے ہی باہر نکل گیا۔۔اور عشوے جو منہ کھولے اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی اب بابا سے بچنے کے بہانے سوچنے لگی۔۔۔

یار یہ ریض کا بچہ بھی نا۔۔۔۔اللہ جی پلیز اس بندر سے بچا لے۔۔ہاتھ پھلا کے دعا مانگی۔۔۔پھر جلدی سے چپل اڑیستے باہر بھاگی۔۔۔

اوے بندر۔۔۔م۔۔میرا مطلب ریض۔۔۔رکو۔۔۔میں تمہیں دوسری کر دیتی ہوں پلیز۔۔وہ جو اوپر بابا کے کمرے کی طرف جا رہا تھا اس کی اواز پہ معنی خیزی سے مسکراتا رکا۔۔۔

نہیں۔۔۔اب تو میں بابا کو بتاؤں گا۔۔۔سیڑھیوں کے کچھ سٹیپس اور طے کرتے کہا۔۔۔

پلیز نا اچھے بھائی نہی ہو۔۔جو کہو گے کروں گی پلیز پلیز۔۔۔جلدی سے اس کے قریب آتے ہاتھ جوڑے۔۔پلیز پلیززززز اچھے بھائی نہیں ہو۔۔۔

اچھا اچھا۔۔۔اب بس کرو۔۔۔اور

چلو شاباش ۔۔آ جاو۔۔۔۔پھر اسے اپنی شرٹ پریس کروا کے چینج کیا اتنی دیر میں عشوے واپس آ کے دوبارہ مووی دیکھنا سٹارٹ ہو گی تھی۔۔۔

ابھی دس منت گزرے تھے جب اس کے دروازے پہ ناک ہوا۔۔۔اور یہ ناک کرنے کا انداز صرف بابا کا تھا۔۔

بابا۔۔اوفف جلدی سے لپ ٹاپ بند کیا اور دوپٹہ سر پہ اوڑھا۔۔ان کے اندر داخل ہونے تک وہ سب سٹ کر چکی تھی۔۔۔

جلدی سے تیار ہو جاو۔۔میں چھوڑ دوں گا کالج۔۔ریض کو کام سے بھیجا ہے میں نے۔۔۔وہ اسے کہہ کے واپس چلے گے۔۔۔عشوے تلملا کے رہ گی یہ یقینا ریض نے جان بوجھ کے کیا تھا۔۔ڈیش انسان ڈیش ڈیش۔۔۔مٹھیاں بھینچتے کبڈ سے اپنا یونی فارم نکالنے لگی

دیکھنا بچو۔۔۔ایسا بدلہ لوں گی نا۔۔۔کبڈ کا دروازہ زور سے بند کرتے واش روم میں گھس گی

\-----------

ابھی اپ اوپر جن شیطان بچوں سے ملیں ہیں وہ کوئی بہت امیر کبیر ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولاد نہیں بلکہ ایک مڈل کلاس فیملی کے چشم و چراغ ہیں۔۔لیکن یہ الگ بات ہے وہ ابھی تک چراغ روشن کر نہیں پائے۔۔

یہ ایک سیال خاندان ہے۔۔۔جی جی ہیر سیال والا سیال خاندان۔۔۔جن کی نیف محبت ہے لیکن اس مڈل کلاس فیملی میں کسی میں بھی اتنی محبت نہیں پائی جاتی۔۔۔

عشوے سیال۔۔سترہ سال کی ہیں اور سیکنڈ ائیر کی ایک نلائق ترین سٹوڈینٹ ہیں۔۔۔مویز ڈارامے ڈائیجسٹ جیسی چیزین انہوں نے کبھی نہیں چھوڑیں اور ان کے خوابوں کا راج کمار بھی ایک اعلیٰ پائے کا بندا ہے جو گھوڑے پہ سج سنور کے انہیں لینے آئے گا۔۔۔خیر جو کہ کبھی ہونے والا نہیں ہے

دوسرے نمبر پہ اتے ہیں رضا سیال جو پندرہ سال کے ہیں لیکن سٹوڈنٹ وہ فرسٹ ائیر کے ہیں۔۔ کافی لائیق فائق بچا ہے مستقبل قریب میں یہ اپنے ماں باپ کا نام بھی روشن کرنے والے ہیں لیکن ۔۔ان کی کبھی ان ایک اکلوتی پیاری سی بہن سے کبھی نہیں بنی۔۔چوبیس گھنٹے دونوں لڑتے رہتے ہیں جیسا کے ہر والدیں کو شکائیت ہوتی ہے کہ پتہ نہیں ہماری اولاد کس پہ چلی گئی ان کے مالملے میں بھی ویسا ہی سین۔۔۔

اااآ۔۔ہاں۔۔۔ان کا ویسا سین بلکل بھی نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ ویسے ہی ہیں جیسے ان کے والدین ہیں۔۔۔۔

عائشہ بیگم۔۔۔ایک دس پڑھی گھر داری میں ماہر۔۔۔سلائی کڑھائی میں ٹاپ پہ رہنے والی ایک ایسی خاتون ہیں جو گھر میں اپنے میاں جی سے تو ہر وقت لڑنے کے لیے تیار رہتی ہیں لیکن۔۔باہر کسی کے

منہ سے اپنے مجازی خدا کا نام غلط الفاظ میں سن لیں تو وہیں منہ توڑنے سے گریز نہیں کرتیں۔۔

اگلے بندے کا بھئی۔۔۔

حمید سیال صاحب۔۔۔رضا اور عشوے کے والد۔۔نہت سوبر سے ایک ہینڈسم لک والے دھیمے مزاج کے ادمی۔۔اپنے بچوں کو رعب میں رکھنے والے ایک زبردست پرسنالٹی کے مالک ہیں لیکن۔۔ان کی اپنی بیوی سے کبھی نہیں بنی۔۔۔اتنا لڑتے ہیں کے الگ الگ کمرے میں رہتے ہیں دونوں۔۔

یہ جو ابھی ابھی اپ نے اوپر پڑھا وہ تھا گھر کے اندر کا ماحول۔۔۔گھر سے باہر یہ لوگ ایک پرفیکٹ فیملی تھے۔۔

میں گھر جا کے بتاوں گی تمہیں بندر۔۔عشوے نے پاس سے گزرتے ریض کے سر پہ فولڈر مارا۔۔ وہ جو اپنے دوستوں کے ساتھ دوسرے بلاک میں لیکچر لینے جا رہا تھا دانت پیستے اسے گھورا۔۔گھر چل کے بتاتا ہوں۔۔

میں بھی۔۔ عشوے نے واپس اسے منہ چڑھایا۔۔۔ بندر۔۔۔ وہ دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتے تھے ریض بائیو کا سٹوڈیٹ تھا جب کہ عشوے نے رو رو کے فزیکس اور کمپیوٹر کے ساتھ میتھس رکھی تھی۔۔ اس میں بھی کوئی امید نہیں تھی کہ وہ پاسنگ مارکس لے گی بھی یا نہیں۔۔۔

ہے عشو۔۔۔ چلو او کچھ کھاتے ہیں۔۔ یہ تھی عزت۔۔۔ عشوے کی سب سے اچھی اور اسی کی طرح کی نیچر رکھنے والی دوست۔۔۔

یہ لیکچر ان کا فری ہوتا تھا۔۔ سو وہ اس میں کھانے پینے کا کام سر انجام دیتی تھیں۔۔

تمہارا بھائی کتنا بتمیز ہے۔۔ کینٹین میں داخل ہوتے عزت نے کہا۔۔۔

ہاں نا۔۔۔ تمہیں تو پتہ ہی ہے اب اس بندر کا۔۔۔ اج میں نے کالج بھی نہیں آنا تھا منہ بسورتے اس نے کینٹین والی انٹی کو پیسے پکڑاے۔۔۔

گول گپوں کی پلیٹ بنا دیں۔۔ کینٹین میں اس وقت اتنا رش نہیں تھا وہ دونوں تسلی سے بیٹھ گی۔۔۔وہ پورا لیکچر ان لوگوں نے کینٹین میں گزارا تھا۔۔۔نیکسٹ ایک لیکچر کے بعد فزکس کا ٹیسٹ تھا جو اسے زرا بھی نہیں آتا تھا۔۔

یار میں کیا سوچ رہی ہوں۔۔گول گپہ پانی میں ڈبوتے اسے دیکھا کلاس بنک نا کر لیں اج۔۔۔۔

اووہ۔۔بس بس۔۔بنک نا کر دیں۔۔۔میم کا پتہ نہیں ہے جیسے تمہیں جس بھی کونے کھدرے میں چھپی ہو گی نا وہیں سے سیدھا نکال کے اپنی کرسی پہ بیٹھائیں گی نقل کرنے کے بھی چانس ختم ۔۔۔بھیانک فلم بناتے اسے اور ٹینشن میں ڈالا۔۔۔

یار۔۔۔کچھ تو کرتے ہیں۔۔مجھے سچ میں کچھ نہیں آتا۔۔۔اب تو اسے گول گپے بھی اچھے نہیں لگ رہے تھے۔۔۔

گھر میں کیا کیا ہے۔۔۔دو ہفتے پہلے میم نے کہا تھا ٹیسٹ کا۔۔۔عزت نے لتاڑا۔۔۔

کیا مطلب کیا کیا ہے۔۔۔تمہاری مامی صاحبہ۔۔۔چوبس گھنٹے کام کرواتی ہیں۔۔۔اور تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تمہیں پتہ ہی نہیں ہے۔۔۔جب بھی ہمارے گھر آتی ہو میں کامنکر رہی ہوتی ہوں نا۔۔۔کہتے ہمدردی سمیٹنا چاہی۔۔

جی نہیں۔۔۔تم ہمشہ فضول کام کر رہی ہوتی ہو۔۔۔یا ڈائیجسٹ یا مووی یا ڈرامہ۔۔۔

ہوتے تو کام ہی ہیں نا۔۔۔چاہے فضول ہی ہوں۔۔۔کھسیا کے مسکراتے کہا۔۔۔اچھا تم ہلہ کر دینا۔۔۔

پہلے بھی کرتی ہوں۔۔۔آج بھی کر دوں گی۔۔۔ٹینشن ناٹ۔۔۔عزت اس کی نسبت پڑھائی میں کافی اچھی تھی۔۔۔سو اس کی ہیلپ کرتی رہتی تھی۔۔۔فائنلز میں زبردستی وہ اسے اپنے ساتھ بیٹھاتی تھی ساتھ منتیں ترلے کرتی کہ تم پیچھلی کلاس میں رہ گی تو میرا کیا ہو گا وغیرہ وغیرہ۔۔ایسے عشوے صاحبہ تھوڑی محنت اور تھوڑی نقل کر کے پاسنگ مارکس کے ہی لیتی تھی

پڑوس°

پلوشہ جی بات تو سنیں... کطب خان اپنی بیگم کے پیچھے کچن میں داخل ہوے...

ماڑا ام نے ایک بار بول دیا ہے ام اس کالی کو نہیں بیاہ کے لائیں گے تو نہیں لائیں گے... اپنی گھیرے دار فراک کو گھٹنے سے پکڑ کے چلتے وہ شان سے کچن میں رکھی کرسی پہ بیٹھیں .. ساتھ ملازمہ کو اشارہ کیا کہ چائے رکھے...

کیا برائی ہے اس بچی میں... اتنی پیاری ہے... پھر ہماری بچی کی سہیلی بھی ہے... ان کا خاص بختون لہجہ تھا... پلوشہ بیگم خود پٹھان نہیں تھیں لیکں اتنا عرصہ پورے تیس سال پٹھانوں کے ساتھ رہ رہ کے وہ بھی ویسی ہی ہو گی تھیں...

کطب خان صاب دو بھائی تھے بڑے بھاںی پنڈی ہوتے تھے اور وہ خود پشاور رہتے تھے... اگے ان کے بھی دو ہی بچے تھے... بڑا بیٹا جو انہیں قسمت سے ہی نظر اتا تھا... اور چھوٹی بیٹی... وہ بھی قسمت سے ہی گھر ٹکتی تھی... ورنہ چوبس گھنٹے پڑوسیوں کے گھر پائی جاتی...

اچھا ٹھیک ہے... اگر تم کہتا ہے تو ام اپنے بیٹے سے پوچھے گا... اگر وہ مان گیا تو ہم اپنے چاند بیٹے کے لیے وہ کالی لڑکی بیاہ لیں گے... ایسے انداز میں کہا گیا کے پاس کھڑے کطب خان کی ہنسی نکلتے نکلتے بچی...

مجھے یقین ہے میرے بیٹے کو وہ لڑکی کبھی پسند نہیں ایے گی... ہونہہ۔۔۔پھر خود کو تسلی دیتے بات جاری رکھی۔۔۔

ایسا میں ہونے نہیں دوں گا... دل میں سوچتے خان صاحب پر سکون ہوے... بس اب تم دیکھتی جاؤ پلوشہ خان میں کرتا کیا ہوں۔۔۔مسکرا کے اپنی اکڑو بیوی کو دیکھا۔۔۔

پلوشہ لوگ تین بہن بھائی تھے... دو بھائی اور وہ ایک بہن.... بڑے بھائی کی وفات ہو گی تو ان کی بیوہ اپنے بھائیوں کے پاس جا بسیں... چھوٹے بھائی اپنے بیوی بچوں سمیت برابر والے گھر میں مقیم تھے..... کہنے کو تو وہ بھاىی تھے لیکن پلوشہ انہیں کسی خاطر بھی نا سمجھتی تھیں ... ان کے بچوں اور بیوی سے خاص قسم کا بیر تھا.. خان صاحب انہیں ہمشہ ٹھنڈا رکھنے کی کوش کرتے رہتے تھے...

کیا کرتی ہے پلوشہ... پٹھان میں ہوں اور غصہ تم کو اتا ہے..... اکثر اس فقرے سے وہ ان کا مزاق بھی اڑاتے تھے...

ہاں آتا ہے نا۔۔غصہ سب کو تا ہے۔۔ام پنجابیوں ک غصہ تو بہت خطرناک ہوتا ہے۔۔۔

ہاں ہاں۔۔جانتا ہوں۔۔۔اتنا خطرناک کے اپنے بھائی کے بچوں کے خلاف ہوئی بیٹھی ہیں آپ ۔۔۔ دل میں سوچتے وہ انہیں دیکھ رہے تھے جو اب چائے می چمچ سے چینی مکس کر رہی تھیں

ٹیسٹ کیسا ہوا.. ڈنر کرتے ریض نے بابا کے سامنے ایسے پوچھا جیسے وہ کوئی بہت ہی بہترین بات کر رہا ہو... اور عشوے کا نوالہ حلق میں اٹکا...

ہاں بتاو کیسا ہوا.... بابا نے بھی اب رک کے اسے دیکھا.. مما ال ریڈی اسے گھور رہی تھیں.... جو ان کی بات کو اگنور کر کے دوبارہ سے کھانے کی تیاری میں تھی

ا.. ا اچھا ہوا ہے... بس..

بس... ریض نے اسے حیرانی سے دیکھا... پہلے تو کبھی اچھا نہیں ہوا...

ت.. تم چھوٹے ہو نا. تو چھوٹے رہو اوکے... عشوے نے انگلی اٹھا کے اسے وارن کیا... میرے معملات میں ایسے بولتے ہو جیسے میرے چھوٹے نہیں بڑے بھایي ہو...

بھای چھوٹے ہوں یا بڑے.. کویي فرق نہی. پڑتا... تم اپنے ٹیسٹ کی بات گول مت کرو شاباش... مما نے اسے رگیدا

کہا تو ہے اچھا ہو گیا ہے...

ہاں جیسے پہلے ہوتا ہے نا... ساری کلاس میں ایک تم ہی ہو جو منہ اٹھا کے دروازے کے سامنے کھڑی ہوتی ہو ... میرے دوست مجھ پہ ہنستے ہیں...

ہاں تو نہیں کرتا نا میرا پڑھنے کا دل.. وہ چیچ پٹخ کے کھڑی ہوئی...

تمیز سے باپ سامنے بیٹھا ہے.. عائشہ بیگم نے ایک سخت گھوری سے نوازتے یاد دلایا ....

مما اس نے پہلے شروع کیا ہے... کھانا بھی نہیں کھانے دیتے... منہ بناتے وہ واپس بیٹھ گی.....

اپ سے ہی سیکھتے ہیں بچے... اب حمید صاحب ہی میدان میں اترے تھے... اپ اپنے بچوں کے سامنے ساری زندگی میرے ساتھ لڑتی جھگڑتی رہی ہیں.. بچوں نے بھی تو وہی کچھ سیکھا ہے نا ...

ہاں.. اب سارا الزام میرے سر پہ ڈال دیں.. میں ہی بری ہوں اس گھر میں.... وہ بھی کھانا چھوڑ چکی تھی...

قصور اپ کا ہے تو الزام لگا رہا ہوں نا.. بچوں کو تمیز اپ نے سیکھائی تھی یا میں نے....

دونوں نے... اولاد ماں کی بات کم ہی مانتی ہے...

اور اپ نے ان کو اتنی عقل نہیں دی کہ باپ کے سامنے خاموش ہو جایا کرو.... کھانا کھا کے ہاتھ صاف کرتے وہ اٹھ کھڑے ہوے...

میں کمرے میں جا رہا ہوں چاہیے بھجوا دینا... ساتھ ہی اڈر دیتے اپنے کمرے کی طرف چلے گے... سوائے ریض کے اور کسی نے بھی کھانا سکون سے نہیں کھایا تھا

****

اگلے دن نا عزت کالج گئی تھی اور نا ہی عشوے۔۔۔ صبح کا وقت تو جیسے تیسے کر کے عشوے نے نکال ہی دیا تھا۔۔۔ایکچولی اس کے پاس موبائل نہیں تھا ورنہ وہ اسے ٹیکسٹ کر دیتی۔۔۔دس بجے تک تو وہ صبر کر کے بیٹھی رہی۔۔۔دس ہوتے ہی وہ مما کو بتا کے پڑوس کا دروازہ بجا رہی تھی۔۔۔جو دو سکنڈ میں گارڈ نے کھول دیا تھا۔۔۔

اسلام و علیکم خان بابا۔۔۔اندر آئی تو عزت کے بابا جان سامنے ہی لاونج میں ٹیوی دیکھ رہے تھے۔۔۔ اسے دیکھ کے مسکرائے۔۔۔

واعلیکم اسلام۔۔۔کیسا ہے میری بیٹی۔۔۔اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے خوش دلی سے پوچھا۔۔۔۔ابھی تک تو ٹھیک ہوں خان بابا۔۔۔لیکن آپ کی بیوی کے جو بھائی ہیں نا۔۔۔عنقریب میرا بھرتہ بنا دیں گے ۔۔۔رازداری سے آگے ہو کے بتایا۔۔۔

ایں ں۔۔۔کیا مطلب ام کو سمجھ نہیں آیا۔۔۔حیران ہوتے خالص پختون لہجے میں کہا۔۔۔۔

بات دراصل یہ ہے خان بابا۔۔آپ کو پتہ تو ہے میں کتنا پڑھتی ہوں۔۔۔معصوم شکل بنائی۔۔۔لیکن پھر بھی میرے ٹیسٹ میں مارکس عزت جتنے اچھے نہیں آتے۔۔۔افسردگی سے دیکھتے منہ بسوارا۔۔۔تو اب بابا کو ریض کے بچے نے۔۔دانت پیسے۔۔۔بتا دیا کہ میرا ٹیسٹ ہوا ہے۔۔۔اب پتہ نہیں کیا بنے گا۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میرا بچہ تو بہت محنتی ہے۔۔۔

جی ہاں آپ کا بچہ تو ہے لیکن یہ خود نہیں ہے۔۔اس سے پہلے کہ وہ اور ہمدردی بٹورتی ون اینڈ اونلی اکلوتی پھپھو جان تشریف لے آئیں۔۔

اسلام و علیکم پھپھو۔۔۔عشوے ایک دم کھڑی ہوی تھی۔۔۔

واعلیکم اسلام۔۔۔کیسے آنا ہوا۔۔۔روعب سے کہتے وہ خان بابا کے برابر بیٹھ گئی۔۔۔

و۔۔وہ عزت سے ملنا تھا۔۔۔ان کا رویہ ہمشہ سے ہی عشوے کے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا۔سخت اکھڑا ہوا۔۔۔

وہ تو سو رہا ہے۔تم جاؤ جب جاگے گا تو تم سے مل لے گا۔۔۔

ابھی تو جاگ رہا تھا۔۔۔خان بابا کو بلکل بھی اچھا نہیں لگا اسے ایسے جانے ک بولنے کا۔۔۔۔

میں۔بعد میں آجاؤں گی۔۔۔بمشکل مسکراتے وہ تیزی سے اٹھ کے باہر آئی تھی۔۔۔لان عبور کرتے وہ بمشکل خود کو کنٹرول کرتے گیٹ عبور کر گی۔۔۔۔

اوففف سامنے سے آتی ماہ بیر کی گاڑی کو دیکھ کے اور الجھن ہوئی۔۔۔اب یہ نواب صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔۔۔۔اس گھر میں دو لوگ بہت اچھے تھے اور دو بہت ہی نک چڑھے۔۔۔پھپو اور ماہ بیر دونوں نک چڑھے غصے کے تیز۔۔۔جبکہ عزت اور خان بابا نرم مزاج اور محبت کرنے والے ۔۔۔۔

اپنے گیٹ سے اندر داخل ہوتے اسے اب خود ہی اپنے ٹیسٹ کی سیٹنگ سوچنی تھی۔۔۔

پھر کمرے میں آکے کل والے سارے سوال دہرائے جو میم نے ٹیسٹ پہ دیے تھے۔۔۔ان کے انسرز بک سے دیکھ کے ایک اور ٹیسٹ شیٹ پہ اتارے۔۔۔اور پھر خود ہی ریڈ پوائنٹر سے چک کر کے خود کو ہی ایکسیلنٹ دیا۔۔۔

شاباش عشوے۔۔۔توں کتنی زہین ہے۔۔۔خود کو داد دیتے چک شدہ شیٹ کو سٹ کر کے فولڈر میں رکھا اور لیٹ گی۔۔۔۔

اب اسے کل ریض سے بچنا تھا۔۔جس کے مطابق اسے اگر میم باہر بھیج دیتی۔تو لازمی طور پہ اسے پتہ چل جاتا۔۔۔کوئی نا کوئی اسے ضرور بتا دیتا اگر وہ خود نا بھی دیکھتا تو۔۔۔

چلو کل کی کل دیکھیں گے۔۔۔آنکھیں بند کرتے وہ لمبی تان کے سو گی

اسلام و علیکم مورے۔۔عزت جو ابھی دوپہر کے ڈھائی بجے اٹھ کے باہر آئی۔۔سامنے ہی پلوشہ بیگم بہت خوشگوار موڈ میں بیٹھی ٹیوی دیکھ رہی تھیں۔۔۔

واعلیکم اسلام۔۔۔میرا شہزادی اٹھ گیا ہے۔۔۔پیار سے اسے اپنے پاس بلایا۔۔

جی مورے۔۔حیرت سے انہیں دیکھا۔۔۔ورنہ وہ تو اسے اتنی لیٹ جاگنے پہ اچھی خاصی ڈانٹ سے نوازتی تھی۔۔۔

صبح تمہارا دوست آیا تھا۔۔۔پھر ڈرامہ دیکھتے اسے بتایا۔۔۔

کون۔۔عشوے۔۔ایک وہی تو دوست تھی اس کی جو کبھی بھی آسکتی تھی۔۔۔

ہاں۔۔عشوے۔۔۔منہ کڑوا کر کے اس کا نام لے ہی لیا۔۔

کیا کہہ رہی تھی۔۔۔

پتہ نہیں۔۔ام نے تو اسے صاف صاف کہہ دیا۔۔جب تم جاگو گی تو اس سے مل آؤگے۔۔۔ریموٹ سائڈ سے اٹھاتے آواز آہستہ کی کہ کمرشل بریک آگیا تھا۔۔۔

آپ اسے میرے کمرے میں بھیج دیتی مورے۔۔اسے کوئی کام ہو گا۔۔۔سر صوفے سے ٹکاتے کہا۔۔
اب تو انہوں نے اسے وہاں بھی جانے نہیں دینا تھا۔۔۔صاف لفظوں میں منع نہیں کرتی تھیں بلکہ عین جب وہ جانے لگتی اسے کام لگا دیتیں۔۔یہ کر دو وہ کر دو۔۔۔پانی پلاؤ۔۔۔اب تو وہ کوشش ہی نہیں کرتی تھی ان کے سامنے جانے کی۔۔۔

تم چلا جاؤ اگر جانا ہے تو۔۔۔اس کا چہرا دیکھتے اجازت دی۔۔۔

نہیں۔۔پھر بعد میں جاؤں گی۔۔۔یا کل۔۔۔اس نے خود ہی انکار کر دیا۔۔۔مورے نے ایک پر سکون سانس خارج کی۔۔۔

تمہاری بھائی بھی آئی ہوی ہے۔۔۔اس سے ملو جا کے۔۔۔

سچ میں۔۔۔اوففف اب بتا رہی ہیں آپ۔۔۔پورے چار ماہ بعد وہ گھر آئے ہیں۔۔۔وہ تیزی سے اٹھ کے اوپر بھاگی تھی جہاں اس کا روم تھا۔۔۔ان کا گھر حویلی کی طرز کا تھا لیکن تھا پندرہ بیس مرلوں گا ۔۔۔بہت زیادہ بڑا نہیں تھا۔۔اسی میں باہر کافی پودے گیراج اور بیک سائڈ پہ سویمنگ پول بھی بنا

تھا۔ چھوٹا سا۔۔اوپر والا پورا پورشن ماہ بیر کے قبضے میں تھا جہاں اس کا اپنا چھوٹا سا کچن۔۔۔۔جم اور اتھلیٹ کا بہت سارا سامان رکھا تھا۔۔اس کے علاوہ ایک الگ کمرہ جیسے فٹبال گراؤنڈ کی طرز سے بنایا گیا تھا وہ بھی تھا۔۔اور والے پورشن میں تب ہی جانے کی اجازت ہوتی جب وہ خود گھر موجود ہوتا۔۔ورنہ اس کے لاونج کا دروازہ بند ہی رہتا تھا۔۔

ہیلو۔۔۔دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے وہ ایسے ہی اندر داخل ہوئی۔۔۔لیکن وہ وہاں تھا ہی نہیں۔۔

اوہ۔۔۔یہاں نہیں ہیں۔۔۔پھر دوسرے روم میں آئی۔۔اس کا دروازہ لاک تھا۔۔یہیں ہونگے۔۔ لیکن کیا فایدہ۔۔وہ یقینا سائکلنگ کر رہا ہوگا۔۔اور ساتھ کان میں ہیڈ فری ٹھونسے ہونگے آواز تو جانی نہیں تھی۔۔۔سو منہ بناتے واپس آگئی۔۔

ان سے بندہ تب ہی مل سکتا ہے جب وہ خود چاہیں مورے۔۔۔دل برداشتہ ہوتے واپس ٹیوی لاونج میں آ کے بیٹھ گی۔۔۔

کیا ہوا۔۔سو رہی تھی کیا۔۔۔

نہیں۔۔جم میں تھے۔۔۔آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں جگایا یار مورے۔۔۔

اور اٹھو دیر سے۔۔۔ابھی جا کے پھر سو جاو۔۔۔کیوں کہ اب تم اس سے شام کو ہی ملو گی۔۔وہ جم کر کے سوئے گا۔۔۔جلے پہ اور نمک چھڑکنے کا کام کیا تھا۔۔عزت انہیں خمشگین نظروں سے دیکھتے اٹھ کے کچن میں آگی۔۔۔کچھ کھا پی لیتے ہیں۔۔۔بڑے لوگ تم جیسوں سے نصیبوں سے ہی ملیں گے۔۔۔فرج کھولتے وہ اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی

تم کل ہمارے گھر آئیں تھی نا۔۔اگلے دن صبح صبح ہی عزت نے سلام کے بعد پوچھا۔۔ایک کالج وین پہ آتی تھی اور عزت ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔خان بابا نے بہت کوشش کی تھی عزت اور عشوے دونوں ساتھ چلی جایا کریں چاہے کالج وین پہ ہی سہی۔۔لیکن نا مورے مانی تھی۔اور نا ہی عائشہ بیگم

آئی تھی۔۔۔لیکن پھپھو نے کہا تم سو رہی ہو۔۔بیگ اتار کے سیٹ کو بیگ سے ہی صاف کرتے سائڈ پہ رکھا پھر اپنی سیٹ پہ بیٹھی۔۔۔عزت نے اسے گھور کے دیکھا۔۔لیکن اس کا یہ روز کا کام تھا ۔۔۔

کیا کام تھا ابھی بتا دو۔۔۔عزت بھی اس کے ساتھ بیٹھ گی۔۔۔

ٹیسٹ کا ہی کہنا تھا۔۔۔آج ملنے ہیں نا۔۔۔تو میں کوئی جگاڑ لگانے کا سوچ رہی تھی۔۔۔

بس جگاڑ کی لگاتی رہنا۔۔پڑھنا مت۔۔۔

پڑھتی تو ہوں۔۔۔اب پلیز تم مت شروع ہو جانا۔۔۔اسے گھورتے اپنا فولڈر کھولا۔۔۔پھر ٹیسٹ چیک کیا جو اس نے گھر میں لکھا تھا۔۔۔تسلی کر کے واپس ڈیکس پہ رکھ دیا۔۔۔

اوے۔۔۔تم لوگوں کو پتہ ہے۔۔۔میم نے آج ٹیسٹ پوری اسمبلی کے سامنے دینے ہیں۔۔۔ایک لڑکی جو ابھی روم میں داخل ہوی تھی۔۔۔اپنی دوست کو بتانے لگی تو عشوے نے سن لیا

کیا۔۔۔اس کی تو چیخ ہی نکل گی۔۔۔۔مطلب سارا پلین چوپٹ۔۔۔

تمہیں کیا ہوا۔۔عزت سمیت وہاں موجد تمام لڑکیوں نے اسے گھورا۔۔۔

ک۔۔کچھ نہیں۔۔وہ بس رو دینے کو تھی۔۔۔۔مر گے یار۔۔۔سر بیگ پہ ٹکاتے بس رونے ہی لگی تھی

کچھ بتاؤ گی تو پتہ لگے گا نا۔۔عزت نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے واپس سیدھا کیا۔۔۔

کچھ نہیں یار۔۔۔بس ایسے ہی۔۔اب میری سب کے سامنے انسلٹ ہو گی۔۔۔آہستہ سے عزت کے کان میں بتایا۔۔یار میں اتنی نالائق کیوں ہوں۔۔۔بے بسی سے سوچتے سب کو دیکھا۔۔۔کوئی بھی اتنی پریشان نہیں تھی جتنی وہ تھی۔۔۔

کوئی بھی نلائق نہیں ہوتا یار۔۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ریض سے میں بات کروں گی۔۔وہ نہیں بتائے گا ۔۔تم پریشان مت ہو۔۔۔اور اگر بتا بھی دیا تو کیا ہو گا۔۔۔کون سا انکل تمہیں مار دیں گے بس انسلٹ ہی کریں گے نا۔۔۔اسے تسلی دیتے سمجھایا۔۔۔لیکن وہ تو کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔۔۔

میم ٹیسٹ کہاں رکھتی ہیں۔۔۔آہستہ سے بڑبڑاتے سوچا۔۔یقیناً سٹاف روم میں پڑے ہونگے۔۔۔ جب اسمبلی ہو رہی ہو گی تب۔۔۔

یس۔۔۔عزت کو تو وہ سن ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ وہ تو اپنا ہی سوچ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ سر درد کا بہانہ کرتے وہیں لیٹ گی۔۔۔عزت نے بھی زیادہ فورس نہیں کیا۔۔۔

اسمبلی میں نہیں آؤ گی۔۔۔بل ہونے کے بعد اس سے پوچھا۔۔

آؤں گی۔۔۔تم۔جاو۔۔۔پھر سب کے جانے کے بعد چپکے سے اس نے اپنا ٹیسٹ نکالا۔۔۔اور کلاسز کے پیچھے سے ہوتے سٹاف روم کی طرف بڑھی۔۔۔تمام بچے اسمبلی حال میں جمع ہو چکے تھے اور میمز بھی وہیں تھیں۔۔سب سے اچھا موقع تھا۔۔۔اسمبلی کے بعد ہی میم کسی کو بھیج کے ٹیسٹ منگوائیں گی یقینا۔۔۔۔

سٹاف روم میں چپکے سے داخل ہوتے اس نے آگے پیچھے نظریں دوڑائیں۔۔۔ٹسٹ والی فایل اسے سامنے ہی نظر اگی۔۔۔جلدی سے اس میں سے اپنا ٹسٹ نکال کے دوسرا رکھا جو وہ گھر سے لکھ کے لائی تھی۔۔۔سب کے رمیان میں رکھ کے وہ ویسے ہی اپنا سکول میں کیا ہوا ٹیسٹ اٹھا کے اپنے کلاس روم میں آئی پھر اسے پھاڑ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اسمبلی شروع ہو چکی تھی۔۔۔

ٹکڑے اپنے بیگ کے اندر رکھتے وہ اسمبلی حال میں داخل ہوی۔۔۔دو تین میمز نے اسے گھور کے دیکھا۔۔۔

وہ آرام سے آ کے اپنی کلاس ولی رو میں گھڑی ہو گی۔۔۔دوسری طرف کھڑا ریض اسے گھور رہا تھا ۔۔۔۔

اسمبلی ختم ہونے کے بعد میم نے ایک بچی کو بھیج کے ٹیسٹ منگوائے۔۔۔لیکن عشوے اب پر سکون تھی۔۔۔عزت نے واپس مڑ کے اسے دیکھنے کی کوشش کی جو سب سے آخر میں کھڑی تھی۔۔۔

باری باری سب کو ٹیسٹ دیے جانے لگے۔۔۔

عشوے ناز۔۔۔میم نے اس کا نام پکارا۔۔ریض اور عزت دونوں نے اسے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا۔۔۔

ایکسیلنٹ۔۔۔۔۔بہت اچھا ٹیسٹ ہے آپ کا۔۔۔میم نے حیرانی سے دیکھتے کنفیوز ہوتے اسے ٹیسٹ پکڑایا۔۔۔پھر واپس لے کے اس کی رائٹنگ چک کی۔۔۔یہ آپ کا ہی ہے نا۔۔۔وہ حیران تھیں عشوے کو ایکسیلنٹ کیسے مل گیا۔۔۔

جی جی میم۔۔میں ہی ہوں۔۔۔عشوے نے مسکراتے بھرپور کونفیڈنس سے کہا۔۔۔

یہ رائٹنگ۔۔۔

مجھے دیکھائیں میم۔۔۔میں چیک کرتا ہوں۔۔ریض نے سب کے سامنے ہاتھ کھڑا کیا۔۔میم نے پھر اسے چیک کروایا۔۔۔وہ بھی حیران تھا۔۔۔واقع۔۔یہ عشوے کی ہی رائٹنگ تھی۔۔عشوے گردن اکڑائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

یس میم۔۔۔یہ اسی کی ہے۔۔۔پھر میم نے کچھ اور اس کی کلاس فیلوز کو بھی اس کا ٹیسٹ چیک کروایا ۔۔۔اسی کی ہی رائٹنگ تھی۔۔۔پھر میم نے سپیشل اس کے لیے تالیاں بجوائیں۔۔۔چلتے اپنی جگہ تک آتے عزت کو دیکھا جو دانت کچکچا کے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کی ساری کاروائی وہ اچھے طریقے سے سمجھ چکی تھی۔۔۔اب اتنی زندگی ساتھ گزاری تھی تو اتنا بھی اسے نا جان سکتی تو کیا وہ دوستی دوستی کہلانے کے لائق رہ جاتی

یہ دیکھیں بابا۔۔۔رات کو پھر عشوے خوشی خوشی اپنا ٹیسٹ خود سب کو دیکھانے کے آئی۔۔۔

یہ کیا ہے۔۔۔ٹیسٹ پکڑتے حمید صاحب جیب سے چشمہ نکالنے لگے۔۔پھر لگا کے دیکھا تو وہ اس کا ٹیسٹ تھا۔۔۔پاس بیٹھا ریض اسے گھور رہا تھا۔۔۔وہ یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ عشوے کا ٹیسٹ اتنا اچھا ہو سکتا ہے۔۔۔

بابا نے عشوے کو شاباش دی اور اور زیادہ محنت کرنے کا کہتے ایک نظر ریض کو بھی دیکھا جو اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی کچا چبا جائے گا۔۔

مجھے دیکھائیں۔۔۔پھر مما نے بابا کے ہاتھ سے پکڑا۔۔۔

نقل کی ہو گی۔۔۔مما نے دیکھتے ہی کہا۔۔۔

ہاں نا۔۔۔مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔۔کیونکہ جو آج تک انڈا۔۔۔میرا مطلب صفر لیتی آئی ہو۔۔وہ اچانک پورے مارکس کیسے لے سکتی ہے۔۔۔اور وہ بھی بنا پڑھے۔۔۔

بنا پڑھے کیوں۔۔۔میں نے پڑھا ہے ساری رات۔۔اور اب تم جلنا چھوڑ دو اور آرام سے اس بات پہ یقین کر لو کہ میرا ہی ٹیسٹ ہے

کیسے یقین کر لوں۔۔۔اس دن صبح تو تم مووی دیکھ رہی تھی۔۔۔بابا اور مما کو دیکھتے اس کا ایک اور بھانڈا پھوڑا۔۔۔عشوے کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔۔۔

ن۔۔نہیں دیکھتی مووی۔۔۔بمشکل نوالہ نگلتے اس نے ریض کو گھورا

جھوٹی۔۔۔ابھی لپ ٹاپ دیکھوں تمہارا۔۔۔

ہ۔۔۔ہاں دیکھ لو۔۔ہاتھوں کو ہلاتے اس کے چہرے پہ ہوائیاں بھی اڑ رہی تھی۔۔۔

ابھی دیکھتا ہوں۔۔۔وہ اٹھ کے اندر جانے لگا۔۔۔

رکو۔۔ابھی کھانا تو کھا لو۔۔۔ مما کی گھور کو اگنور کرتے اسے واپس بلایا۔۔۔ریض واپس خاموشی سے بیٹھ گیا ۔۔کیونکہ آگ تو لگا چکا تھا اب بس بابا اپنے کمرے میں جاتے اور پیچھے مما نے چپل سے عشوے کی دھلائی کرنی تھی۔۔۔وہ ابھی اچھے طریقے سے۔۔۔اور ریض نے وہ سین انجوائے کرنا تھا ۔۔۔

عشوے نے بڑی مشکل سے تین چار نوالے لیے تھے۔۔۔بھوک تو اس کی مر گی تھی۔۔۔بابا کے جانے سے پہلے وہ اٹھنے لگی۔۔

کھاؤ کھانا سہی کر کے۔۔۔بس دو ہی نوالے۔۔۔دانت پیستے مما نے اسے بیٹھے رہنے کا کہا ناچار وہ وہیں ٹکی رہی

پھر کچھ دیر بعد بابا چلے گے تو بنا کسی لحاظ کے انہوں نے چپل اتار لیا تھا۔۔۔

تم بے شرم۔۔۔ کتنی بار کہا ہے فلمیں نا دیکھا کرو۔۔۔ پھر بھی۔۔۔ جوتا اس کے بازو پہ مارتے کہا۔۔۔

نہیں دیکھتی۔۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔ وہ اپنے بچاؤ کے لیے کھڑی ہو گی تھی۔۔۔

سچ کہہ رہا ہوں۔۔ میں نے خود اپنی گناہ گار آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔ اسے چڑاتے وہ اپنا مقصد پورا کر چکا تھا۔۔۔ اور عشوے منہ پہ ہاتھ پھیرتے اسے وارن کرتے عائشہ بیگم کے پھینکے ہوے جوتے سے بچتے اپنے کمرے میں غڑاپ سے غائب ہو گی۔۔۔ عائشہ پیچھے سے ریض کو سنانے لگیں۔۔۔ کہ تم نے اسے لپ ٹاپ دلوایا تھا اب فیل ہو جاتی ہے یہ وہ اور ریض کان بند کیے کھانا کھا رہا تھا

رولنمبر سلپ آ گئی ہیں کیا۔۔۔ ان کا تیسرا لیکچر ختم ہوا تھا جب ایک لڑکی نے میم کو روک کے پوچھا

ابھی تک تو نہیں بچے۔۔لیکن کل تک امید ہے آجائیں۔۔۔وہ خود بھی شیور نہیں تھیں۔۔۔

ان کے پیپرز سٹارٹ ہونے والے تھے اور رمضان بھی بلکل قریب تھا۔۔آدھے پیپر رمضان میں ہی تھے۔۔سب خوب دل لگا کے محنت کر رہی تھیں سوائے عشوے سیال کے۔۔۔وہ نقل کرنے کے نئے سے نئے طریقے ڈھونڈھ رہی تھی جن کو استعمال کر کے وہ پیپر میں پاس ہو سکتی تھی ایسے ہی دن تیزی سے گزر رہے تھے جب ایک دن اچانک اس پہ پابندی لگا دی گی پڑوس میں نا جانے کی

آپ آپا سے بات کریں نا عشوے اور ماہ بیر کے لیے۔۔۔کپڑے الماری میں سٹ سے کرتے وہ اس وقت حمید صاحب کے کمرے میں تھیں۔۔

دیکھیں بیگم جی۔۔۔میں بات تو کر لوں گا بھائی صاحب سے۔۔لیکن پلوشہ کا تمہیں پتہ ہے۔۔۔وہ پتہ نہیں کیسے رئیکٹ کرے۔۔۔چشمہ درست کرتے انہوں نے عائشہ بیگم کو دیکھا۔۔

آپ بات کریں۔۔۔آپا۔۔۔چاہے جتنا بھی اختلاف رکھ لیں لیکن وہ اس رشتے کے لیے ضرور راضی ہو جائیں گی۔۔۔بس عشوے اپنے گھر کی ہو جائے۔۔۔

آپ کو اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔ابھی تو اس کے پیپر نہیں ہوے ابھی وہ اٹھارہ کی نہی ہوی اور اسے گھر سے نکالنے پہ تلی ہیں۔۔۔

میں ابھی شادی کا تھوڑی کہہ رہی ہوں دو تین سال بعد ہی سہی۔۔لیکن رشتہ تو پکا ہو جائے نا۔۔۔ٹینشن ختم ہو گی۔۔۔اگر ہم دیر کریں گے تو کیا پتہ ماہ بیر کسی اور لڑکی کو پسند کر لے اور میری عشوے۔۔۔

عشوے کا نصیب جو ہو گا اسے وہی ملے گا۔۔آپ زیادہ ٹینشن نا لیں۔۔۔ابھی تو وہ خود کو نہیں سنبھال سکتی اور تم اس پہ پورے گھر کی زمہ داری ڈالنے کا سوچ رہی ہو۔۔۔

پھر وہی بات۔۔۔میں شادی کا تھوڑی کہہ رہی ہوں۔۔بس بات کانوں میں ڈال دیں ان کے۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔بھائی صاحب سے ملاقات ہو تو۔۔میں بات کروں گا۔۔۔۔

کچھ دنوں بعد انہیں مسجد سے واپسی پہ خان بابا مل گے۔۔انہوں نے اپنے گھر آنے کی دعوت دی تو وہ باخوشی چلے گے۔۔۔پلوشہ بھی خوشدلی سے ملی تھی جو بھی تھا۔۔تھا تو بھائی ہی نا۔۔اس سے وہ اکھڑے ہوے لہجے میں بات تھوڑی کر سکتی تھیں۔۔۔

چائے پیئیں گے یا جوس۔۔۔

کچھ نہیں پلوشہ۔۔۔بس تم یہاں بیٹھ جاؤ۔۔اتنا کافی ہے۔۔۔محبت سے ان کا ہاتھ تھامتے ساتھ بٹھا لیا ۔۔۔پھر باتوں باتوں میں ماہ بیر کی شادی کا ٹاپک چھیڑ دیا۔۔۔

ابھی تک تو نہیں بھائی صاحب۔۔۔لیکن جلدی ہی میں اپنے بیٹے کے سر پہ سہرا جاؤں گی۔۔۔پلوشہ تو خوش ہو رہی تھیں اس زکر پہ۔۔۔

ہمم۔۔۔ہم بھی عشوے کے لیے رشتہ تلاش کر رہے ہیں۔۔آپ کی نظر میں اگر کوئی ہو تو۔۔۔ انہیں امید تھی کہ وہ کہہ دیں گی کہ عشوے مجھے دے دو ماہ بیر کے لیے لیکن جواب بر عکس آیا ۔۔۔

ہاں ہاں۔۔۔کیوں نہیں بھائی صاحب۔۔۔ان کے رشتے کی بہن کا بیٹا ہے۔۔۔اس نے بھی عشوے کے ساتھ ہی انٹر پاس کر لینا ہے۔۔۔ام اس سے بات کریں گے آپ کی عشوے کی۔۔۔ان کے چہرے پہ آتے جاتے رنگوں کی پرواہ نا کرتے وہ روانی سے بولتی گی تھیں۔۔۔حمید صاحب پھر اور بات کیے بنا کچھ دیر وہیں بیٹھے رہے پھر اٹھ کے چلے آئے۔۔۔وہ جانتے تھے جب یہ بات وہ عائشہ کو بتائیں گے جو رہا سہا تعلق ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا ان دو گھروں کے درمیان۔۔۔لیکن وہ کیا کر سکتے تھے۔۔۔حقیقت سے نظریں چراتے وہ عشوے کو ان کے سروں پہ مسلط تو نہی کر سکتے تھے نا ۔۔۔دل گرفتگی سے سوچتے وہ اپنے لاونج میں داخل ہوے۔۔۔

آج دیر کر دی۔۔۔عائشہ بیگم سامنے ہی ڈائینیگ چئیر پہ بیٹھیں سفید چنے صاف کر رہی تھیں۔۔۔

ہاں بس پلوشہ کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔چلتے ہوے وہ بھی ان کے پاس آکے بیٹھ گے۔۔۔پھر انہیں دیکھا۔۔۔

میں نے بات کی تھی ابھی۔۔۔پلوشہ سے۔۔۔لیکن۔۔۔وہ خاموش ہوے۔۔۔

عائشہ چنے چھوڑ کے ان کا چہرا دیکھ رہی تھیں۔۔۔لیکن۔۔۔

لیکن۔۔پلوشہ نے انکار کر دیا ہے۔۔۔

کیوں۔۔۔میری بیٹی میں کیا کمی ہے۔۔۔ممتا عود کے آئی۔۔۔

کمی نہیں ہے۔۔۔اچھا ہی ہوا ہے کہ نہیں بنی بات۔۔۔ہماری عشوے اتنی چھوٹی ہے ماہ بیر سے۔۔وہ کم سے کم آٹھ نو سال بڑا ہے سمجھ دار ہے۔۔۔اپنے لیے ایک میچور لائیف پاٹنر ڈیزرو کرتا ہے اور عشوے ابھی بچی ہے۔۔۔لا بالی سی۔۔۔ابھی تو اس کے جھگڑے ہی ختم نہیں ہوتے۔۔۔

ہو جاتی سمجھ دار۔۔ان کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔۔۔افسوس۔۔ازیت کیا کیا نہیں تھا۔۔۔

آپ پریشان نا ہو عائشہ بیگم۔۔

اللہ نے جو ہماری بیٹی کے لیے جوڑ بنایا ہو گا۔۔۔اس سے اچھا تو ماہ بیر نہیں ہو گا نا۔۔۔ان کے ہاتھوں کو تھامتے تسلی دی۔۔۔وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔۔عائشہ بیگم بھی خاموش ہو گیں۔۔۔

لیکن یہ دکھ کچھ دنوں میں غصے میں بدل گیا تھا اور اس غصے کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اب ان کے گھر آنا جانا بند۔۔۔خاص طور پہ عشوے کا۔۔۔چاہے کوئی مر ہی کیوں نا رہا ہو ان کے گھر کسی بھی حال میں نہیں جانا۔۔۔سہی کہتے ہیں رشتے ہو جائیں تب بھی لڑائی جھگڑے اور نا ہوں تو پھر تو لازمی سی بات ہے۔۔۔

لیکن کیوں مما۔۔۔ابھی تو ہم لوگوں نے گروپ سٹڈی کرنی تھی۔۔۔عشوے نیا حکم سن کے پریشان تھی۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔عزت ویسے ہی کم آتی تھی اب اور۔۔اب اس کا بھی آنا جانا ختم۔۔۔

بس میں نے کہہ دیا نا۔۔نہیں تو نہیں۔۔۔

آپ کو پتہ ہے ہمارے پیپر سٹارٹ ہونے والے ہیں۔۔ہم نے پڑھنا ہے۔۔۔

بے شک فیل ہو جاؤ۔۔پر ان کے گھر نہیں جانا۔۔دو ٹوک انداز میں منع کرتے اسے اور کچھ بولنے سے بھی روک دیا۔۔پاؤں پٹختے وہ اپنے کمرے میں اگی۔۔۔

صرف یہ ہی نہیں۔۔کچھ دن بعد اس سے اس کا لیپ ٹاپ بھی چھین لیا گیا۔۔پیپر کی تیاری کرو۔۔ اور پھر عشوے اکیلی ہو گی۔۔۔سارا دن کالج سے آکے بولائی بولائی پھرتی کبھی مما کے ساتھ کام کروا دیتی۔۔لیکن پڑھتی پھر بھی نا۔۔۔جس دن پیپر تھا اس سے ایک دن پہلے اس نے پڑھنا شروع کیا تھا اور پھر دل لگا کے پڑھا تھا۔۔۔

پہلا پیپر انگلش کا تھا۔۔جو اس کے خیال میں اتنا اچھا تو ہو ہی گیا تھا کہ وہ پاس ہو جاتی اگلے پیپر رمضان میں تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عائشہ بیگم ساتھ ساتھ رمضان کی تیاری بھی کرتی تھیں اور اسے پڑھائی کی تاکید بھی کرتی رہتیں ۔۔ریض آج کل اسے کم ہی تنگ کرتا تھا اس کے بھی پیپر ہونے تھے۔۔اسے بھی تیاری کرنی ہوتی تھی۔۔نیز یہ کے ان کے گھر ایک دم سے خاموشی چھا گی۔۔۔عائشہ بیگم ہولتی رہتی تھیں۔۔ کبھی تنگ

آکے عشوے کو ڈانٹنا شروع کر دیتیں بلا وجہ۔۔۔اس کے رشتے کے لیے بھی پریشان تھیں۔۔۔اور اب اس کی حرکتوں سے بھی۔۔۔جو فلمی ہیروئن کی طرح کبھی یہاں اداس پڑی ملتی تو کبھی وہاں۔۔۔

مما جانے دیں آج تو۔۔۔یار میرا کل پیپر ہے پاک سٹڈی کا۔۔۔میرے نوٹس ہیں عزت کے پاس ۔۔۔پہلے عشرے کا تیسرا روزہ تھا اور عشوے مما کی پھر سے منتیں کر رہی تھی۔۔۔اس کے نوٹس عزت نے لیے تھے عزت کے اپنے گم ہونے کی وجہ سے۔۔۔۔

بک سے پڑھو۔۔۔افطار کے لیے پکوڑے تلتے اسے صاف انکار کیا۔۔۔

مما بس یوں گی اور یوں آئی۔۔۔پلیز جانے دیں۔۔۔۔

کہا نا نہیں تو بس نہیں۔۔اب چاہے فیل ہو جاؤ۔۔۔

مما ہو کیا گیا ہے۔۔ایسی بھی کیا قیامت اگی ہے۔۔۔آپ نے سارے تعلق ہی توڑ دیے ہیں۔۔۔

جو بھی ہو۔۔تمہارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔بس جاؤ یہاں سے میرا سر نا کھاؤ۔۔کام کاج آتا نہیں ہے ماں سے سوال جواب کرنے خوب آتے ہیں بس۔۔۔ائی بڑی یوں گی یوں آئی۔۔۔ نقل اتارتے اسے ڈانٹ کے بھگایا۔۔

میں جا رہی ہوں۔۔پھپھو ہیں میری آئی سمجھ۔۔۔اپ نہیں روک سکتیں۔۔ضدی نداز میں کہتے وہ باہر جانے لگی۔۔

چلی جاؤ۔۔۔پھر وہیں رہ لینا واپس گھر مت انا۔۔۔ٹانگیں توڑ دوں گی تمہاری۔۔۔

مما۔۔وہ رو ہی پڑی۔۔کتنی ظالم عورت ہیں۔۔۔پاوں پٹخ کے اپنے کمرے میں واپس آ گی۔۔

پتہ نہیں کیوں ایسا کر رہی ہیں۔۔۔اب میں کہاں سے پڑھو۔۔۔۔پاک سٹڈی کی بک تو تھی لیکن اس پہ لونگ لونگ لکھا تھا پوائنٹ ٹو پوائنٹ نہیں تھا۔۔۔اور نوٹس بہت اچھے اور آسان تھے۔۔۔

لپ ٹاپ بھی نہیں تھا۔۔۔

اچھا مما لپ ٹاپ تو دے دیں۔۔۔وہ دو منٹ بعد پھر عائشہ بیگم کے سر پہ کھڑی تھی۔۔۔

لپ ٹاپ بیچ دیا ہے میں نے۔۔۔کفگیر سے پکوڑوں کو ہلاتے ادائے بے نیازی سے کہا۔۔۔

کیاااا۔۔آپ کا دماغ۔۔۔م۔۔میرا مطلب ہے اس میں میرے کالج کی پکس تھیں مما۔۔۔صدمے سے وہ بے حوش ہونے والی تھی۔۔۔۔

ابھی وہ وقت نہیں ہے کہ تم بیٹھ کے اپنے فوٹو دوکھو۔۔۔جا کے عبادت کرو۔۔۔خود روزہ رکھا نہی ہے اور میرے سر پہ کھڑے ہو مجھے تنگ کر رہی ہو۔۔

میرا پیپر تھا اس لیے نہیں رکھا۔۔۔۔صدمے سے چور لہجے میں کہا۔۔۔

آپ بتائیں بیچ دیا ہے۔۔۔

ہاں۔۔۔

سچ میں۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا

اوفف نہیں بیچا۔۔۔لیکن دوں گی نہیں۔۔۔

اوکے۔۔۔روزہ رکھ کے جھوٹ نہیں بولتے مما۔۔۔خمشگین نظروں سے ماں کو دیکھا۔۔۔عائشہ بیگم نے مشکل سے مسکراہٹ کنٹرول کی تھی۔۔۔۔

چلو جاؤ اب یہاں بہت گرمی ہے۔۔۔

عشوے وہاں سے ایک بار پھر خالی ہاتھ واپس آگئی۔۔۔اب بس ایک ہی طریقہ تھا اور وہ تھا چھت سے پڑوس میں جایا جائے۔۔۔پڑوس والوں کے دو پورشن تھے اور پھر اوپر چھت تھی۔۔۔لیکن ان کا ایک ہی پورشن تھا۔۔مطلب ان کے سیکنڈ پورشن کے برابر ان کی چھت تھی۔۔۔دبے پاؤں وہ اوپر آئی۔۔۔سامنے والا کمرہ ماہ بیر کا تھا۔۔۔اس کے ٹیرس کی دیوار۔۔۔ان کے چھت کے کونے پر تھی۔۔۔بلی کی چال چلتے وہ سامنے آئی۔۔۔ٹہرس کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔

شکر ہے۔۔۔گہرا سانس لیا۔۔۔

چلو عشوے۔۔۔اب اندر چلتے ہیں۔۔۔ماہ بیر گھر تو ٹکتا نہیں تھا۔۔۔جو وہ پھنستی۔۔۔دوپٹہ کندھے سے لا کے کمر پہ باندھا۔۔۔پھر آگے ہو کے جوتے پہلے اندر پھینکے۔۔۔ماہ بیر جو وضو کر کے نکل رہا تھا ۔۔۔ٹھٹک کے رکا۔۔۔

پھر ایک نظر ٹہرس کو دیکھا۔۔۔جس پہ لگے بلر شیشے پہ کسی کے ہاتھ رکھ تھے۔۔۔پھر بندر کی طرح اچھلتے اس کا آدھا حصہ بھی نمودار ہوا۔۔۔ماہ بیر ماتھے پہ تیوریاں چڑھائے سامنے ہوا۔۔۔

عشوے جہاں کھڑی تھی اگر وہاں سے اس کا زرا سا بھی پیر ڑپٹتا وہ سیدھا زمین پہ گرتی۔۔۔چھت پہ بھی نہیں زمین پہ۔۔۔۔

ماہ بیر جس پہ ابھی تک اس کی نظر نہیں پڑی تھی۔۔چلتا ہوا بلکل اس کے قریب آیا۔۔۔وہ جو سر نیچے کیے اپنے پیروں کو دوبارہ سٹ کر کے ٹکلنے کے لیے جگہ تلاش رہی تھی کولون کی خوشبو کو قریب سے انے پہ چونکی۔۔۔پھر پلکیں اٹھا کے دیکھا۔۔

سامنے کوئی کھڑا تھا سفید کاٹن کے سوٹ میں کف موڑے ہاتھوں سے ٹپکتے پانی کے ننھے قطرے۔۔۔ اس نے تھوڑا سا اوور اوپر دیکھا۔۔چوڑے مضبوط شانے چوڑا سینا۔۔۔پھر داڑھی کو جو ہلکی بڑھی ہوئی تھی۔۔۔

اس کے اوپر ہونٹ اور پھر ہلکی مونچھیں۔۔۔

ماہ بیر بھائی۔۔۔اس کا ہاتھ ریلنگ سے پھسلا تھا جو مکمل پسینے سے تر تھا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتی۔۔۔ماہ بیر نے آگے ہو کے اسے کمرے سے پکڑ لیا۔۔اس کا دل دھک سے رہ گیا ۔۔۔

کیا کرنے آئی ہو۔۔۔ان دونوں کے درمیان بس کچھ انچ کا فاصلہ تھا۔۔۔

پ۔۔پلیز چھوڑنا نہیں۔۔م۔۔میں گر جاؤں گی۔۔۔کن اکھیوں سے زمین زمین سے ٹہرس تک کی بلندی کو ناپا۔۔۔یہاں سے گری تو ایک بھی ہڈی نہیں بچے گی۔۔۔جھرجھری لیتے ماہ بیر کو دیکھا جس کی سانسیں اسے اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

کیا کرنے آئی ہو۔۔۔یہاں۔۔۔ماہ بیر سخت لہجے میں کہتا اسے گھور رہا تھا۔۔۔

ع۔۔عزت سے ملنا تھا۔۔۔اس کی کمر ماہ بیر کے ہاتھ سے نکل رہے تھی۔۔۔م۔۔مجھے اوپر کریں پلیز ۔۔۔کانپتے ہاتھوں سے اس نے ماہ بیر کے کالر تھامے تھے۔۔۔

اگر میں گرا دوں تو۔۔ماہ بیر نے ہاتھ زرا سا ڈھیلا کیا۔۔۔وہ پھسل کے نیچے ہوتے چیخنے لگی تھی ۔۔اگلے ہی جھٹکے میں ماہ بیر نے اسے اٹھا کے اندر کیا۔۔۔

اب بتاؤ۔۔۔کیوں آئی ہو یہاں۔۔۔پھر چلتے اس کے قریب ہوتے دیوار کے ساتھ لگایا۔۔۔وہ جو خوف سے کانپ رہی تھی بے یقینی سے ماہ بیر کو دیکھنے لگی۔۔۔اس نے یہ تو سوچا ہی نہیں تھا کہ ماہ بیر بھی ہو سکتا تھا وہاں۔۔۔

و۔۔وہ مجھے نوٹس لینے تھے۔۔۔

سیدھا راستہ بھی تھا نا۔۔۔اس کی گردن پہ اپنی انگلیوں کا لمس چھوڑتے سمٹنے پہ مجبور کر گیا۔۔۔

ت۔۔تھا۔۔۔لیکن مما نہی آنے دیتیں۔۔۔گردن جھکاتے گال کو کندھے سے مسلا۔۔۔

لیکن یہ طریقہ بھی تو سہی نہیں ہے نا۔۔ماہ بیر کی آنکھوں میں جزبات کی لو دہک رہی تھی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کیا کر رہا تھا اس وقت۔۔۔

میں۔۔چلتی ہوں۔۔۔عشوے اسے ہلکا سا دھکا دے کے سائڈ پہ کرتے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

واپس اسی کمرے میں ہی انا ہے محترمہ۔۔۔اس کے باہر نکلتے وہ معنی خیزی سے مسکرا رہا تھا۔۔۔

وہ دبے پاؤں چوروں کی طرح سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔جوتے وہ ماہ بیر کے روم میں ہی چھوڑ آنے کی وجہ سے وہ بے آواز چلتی لیونگ روم تک پہنچی۔۔۔

آے تم اوپر کہاں سے آرہی ہو۔۔۔وہ جو آخری سیڑھی سے دبریز کالین پہ پاؤں رکھنے والی تھی دبنگ آواز پہ کانپ سی گی۔۔۔

و۔۔وہ۔۔میں ملنے آئی تھی۔۔۔ہکلاتے اسے سمجھ نہیں آیا کیا جواب دے۔۔۔

کیا۔۔تم ماہ بیر سے اکیلے ملنے آئی تھی۔۔۔توبہ توبہ۔۔۔پلوشہ بیگم اس کے سر پہ کھڑی تھیں۔۔۔

ن۔۔نہیں۔۔بھائی سے نہیں۔۔۔و۔۔وہ عزت سے ملنا ہے مجھے۔۔۔میرے نوٹس ہیں اس کے پاس ۔۔۔وہ جلدی سے سیڑھی عبور کرتے انہیں سمجھانے لگی۔۔۔

اور جوتے۔۔۔۔کہاں ہیں۔۔۔اب ان کی نظر پاؤں پہ پڑی۔۔

وہ عزت کے روم میں تیزی سے کہا۔۔۔

آ تو تم اوپر سے رہی ہو۔۔۔وہ اسے مشکوک نظروں سے گھور رہی تھیں۔۔۔

ج۔۔جی نہیں پھپھو۔۔۔میں عزت کے ہی پاس تھی۔۔۔وہ۔۔اس نے کہا بھائی سے موبائل لے آؤ۔۔۔بس وہاں جا رہی تھی۔۔۔برقت بہانا بناتے وہ تیزی سے عزت کے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔ وہ جو بکس پھلائے لکھ لکھ کے یاد کر رہی تھی اسے آندھی طوفان کی طرح نازل ہوتے دیکھ کے سیدھی ہوی۔۔۔

کیا ہوا۔۔اس کے چہرے پہ ہوائیاں اڑتی دیکھ کے پوچھا۔۔

مجھے یقین نہیں آتا یہ میری پھپھو ہیں۔۔۔اتنی خوفناک۔۔۔

آؤ ہیلو بہن۔۔میری ماں کے بارے میں بات کر رہی ہو۔۔

ہاں ہاں پتہ ہے۔۔۔تم میرے نوٹس واپس کر دیتی نا۔۔تو یوں مجھے دو عورتوں کو دھوکہ نا دینا پڑتا ۔۔اب جلدی واپس کرو دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔پہلے تمہارا بھائی اوپر قید کر کے کھڑا ہو گیا تھا۔۔بنا سوچے جلدی سے اپنے نوٹس اس کی بکس کے بیچ سے نکالے۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔کل سینٹر میں بات ہو گی۔۔۔

جس تیزی سے آئی تھی ویسے ہی واپسی کے لیے مڑی۔۔۔

بھائی نے قید۔۔۔عزت ابھی تک وہی بات سوچ رہی تھی۔۔۔

رکو رکو۔۔۔تم آئی کیسے ہو۔۔۔مامی نے منع کیا ہے نا۔۔۔پھر۔۔۔عزت کو کچھ کچھ سمجھ آرہا تھا۔۔۔

جی بلکل۔۔۔اور جسے آئی ہوں۔۔۔اب واپس بھی۔۔۔۔وہ جو باہر نکلنے لگی تھی سامنے پھپو کو گھورتا دیکھ کے واپس اندر ہوی۔۔۔

عزت پلیز ایک ہیلپ کر دو۔۔۔اس کے پاس بیڈ تک چلتی آئی پھر منت بھری نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

ہاں۔۔۔کرتی ہوں میں تمہاری مدد۔۔۔جوتے کہاں ہیں۔۔۔۔منہ بناتے اس کے خالی پیر دیکھے۔۔۔پھر عشوے نے اسے ساری کہانی۔۔۔دکھ بھری کہانی سنائی

عزت تو پہلے اسے گھورتی رہی پھر ہنستے ہنستے اس کے ساتھ باہر آئی۔۔۔

تم لوگ ماہ بیر کو آرام کرنے دو گے۔۔۔وہ لوگ اوپر قدم رکھ رہے تھے جب پیچھے سے ایک بار پھر آواز آئی۔۔۔

ج۔۔جی مما۔۔۔ہم لوگ بھائی سے لیپ ٹاپ لینے جا رہے ہیں۔۔کچھ نوٹس بنانے ہیں۔۔۔عشوے عزت کے پیچھے ایسے کھڑی تھی کہ اس کے پیر چھپ گے تھے۔۔۔

جلدی واپس آؤ۔۔۔

جی۔۔۔پھر وہ دونوں اوپر آئیں۔۔۔

بھائی دروازہ کھولیں۔۔ساتھ دروازہ ناک بھی کیا۔۔۔

اجاو۔۔۔کھلا ہے۔۔۔بھاری مردانہ آواز اندر سے آئی تو عزت نے ہینڈل گھماتے دروازہ کھولا۔۔۔

بھائی۔۔اس کے جوتے۔۔۔اپنی مسکراہٹ کو کنٹرول کرتے عزت نے بھائی کو دیکھا۔۔۔وہ جو بیڈ پہ بیٹھا قرآن کی تلاوت کر رہا تھا چونکہ۔۔مطلب وہ اکیلی نہیں آئی۔۔۔

کس کے۔۔۔قرآن مجید بند کرتے غلاف میں لپٹا۔۔۔

عشوے کے۔۔۔عشوے ابھی تک وہیں کھڑی دم سادھے اس انسان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔مضبوط کلائی ۔۔۔اوپر مڑے ہوئے کف۔۔۔وہ بے دھیانی سے اس کی کلائی پہ موجود چھوٹے چھوٹے بالوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

جب آئی تھی پہن کے جاتی۔۔۔ٹھرس تو عبور کر ہی لیا تھا محترمہ نے۔۔۔ماہ بیر نے اس کی نظروں کا تعاقب کرتے اپنا کف سیدھے کر کے بٹن بن کر دیے۔۔

میں جاؤں۔۔۔پھر عشوے نے دونوں کو دیکھ کے ایسے پوچھا کہ جیسے وہ یہاں سے جانا چاہتی بھی ہو اور نا بھی۔۔۔پھر آگے ہو کے اپنے جوتے پہنے جو ایک ٹھرس کے پاس گرا تھا اور ایک فماتنا اونچا پھینک دیا تھا کی واش روم کے دروازے کے پاس پڑا تھا۔۔جھرجھری لیتے اس نے پہلے نوٹس ٹھرس

سے اپنی چھت پہ پھینکے۔۔۔پھر واپس جوتے اتارے اور جوتے بھی اپنی چھت پہ اچھالے۔۔وہ دونوں اس کی حرکتیں ملاحظہ فرما رہے تھے۔۔۔

میں چلتی ہوں۔۔۔پاؤں سٹ کر کے رکھتے پیچھے مڑ کے دوں کو دیکھا۔۔

۔گر جاؤ گی عشوے۔۔۔۔سامنے دیکھو۔۔۔ماہ بیر نے بے ساختہ کہا تھا۔۔۔عشوے نے واپس مڑتیمے ایک بڑی چھلانگ لگائی اور اپنی چھت پہ کود گی وہ چھلانگ اتنی بڑی ہو گی تھی کی اپنی چھت پہ گرتے اپنا بیلنس برقرار نہیں رکھ پائی اکھڑا ہوا سیمنٹ ہونے کی وجہ سے اس کا گھنٹہ اور ہتھیلی دونوں چھل گے تھے۔۔۔لیکن وہ کسی تکلیف کا تاثر دیے بنا واپس مڑی وہ دونوں ہی کھڑے اسے فکر مندی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

بائے۔۔۔لنگور۔۔۔ان کو ہاتھ ہلایا۔۔پھر جوتے پہنے نوٹس اٹھائے اور واپس آ گئ۔۔۔عائشہ بیگم ابھی تک پکوڑے تل رہی تھیں۔۔۔۔

‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐‐

کیسے پاگل دوست ہیں۔۔۔ماہ بیر نے ایک سنجیدہ نگاہ عزت پہ ڈالی جو واپس مڑنے لگی تھی۔۔۔

پاگل نہیں ہے۔۔۔ایکچولی مامی اسے یہاں آنے نہیں دیتیں۔۔۔اور اس کے نوٹس میرے پاس تھے ۔۔۔

تو کسی اور کو بھیج دیتی۔۔ریض کو بھیج دیتی۔۔خود بندروں کی طرح اچھل اچھل کے لازمی انا آتا ہے ۔۔وہ دونوں انجانے میں ایک دوسرے کو لنگور اور بندر کہہ چکے تھے۔۔۔

وہ بات مان لے تو مسلہ ہی کیا ہے۔۔۔۔۔

ہم۔۔۔جاؤ۔۔کوئی فایدہ نہیں تھا عزت سے کچھ کہنے کا اس نے سائڈ ہر حال میں اسی کی ہی لینی تھی ۔۔۔پھر اس کے جانے کے بعد اس نے اپنا موبائل نکالا۔۔۔بینش کا میسج آیا ہوا تھا۔۔۔

شام پانچ بجے ٹریک پہ ملتے ہیں۔۔۔میسج دیکھ کے اس کی آنکھوں میں ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی

۔۔۔

ماہ بیر خان۔۔۔اٹھائیس سال کا نوجوان مرد۔۔۔وہ کسی بھی بزنس کا اکلوتا وارڈ نہیں تھا۔۔بلکہ وہ اپنے بل بوتے پہ کام کرنے کا قائل تھا چاہے پھر وہ ریڑھی لگا کے پیاز ہی کیوں نا بیچتا۔۔۔خان بابا کی اپنی فیکٹری تھی لیکن ماہ بیر وہاں کبھی بھی باس کی طرح نہیں گیا تھا اور جاتا بھی بہت کم ہی تھی

۔۔۔۔

گریجوئیشن کے بعد اس نے فیزکل ایجوکیشن میں پی ایچ ڈی کی تھی۔۔۔اسے بچپن سے ہی پہاڑوں پہ چڑھنا دریاں میں اترنا۔۔۔اونچی اونچی جگاہوں پہ جانے کا بہت شوق تھا۔۔۔پھر اس نے ایتھلیٹ بنے کا سوچا۔۔۔وہ ایک قابل ہائیکر تھا۔۔۔ایک خوبصورت اور مضبوط جسم کا مالک بھی وہ انہی سرگرمیوں کی بدولت تھا۔۔۔جو اس کا کام تھا اس میں ہمشہ انسان کو فٹ رہنا پڑتا تھا۔۔۔آج کل وہ خود کلاسز دے رہا تھا اور بینش اس کی سٹوڈینٹ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھی دوست بھی تھی۔۔۔اس کا حلقہ احباب بہت وسیع نہیں تھا۔۔۔بچپن سے لے کے اب تک اس نے تین دوست بنائے تھے۔۔۔وہ بھی ان لوگوں نے اوفر کی تو وہ مان گیا تھا۔۔۔ایک خبیب خان جو اس کے ساتھ ہی ہوتا تھا۔۔ایک فرید بلوچ اور ایک یوسف۔۔۔فرید بھی اسے اتھلیٹ میں ہی ملا تھا۔۔۔یوسف اپنے باپ کا بزنس

سنبھال رہا تھا جس اس کی ملاقات کم ہی ہوتی تھی۔۔اور اب بینش۔۔۔بینش بھی خود اس کے قریب آئی تھی۔۔۔وہ ایک میچور لڑکی تھی۔۔۔ان دونوں کا تعلق چند ماہ میں ہی کافی حد تک مضبوط ہو چکا تھا۔۔۔اس کا ارادہ تھا مورے سے بات کرے گا تاکہ وہ دیکھ کے فائنل کر سکیں کچھ۔۔۔لیکن اس کی قسمت میں تو کچھ اور ہی لکھا تھا

شکر ہے۔۔۔پیپر ختم ہوے۔۔۔پین پینسلز ڈائنگ ٹیبل پہ رکھتے وہ صوفے پہ گری تھی۔۔آج اکیسواں روزہ تھا۔۔

کیسا ہوا پیپر۔۔۔عائشہ بیگم جوس کا گلاس اسے پکڑاتے پنکھا تیز کرنے لگیں۔۔۔آج کل گرمی بھی بہت زیادہ تھی اور پھر باہر اس وقت چلچلاتی دھوپ۔۔۔۔بہت اچھا ہو گیا ہے۔۔۔ایک ہی سانس میں ختم کرتے جواب دیا۔۔۔

چلو۔۔اللہ کرے پاس ہو جاؤ۔گلاس پکڑ کے ڈائنگ ٹیبل پہ رکھا۔۔۔

اب کل سے سارے روزے رکھنے ہیں۔۔۔پھر وہ خود ہی بڑبرائی۔۔۔

ہاں جی۔۔۔سارے روزے رکھنے ہیں۔۔۔عائشہ بیگم نے اس کی چیزیں اٹھاتے کہا۔۔۔

آج تو خوب کھاوں گی نا۔۔۔۔عشوے خود آٹھ کے کچن میں آئی۔۔۔۔پھر فرج میں پڑے کباب اٹھائے۔۔انہیں تلا اور دو بریڈ نکال کے ٹوسٹر پہ سینکے۔۔۔کباب ان دونوں کے درمیان رکھ کے کیچپ اوپر لگایا۔۔۔پھر آرام سے ایک شکوائیش کا گلاس لے کے اپنے کمرے میں اگی۔۔۔۔چیزیں رکھ کے واپس مما نے روم میں گی۔۔۔

مما لپ ٹاپ۔۔۔خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔۔۔پیپرز ختم ہونے کے بعد ایسی ہی خوشی ہوتی ہے

عائشہ بیگم نے پھر اسے دراز سے لپ ٹاپ نکال کے دیا۔۔۔

شکریہ۔۔۔باچھیں پھلا کے واپس آئی۔۔۔پھر جو اتنے دنوں کا سیزن چھوڑا ہوا تھا وہ مکمل کر کے ہی رات ایک بجے سوئی۔۔۔

\-----------------

مجھے پڑھنے دو۔۔ریض اس کی حرکتیں دیکھ کے چیخا تھا۔۔۔عشوے کے پیر ختم ہوے تھے کے ریض کے سٹارٹ ہو گے۔۔۔۔

پڑھو میں نے کب روکا ہے۔۔۔اس کے آگے پیچھے پھرتے والیم اور اونچا کیا۔۔۔

کیا مسلہ ہے۔۔۔ مما۔۔۔ مما۔۔۔اب کی بات اس نے عائشہ بیگم کو آواز دی۔۔۔

مما یہ پڑھنے نہیں دے رہی۔۔۔وہ جو اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھ کے پڑ رہا تھا عشوے مما کا موبائل اٹھائے۔۔۔نعتیں سرچ کر کر کے لگا رہی تھی وہ بھی اونچی آواز میں۔۔۔

دیکھو میں نے تمہیں کوئی تنگ کیا تھا۔۔ریض نے روزہ بھی رکھا ہوا تھا اور اس کا دو بجے پیپر بھی تھا۔۔۔

اوکے اوکے پڑھو۔۔۔وہ اسے اور تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے چھت پہ آئی۔۔۔پھر جھانک کے ٹیرس پہ دیکھا۔۔۔دروازہ بند تھا۔۔۔اب یہ محترم واپس آئیں گے تو میں عزت سے مل سکوں گی۔۔۔ اس نے دوسری دفعہ بھی اسی راستے سے جانے کا سوچا تھا۔۔۔لیکن ماہ بیر کو گئے دو ہفتے ہو گے تھے ایک بار بھی واپس نہیں آیا تھا کہ عشوے اپنی بچھڑی سہیلی سے مل لیتی۔۔۔واپس سیڑھیاں ترتے مما کے کمرے کی طرف آئی

میرے ایک جانے والے نے اپنے بیٹے کے لیے ہاتھ مانگا ہے عشوے کا۔۔۔وہ جو ہینڈل گھما کے اندر داخل ہونے لگی تھی وہیں رک گی۔۔۔

لیکن مجھے وہ لوگ کچھ اچھے نہیں لگ رہے۔۔۔تم دیکھو مل لو خود پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔۔حمید صاحب عائشہ کو کہہ رہے تھے۔۔۔

ہائے۔۔کاش آپا ماہ بیر کے لیے ہماری عشوے لے لیتیں توں کیا تھا۔۔۔اور باہر کھڑی عشوے کی کان کی لوئیں تک سرخ ہوئی تھیں اس بات پہ۔۔۔منہ اتنا کھل گیا کے شہد کی مکھی بھی آرام سے اندر گھس سکتی تھی

اب ہم کیا کر سکتے ہی۔۔۔۔جو اللہ کو۔ منظور۔۔حمید صاحب بھی اداس تھے۔۔۔اگر وہاں ہو جاتی عشوے کی شادی تو۔۔دل کو سکون سا رہتا۔۔اب غیروں کو اپنی بیٹی سونپتے ہول اٹھ رہے تھے۔۔۔

عشوے اندر جانے کی بجائے واپس اگی تھی اور اب کوئی پتہ نہیں تھا کہ موبائل پہ کیا چل رہا ہے ۔۔۔بے یقینی سے وہ بار بار اسی بات کو سوچ رہی تھی جو مما نے کہی تھی۔۔۔

میری شادی ماہ بیر بھائی سے۔۔۔منہ ہونکوں کی طرح کھولے سوچا۔۔۔پھر جھجھری لیتے نفی کی۔۔۔ وہ اتنے بڑے ہیں۔۔۔بھائی سمجھتی ہوں میں انہیں۔۔۔ مما بھی نا۔۔

لیکن۔۔۔کہیں اسی وجہ سے تو مما مجھے وہاں جانے سے منع نہیں کرتیں۔۔اب ساری کڑیاں اسے سمجھ آرہی تھیں۔۔۔

اوف یار۔۔۔اور میں ماہ بیر بھائی سے کیسے۔۔۔حواس باختہ ہوتے اسے چہرے پہ آئے شرم کے رنگوں کو جو اسے خود بھی معلوم نہیں تھے کو ہاتھوں کو پھیرتے ہٹایا۔۔۔

عزت نے بھی کچھ نہیں بتایا مجھے۔۔۔وہ خود ہی سوچ جا رہی تھی حلانکہ کہ انہوں نے انکار کر دیا تھا۔۔۔

ویسے پتہ نہیں اسے بھی پتہ ہو یا نا۔۔۔

لیکن مما تو کہہ رہی تھیں کاش۔۔۔ مطلب ان لوگوں نے انکار کر دیا۔۔۔دل ڈوب کے ابھرا۔۔وجہ نہیں پتہ تھی لیکن۔۔۔اسے برا فیل ہوا۔۔۔پھر سر جھٹک کے موبائل اٹھا لیا۔۔۔اب وہ خود بھی ان کے گھر کبھی نہیں جائے گی۔۔۔ٹھکرائے جانے کا احساس دوستی سے کہیں اوپر ہو گیا تھا

لیکن۔۔وہ۔۔ماہ بیر بھائی تو بھائی ہیں میرے۔۔۔میں کیوں سوچ رہی ہوں ان کے بارے میں ۔۔۔پچھلے کئی دنوں سے اس کی یہ ہی حالت تھی۔۔۔بے شمار دکھ دینے والی سوچوں سے آزادی پانے کے لیے اخر اس نے خود کو بھائی کے رشتے سے تسلی دینی چاہی۔۔۔

عشوے۔۔۔بیٹا یہاں آؤ۔۔وہ جو کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی بابا کی اواز پہ رکی۔۔۔پھر دوازہ کھول کے باہر ائی۔۔بابا سامنے لاونج میں کھڑے اس کے کمرے کے دروازے کی طرف دیکھتے اس کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔

وہ ہم لوگو تمہاری پھپو کے پاس جارہے ہیں۔۔۔ریض بھی گھر نہی ہے تو تم۔۔گھر کا خیال رکھنا ہو سکتا ہے ہمیں کچھ وقت لگ جائے۔۔۔اسے بتا کے ایک بار اپنے کمرے کی طرف دیکھا جہاں سے عائشہ بیگم نکل رہی تھیں۔۔

چلیں حمید صاحب۔۔۔ایک گھروری سے عشوے کو نوازتے وہ ان کے پیچھے باہر نکل گئیں۔۔۔

اووہ۔۔ہونٹوں کو گول کیے عشوے انکھیں کھولے انہیں جاتا دیکھ رہی تھی وہ عورت جو اسے بھی جانے سے منع کرتی رہی تھی۔۔وہ اب خود کیسے ارام سے جا رہی تھیں۔۔۔آنکھوں کو سکیڑتے وہ واپس اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔

شاید وہ پھر کوشش کرنے جا رہے تھےے ل۔۔دل کو انجانا سا سکون ملا

حمید صاحب اور عائشہ بیگم لان عبور کرتے لاونج کے بڑے دروازے کے قریب پہنچے تھے جب سامنے آتی عزت نے دروازہ ان کے دستک دینے سے پہلے ہی کھول دیا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔ماموں۔۔۔مامی۔۔ان کو اچانک سامنے دیکھ کے اس کی باچھیں پھیلی تھیں

واعلیکم اسلام۔۔۔عائشہ بیگم نے منہ بناتے اسے دیکھا۔۔۔

آئین اندر آئیں۔۔۔وہ ان دونقش کو ساتھ لیے اندر ائی سامنے ہی اپا بیٹھیں ٹیوی دیکھ رہی تھیں ۔۔۔ان دونوں کو دیکھ کے کھڑے ں ہوتے ٹیوی کا والیم کم کیا۔۔۔

اج۔۔بھائی صاحب کیسے آنا ہوا۔۔۔سلام دعا کے بعد تکلف سے بھرپور لہجے میں پوچھتے ایک کاٹ دار نظر عائشہ بیگم پہ ڈالی گی۔۔۔۔اتنی دیر میں عزت کطب صاحب کو بھی لے ائی تھی۔۔۔

ان سے مل کے حمید صاحب نے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔۔۔

وہ دراصل۔۔۔آج رات کو عشوے کو دیکھنے کچھ لوگ آرہے ہیں۔۔۔اور میں چاہتا ہوں کہ۔۔آپ لوگ بھی اگر۔۔۔۔۔۔وہ رکے۔۔پلوشہ بیگم جو پہلے تیوری چڑھائے بیٹھی تھیں اب جیسے پرسکون ہو گی ہوں ایک دم سے۔۔۔

بلا ٹلی۔۔۔

آپ لوگ بھی اگر شریک ہونگے تو مجھے خوشی ہو گی۔۔سر جھٹکتے حمید صاحب نے پلوشہ کے ہلتے ہونٹوں کو نظر انداز کیا تھا۔۔۔

جی جی۔۔کیوں نہیں۔۔۔یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے ہم ضرور آئیں گے۔۔۔بلکہ عزت کو بھی لے جاؤ۔۔۔وہ مدد کر دے گی تمہاری۔۔۔اس سے پہلے کہ کطب صحب کچھ بولتے پلوشہ نے جلدی سے ہامی بھری۔۔۔ان کے چہرے سے ہی خوشی ظاہر ہو رہی تھی۔۔عاشہ بیگم دل مسوس کے رہ گئیں کیا تھا اگر۔۔وہ عشوے کے لیے مان جاتیں۔۔۔خیر اب بیٹیاں کسی کے سر پہ تھوپی تھوڑی جاتی ہیں۔۔

جہاں رہے خوش رہے آباد رہے۔۔۔دل ہی دل میں سوچتے عائشہ بیگم نے چائے کا سپ لیا۔۔۔ سامنے پڑے لوازمات میں اور انکی حیثیت میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔بے دل سے چائے ختم کرتے وہ دونوں وہاں سے واپس آ گئے تھے۔۔۔

ہائے۔۔۔ دلہنیا۔۔ کمرے میں داخل ہوتے عزت اونچی آواز میں کہتے کھکھلائی۔۔۔وہ جو لیپ ٹاپ کھولے کچھ سرچ کر رہی تھی تیزی سے بند کرتے اٹھی۔۔۔اس کے چہرے پہ واضح گھبراہٹ دیکھی جا سکتی تھی۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔مشکوک نظروں سے دیکھتے وہ قریب آئی۔۔

کک کچھ نہیں۔۔ تمہیں یوں اچانک اتنے دنوں بعد آتے دیکھ کے۔۔۔

اوہ تو مطلب تمہیں میرا آنا اچھا نہی لگا۔۔۔اس کے چہرے کی پریشانی سے وہ یہی اندازہ لگا پائی تھی ۔۔۔

ہاں۔۔م۔میرا مطلب نہیں نہیں۔۔۔مجھے تو بہت خوشی ہو رہی ہے۔۔۔جلدی سے آگے ہوتے عشوے نے اسے گلے سے لگایا تھا۔۔پھر تیزی سے مڑ کے لپ ٹاپ بند کرتے پاس پڑی چپس اٹھا کے سائڈ ٹیبل پہ رکھی۔۔بیٹھو۔۔۔پھپو نے کیسے آنے دیا آج۔۔۔

وہ اس کے آتے ہوے بولے جانے والے الفاظ شاید سن ہی نا پائی تھی۔۔۔

آج ماموں اور مامی آئے تھے تمہارے رشتے کا بتانے کے لیے۔۔۔اس کے چہرے کو بغور دیکھا جو پہلے کی نسبت کچھ کملایا ہو لگ رہا تھا۔۔

میرا رشتہ۔۔ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے وہ بے چین ہوئی۔۔۔مطلب وہ ماہ بیر کی بات کرنے نہیں گے تھے

ہاں۔۔۔اج دیکھنے آرہے ہیں نا کچھ لوگ۔۔۔ تمہیں نہیں پتہ۔۔اسے اس کی حالت عجیب لگ رہی تھی۔۔۔

نہیں۔۔شاید بتانے والی ہوں۔۔ماما۔۔پوری انکھیں کھولے وہ ابھی بھی شاید معاملہ سمجھے بنا ہی بات کر رہی تھی یا خود کو کمپوز کرنے کی ناکام کوشش۔۔۔

اچھا چلو۔۔۔کچن میں۔۔۔کچھ بناتے ہیں رات کے لیے۔۔۔پھر وہ اسے لیے زبردستی کچن میں آئی۔۔ جہاں پہلے ہی عائشہ بیگم رات کے لیے تیاری کر رہی تھیں۔۔۔پھر تینوں نے مل کے شام کے لیے کچھ ڈیشیز تیار کیں۔۔۔کافی دیر بعد عائشہ نے عشوے کو تیار ہونے کے لیے عزت کے تھا کمرے میں بھیج دیا۔۔۔

وہ کپڑے چینج کر کے آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔اس کا سانولا رنگ۔۔۔گال پہ ہاتھ پھیرتے جیسے محسوس کرنا چاہا۔۔۔ہلکا نیلا رنگ اس پہ کچھ خاص سوٹ نہیں کر رہا تھا۔۔لیکن پھر بھی وہ کچھ اور ٹرائے کیے بنا بال باندھنے لگی۔۔۔کریم لگا کے وہ تیار تھی۔۔۔

بس۔۔۔پیچھے کھڑی عزت جو اسے دیکھ رہی تھی ہنسی کو چھپایا۔۔

یار قسم سے تم نمونہ لگ رہی ہو جیسے تم انہیں پسند آنے نہیں بلکہ ریجکٹ ہونے کے لیے تیار ہوئی ہو۔۔۔

میں کھتئی شو پیس ہو جو ایسے بن ٹھن کے ان کے سامنے جاؤں۔۔۔جیسے گھر میں رہتی ہوں ویسے ہی پسند کریں۔۔اسے غصہ ہی آگیا۔۔۔

اچھا اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔۔عزت نے بھی زیادہ نہی کہا کیونکہ وہ اسے جب سے آئی تھی نوٹ کر رہی تھی۔۔۔وہ شاید ٹھیک نہیں تھی۔۔۔

شام سات بجے وہ لوگ آئے تھے ۔۔۔جن میں ایک عورت ایک مرد اور ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔۔

پھپو اور شان بابا بھی موجود تھے۔۔۔

زیادہ تکلف کی ضرورت نہیں ہے بس ہمیں بچی سے ملوا دیں۔۔لائبہ۔۔جو عشوے کی ہونے والی نند تھیں نے کہا۔۔۔وہ کافی عمر کی لگتی تھیں ساتھ ان کے شوہر تھے۔۔۔

جی جی۔۔پھر عائشہ بیگم خود عشوے کو ساتھ لے کے ائی تھیں جو امید کے مطابق انہیں بھلی لگی۔۔

پانچ سال کا وہ چھوٹا بچہ تو اس کے ساتھ جڑ کے بیٹھا تھا۔۔۔پھپو تو بس اج پہلی بار خاموشی سے تماشا دیکھ رہی تھیں۔۔۔ان کی جان جو چھوٹ رہی تھی۔۔

حمید صاحب نے سوچنے کا وقت مانگا تھا ماما راضی ہی لگ دہی تھیں لیکن پھر بھی ایک بار مشورہ کر لیتے تو اچھا تھا۔۔۔

مجھے نہیں کرنی کسی اور سے شادی۔۔بس ماہ بیر بھائی سے کرنی ہے۔۔۔کمرے میں واپس اتے ہی اس کا دل تڑپا تھا۔۔۔پھر وہ تھم گئ۔۔۔

وہ ماہ بیر سے محبت۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا کبھی بھی نہیں۔۔۔اپنے سر کو تھامتے بے چین ہوئی۔۔۔ اب تو ناممکن سے۔۔۔کبھی نہیں۔۔۔تیزی سے باتھ روم۔میں گھستے دروازہ لاک کیا۔۔۔پھر ائینے میں اپنا چہرا دیکھا جو ہوائیاں اڑا رہا تھا۔۔۔

نہیں اللہ جی پلیز۔۔۔مجھے نہیں کرنی محبت۔۔پلیز اللہ جی دل شدت سے کر لایا تھا۔۔میں نہیں افورڈ کر سکتی۔۔۔مما کو پتہ چلا نا تو جان نکال لیں گی میری۔۔۔پلیز اللہ جی۔۔تیزی سے منہ پہ چھپاکے مارے۔۔۔پھر باہر ائی تو عزت سامنے آئینے کے پاس کھڑی تھی۔۔

لو جی۔۔۔دھو تو ایسے ای ہو جیسے میکپ کا ڈھیر تھوپا تھا تم نے۔۔۔گھوری سے نوازتے اس کے گیلے ہوتے گریبان اور آستین دیکھی جن سے پانی کے ننھے قطرے ٹپک رہے تھے۔۔

مجھے شادی نہی کرنی ابھی۔۔۔عزت کو دیکھتے کہا۔۔۔

تو کون سا ابھی کر رہے ہیں پاگل لڑکی۔۔

کبھی بھی نہیں کرنی اس سے۔۔م۔۔مجھے ماہ۔۔۔

عزت بچے گھر چلیں۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ ماہ بیر کا نام لیتی پھپھو اندر داخل ہوئی تھیں۔۔

مبارک ہو ماڑا۔۔۔تم کے مورے بابا مان گئے ہیں

۔۔

بس اب سال کے اندر اندر تم رخصت ہو گی۔۔محبت سے اپنے بازو کے گھیرے میں لیتے وہ مکمل سکون میں تھیں جبکہ عشوے کے پاوں تلے سے زمین کھسک گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر برستی ہلکی پھلکی بارش شیشے کی دیوار اپنے قطروں سے دھندھلا رہی تھی۔۔شیشے کے اس پار لان تھا جہاں دور چار آمنے سامنے کرسیاں رکھی تھیں جن کے درمیاں ایک لمبی میز تھی۔۔لان میں چاروں طرف پودوں کی باڑ تھی جس میں کہیں کہیں مختلف رنگوں کے پھول لگے ہوئے اس حسین بنا رہے تھے۔۔۔

سر۔۔میں اندر آجاؤں۔۔۔رفاقت دروازہ بجاتے اندر داخل ہوا۔۔

ہاں کیوں نہیں۔۔۔خیریت۔۔۔نظریں لان سے ہٹاتے اس نے سامنے سے آتے شخص کو دیکھا۔۔

سر ایک پرابلم آگئ ہے۔۔۔وہ کچھ پریشان تھا۔۔۔جس سے ہم نے زمین خریدنی تھی وہ آدھے پیسے لے کے فرار ہو گیا جو ہم نے اڈوانس میں دیے تھے۔۔۔

کاغذات کہاں ہیں زمین کے۔۔۔۔تیوری چڑھاتے عصام نے پوچھا۔۔

وہ۔۔وہ بھی ساتھ لے گی۔۔۔ا۔۔اس کی زبان اٹکی

لیکن وہ تو ہمارے پاس تھے نا۔۔۔۔وہ ایک دم سے کھڑا ہوا۔۔۔اب اس کی آنکھوں سے پریشانی کے ساتھ غصہ بھی ظاہر ہو رہا تھا۔۔۔

وہ۔۔۔لے کے گیا تھا۔۔اس نے اپنی بیوی سے سائن کروانے تھے۔۔۔رفاقت زرا سا پیچھے سرکا۔۔۔

اور۔۔۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔عصام غرایا۔۔۔تم لوگوں سے ایک کام نہیں ہوتا۔۔۔

وہ۔۔وہ سر یہ معیز نے۔۔۔

میں نے تم سے پوچھا کس نے کیا ہے۔۔۔

ن۔۔نہیں سر۔۔می۔۔میں چلتا ہوں۔۔رفاقت الٹے قدموں بھاگا۔۔۔

ڈیم اٹ۔۔بے وقوفی کی بھی حد ہوتی ہے۔۔۔میز پہ رکھے فون کو اٹھاتے وہ بڑبڑا رہا تھا۔۔۔

راشد۔۔۔چوبیس گھنٹے ہیں تمہارے پاس جہاں سے مرضی اسے ڈھونڈھو۔۔۔چاہے زمین کھودو یا آسمان۔۔وہ کاغذات کل میری ٹیبل پہ ہونے چاہئیں۔۔۔

اپنے خاص آدمی کو کہتے فون بند کر دیا۔۔۔ایک بار پھر شیشے کے پار نظر دوڑائی۔۔۔اب وہ پھول اور لان اسے چڑاتے ہوئے لگ رہے تھے۔۔۔یہ زمین اس کے لیے بہت امپورٹینٹ تھی۔۔اتنی کہ وہ جان دے بھی سکتا تھا اور لے بھی۔۔۔

لحاف میں سر دیے وہ نجانے کب سے بے سدھ پڑی تھی۔۔۔کچھ بھی کرنے کا دل ہی نہی کر رہا تھا ۔۔رشتہ پکا ہوے ایک ماہ گزر چکا تھا۔۔۔روز مما کوئی نا کوئی سوٹ اڈر کرتی رہتی تھیں کبھی بابا اور کبھی ریض لیپرڈ افس سے اٹھا کے لا رہے ہوتے۔۔۔ماما ایک کام لازمی کرتی تھیں کوئی بھی سوٹ منگوانے سے پہلے ایک بار اسے دیکھا دیتیں۔۔۔لے جو اس کے لیے رہی تھیں۔۔وہ بھی بے دلی سے ہامی بھرتی جاتی۔۔۔جب دل ہی خوش نا ہو تو یہ سب پیارا ہو یا برا کیا فرق پڑتا تھا۔۔۔آنکھوں کے گرد پھیلتی سیاہی مما کو پریشان کرتی تھی۔۔۔وہ نوٹ کر رہی تھیں جب سے بات پکی ہوئی تھی وہ کچھ الجھی الجھی پریشان سی تھی۔۔۔

اگر میری شادی ماہ بیر بھائی سے نا ہوئی تو میں کیسے جیوں گی۔۔۔ مما کو بتا دوں۔۔۔وہ تو میرا ساتھ دیں گی نا۔۔۔دن میں کئی بار ایسی سوچیں زہن میں آتیں۔۔

عشو۔۔۔ چلو اٹھو۔۔۔دوپہر ہو رہے ہیں۔۔ آج کل مما اسے کھانا بنانا سیکھانے کی مہم میں لگی ہوئی تھیں۔۔۔

میرے سر میں درد ہے۔۔۔ جلدی سے لحاف کے اندر ہی آنسو صاف کیے جو ایسے ہی بہتے رہتے تھے۔۔۔

بہانے مت کرو۔۔۔ جلدی اٹھو۔۔۔

سچ میں مما۔۔وہ بس رو دینے کو تھی کتنا مشکل کام تھا یہ۔۔۔

میں دیکھ رہی ہوں جب شادی کی بات ہو رہی ہے تمہارے رنگ ہی بدلے ہوئے ہیں۔۔۔ مما نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔ کام کاج آتا نہیں ہے اور نخرے اٹھوانے کا شوق ہے۔۔۔ شکر کرو ساس نہی ہے اگر ہوتی نا تو دو تھپڑ لگا کے واپس بھیج دیتی۔۔۔ لحاف اس کے اوپر سے کھینچتے اسے سنائیں۔۔۔

آتی ہوں۔۔۔ تیزی سے بازو آنکھوں پہ رکھتے رخ بدلا۔۔

دومنٹ میں باہر آؤ۔۔۔ سر درد نکالتی ہوں تمہارا۔۔۔ وہ جاتے جاتے بھی سنا گئی تھیں۔۔۔ ان کے دروازے سے باہر نکلتے ہیں عشوے نے شدت سے اپنی ہتھیلیاں ہنٹوں پہ جمائیں۔۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ اونچا اونچا روئے کوئی نہیں تھا جو اس کی مدد کرتا۔۔۔ جو اسے بتاتا صحیح اور غلط کے بارے میں جو س کی رہنمائی کرتا۔۔۔ بے تحاشا رونے کے بعد وہ نیچے آئی تھی

ہاوووو۔۔۔ وہ انتہائی دل جمعی سے نوڈلز بنا رہی تھی جب ریض نے کچن میں داخل ہوتے اسے ڈرایا تھا

مکینے (کمینے)۔۔یہ ابھی میرے اوپر گر جاتا۔۔۔کفگیر اس کی طرف زور زور سے ہلاتے عزت نے تپ کے اسے دیکھا۔۔

گرا تو نہیں نا۔۔۔کسی فلمی ہیرو کی طرح دروازے سے ٹیک لگائی۔۔۔

ہاں بے شک۔۔۔لیکن میں یہ اب تم پہ گراوں گی۔۔۔

سو بسملہ۔۔۔۔بازو شارخ خان کی طرح پھیلائے۔۔۔اب تو میں تمہارا شوہر ہوں کچھ بھی گرا سکتی ہو ۔۔۔

ک۔۔کیا۔۔کیا بکواس ہے۔۔۔وہ چلائی تھی۔۔۔کون سی واہیات فلم دیکھ کے آرہے ہو۔۔۔عزت نے چمچ رکھ کے اس کے بازو پہ مارا۔۔۔

آ آ۔۔۔پھپھو۔۔۔میری بیوی مجھے پیٹ رہی ہے۔۔۔

دبی آواز سے چلاتے منہ باہر کیا۔۔۔

تم کتنی بکواس کرتے ہو ریض۔۔۔میرا دل کر رہا ہے تمہیں اس چولہے پہ بیٹھا دو۔۔۔پاوں پٹختے چولیا بند کیا اور تن فن کرتی باہر نکلی۔۔۔

رکو جان من۔۔کہاں جا رہی ہو۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ دروازہ عبور کرتی ریض نے اس کی کلائی پکڑی۔۔۔پھر گھما کے کمر پہ حصار تنگ کیا۔۔۔

اپنے شوہر کو یہاں اکیلا چھوڑ کے تم جا رہی ہو۔۔۔پھر ایک ہاتھ سے گردن سے بال ہٹائے۔۔عزت کی سانسیں سینے میں اٹکی۔۔۔ریض کی انگلیاں اس کی گردن پہ سرسرا رہی تھیں۔۔۔

آ۔آ۔ا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ جھکتا۔۔عزت ہڑبڑا کے اٹھی۔۔۔اس کا چہرا دھک رہا تھا۔۔۔ائنے اپنے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے ہاتھ پھیرا۔۔۔

اتنا گھٹیا خواب۔۔۔وہ بھی۔۔۔سوکھے گلے کو تر کیا۔۔۔ریض۔۔اللہ جی معاف کر دیں۔۔۔تیزی سے بستر چھوڑا۔۔۔عجیب بے ہودگی والا خواب تھا۔۔۔

خود کو ڈپٹا۔۔۔شکر ہے خواب تھا۔۔۔کتنی دیر وہ اسی خوف میں ڈوبی رہی۔۔۔شکر ہے خواب ہی تھا ۔۔۔میں اور ریض۔۔اللہ نا کرے۔۔۔ہے بھی تو وہ۔مجھ سے چھوٹا۔۔۔توبہ توبہ

یہ عصر کے وقت سونے کا نتیجہ ہے۔۔۔اور سوئو۔۔جھرجھری لیتے وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔۔۔

ماما۔۔بتا دیں۔۔۔وہ گوشت صاف کر چکی تھی۔۔۔ادرک لہسن کا پیسٹ بھی بنا لیا۔۔ہرا دھنیہ پالک اور سبز لہسن کے ساتھ سبز میتھی کے پتے بھی کاٹ کے بھگو دیے تھے پیاز بھی کاٹ لیا ٹماٹر اور مرچیں بھی الگ کر لی تھیں۔۔

اس دن پاس کھڑی تھی نا جب بنایا تھا میں نے۔۔غصے سے اسے گھورا۔۔

ایک بار پھر بتا دیں۔۔معصوم سی شکل بنائی

پہلے پیاز ڈارک براون کرو۔۔

پھر۔۔۔

پہلے وہ کر لو پھر آگے بتاوں گی۔۔ٹیوی دیکھتے جانے کا اشارہ کیا۔۔وہ واپس کچن میں ائی۔۔۔پھر اندازے سے کوکنگ آئل ڈالا۔۔۔جو کہ زیادہ تھا۔۔۔

پھر پیاز ڈالے۔۔۔اور ان کے ڈراک براون ہونے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

ماما یہ تو ہو ہی نہیں رہے۔۔۔پانچ منٹ تک پیاز ابھی براون ہونا شروع ہی ہوئے ۔۔

دیر سے ہونگے تھوڑی۔۔۔

اچھا۔۔۔وہ واپس آگئی۔۔۔پھر ان کے براون ہونے تک وہ مسلسل دیکھتی رہی تھی کہ یہ نا ہوں جل جائیں۔۔۔پہلے بھی ایک بار جلائے تھی مٹر بناتے ہوئے۔۔۔اچھی خاصی عزت ہوئی تھی مما سے۔۔

ہو گئے ہیں۔۔۔چولہا بند کرتے وہیں سے ہانک لگائی۔۔

نکال لو۔۔۔ماما نے بھی وہیں سے جواب دیا۔۔۔پھر بلنڈر میں پیاز نکال کے اس میں چار ٹماٹر ڈالے جو دو دو ٹکروں میں کٹے ہوے تھے۔۔۔پانی کتنا ڈالنا ہے۔۔پھر مما سے پوچھا۔۔۔

ادھا کپ۔۔

اچھا۔۔پھر ادھا کپ پانی ڈالا۔۔ڈھکن بند کر کے سائڈ پہ رکھا اور اسی گرم آئل میں جس میں سے پیاز نکالے تھے میں گوشت ڈال دیا۔۔۔اب اسے تلنا تھا۔۔اس میں چٹکی نمک کی ڈال کے مکس کیا ۔۔۔اس سے نمک گوشت کے اندر چلا جاتا ہے۔۔مما نے بتایا تھا۔۔

پھر اسے چولہے پہ چھوڑ کے بلنڈر چلایا۔۔پیاز اور ٹماٹر کا پیسٹ بنا لیا۔۔۔

ماما اس سے آگے۔۔۔

کس سے۔۔وہیں سے آواز آئی

بلینڈ کر لیا ہے اب آگے۔۔

گوشت کو تلنے دو پہلے۔۔۔وہ اب کی بار خود آگئی تھیں۔۔۔پھر نمک مرچ اسے حسب ضرورت پلیٹ میں الگ کی۔۔

اب اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ ڈالو۔۔اس میں بڑی الائچی اور لونگ پیسے ہیں ساتھ۔۔؟ پیسٹ کو دیکھتے پوچھا۔۔

نہیں۔۔۔

جلدی کرو۔۔۔

پھر ان کو پیس کے ساتھ ہی گوشت میں ڈال دیا۔۔۔ہلکا سا بھونے کے بعد سرخ مرچیں اور نمک ڈالا ۔۔ان کو بھونا جب ان کی خشبو انے لگی تو ٹماٹر اور پیاز کا پیسٹ ڈال دیا۔۔۔ساتھ ہی سبز مرچیں بغیر کاٹے۔۔میتھی اور کاٹا ہوا ہرادھنیہ پالک ڈال کے ڈھکن بند کر دیا۔۔

اب اسے اچھے سے پکنے دو۔۔۔

جی۔۔

ٹھک ٹھک۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ پانی کا پوچھتی دروازہ بجا۔۔

میں دیکھ کے آتی ہوں۔۔ماما باہر چلی گئیں۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی کہیے۔۔۔سامنے کھڑے باوردی ڈرائیور کو دیکھ کے وہ کچھ چونکی تھیں۔۔جس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔۔۔

یہ عشوے میڈم کے لیے ہیں۔۔۔سر جی نے بھیجا ہے۔۔"خاص" ان کے لیے۔۔ہی ہے۔۔سختی سے تاکید کرتے وہ واپس چل گیا۔۔۔عائشہ بیگم کندھے اچکاتے پیکٹ لیے اندر آئیں۔۔

یہ تمہارے لیے۔۔صیام نے بھجا ہے۔۔کھولو۔۔۔

سالن بھول کے وہ اسے کھولنے کے تجسس میں تھیں۔۔

میں دیکھ لیتی ہوں۔۔بعد م۔۔۔یں

ابھی کھولو۔۔۔گھوری سے نوازتے کہا۔۔عشوے نے پیکٹ کھولا۔۔اس کے اندر ایک باکس تھا۔۔۔

یہ۔۔اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں۔۔۔ماما بھی منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

دونوں ماں بیٹی حیرت سے وہ پتھر دیکھ رہی تھیں۔۔۔یہ کیسا تحفہ ہوا بھلاں۔۔۔اینٹ کا ٹکڑا۔۔۔عائشہ بیگم نے منہ بناتے پتھر کو دیکھا جو کافی مضبوط تھا۔۔۔

ماما یہ کیس ہے شاید۔۔عشوے نے اسے جانچتے گھما کے دیکھا۔۔۔وہاں چھوٹی سی جگہ تھی۔۔۔

شاید یہاں سے کھلے۔۔۔

ہاں شاید ماما نے اس سے لے کے کھولنا چاہا۔۔لیکن وہ کھلا نہی

کیسے کھلے گا تم دیکھو۔۔۔جب ان سے نا کھلا تو واپس عشوے کو پکڑایا۔۔سالن جل جائے گا اس کے چکر میں۔۔۔ساتھ ہی بڑبڑائیں۔۔۔

ابھی پانی خشک نہیں ہوا تھا۔۔جب یہ ہلکا ہلکا نیچے لگنے لگے گا تو پھر پانی ڈالنا یہ ایک گلاس۔۔۔سالن ہلاتے اسے بتایا۔۔۔پھر وہ خود باہر چلیں گئیں۔۔۔عشوے ابھی تک اس باکس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جس انداز سے وہ بنا ہوا تھا۔۔۔لگتا نہیں تھا اسانی سے وہ کھول سکے گی اسے۔۔۔

\---------------

مورے۔۔۔عزت کمرے سے باہر آئی تو پلوشہ بیگم لاونج میں صوفے پہ نیم دراز ٹی وی دیکھ رہی تھیں جہاں کوئی ڈرامہ چل رہا تھا۔۔۔

کیا ہے بچے۔۔بولتی وہ بڑا پیار سے تھیں۔۔صرف اپنے بچوں کے ساتھ۔۔۔

میں سوچ رہی ہوں کوئی کورس کر لوں جب تک رزلٹ نہیں آ جاتا۔۔۔گھر میں فارغ رہنے سے تو اچھا ہے نا۔۔۔سامنے رکھے کش مش اٹھا کے منہ میں ڈالے جو مورے کھا رہی تھیں۔۔۔

بابا سے پوچھ لو اگر وہ اجازت دیتے ہیں۔۔لیکن اچھا کورس کرنا۔۔۔یہ ڈانس وانس کا نہیں۔۔

مورے۔۔عزت نے خفگی سے انہیں دیکھا۔۔۔اپ کو لگتا ہے میں ایسا کروں گی۔۔

نہیں تو کیا۔۔تم تو معصوم ہو لیکن وہ تمہاری سہیلی۔۔تمہیں کہاں معصوم۔۔

بس کریں۔۔اس نے کچھ نہیں کہا۔۔۔اور اسے تو مامی گھر پہ ہی سب سیکھاتی ہیں۔۔۔اس کے پاس وقت نہیں ان سب کے لیے۔۔۔

وقت ہے بچے لیکن پیسہ نہی ہے۔۔۔ان کی گردن اکڑی ہوئی تھی۔۔۔

افففف۔۔۔عزت نے گہری سانس لی۔۔مورے کا دل عشوے کے لیے صاف کرنا ایسے ہی تھا جیسے اونٹ کو رکشے میں بیٹھانا۔۔۔

اچا کر لو تم۔۔بابا سے بول دو وہ داخلہ کروا دیں گے۔۔۔اس کا منہ بنتے دیکھ کے پچکارا۔۔۔

ہونہہ۔۔منہ بسورے وہ بھی ڈرامہ دیکھنے لگی۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ ماہ بیر لاونج میں داخل ہوا ساتھ ایک ٹرالی بیگ بھی تھا۔۔۔

ٹائم مل گیا ماں کو شکل دیکھانے کا۔۔۔ام (میں) نے تم کو کتنی بار کہا ہے ام کو مل جایا کرو کم سے کم ۔۔۔شکوے سے بھرے لہجے میں کہتے اٹھ کے اسے گلے لگایا۔۔۔

کتنا کمزور ہو گیا ہو تم۔۔ہر ماں کی طرح انہیں بھی اپنا ہینڈسم بیٹا کمزور ہی لگ رہا تھا۔۔۔

کہاں مورے۔۔۔اتنا صحت مند تو ہوں۔۔۔ساتھ ہی عزت کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔

اج بھی کھانا باہر سے کھا کے آیا ہو گا۔۔

نہیں۔۔میں فریش ہو جاوں پھر کھاتے ہیں۔۔۔وہ اپنے کمرے کیں چلا گیا تھا۔۔۔

کچن اچھی طرف صاف کر کے بند کرنا۔۔عائشہ بیگم نے برتن دھوئے تھے اور اب کچن صاف کرنے کی ڈیوٹی عشوے کی تھی۔۔

اچھا۔۔۔وہ پہلے ہی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔۔پھر سارا کچن صاف کیا۔۔جاتے جاتے وہ پتھر کا ٹکڑا اٹھایا۔۔آخر اس میں ہے کیا جو اتنا مضبوطی سے بند کیا گیا ہے۔۔کمرے میں آ کے بیڈ پہ بیٹھتے دوبارہ ٹٹولا۔۔

توڑ کے دیکھوں۔۔۔پھر خیال آیا۔۔نہی ایک بار ایسے ہی ٹرائے کرتی ہوں۔۔۔

لاکھ کوشش کے باوجود وہ نہیں کھلا ۔۔۔

مطلب اسے توڑنا ہی پڑے گا۔۔بڑبڑاتے وہ اٹھی۔۔۔پھر بالکنی میں آئی۔۔۔کیسے توڑوں۔۔۔کچھ تلاشنا چاہا۔۔

یہ کیسے ٹوٹے گا۔۔۔اسے کچھ بھی نظر نہی آرہا تھا جس سے وہ توڑ سکے۔۔۔

بیلن سے توڑتی ہوں۔۔سوچتے سوچتے زہن میں آ ہی گیا۔۔پھر چپکے سے بیلن لے کے آئی۔۔۔زمین پہ رکھتے اس نے بیلن کو زور سے پتھر پہ مارا۔۔۔۔وہ ٹوٹنے کی بجائے پھسل کے دور چلا گیا۔۔

وہ چاند کہاں سے لاؤ گے جو چاند تمہارا میرا تھا (موبائل رنگ ٹون)

اس سے پہلے وہ پتھر کو ڈھونڈھتی اس کا فون بجا۔۔۔

اس وقت کون ہے۔۔۔بھاگ کے اٹھایا۔۔اگر مما آواز سن لیتیں تو فورا پہنچ جاتی۔۔۔بنا نمبر دیکھے ہی اس نے یس کر دیا۔۔۔

توڑنے کی کوشش مت کریں۔۔وہ نہیں ٹوٹے گا۔۔بھاری مردانہ آواز پہ اس کی دھڑکنیں رکیں۔۔ لمحے کہ ہزارویں حصے میں اس کا خیال عصام کی طرف گیا۔۔۔ظاہری سی بات اس گفٹ کا پتہ اسی کو ہی تھا جس نے بھیجا تھا۔۔

ک۔۔کیا۔۔۔کافی دیر بعد اس کی زبان لڑکھڑائی۔۔۔

اس کے اندر جو بھی ہے وہ آپ کا ہی ہے۔۔۔چیئر سے ٹیک لگاتے عصام شیخ کے ہنٹوں کے کونے زرا سے پھیلے۔۔۔

میں نہیں جانتی کون ہیں آپ۔۔۔پھر جلدی سے فون کاٹ دیا۔۔۔

یہ۔۔۔کیا۔۔۔ایسے کیسے کل کر سکتے ہیں۔۔۔تیزی سے ماتھا آستین سے صاف کیا۔۔۔

میرا نمبر کہاں سے ملا ان کو۔۔۔وہ اس پتھر کو بھول چکی تھی۔۔۔

مما کو بتاوں گی۔۔۔کتنی دیر تک وہ اسی بارے میں سوچتی رہی

اچھی طرح سے جان جائیں گی۔۔۔دوسری طرف یہ عصام کی سوچ تھی

ماہ بیر۔۔۔تم نے مورے سے بات کی۔۔لحاف سے منہ نکلتے ٹائم دیکھا۔۔۔صبح کے سات بج رہے تھے۔۔۔

نہی فلحال تو نہیں۔۔۔پسینہ صاف کرتے پانی کی بوتل منہ سے لگائی۔۔۔وہ جوگینگ پہ آیا تھا جب بنش کی کال آئی۔۔۔

کب کرو گے۔۔۔وہ ابھی سو کے اٹھی تھی۔۔۔

کوئی پتہ نہی۔۔۔اس نے کہہ کے فون بند کر دیا۔۔۔اسے اب بینش سے چڑ ہوتی تھی۔۔۔فلحال اس سے منہ ماری کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا

بات تو کروں گا۔۔۔لیکن تمہاری نہیں۔۔۔عشوے کی۔۔۔اپنا ٹاول اٹھاتے وہ ایک بار پھر ٹریک پہ بھاگنے لگا تھا۔۔۔دو مزید چکر کاٹ کے وہ واپس گھر آیا۔۔۔

جوس۔۔۔

کچن کی طرف جانے کی بجائے وہیں سے میڈ کو اواز لگاتے۔۔مورے کے کمرے میں آیا۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے حال چال کے بعد اصل مدے پہ آیا۔۔

بابا شاید چھت پہ تھے وہ فجر کے وقت اکثر اپر چلے جاتے پرندوں کو دانہ ڈالنے۔۔

بولو۔۔۔پلوشہ بیگم کھٹک گیئں۔۔اتنی صبح کیا بات ہو سکتی ہے۔۔۔

وہ۔۔۔میں۔۔سوچ رہا ہوں کہ اب شادی کر ہی لوں۔۔جوس کا گلاس منہ سے لگاتے انہیں دیکھا۔۔ جو میڈ ابھی اس کے پیچھے پیچھے رکھ گئ تھی

ہاں۔۔۔یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔وہ ایک دم خوش ہو گیئں۔۔۔میں تمہارے لیے لڑکی دیکھتی ہوں۔۔۔

وہ(لڑکی)۔۔۔میں نے دیکھ لی ہے۔۔۔اس کا چہرا چمک رہا تھا۔۔۔

واہ۔۔کون ہے وہ۔۔۔تجسس سے اسے دیکھا۔۔۔ان۔کا کام جو آسان کر دیا تھا۔۔

اپ جانتی ہیں اسے۔۔بہت اچھی طرح۔۔

کون ہے۔۔۔موورے کے دماغ میں گھنٹی بجی ۔۔مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔ظاہری سی بات ہے جس چیز سے خطرہ لاحق ہو دماغ اسی طرف ہی سب سے پہلے جاتا ہے

عشوے۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔اس کے بارے میں سوچنا بھی مت۔۔فوراً منع کیا

۔

کیوں۔۔اب کی بار ماہ بیر کو جھٹکا لگا

کیونکہ۔۔۔کیونکہ۔۔اس کا پکا ہو گیا۔۔۔

کیا پکا ہو گیا ہے۔۔۔صاف بات کریں

رشتہ۔۔۔اس کے باپ نے کر دیا ہے۔۔۔تمہارے لیے کوئی اور دیکھتی ہوں میں۔۔۔

مجھے اسی سے کرنی ہے۔۔۔اسی پہ زور دیا

ہاں مجھے بھی پسند تھی وہ۔۔لیکن۔۔بروقت پلوشہ کے دماغ نا کام کیا۔۔ایسے تو اس نے نہیں ماننا تھا۔۔

میں نے بھائی صاحب سے مانگا تھا ہاتھ اس کا۔۔لیکن وہ۔۔پریشانی سے رکیں۔۔

وہ۔۔۔

نہیں مانے

کیوں نہیں مانے۔۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔۔اور میں ایک بار بیستی کروانے کے بعد دوبارہ نہی کرواوں گی۔۔۔انہوں نے رخ بدلا جیسے جانے کا اشارہ دیا ہو۔۔۔

لیکن شادی تو میں اسی سے کروں گا۔۔۔میں خود بات کروں گا مامو سے۔۔

اگر ایسا کیا تو مرا ہوا منہ دیکھو کے میرا۔۔۔اس بات پہ تو ان کے حوش اڑے۔۔۔

فلمی باتیں مت کریں مورے۔۔۔میری زندگی کا سوال ہے۔۔

میری زندگی کا بھی سوال ہے یہ۔۔۔اگر تم نے اس سے شادی کی تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔۔۔ ان کے لہجے کی کڑواہٹ نے ماہ بیر کو حیران کر دیا تھا

\---------------

ٹھک ٹھک۔۔۔دروازے پہ دستک ہوئی۔۔عصام نے لپ ٹاپ سے سر اٹھا بند دروازے کو دیکھا۔۔۔

آجاؤ۔۔۔دوبارہ انکھیں سکرین پہ مرکوز کیں۔۔

سر وہ شخص مل گیا ہے۔۔لیکن اس نے زمین آگے کسی کو بیچ دی ہے۔۔اور کاغذات بھی اب اس کے پاس نہیں ہیں۔۔

اس نے کہا اور تم نے مان لیا۔۔ایک ترش نظر اس پہ ڈلی۔۔جو سر جھکائے کھڑا تھا

وہ زمین اس سے کوئی بھی نہی خرید سکتا۔۔اس کے سکون میں رتی برابر فرق نہیں آیا تھا۔۔۔اسی کے پاس ہوں گے کاغذات۔۔۔تلاشی لو۔۔۔

سب کر لیا ہے سر۔۔۔لیکن۔۔

میں دیکھتا ہوں کیسے نہیں ہیں اس کے پاس۔۔۔سکرین بند کرتے وہ اٹھا۔۔پھر سٹینڈ پہ لٹکا کوٹ اٹھا کے پہنتے گاڑی نکالنے کا اشارہ کیا۔۔وہ جانتا تھا اسے کیا کرنا ہے۔۔گھی اگر سیدھی انگلی سے نا نکلے تو اسے ڈبہ کاٹنا بھی آتا تھا

پندرہ منٹ میں وہ مینشن پہنچا۔۔اب اس کا رخ اس طرف تھا جہاں۔۔اس کے تمام مجرموں کو رکھا جاتا تھا۔۔

اپنا ہاتھ لگاتے اس نے وہ بڑا دروازہ کھولا جو کئی تالوں اور خفیہ زنجیروں پہ مشتمل تھا۔۔

اندر بہت سارے کمرے تھے چھوٹے چھوٹے۔۔ان میں سے وہ ایک کمرے میں داخل ہوا جہاں ایک شخص کرسی پہ بندھا تھا۔۔پاس ہی بہت سارے اوزار رکھے گئے تھے۔۔جن میں آری بلیڈ پلاس کٹر کیل اور ہتھوڑے شامل تھے۔۔

خیرت سے ہو گے۔۔سکون سے دروازہ بند کرتے سامنے بیٹھے انسان کو دیکھا۔۔جس کے چہرے سے خوف صاف ظاہر ہو رہا تھا۔۔

پیپرز دو گے یا۔۔ایک کٹیلی نگاہ ڈالتے رکا۔۔۔

صاحب۔۔۔وہ۔۔میرے۔۔

ہاں تمہارے۔۔۔وہ چلتا ہوا خیلف کی طرف گیا۔۔اور کٹر اٹھایا۔۔

میرے۔۔۔

تمہیں پتہ ہے یہ۔۔کیا ہے۔۔

ن۔۔نہیں۔۔

میں بتاتا ہوں نا۔۔اس سے میں تمہارے ناخن ادھیڑوں گا۔۔۔اس کے لہجا سفاکیت سے بھرپور تھا

و۔۔وہ میری

آگے بولو۔۔اس کی اواز ایک دم اونچی ہوئی۔۔پھر جھک کے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

سامنے بیٹھا شخص کرسی پہ اچھلا۔۔

ص۔۔صاحب۔۔و۔۔وہ۔۔میری۔۔بیوی کے پاس ہیں۔۔۔

ہاں۔۔یہ ہوئی نا بات۔۔وہ مسکرایا۔۔اس کی انکھوں میں جیت کی الوہی چمک جھلملا رہی تھی

جاؤ اسے کے ساتھ۔۔ہائڈن ہوم (خفیہ گھر) سے نکلتے اس نے باہر کھڑے رفاقت جو کہا۔۔

جی سر۔۔وہ فوراً اس ادمی کو وہاں سے لے کے چلا گیا۔۔

عصام نے واپس مڑ کے گیٹ بند کر دیا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

بابا۔۔وہ ابھی اپنے روم میں آیا ہی تھا جب آبان نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔

کہو آبان۔۔۔وہ اسے ہمیشہ نام سے بلاتا تھا چاہے غصے میں ہوتا چاہے خوشگوار موڈ میں۔۔۔

آپ نے کہا تھا مجھے اپ سکول لے جائیں گے۔۔۔وہاں میں دوست بناوں گا۔۔۔

جی بلکل۔۔۔لے کے جاوں گا لیکن ابھی نہیں۔۔۔

پھر کب بابا۔۔معصومت سے بچے نے اسے دیکھا۔۔۔

جب اپ پورے پانچ سال کے ہو جاو گے۔۔

میں کب ہوں گا۔۔اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا جو عصام نے بے ساختہ پیچھے کیا۔۔۔

ابھی کچھ وقت ہے۔۔۔اور۔۔۔میں نے اپ کو کتنی بار سمجھایا ہے اپ کبھی بھی میرا ہاتھ نہیں پکڑیں گے۔۔۔اس کے لہجے میں دبا روعب بچے کو خاموش کروا گیا۔۔۔

جی۔۔بابا۔۔منہ لٹکا کے واپس گھوما۔۔۔دو منٹ رکا کہ شاید بابا بلا لیں یا سور کر لیں۔۔۔لیکن عصام اسے دیکھنے کی بجائے واش روم کی طرف چلا گا۔۔۔آبان سر جھکائے کمرے سے باہر آگیا۔۔ہمیشہ سے ایسا ہی تھا۔۔۔کبھی بابا نے اسے پیار سے نہیں اٹھایا تھا نا کبھی گال چوما جیسے باقی بچوں کے بابا کرتے ہیں۔۔۔وہ یہ بات محسوس کرنے لگا تھا اب۔۔۔

ماموں کے گھر چلو گی۔۔۔ماہ بیر کف بند کرتا عزت کے روم میں آیا۔۔۔

ابھی۔۔شام ہو رہی ہے۔۔۔

انا ہے تو آجاؤ۔۔اس کا جواب سنے بنا ہی وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔عزت جلدی سے دوپٹہ اٹھاتی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔مورے شاید اپنے روم میں تھیں جو ٹیوی لاونج خالی تھا۔۔۔

اس وقت کیوں جا رہے ہیں۔۔۔بتائیں تو سہی۔۔۔

پتہ چل جائے گا۔۔۔ وہ لوگ اپنے گیٹ سے باہر نکل چکے تھے۔۔۔

سامنے سے ریض آرہا تھا بائیک پہ۔۔۔جیسے دیکھ کے عزت نے نظریں چرائیں۔۔۔حلانکہ وہ اس خواب کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔۔۔

ہائے۔۔کیسے ہیں بھائی۔۔۔جلدی سے بائیک کھڑی کر کے وہ چھوٹے دروازے سے اندر گیا پھر گیٹ کھول کے بائیک اندر کی۔۔۔عزت اور ماہ بیر بھی اندر آ چکے تھے۔۔

اندر آئیں۔۔۔سلام دعا کرتے وہ لاونج آئے۔۔۔

گھر کوئی نہی ہے لگتا پے۔۔۔ماہ بیر نے طائرانہ نظر ڈالی۔۔۔

مما کمرے میں ہونگی۔۔بابا کام پہ اور عشو کچن میں۔۔۔وہ ابھی اکیڈمی سے ایا تھا۔۔

گڈ۔۔۔مجھے مامی سے ہی بات کرنی تھی۔۔۔ماہ بیر ان کے کمرے کی طرف آیا۔۔۔پھر دستک دے کے اجازت مانگی۔۔

آجاو۔۔فوراً ہی جواب آیا۔۔

تم۔۔آج کیسے انا ہوا۔۔اس دیکھ کے اچانک خوشی اور پھر دکھ بھی ہوا۔۔۔

کیسی ہیں۔۔۔جھک کے کندھوں پہ ہاتھ پھروایا

میں ٹھیں‌ک ہوں تم سناو آج کیسے چکر لگا لیا۔۔

وہ ایکچولی۔۔ایزی چیئر پہ بیٹھتے۔۔جو پاس ہی رکھی تھی۔۔کہا

میں اپ سے کچھ بات کرنے آیا ہوں۔۔۔

ہاں بولو بیٹا۔۔دل پہ پتھر رکھا۔۔کاش۔۔

وہ دراصل۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے کہے۔۔

ایکچولی۔۔میں عشوے سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔

کیا۔۔وہ خوشی سے تقریباً چلائی ہی تھیں۔۔۔انہیں بلکل بھی امید نہیں تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔۔

ایئم سوری۔۔۔لیکن میں اپ کے انکار کو اقرار میں بدلنا چاہتا ہوں پلیز مامی۔۔وہ ان کے چہرے کی خوشی نہی دیکھ سکا تھا شاید۔۔

ٹھیک ہے بیٹا۔۔ہمیں منظور ہے۔۔۔وہ تو تیار بیٹھی تھیں۔۔جھٹ سے جواب دیا

سچ میں۔۔مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔کہیں طنز وغیرہ نا کر رہی ہوں۔۔۔

ہاں سچ میں۔۔تم نے اپنی ماں سے پوچھا ہے۔۔۔

جی جی وہ تو راضی ہی ہیں۔۔بس اپ ماموں کو منا لیں۔۔

ان کو کیا اعتراض ہو گا۔۔۔اگر تم لوگ راضی ہو تو۔۔

وہ دونوں بے خبری میں رشتہ جوڑنے کی پلاننگ کر چکے تھے۔۔۔

سفید رنگ کرنا ہے۔۔۔عصام شیخ ایک کارپینٹر کی دکان پہ کھڑا لکڑی کا باکس بنوا رہا تھا۔۔۔

مکمل سفید بنا کسی داغ کے ہو۔۔ سختی سے کہتے وہ پاس رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔اسے ایک اور تحفہ بھیجنا تھا۔۔۔

صاحب۔۔کچھ وقت لگے گا۔۔

ٹھیک ہے میں یہیں ہوں۔۔۔

اور ہاں۔۔کچھ یاد انے پہ اسے دیکھا۔۔

اسے لاک کرنا ہے۔۔۔ایسے کہ یہ مکمل بند بھی لگے اور کھل بھی سکے۔۔

جی صاحب سمجھ گیا۔۔

دو گھنٹے لگے تھے۔۔باکس مکمل تیار ہونے میں۔۔

صاحب اب اپ اسے لاک کریں۔۔لاکر لگاتے اسے بلایا۔۔وہ جو موبائل میں کچھ سلیکٹ کر رہا تھا ۔۔اٹھ کے اس طرف آیا جہاں بہت ساری لکڑیاں رکھی تھیں اور ان کے درمیاں وہ کارپینٹر بیٹھا تھا ۔۔

عصام نے اپنی اوپر والی پاکٹ سے کچھ نکالا اور اس باکس میں رکھ دیا۔۔۔

یہاں پہ دو لکھو۔۔۔ایسے کے بہت غور سے دیکھنے پہ نظر آئے۔۔

جی صاحب ابھی لکھ دیتا ہوں۔۔کٹر سے ایک کونے پہ چھوٹا سا دو لکھا۔۔ایسے کہ کسی کو بھی نظر نا آتا۔۔پھر اس پہ سفید رنگ کا پریشر کی۔۔۔

پھر اسے لاک کروایا۔۔۔کتنے پیسے ہوئے۔۔

تین ہزار۔۔۔محنت کا۔۔۔

ٹھیک ہے یہ رکھو۔۔۔اس نے پورا پانچ ہزار کا نوٹ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے کاونٹر پہ رکھ دی۔۔۔اور باکس اٹھا کے نکل آیا

اب اسے اصلی جگہ پہ بھجنا رہ گیا تھا

اپ کو پتہ ہے آج کیا ہوا۔۔ڈنر کے بعد حمید صاحب کمرے میں ائیٹے تو عائشہ بیگم بھی پیچھے پیچھے داخل ہوئیں۔۔

نہیں پتہ۔۔۔بستر پہ بیٹھتے کمفرٹر سیدھا کیا۔۔

آج ماہ بیر آیا۔۔اور اس نے کہا کہ وہ ہماری عشوے سے شادی کرنا چاہتا ہے اور میں نے کہا ٹھیک ہے۔۔۔آپ ان کو منع کر دیں۔۔وہ ایک ہی سانس میں سب بتا گئیں۔۔۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میں منع کر دوں گا ان کو۔۔۔۔بے ساختہ ان کو دیکھا

کیا مطلب۔۔اپ منع کیوں نہی کریں گے۔۔۔

کیونکہ میں اپنی زبان سے نہیں بدلوں گا۔۔خوف کی لہر تھی جو ان کے دل و دماغ پہ دوڑ گئی تھی۔۔ جو کام آسانی سے ہوا تھا وہ اب مشکل ہوتا نظر آرہا ہے

کوئی ضرورت نہیں ہے اب پلوشہ سے بات کرنے کی۔۔۔میں نے عصام صاحب سے کہہ دیا ہے کہ جلدی سے لے جائیں ہماری بیٹی کو۔۔ایسے جوان۔۔۔

کسی باتیں کر رہے ہیں حمید صاحب۔۔اپ ہی تھے نا جو کہہ رہے تھے چھوٹی سی ہے ابھی۔۔ابھی شادی نہی کرنی۔۔یہ وہ۔۔۔

ہاں۔۔کہا تھا۔۔لیکن اب نہی کہہ رہا۔۔اور عشوے کی شادی بس عصام سے ہو گی۔۔چار لوگوں کے بیچ بیٹھ کے بات تہ کی تھی اب اس سے مکر جاوں گا۔۔ایسا سوچنا بھی مت۔۔ حتمی بات کرتے ان کو دیکھا۔۔۔

کون سے چار لوگ۔۔جو چار لوگ بیٹھے تھے نا انہیں کے ہاں کرنا ہے رشتہ۔۔۔

میں بھی اسی کی بات کر رہا ہوں جن لوگوں میں بات کی ہے جن لوگوں کے لیے کی ہے ان سے ہی ہو گا۔۔۔بس میں نے کہہ دیا ہے تو کہہ دیا ہے۔۔۔دوبارہ اس ٹاپک پہ بات نہیں ہو گی۔۔۔ کمفرٹر اوڑھتے انہوں نے رخ بدل لیا جبکہ عائشہ حیرت سے منہ کھولے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ایسے کیسے نہیں ہو گا۔۔

ٹنگ ٹنگ۔۔۔اگلے دن صبح صبح ہی بل بجی۔۔۔وہ جو ناشتہ بنانے کا ارادہ کر کے اٹھی تھیں سیدھا گیٹ کی طرف آئیں۔۔۔آج پھر وہی ڈرائیور تھا جو اس دن گفٹ دے کے گیا تھا۔۔

یہ میڈم کے لیے سر نے بھیجا ہے۔۔۔پیکٹ عائشہ بیگم کو پکڑاتے وہ با ادب کھڑا تھا۔۔

نہیں۔۔ہمیں نہیں چاہیئے۔۔انہوں نے لینے کہ بجائے صاف انکار کیا۔۔پہلے بھی پتھر کا ٹکڑا ہی نکلا تھا اندر سے اور اب بھی۔۔ایسا ہی کچھ ہو گا۔۔۔واپس لے جاو۔۔اور اپنے صاحب سے کہنا یہ رشتہ ختم کرتی ہوں میں۔۔روانگی سے کہتے انہوں نے ڈرائیور کو دیکھا۔۔۔جس کی آنکھوں میں عجیب سی سرخی تھی شاید تحفہ ٹھکرائے جانے کا غصہ یا اپنے سر کی یوں عزت افزائی پہ تیش آئی ہو۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔لے جاو اسے اور واپس شکل مت دیکھانا۔۔عائشہ بیگم نے دروازہ زور سے بند کرتے کہا اور اندر چلی گئیں۔۔۔

ڈرائیور نے واپس گاڑی کی طرف آتے عصام شیخ کو کال کی۔۔۔

یار انہوں نے رشتہ ختم کر دیا ہے۔۔۔وہ جو ابھی میٹنگ کے لیے نکل رہا تھا۔۔ٹھٹکا۔۔

کیا مطلب رشتہ ختم کر دیا ہے۔۔۔تحفہ دینے بھیجا تھا کہ۔۔۔

انہوں نے تحفہ بھی واپس کر دیا ہے اور۔۔۔

ٹھیک ہے تم واپس چلے جاؤ۔۔۔میں شام میں ملتا ہوں تم سے۔۔۔سپاٹ لہجے میں کہتے کال کاٹ دی گئی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ خود حمید صاحب کے گھر موجود تھا۔۔

عائشہ صاحبہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے انکار کر دیا ہے۔۔اس کے لہجے میں بلا کی ترشی تھی۔۔

حمید صاحب کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔۔۔انہیں تو کچھ پتہ ہی نہی تھا۔۔

ہاں۔۔۔کیونکہ میں اپنی بیٹی کی شادی اپنی نند کے بیٹے کے ساتھ کرنا چاہتی۔۔۔اپنی مرضی سے۔۔۔

ہر حال میں۔۔۔بات کاٹ دی۔۔

ہاں ہر حال میں۔۔

اور اگر وہ رہے ہی نا۔۔۔

ب۔۔بیٹا تم اس کی باتوں کو چھوڑو۔۔جو بات ہم نے ایک بار تہ کر دی ہے اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔۔۔گھبراہٹ ان کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی عائشہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا یہ حمید صحب کو ہو کیا گیا ہے ایک دم سے۔۔۔اپنوں کو چھوڑ کے غیروں میں دے رہے تھے۔۔

میں جانتا ہوں اپ پریشان ہوں گی اپنی بیٹی کو لے کے معنی خیزی سے مسکرتے اس نے حمید صاحب کو اور پھر عائشہ کو دیکھا۔۔

لیکن یقین مانیں اپ کی بیٹی کو اس شخص سے کہیں زیادہ خوش رکھوں گا جس کے ساتھ اپ اسے خوش دیکھنا چاہتی ہیں۔۔

اس کے ساتھ وہ خوش رہے نا رہے کم سے کم میری آنکھوں کے سامنے تو رہے گی نا۔۔

تو اپ ہمارے ساتھ شفٹ ہو جائیں۔۔مینشن میں اتنی جگہ تو ہے کہ اپ وہاں ارام سے رہ سکیں گی ۔۔۔

ہر چیز کا حل تھا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔کیسی باتیں کر رہے ہو۔۔وہ سٹپٹا گئیں۔۔ہم سوچ کے فیصلہ کریں گے۔۔

ایک بار اپنی بیٹی سے بھی پوچھ لیجیے گا۔۔۔آخر میں حمید صاحب کو دیکھاجو خاموشی سے سر جھکائے بیٹھے تھے۔۔ان کا گناہ ان کی بیٹی کے گلے میں ساری زندگی کے لیے ڈھول کی طرح بجنے والا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عشو۔۔بالکنی سے عزت نے اسے آواز دی۔۔

ہاں۔۔عشوے چھت پہ بیٹھی ڈائجیسٹ پڑھ رہی تھی ساتھ ٹھنڈی ہوا کے مزے لے رہی تھی۔۔

ہمارے گھر نہیں آؤ گی۔۔بھائی بھی آئے ہوئے ہیں۔۔

م۔۔اہ بیر۔۔اس کی دھڑکن مس ہوئی۔۔

ہاں بھائی سے بھی مل لینا۔۔آجاؤ جلدی سے۔۔

ن۔۔نہیں۔۔ماما ڈانٹیں گی ان کو پتہ چل گیا تو۔۔

اس دن بھی تو آئی تھی نا یار۔۔آجاؤ۔۔عزت نے اسے گھورتے زبردستی بلایا۔۔دل تو عشوے کا بھی بہت چاہ رہا تھا لیکن ماما سے ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔

ماما سے پوچھ لوں۔۔۔کچھ سوچ کے عزت کو دیکھا۔۔

اوففففف۔۔اچھا جاؤ۔۔پوچھ لو۔۔اگر اجازت دے دی تو سیدھے راستے آجانا۔۔ورنہ یہ راستہ ہمیشہ کھلا رہے گا تمہارے لیے۔۔۔منہ بناتے کہا۔۔

اوکے۔۔۔عشوے تیزی سے نیچے آئی مما کچن میں تھیں۔۔۔

وہ۔۔ماما۔۔میں عزت کے پاس چلی جاؤں۔۔۔پلیز مما۔۔۔ساتھ ہی جلدی سے منتیں بھی کر دیں۔۔

ہاں۔۔چلی جاؤ۔۔۔لیکن جلدی واپس آجانا۔۔۔

ٹھیک۔۔جلدی آجاؤں گی۔۔۔واپس باہر نکلی۔۔

جلدی سے دوپٹہ کپڑوں کے ساتھ کا کیا جو شیفون کا ہونے کی وجہ سے نہیں کر پاتی تھی۔۔

اگلے دس مینٹ میں وہ پھپو کے گھر موجود تھی اور پھپو اسے بس گھور رہی تھیں۔۔

یہ اب میرے بیٹے کو آدائیں دیکھانے آئی ہے۔۔دل ہی دل میں سوچا۔۔

وہ۔۔۔اسلام و علیکم پھپھو۔۔اسے کچھ سمجھ نہی آیا تو جلدی سے کہہ دیا۔۔۔

واعلیکم السلام۔۔۔خیریت سے بھیجا ہے ماں نے۔۔

مما نے نہی بھیجا۔۔خود آئی ہوں۔۔۔

امید تھی۔۔بڑبڑاتے پھپو نے کشمش کا دانہ منہ میں ڈالا۔۔جاو۔۔اوپر ہے وہ۔۔ان کی نظروں میں ہتک ہی تھی عشوے کے لیے۔۔

نظریں چراتے عشوے نے زینے عبور کیے۔۔عزت نیچے آرہی تھی۔۔

پہلے بھائی سے ملو گی یا اوپر۔۔

ماہ بیر سے بعد میں۔۔۔

ایک منٹ بھائی بھی تو کہو۔۔ٹھٹک کے اسے دیکھا۔۔

ہ۔۔ہاں بھائی سے بعد میں۔۔سٹپٹاتے وہ تیزی سے اس کے پاس سے گزر گئی۔۔عزت بھی اسے کے پیچھے ہی اوپر آگی۔۔

یار مجھے تو حیرت ہو رہی ہے۔۔اتنے ارام سے نہوں نے انکار کر دیا۔۔۔بلال (ڈرائیور) نے مزے سے اسے دیکھا۔۔

اتنا آسان نہیں ہے۔۔جتنا انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔۔عصام تلخی سے مسکرایا۔۔میری دنیاں میں جو ایک بار شامل ہو گیا۔۔اس کا باہر نکلنا ناممکن ہے۔۔

بلال بھی افسردہ ہوا۔۔وہ اس کا بچپن کا ساتھی تھا۔۔آج تک جو کچھ بھی ہوا تھا وہ سب اس نے بھی اپنی انکھوں کے سامنے دیکھا تھا۔۔ہر انسان کا ماضی ہوتا ہے۔۔ایسے ہی عصام شیخ کا بھی تھا۔۔

جو بہت تلخ تھا۔۔۔اتنا کے اس نے ایک زندہ انسان کو مردہ بنا کے رکھ دیا تھا۔۔

ہر کہانی میں ایسا ہی تو ہوتا ہے۔۔۔ہر دور میں ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔اپ کی نفرت اپ کی تلخی اور غصے کے پیچھے ایک گہرا راز۔۔جو ہر کوئی نہیں جان سکتا۔۔۔اور پھر عصام شیخ کا راز جاننے کا حق تو صرف اسی کو ہو سکتا تھا جیسے وہ خود یہ حق دینا چاہتا ہو۔۔۔

دن تیزی سے گزر رہے تھے۔۔عصام نے دوبارہ کوئی تحفہ نہیں بھیجا تھا کیونکہ اب اسے خود جانا تھا اس لڑکی کو لینے۔۔۔جیسے وہ ایک ایسی زندگی تحفے میں دینا چاہتا تھا جو اس کے باپ کے دل کو بے چین رکھتی۔۔۔

حمید صاحب نے عائشہ کو دیکھا جو افسردہ سی بیٹھی تھیں۔۔ان کا دل نہی چاہ رہا تھا کہ وہ جا کے عشوے سے پوچھیں۔۔جس انداز سے حمید صاحب اپنے فیصلے پہ ڈٹے ہوئے تھے اس حساب سے عشوے کی مرضی کیا معائنے رکھتی۔۔

اپ کو اپنی بیٹی عزیز نہی ہے۔۔ایک آخری کوشش

میرا دماغ نا کھاو۔۔اور جا کے پوچھو اس سے۔۔میری عزت کا سوال ہے۔۔گر اس نے نکار کیا تو میری زندگی کا واسطہ دے کے سے منا لینا۔۔ان کے لہجے کی اجنبیت بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔عائشہ خاموش ہو گئیں۔۔

انہیں اب خود سب ہینڈل کرنا تھا۔۔وہ نہیں جانتی تھی آخر کیا وجہ ہے جو حمید اتنے جلدی بدل گئے ہیں۔کل تک تو ماہ بیر کے لیے خود ساتھ گئے تھے۔۔یقینا کوئی بڑی وجہ تھی۔۔لیکن نہیں ہینڈل کرنا تھا۔۔خود کو بھی اپنی اولاد کو بھی اور اپنی عزت کو بھی۔۔

میں مر جاوں گی۔۔۔

مر جاو کم سے کم ہماری عزت تو سلامت رہے گی۔۔سفاکیت سے کہا گیا۔۔۔

مما اپ کو بیٹی سے زیادہ عزت کی پرواہ ہے۔۔۔اس کی انکھوں میں حیرت در آئی

ہاں ہے۔۔تمہارے باپ نے یہ بڑی مشکل سے کمائی ہے۔۔۔تمہاری وجہ سے اسے برباد نہیں ہونے دوں گی۔۔۔اور خبر دار۔۔خبر دار اگر تم نے اس بارے میں کسی کو بھی کچھ بتایا تو۔۔۔ٹھوڑی کو دبوچتے اسے پرے جھٹکا۔۔۔

وہ ایک دم خاموش ہو گئی۔۔

کبھی باپ کی شکل دیکھی ہے۔۔سارا دن باہر رہتا ہے تم لوگوں کا پیٹ بھرنے کے لیے اور تم کیا چاہتی ہو۔۔۔اس کو بدنام کرنا۔۔۔وہ باہر نکل ہی نا سکے۔۔۔

تم چاہتی ہو وہ مر جائے۔۔۔

ن۔۔نہیں۔۔۔سر جھکائے کھڑی اس لڑکی کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔۔یہ اس نے کیا کیا تھا۔۔۔ غلطی اسی کی تھی۔۔۔بھل بھل بہتی آنکھیں خوف سے سرخ تھیں

اب اگر تم نے دوبارہ ماہ بیر کا نام بھی لیا نا۔۔۔تو جان لے لوں گی۔۔۔

عشوے کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔۔

مجھے مر جانا چاہیے۔۔۔

تمہاری شادی اسی سے ہو گی جس سے ہم چاہیں گے۔۔۔اسے گھورتے ہوئے واپس مڑی تھیں شاید کمرے کی طرف کوئی آرہا تھا

اللہ کرے وہ مجھے روز مارے۔۔۔دل کی گہرائیوں سے خود کو بددعا دی۔۔۔

اپنی بکواس بند کرو۔۔۔عائشہ بیگم نے دروازہ کھولنے سے پہلے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا ۔۔۔

اپ کو بھی تو پتہ چلے تکلیف کیا ہوتی ہے۔۔۔نہیں ہونا مجھے قربان ماما۔۔۔اپ کیوں نہیں سمجھ رہی ہیں۔۔۔

ایک لفظ بھی اور بولا نا زبان کھینچ لوں گی۔۔۔بازو سے پکڑ کے اسے اپنی طرف موڑا۔۔

چاہے وہ تمہیں روز مارے یا مار کے پھینک دے۔۔۔ہم اپنا فیصلہ نہیں بدلیں گے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔چند لمحے اس نے آنکھیں بند کی تھیں پھر آنسو صاف کرتے جیسے خود کو بہادر کیا۔۔

اس کا دل تھا کہ پھٹا جا رہا تھا۔۔وہ انہیں کیسے بتاتی۔۔مر تو وہ ویسے ہی جائے گی۔۔۔کیوں نا ایسے ہی سہی۔۔

بیڈ پہ پیپرز بکھرے پڑے تھے ساتھ لیپٹاپ اور موبائل بھی رکھا ہوا تھا۔۔وہ خود بیڈ کراون سے ٹیک لگائے انکھیں موندے لیٹی تھی۔۔پلکوں کی باڑ ہلکی ہلکی بھگتے چمک رہی تھی۔۔۔

وہ نہیں سمجھ پار رہی تھی اسے اس شخص سے آخر محبت کیوں ہو گئ تھی جو اس کے نصیب میں نہیں لکھا تھا۔۔کیوں اپنے ہی اس کے لیے دیوار بن رہے تھے۔۔۔پھپھو اور ماما دونوں اس کے دل کے قاتل تھے۔۔وہ کیسے سب بدلے۔۔۔

اللہ جی پلیز مجھے وہ شخص دے دے۔۔تو رحیم ہے نا۔۔توں تو اپنے بندوں کے لیے معجزات کرتا ہے ۔۔پھر میرے لیے بھی کر نا۔۔دل کرلا رہا تھا۔۔کسی کروٹ چین نہیں تھا۔۔کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہیں تھا۔۔عزت اس کی دوست تھی۔۔لیکن وہ بھی اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ماں سے بھی کچھ نہیں کہہ سکتی تھی ماں تو دوست ہوتی ہے لیکن اسے خوف ارہا ہے۔۔ایک عجیب سی بے

چینی پھیل گئ تھی پورے گھر میں۔۔عشوے خاموش ہو گئ تھی۔۔ریض بھی مصروف تھا۔۔شادی کی تاریخ رکھی جا چکی تھی۔۔۔اسے بابا سے بات کرنی تھی۔۔

میں نے جب کہہ دیا ہے کہ مجھے عشوے سے ہی شاڈی کرنی ہے

تو پھر۔۔اپ کو مسلہ کیا ہے مورے۔۔ماہ بیر الگ الجھ رہا تھا

مسلہ مجھے نہیں ہے۔۔مسلہ ان لوگوں کو ہے بیٹے۔۔اور ایک بہت اہم بات۔۔۔وہ خاموش ہوئیں۔۔

اب اور کیا اہم ہے۔۔اپ کی وجہ سے سب ہو رہا ہے۔۔

میری وجہ سے نہی ہو رہا۔۔جس سے تم شاڈی کرنا چاہتے ہو وہ تم سے نہیں کرنا چاہتی۔۔اس کے ماں باپ اسی لیے اس غیر سے اسے بیاہ رہے ہیں کہ اس کا چکر تھا۔۔اس۔۔

چپ۔۔

چپ کر جائیں۔۔وہ ایسی نہی ہے۔۔

مجھے بھی لگتا تھا۔۔لیکن وہ ایسی ہی ہے۔۔

اپ جھوٹ بول رہی ہے۔۔اس کا دماغ خراب ہو رہا تھا۔۔

جا کے خود پوچھ لو۔۔اور اگر میری بات سچ نکلی تو تمہیں۔۔۔میری مرضی سے شادی کرنی پڑے گی

۔۔

میں یہ گھر چھوڑ دوں گا۔۔لیکن شادی نہی کروں گا۔۔کروں گا تو بس عشوے سے۔۔اٹل لہجے میں کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔

عجیب بدماغ اولاد پائی ہے۔۔دونوں بہن بھائی اس لڑکی کے لیے ہی مرے جا رہے ہیں۔۔اچھا ہے بھائی صاحب نے انکار کر دیا ہے۔۔

وہ تو پر سکون تھیں۔۔کیونکہ عشوے کا پتہ کٹنے والا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا میں اندر آجاؤں۔۔شام کے چار بج رہے تھے۔۔چائے کی ٹرے ہاتھ میں پکڑے عشوے نے اجازت مانگی۔۔وہ جو بیڈ پہ نیم دراز ریموٹ ہاتھ میں پکڑے نیوز سن رہے تھے اسے دیکھا اور سر ہلایا

۔۔

یہ لیں چاہے۔۔کپ اٹھا کے انہیں دیا۔۔ٹرے سائڈ ٹیبل پہ رکھ دی۔۔

شکریہ بیٹا۔۔وہ اس سے نظریں نہی ملا پا رہے تھے

کیا کر رہے ہیں وہ پاس ہی بیٹھ گئ۔۔

کچھ نہیں بس نیوز سن رہا ہوں۔۔سرسری سا جواب دیا۔۔

وہ۔۔ مجھے اپ سے بات کرنی تھی۔۔ہتھیلیاں مسلتے اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔۔حمید صاحب کا دل دھڑکا۔۔کسی انہونی کے خیال سے۔۔

کہو۔۔

بابا۔۔میں ابھی شادی نہی کرنا چاہتی

کیوں۔۔انکے لہجے ہیں ترشی سمٹی تھی

کیونکہ مجھے اگے پڑھنا ہے۔۔ایک یہ ہی بہانا تھا۔۔

پہلے تو بہت پڑھتی ہو نا۔۔۔ بمشکل پاس ہوتی ہو۔۔اور اگر پڑھنے کا دل ہے بھی تو عصام پڑھا لے گا روکے گا نہیں۔۔

لیکن بابا۔۔

کچھ نہیں سننا اور مجھے۔۔میری طبعیت خراب رہتی ہے۔۔جانے کب مر جاو۔۔

بابا۔بے ساختہ ہونٹ ہلے۔۔

ہاں۔۔سچ کہہ رہا ہوں۔۔جانے کب یہ سانسیں اکھڑ جائیں۔۔میرے بعد تمہارا کون ہو گا۔۔ریض کی شادی ہو گی کیا گیرنٹی ہے بھابھی تمہارے ساتھ اچھی ہو تمہاری ماں بوڑھی ہو رہی ہے ہم کب تک

۔۔

بابا ابھی میں نے ایف اے کیا ہے۔۔ابھی بیس کی بھی نہیں ہوئی اپ کو یہ ٹینشن کیوں ہے۔۔اسے سمجھ نہیں ارہا تھا کیسے سمجھاتی۔

شادی ہوجانے میں کیا ہرج ہے۔۔تقریبا لڑکیوں کی شادی اسی عمر میں ہوتی ہے۔۔

مجھے عصام سے نہیں کرنی۔۔زبان پھسلی

کیا مطلب۔۔حمید نے انکھیں اچکا کے اسے دیکھا۔۔

میں خاندان سے باہر۔۔

عجیب ہے بیٹا۔۔ماہ بیر سے کرنا چاہتی ہو۔۔کڑواہٹ سے بھرپور الفاظ۔۔

ن۔۔نہی۔۔اس کا دل بند ہوا تھا۔۔مجھے ماہ بیر۔۔

دیکھو بیٹا۔۔ہم تمہارے ماں باپ ہیں غلط فیصلہ نہیں کریں گے۔۔وہ تھوڑے نرم پڑے۔۔

جی۔۔عشوے کے جسم سے جان الگ ہو رہی تھی۔۔وہاں سے اٹھنا محال لگ رہا تھا۔۔وہ چاہتی تھی کہہ دے۔۔ایک بار کہہ دے۔۔اور پھر اس نے کہہ دیا۔۔

بابا۔۔دل کے اندر سے اواز نکلی تھی۔۔

ہوں۔۔وہ اسے دیکھ رہے۔تھے سفید پڑتا رنگ انہیں شرمندہ کر رہا تھا۔۔

اپ۔میری شادی ماہ بیر سے کر دیں۔۔میں۔۔ان۔۔سے محبت۔۔

حمید صاحب کے ہاتھ میں پکڑی چائے کپ سے چھلکی ۔۔۔وہ کس راہ کی راہی بن گئ تھی۔۔

جاؤ یہاں سے۔۔ بمشکل انہوں نے اسے وہاں سے جانے کا کہا تھا۔۔وہ پاتال میں گرتے جا رہے تھے ۔۔ آج سے تیرا سال پہلے کا گناہ۔۔ آج ان کی بیٹی کے سر پڑنے والا تھا۔۔اور وہ کچھ بھی نہی کر سکتے تھے کچھ بھی نہیں۔۔کیونکہ عشوے ۔۔ عشوے حمید نہی۔۔بلکہ عشوے عصام تھی۔۔آج سے تیرا سال پہلے وہ ان کی بیٹی نہیں رہی تھی۔۔ان کی زندگی کا یہ پہلو۔۔کسی کو معلوم نہیں تھا یہاں تک ان کی شریک حیات بھی اس سے بے خبر تھی۔۔وہ نہیں جانتے تھے عصام شیخ دوبارہ انکی زندگی میں آئے گا۔۔وہ نہیں جانتے تھے ان کی بیٹی کو کسی اور سے محبت ہو گی۔۔وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ اگے کیا ہونے والا تھا۔۔وہ تو اس خوش فہمی میں تھے کہ عصام سب بھول گیا ہو گا۔۔ان سالوں میں آخری بار وہی ملا تھا جب اس کا نکاح عشوے سے ہوا تھا۔۔عشوے محض ساڑھے پانچ سال کی تھی اور وہ اٹھارہ سال کا تھا۔۔انہیں لگا وہ اپنی زندگی گزار چکا ہو گا۔۔اس نکاح کا اب کوئی مقصد نہیں تھا ۔۔شوہر گمشدہ ہو اور اس کے ملنے کی کوئی امید بھی نا ہو تو اسے مردہ کرار دے کے ایک سو تیس دن کی عدت کے بعد نکاح ختم ہو جاتا ہے۔۔لیکن وہ تو زندہ تھا۔۔

کمرے میں آ کے وہ بے تحاشا روئی تھی۔۔ آنسو جیسے انکھوں سے چپک گئے تھے۔۔شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔ابھی کچھ دیر بعد امی نے اجانا تھا اسے اٹھانے اور اس کا بلکل دل نہیں تھا ہمت ہی نہیں

تھی۔۔دل کٹ کٹ کے رس رہا تھا۔۔ایسے جیسے کوئی آہستہ آہستہ مٹھی میں بھینچ رہا ہے اور وہ انکھوں کی جانب سے رس رہا ہو۔۔۔

اللہ جی میں اپنی دعا سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔۔لیکن تیری رضا میں راضی ہو جاوں گی۔۔۔جب انکھیں خشک ہو گئیں تو دل کو بہلایا۔۔کتنی دیر وہیں بے سدھ پڑے پڑے گزر گئی۔۔آج تو مما بھی نہیں اٹھانے نہیں ائیں تھی

____

ہیلو بھائی۔۔عزت جو ابھی ابھی اکیڈمی سے آئی تھی سامنے ٹیوی لاونج میں بیٹھے ماہ بیر کو کہا۔۔

ہائے۔۔اس نے بھی بے دلی سے جواب دیا۔۔

خیریت کیا ہوا۔۔چیزیں ڈائنگ ٹیبل پہ رکھتے پاس ائی۔۔

کچھ نہیں میرا ایک کام کرو گی۔۔

جی کہیں۔۔

عشوے سے پوچھ دو وہ مجھ میں انٹرسٹڈ ہے یا نہیں۔۔پر سوچ نگاوہوں سے اسے دیکھتے کہا۔۔

خیریت ہے سب۔۔آپ کیوں پوچھنا چاہ رہے ہیں۔۔

خیرت ہے۔۔بس تمہیں جتنا کہا ہے اتنا کرو۔۔

ہمم

پھر شام کو وہ عشوے کے پاس گئی تھی واپس آتے رات کے نو ہو گئے تھے اور بھائی کو اس نے یہ نیوز دینی تھی۔۔وہ ایک بار پھر ان کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔اب کی بار اس کا چہرا اترا ہوا تھا اور ماہ بیر بے چین تھا۔۔

کیا کہا۔۔پورا جسم کان بنا تھا

وہ اپ کو۔۔خشک ہوتے گلے کو تر کرتے عزت نے بھائی کو دیکھا۔۔جو جاننے کے لیے اپنی حالت کو فراموش کر رہا تھا

کیا کہا۔۔ماہ بیر کا پورا جسم کان بنا

وہ اپ کو۔۔خشک ہوتے گلے کو تر کرتے عزت نے بھائی کو دیکھا۔۔جو جاننے کے لیے اپنی حالت کو فراموش کر رہا تھا۔وہ یہ بھول رہا تھا اس کی پرسنیلٹی کو یہ سب سوٹ نہیں کرتا تھا کہ وہ کسی لڑکی کے لیے خود کو بھول جائے۔

اس نے کہا ہے کہ۔۔وہ رکی۔۔وہ بھائی کے چہرے پہ اتے جاتے رنگوں کو دیکھ کے پریشانی سے بول ہی نہیں پا رہی تھی۔۔لیکن اسے یہ قدم اٹھانا تھا

کیا۔۔بولو بھی۔۔ماہ بیر کا دل سینے میں تیزی سے دھڑک رہا تھا

یہی کے وہ اپ کو بھائی سمجھتی ہے۔۔ نظریں چراتے بول دیا۔۔

ک۔۔کیا۔۔؟ وہ الجھا

جی بھائی۔۔وہ اپ کو ویسے ہی بھائی سمجھتی ہے جیسے میں۔۔اس نے تو مجھے بہت باتیں بھی سنائی ہیں۔۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ ماہ بیر بھائی میری نظروں سے گر گئے ہیں۔۔عزت نے وہ سب کہہ دیا جو عشوے نے اسے کہا تھا۔۔

ہ۔۔ہم۔۔۔ماہ بیر نے بمشکل خود کو قابو کیا۔۔ایک لمحے کے لیے تو اسے لگا کہ اسکی رہح پرواز کر گئ ہے۔۔وہ کسی اور جگہ ہے جیسے سب کچھ بدل گیا ہو۔۔اس کی دنیا نے الٹا چکر لیا ہو۔۔کتنی ہی دیر عزت اسے تسلی دیتی رہی۔۔پھر اٹھ کے چلی گئ۔۔ٹوٹے ہوئے دلوں کی تسلی صرف اللہ کے زکر میں ہی ہے۔۔اور ماہ بیر۔۔تو پہلے بھی اللہ کے قریب تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"بابا۔۔ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔؟"

ایک بہت اچھی جگہ۔۔۔ایسی جگہ جہاں سے تمہیں بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔۔۔وہ پانچ سالہ بچے کا ہاتھ پکڑے مینشن کے اس علاقے میں آیا تھا جس طرف آنے کی کسی کو اجازت نہیں تھی حتیٰ کے ملازمین کو بھی نہیں۔۔

"لیکن بابا یہاں تو کچھ بھی اچھا نہیں نظر آ رہا ہے۔۔"اپنے سامنے وہ ایک بہت بڑا سا کمرہ دیکھ رہا تھا ۔۔۔جس کو چاروں طرف سے ایسے بند کیا گیا تھا کہ کہیں کوئی روشن دان۔۔کوئی کھڑکی کوئی درز نہیں تھی کہ اندر سورج کی ایک کرن بھی جا سکے۔۔۔بس ایک دروازہ تھا بڑا سا جو ایک دیوار کی چوڑائی جتنا موٹا مضبوط میٹل سے بنا ہوا تھا۔۔جہاں بے شمار ایسے ان دیکھے لاک تھے جو صرف وہاں رہنے والا ہی جان سکتا تھا یا پھر اس دروازے کو بنانے والا۔۔۔

"بابا کیا ہم اس کے اندر جائیں گے۔۔۔؟" بچے نے کچھ اشتیاق سے گردن اٹھا کے اوپر دیکھا۔۔۔

"ہاں بلکل۔۔" گردن کو ہلکا سا خم دیتے اس نے بچے کو دیکھا۔۔۔پھر اگے ہو کے اپنی ہتھیلی دروازے پہ لگائی تھی چند لمحوں میں ٹوں کی اواز سے دروازہ جیسے دیوار کے ندر غائب ہوا۔۔۔

سامنے موجود منظر دیکھ کے وہ بچہ ایک دم سں توانا مرد کے پیچھے چھپا تھا۔۔

"ب۔۔بابا۔۔۔ چلیں یہاں سے۔۔۔"اس کا کوٹ اپنی ننھی مٹھیوں میں پھیچے سہم سا گیا۔۔

"نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔"رخ موڑتے بچے کو دیکھا گیا۔۔"تم جان لو یہ ہی تمہاری اصلیت ہے ۔۔۔تم نے ویسا ہی بننا ہے جیسے میں ہوں۔۔"

"اور ایسا بننے کے لیے تمہیں۔۔یہ سب صرف دیکھنا ہی نہیں کرنا بھی ہو گا میرے پیارے بیٹے۔۔۔"

"میں تمہارا رول ماڈل ہوں نا۔۔؟" پھر زرا جھک کے اس کی ٹھوڑی اوپر کی۔۔۔"تو تمہیں یہاں تک پہنچنے کے لیے یہ سب کرنا ہو گا۔۔"اس کے لہجے میں دبا رعب۔۔جیسے بچے کو اس کا بچپن چھین جانے کو خوف دلا رہا تھا۔۔

"لیکن بابا۔۔۔میں یہ نہیں کر سکتا۔۔۔م۔۔مجھے ڈر۔۔"

"تم کر سکتے ہو میرے بچے۔۔"پیار سے اس کے گھنگریالے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔۔۔

"تمہیں یہ سب کرنا ہے۔۔۔"لفظوں پہ زور دیتے وہ بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔۔

"لیکن بابا۔۔۔ایک آنسو پھسل کے گلابی گال پہ پھسلا۔۔۔"

"مرد روتے نہیں ہیں۔۔۔ایک دم سے اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔۔بچے نے فوراً اپنی آستین سے گال رگڑے۔۔

"گڈ بوائے ۔۔۔۔"انکھوں میں حیوانیت لیے اب وہ سامنے منظر کو دیکھا رہا۔۔جہاں بے تحاشہ اوزار رکھے تھے۔۔اور ایک طرف بھورے رنگ کا بڑا سا کتا بندھا تھا۔۔

وہ جلتا ہوا اس کے قریب ایا۔۔یہ ہمارا دوست ہے۔۔نیچے بیٹھتے اس کی پیٹھ پہ ہاتھ پھیرا۔۔ابان دور کھڑا خوف زدہ سا دیکھ رہا تھا کیونکہ کتے کے دانت بڑے بڑے اسے ڈرا رہے تھے۔۔

بابا۔۔چلیں۔۔وہ تیزی سے واپسی کے لیے مڑا۔۔

رکو۔۔عصام کھڑا ہوا۔۔یہاں او۔۔پھر اپنے پاس بلایا۔۔وہ ڈرتے ڈرتے اس کے پیچھے سے ہو کے قریب ہوا۔۔

یہاں ہاتھ رکھو۔۔اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔۔ کتے کی پیٹھ کو سہلاتے اسنے ابان کو پکڑ کے اگے کیا۔۔اس سے پہلے کے وہ قریب ہوتا خوف سے اس کی پینٹ بھینگا شروع ہو چکی تھی۔۔عصام کی نظر زمین پہ پڑی وہ ایک دم سے کھڑا ہوا۔۔اور اگلے ہی لمحے ابان کو جھک کے اٹھایا۔۔

بہادر بچے ڈرتے نہیں ہیں۔۔گلے سے لگاتے اس کا خوف کم کرنا چاہا۔۔وہ اتنا ڈر گیا تھا کہ۔۔کیا وہ اسے اپنی طرح بنا کے اچھا کر رہا تھا۔۔کیا اس کا بھی سکون سے خوشیوں سے روشنیوں سے تعلق ختم ہونے والا تھا۔۔یہ تو اب وقت ہی بتاتا

\-------------

ہر طرف شہنائیاں بج رہی تھیں۔۔عشوے کو تیار کیا جا رہا تھا کسی اور کے لیے۔۔جیسے وہ جانتی تک نا تھی۔۔بابا ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔ماما اپنی بیٹی کا ساتھ نہیں دیں سکتیں کیا۔۔دل مچل مچل جاتا تھا۔۔ خود کو بے حس کیے وہ میک اپ کروا رہی تھی۔۔۔

شادی بھی کہاں ہو رہی۔۔عصام مینشن میں۔۔وہ اتنی ازراں تھی کہ اپنے ماں باپ کے گھر سے رخصت بھی نا ہو سکی۔۔اس کے پیارے بابا نے کیوں کچھ نہیں کہا۔۔وہ اتنے خاموش تھے کہ ڈر لگتا

تھا ان کی خاموشی سے۔۔کیا وہ اس سے محبت نہیں کرتے تھے۔۔اسے یاد تھا جب وہ چھوٹی تھی تو ایک بار بابا کے پیٹ پہ سوار تھی۔۔بابا نے بس بنیان پہنی تھی جس کے اندر سے ان کے سینے کے بل نظر ارہی تھے۔۔وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے وہ بال پکڑ کے کہتی کتنا انیہ (دھنیہ) ہے۔۔ توتلی زبان سے وہ دھنیے کو انیہ کہتی تھی اور بابا ہنس کے اس کے ہاتھ چوم لیتے۔۔وہ ہر وقت اس کے گالوں پہ پیار کرتے رہتے۔۔ریض سے کہتے کہ یہ میرا سیب ہے جو ہر وقت سرخ رہتا ہے۔۔

اپ اداس کیوں ہیں۔۔میک اپ والی نے اسے سوچوں سے نکلا۔کیا یہ اپ کی پسند سے رشتہ نہی ہو رہا۔۔اسے تو اس کی اداسی کی یہی وجہ سمجھ ائی۔۔

ہاں۔۔میں عصام سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔وہ بغیر کسی خوف کے بولی۔۔

اپ اپنے گھر والوں سے نہیں کہا۔۔اب وہ ہاتھ روکے اسے دیکھ رہی تھی۔۔وہ۔میک اپ مکمل کر چکی تھی

"ضروری نہیں ہے جس سے محبت ہو شادی بھی اسی سے ہو۔۔۔"دلہن بنی آئینے کے سامنے بیٹھے اس نے سر جھٹکا۔۔

"لیکن۔۔عصام سر تو اپ سے بے انتہاء محبت کرتے ہیں۔۔"مسکراتے ہوئے پارلر والی نے اسے آخری ٹچ دیا۔۔۔

ہاا۔۔"گہرا سانس لیتے اس نے آئینے میں نظر اتا اس عورت کا عکس دیکھا جو پینتیس چھتیس کے لگ بھگ تھی۔۔

ایسا کیوں ہوتا ہے۔۔کہ لوو میرج صرف مرد کی ہی ہوتی ہے۔۔۔عورت کی کیوں نہیں۔۔۔؟" اس نے جانے کیا سوچ کے یہ سوال اس انجان سے پوچھا۔۔۔

"نہیں عورت کی بھی ہوتی ہے۔۔۔میری ہوئی ہے۔۔"ساتھ ہی اس نے فخریہ کہا۔۔

کیا وہ بھی تم سے کرتا ہے۔۔۔؟ بازو میں گنگن کھنکھناتے سوال پوچھا گیا۔۔

ہاں۔۔بہت زیادہ۔۔۔"

بس پھر۔۔۔یہ تمہاری نہیں اس کی لوو میرج تھی۔۔" تلخی سے مسکراتے ایک بار پھر سر جھٹکا۔۔۔

لیکن میری بھی تو تھی..." وہ حیران ہوئی اس کے رویئے سے۔۔۔

نہیں۔۔۔اگر تم اس سے محبت کرتی لیکن وہ تم سے نا کرتا۔۔۔پھر بھی تمہاری اس سے شادی ہو جاتی تو پھر تمہاری لوو میرج ہوتی۔۔۔لیکن ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ۔۔۔اگر مرد محبت میں مبتلا ہے تو وہ عورت سے زبردستی بھی شادی کر لیتا ہے لیکن اگر عورت ہے تو پھر اگر مرد نے انکار کر دیا تو پھر کبھی اس سے اس عورت کی شادی ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔"اس کے اندر کہیں بہت گہرائی میں جیسے درد دڑھکتا تھا۔۔۔

پارلر والی نے پلکیں جھپکا کے اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔جو انیس سے بیس سال کی تھی۔۔۔یہ باتیں تو اس کے ذہن میں بھی نہیں تھیں۔۔۔واقع۔۔۔ایسا تو ہے۔۔۔

ہمیشہ عورت کو ہی نام کیوں دیا جاتا ہے۔۔۔تم نے سنا ہے نا ....

بدکردار عورت۔۔بے پردہ عورت۔۔۔جاہل عورت۔۔اچھی عورت بری عورت۔۔۔یہ پیمانے صرف عورت کے لیے ہی کیوں ہیں۔۔۔کیا عورت کے پاس دل نہی ہے۔۔۔کیا عورت محبت نہی کر سکتی

۔۔۔؟اگر کر سکتی ہے تو اسے ملتی کیوں نہیں ہے۔۔؟" اپنی انگوٹھی کو گھماتے وہ گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں یہ شادی نہی کرنا چاہتی ۔۔ لیکن۔۔۔مجھے مجبورا کرنی پڑ رہی ہے۔۔۔کیونکہ میرے والدین کی عزت کا سوال ہے۔۔۔یہ عزت کا بوجھ عورت کے سر پہ ہی کیوں دھرا جاتا ہے۔۔۔عورت بوجھ کیوں ہے۔۔۔بے بسی سے آنسو آنکھ کی پلکوں پہ اٹکا تھا۔۔۔

"کیونکہ عورت کی برداشت ہمت اور حوصلے کو دیکھ کے ہی اسے عزت سونپی گئی ہے۔۔ورنہ کوئی مرد اس کے قابل کہاں ہوتا ہے کہ وہ عزت کا بوجھ اٹھا سکے۔۔۔"اداسی سے کہتے صائمہ (پارلر والی) نے دوپٹہ اس کہ سر پہ رکھا

اگر اپ ان سے شادی نہیں کرنا چاہتی تو انکار کر دیں نا۔۔۔؟" اب وہ اس کا دوپٹہ سٹ کر رہی تھی

ن۔۔ نہیں۔۔۔مجھے شادی کرنی ہے۔۔"وہ تیزی سے بولی۔۔۔

بیٹیوں کے دل تو اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ وہ اپنی محبت کو اس میں دفن کر لیتی ہیں۔۔۔وہ بھی کر سکتی تھی۔۔۔اور اس نے یہی کیا۔۔۔

عصام نے ایک فاتحانہ مسکراہٹ چھپائی۔۔وہ جو دیکھنے آیا تھا کہ یہاں ساری تیاری مکمل ہے اس کے کمرے سے اتی آواز پہ رک گیا

اسے زیادہ کچھ نہیں کرنا پڑا تھا بس حمید صاحب کو اتنا کہا تھا کہ انکی بیٹی کی قیمت سالوں پہلے لگ چکی ہے۔۔اب اگر وہ کسی اور کے حصے میں گئ تو اس کی قیمت بازاروں میں لگے گی۔۔اور اب وہ اس کہ دسترس میں انے والی تھی ۔۔پھر ایک دیو کی جان اس کے ہاتھ میں ہوتی۔۔چاہے جیسے اسے توڑتا مروڑتا یا بے اسرا چھوڑ دیتا۔۔

\-----------------

کیا اپ کو عصام شیخ ولد ریاض شیخ۔۔۔کے ساتھ سکہ رائج الوقت پچاس ہزار حق مہر کے عوض یہ نکاح قبول ہے

جی۔۔بہت مشکل سے اس کی اواز نکلی سامنے پھپو کھڑی اسے دیکھ رہی تھیں۔۔اس کے قبول ہے کہنے پہ اٹکی ہوئی سانس بحال کی

یہی فقرہ تین بار دہرایا گیا اور تینوں بار قبول کرتے اس نے بابا کی عزت بچائی تھی۔۔نکاح خواں اب عصام کی طرف متوجہ تھا اس نے بھی قبول کرتے نکاح کی شرائط کو مکمل کر دیا

مبارک باد کا شور اٹھا تو کچھ لوگ گلے ملنے لگے عصام نے تکلفا بھی حمید صاحب کو گلے نہیں لگایا تھا یہ بات اور کسی نے محسوس کی ہو یا نا ہو عشوے نے ضرور کی تھی۔۔گھونگٹ سے بھی اسے بابا کے چہرے پہ بھیلتا سکون نظر ارہا تھا۔۔پاس بیٹھا شخص کیا چیز تھا اخر۔۔کون تھا جو ایک دم ایا اور اس کی دنیاں ہی بدل گئ۔۔اس کے دل میں ماہ بیر تھا جبکہ زندگی میں عصام وہ یہ دوغلی زندگی کیسے جی پاتی سوچ سوچ کے ہی دل بیٹھ رہا تھا۔۔۔تقریباً تین گھنٹے وہ لوگ وہاں سٹیج پہ بیٹھے رہے پھر ایک لڑکی اسے کمرے میں چھوڑ گئ۔۔جانے وہ۔کون تھی۔وہ تو کسی کو بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔یا شاید عصام کی بہن تھے جب وہ۔لوگ رشتہ لے کے ائے تھے تب وہ بھی ساتھ تھی اسے یاد ایا۔۔ان۔کے ساتھ تو ایک چھوٹا بچہ بھی تھا وہ اسے کہیں نظر نہی ایا۔۔خیر اسے کیا۔۔کمرے کو گھورتے سر جھٹکا۔۔دل بلکل خاموش تھا۔۔انے والا پتہ نہی کب اتا وہ کچھ دیر ہی اس ک انتظار کر پائی تھی پھر چینج کر کے سو گئ

وہ پچھلے چھ گھنٹے سے مسلسل جی ٹی روڈ پہ ون ویلنگ کر رہا تھا۔۔اس پاس دیکھنے والے لوگ اسے کچھ دیر ٹھہر کے دیکھتے پھر اگے گزر جاتے۔۔وہ ہر چیز سے بے پرواہ تھا سوائے ایک کے کہ عشوے اج۔کسی اور کے نام۔ہو گئ تھی۔۔کاش وہ پہلے سٹینڈ لے لیتا۔۔کاش وہ اپنی ماں کو۔منا سکتا۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا وہ مر جائے اسی ارادے سے وہ ایک ٹریفک سے بھرپور سڑک پہ بائک کو کئ جھٹکے

دیتے کبھی سامنے والے ٹائر پہ تو کبھی پیچھے والے ٹائر پہ چلاتے ہر چیز سے فراموش ہو چکا تھا۔۔وہ عشوے کو کھو چکا تھ تو اب یہ زندگی کس کام کی۔۔یہ سانسیں کیوں چلیں جب عشوے ان کو محسوس ن کر پاتی۔۔وہ چھوٹی سی لڑکی اس کے دل و دماغ پر اتنی حاوی ہو چکی تھی کہ وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔۔انہیں بھی اس سے محبت ہے۔۔اس کی ضرورت ہے۔۔ لیکن قسمت شاید اس سے روٹھ چکی تھی جو اتنی دیر خطرناک سٹنڈ کرنے کے باواجود اس کا ایکسیڈینٹ نہیں ہوا تھا۔۔اور وہ زندہ تھا۔۔وہ بے حس ہقنا چاہتا تھا لیکن جانے کتنا عرصہ اسے لگتا عشوے کو بھولنے میں پتہ نہیں بھول پاتا بھی کہ نا

____

بابا

?who is she

۔۔عصام اس وقت تیسری منزل پہ بنے ابان کے روم میں تھا۔۔ابان جسے شادی میں شرکت کی اجازت نہیں تھی اوپر سے وہ چھپ چھپ کے دیکھتا رہا تھا۔۔۔

.She is your step Mom

عصام نے اسے گھورا کیونکہ وہ کھڑکی کے پاس کھڑا اداسی سے سب ماند پڑتا دیکھ رہا تھا۔۔

Stepmom will be good or bad

ایک بار پھر پوچھا

وہ جیسی بھی ہوں۔۔اپ ان کے قریب نہی جائیں گے۔۔اسے ونڈو سے اتارتے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔اور اگر اپ۔مجھے ان کے اس پاس بھی نظر ائے تو پنیش کروں گا۔۔سخت انداز سے کہتے اے سی اون کیا۔۔وہ پانچ سال کا تھا اور اکیلا روم مین سوتا تھا۔۔اسے ڈرنے کی اجازت نہی تھی اسے رونے کی بھی اجازت نہی تھی۔۔وہ اکیلا تھا۔۔اس کے ساتھ کسی اور کو ہونے کی بھی اجازت نہیں تھی بس ایک میڈ جو چوبیس گھنٹے کے لیے بس ابان کے لیے تھی وہی اس کی دیکھ بھال کرتی۔۔

اوکے۔۔لیکن ان کا نام کیا ہے۔۔اشتیاق سے اس کے چہرے کو دیکھتے پوچھا

ع۔۔عشوے عصام۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔پراسرار مسکراہٹ۔۔جانے اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا ۔۔وہ ابان کو لیٹاتے وہیں اس کے ساتھ ٹک گیا۔۔اج سے عشوے کی سزا شروع تھی۔۔لیکن دوسری طرف عشوے تھکاوٹ کی وجہ سے سو چکی تھی

اگلے دن ان کا ریسیپشن تھا۔۔لیکن یہ ریسیپشن بہت خطرناک ثابت ہوا تھا عشوے کے لیے۔۔

....

صبح سات بجے عصام کمرے میں آیا تو عشوے مزے سے سو رہی تھی۔۔وہ جو سمجھ رہا تھا وہی بھاری کپڑے پہنے زیورات سے لدی اس کا انتظار کر رہی ہو گی۔۔لیکن وہ تو۔۔خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی

آرام آرام سے چلتا وہ بیڈ کے قریب آیا۔۔۔پھر زرا سا جھکتے اس کے چہرے کے نقش دیکھے۔۔تیکھے سے تلوار جیسے اٹھی کمان جیسے ائی برو۔۔

بند موٹی موٹی آنکھیں۔۔لمبی سیاہ۔پلکیں نرمی سے ایک دوسرے میں پیوست تھیں۔۔

پتلی کھڑی ناک اور درمیانے گلابی ہونٹ۔۔رنگ سانولا تھا لیکن اسے ایک عجیب مدہوش کر دینے والا لگا۔۔اس سے پہلے کہ دل اسے چھونے کی تمنا کرتا وہ سیدھا ہوا۔۔

پھر چلتا الماری تک گیا اور وہاں سے کچھ نکالا۔۔یہ اس کا تحفہ تھا رو نمائی کا۔۔کیوں کہ وہ چہرا تو غور سے دیکھ چکا تھا۔۔اب گفٹ تو بنتا تھا۔۔

ایک بار پھر وہ اس کے قریب آیا اور جھکا۔۔ایک چھوٹا سا جی پی ایس تھا جو اس کی گردن کے پیچھے اتنی زور سے دبایا کے وہ سکین کے اندر چلا گیا۔۔تکلیف کی شدت سے عشوے کسمسائی۔۔۔پھر آنکھیں کھولیں تو سامنے فانوس لٹک رہا تھا۔۔

دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اس کا دماغ ابھی تک نیند میں تھا۔۔کچھ لمحے لگے تھے سب کچھ دوبارہ یاد آنے میں۔۔

ماہ بیر۔۔اس کے ہونٹ ہلکے سے پھڑپھڑائے۔۔عصام جو پاس کھڑا اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا اس کے ہونٹوں کی جنبش پہ مٹھیاں بھینچی بہت سارا غصہ پیشانی پہ نمودار ہوا۔۔

نہیں میری جان۔۔پھر ایک سفاک سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ لاتے اسے سر کے پیچھے سے پکڑا۔۔یہ تمہارے ایکس کا نہیں تمہارے شوہر کا کمرہ ہے بالوں کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔۔

چھ۔۔چھوڑو۔۔ عشوے کراہ کے رہ گئ۔۔

عزت سے کہو چھوڑیں۔۔بال سختی سے کھینچے جا رہے تھے

چھوڑیں۔۔ آنکھوں میں نمی سی جمع ہونے لگی۔۔

زرا پیار سے۔۔میرا نام لے کے۔۔وہ بضد تھا

چھوڑیں۔۔ع۔۔عصام۔۔درد ہو رہا ہے۔۔اس کا چہرا پورا اوپر اٹھ چکا تھا۔۔

مِنت سے کہو۔۔عصام کا چہرا اس کے چہرے سے ٹچ ہوا۔۔

پلیز چھوڑیں۔۔درد سے رنگ سفید پڑ رہا تھا۔۔

شادی مبارک ہو۔۔ مسکراتے عصام نے چھوڑ دیا۔۔

یہ تمہارا رو نمائی کا گفٹ۔۔۔ آنکھ دباتے وہ سیدھا ہو گیا۔۔ پھر اٹھ کے واش روم جاتے ہلکی سی پراسرار مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔۔

عشوے یہی نہیں سمجھ پا رہی تھی ابھی ابھی اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔ سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے آنسو گال بھگو رہے تھے۔۔

یہ ان کی پہلی صبح تھی

نئ زندگی کے۔۔۔نئے عذاب

ماہ بیر نے وہ ساری رات گھر سے باہر گزاری تھی۔۔ مورے اور خان بابا الگ پریشان تھے اور عزت کو الگ ٹینشن تھی۔۔ مورے کی فکر صرف بیٹے کے لیے تھی

خان بابا کو اس کی حالت کا نہی پتہ تھا بس انہیں غصہ تھا کہ بتا کے نہیں گیا۔۔جبکہ عزت جانتی تھی کہ بھائی بہت ڈسٹرب ہو گا۔۔یہ سب کچھ اسی کا کیا دھرا تھا۔۔

بیٹا بھائی کا کوئی۔میسج ایا۔۔عزت پریشانی سے باہر لان میں ٹہل رہی تھی جب خان بابا وہاں ائے۔۔

نہیں۔۔موبائل ایک نظر دیکھتے کہا۔۔پتہ نہیں بھائی کہاں گئے ہیں۔۔

وہ واپس اپنے کام پہ چلا گیا ہو گا۔۔پتہ تو ہے اس کے کاموں کا کب اچانک آجائیں۔۔مورے جو اندر سے چائے لیے آرہی تھی کہا۔۔

صبح کے دس بج رہے تھے ابھی تک ماہ بیر کا کوئی اتا پتا نا تھا۔۔جانے کہاں گیا تھا۔۔

شام کو عشوے کے پاس بھی جانا ہے۔۔دیکھیں تو سہی بچی وہاں خوش ہے یا نہیں۔۔پتہ نہیں کیوں پرائوں میں دے دی۔۔پلوشہ بیگم کرسی پہ بیٹھ چکی تھیں۔۔

اپنوں سے تو پرائے اچھے۔۔خان بابا بڑبڑائے۔۔

کیا کہا۔۔۔پلوشہ نے گھورا

کچھ نہیں ماما۔۔اپ کی تو ٹینشن ختم ہے نا۔۔عزت نے تلخی سے کہا۔۔اسے بھی مورے کا یوں کرنا اور اب ایسے کہنا بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔۔کتنی مطلبی عورت تھیں۔۔

ہاں ہاں۔۔شکر الحمد اللہ میری ٹینشن ختم۔۔اس بلا سے جان چھوٹی۔۔

بس کر دیں۔۔وہ کیا کہتی تھی اپ کو۔۔یا کیا نقصان کرتی۔۔

میرا بیٹا چھین لیتی اس سے بڑا بھی کوئی نقصان ہوتا۔۔وہ تلملا ہی تو گئیں تھیں بیٹی کے جواب پہ

وہ تو اب بھی آپ کا نہیں رہا۔۔اب کبھی وہ آپ سے ویسی محبت سے بات نہیں کر سکیں گے جیسے پہلے کرتے تھے۔۔بھائی کی فکر کم ہی نہی ہو رہی تھی۔۔

کچھ نہی ہوتا دو دن کی محبت ہے بھول جائے گا۔۔پلوشہ نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔۔

کاش ایسا ہو جائے۔۔لیکن آپ نے اچھا نہی کیا۔۔

اچھا بس بس۔۔زیادہ ٹر ٹر نا کرو۔۔مجھے پتہ تمہارے دل میں اس لڑکی کے لیے محبت جاگ رہی ہے

عزت اپنا کپ اٹھا کے وہاں سے چلی گئ مورے کو کچھ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔

یہ مت بھولو کے تم بھی ایک جوان بیٹی کی ماں ہو۔۔کیا پتہ کل کو ہمیں ان کے قدموں میں گرنا نا پڑ جائے۔۔

توبہ توبہ۔۔کیسی فضول باتیں کر رہے ہیں۔۔۔میری بیٹی ان کی بیٹی جیسی بے حیا نہی ہے۔۔اور نا ہی کبھی ایسی نوبت آئے گی کہ مجھے ان کے قدموں میں گروں۔۔ جھرجھری لیتے کہا۔

اللہ ہی تمہیں ہدایت دے پلوشہ۔۔خان صاحب خاموش ہو گئے۔۔پلوشہ سے بات کرنا سمجھو دیوار سے سر مارنے والی بات تھی۔۔بس ماہ بیر شام سے پہلے گھر آجاتا۔۔کل بھی وہ نہی تھا اور کتنے لوگوں نے اس کا پوچھا تھا

دوپہر کا کھانا اسے کمرے میں ہی دیا گیا تھا عصام خود پتہ نہیں کہاں تھا اس نے بس دو ہی نوالے لیے بھوک تو ویسے ہی مری ہوئی تھی۔۔عصام کا رویہ دیکھ کے اسے یہاں سے بھی کسی اچھے کی امید نہی رہی تھی اب۔۔

زندگی پتہ نہی کن راہوں پر چل نکلی تھی۔۔ان سب باتوں سے اوپر اس کے بابا کی عزت محفوظ تھی اب۔۔اور ماہ بیر کو وہ سوچنا نہی چاہتی تھی۔۔اس کی ہی غلطی تھی ساری جو اس نے ماہ بیر کے لیے ایسا سوچ لیا تھا۔۔حلانکہ وہ اسے بہن سمجھتا تھا۔۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جب کل رات والی لڑکی دستک دے کے اندر آئی

اسلام و علیکم مسز عصام شیخ۔۔۔شرارتی سی۔مسکراہٹ سے نوازتے اس کے قریب آئی۔۔پھر گال سے ہونٹ مس کیے۔۔عشوے سمٹ سی گئ۔۔

کیوں اچھا نہیں لگا۔۔دانیہ نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔

ن۔نہیں وہ۔۔وہ شرمندہ سی ہوئی۔

ہاں۔۔یہاں بھائی نے دی ہو گی اور تم۔۔

نہیں۔۔وہ تیزی سے بولی چہرا حیا سے سرخ ہوا

اہمم۔۔اچھا رونمائی کا گفٹ کیا ملا۔۔اس کے خالی بازو اور گردن دیکھتے ہوچھا۔۔بے ساختہ عشوے کا ہاتھ بالوں تک گیا تھا۔۔

کیا ملا۔۔وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ۔۔کچھ نہیں۔۔ش۔۔شاید انہیں یاد نہیں رہا۔۔اسے عصام کا زکر کرتے الجھن ہو رہی تھی۔۔

کیسے ہو سکتا ہے۔۔اس کے تو کان میں کھینچوں گی۔۔ عشوے کا ہاتھ پکڑتے چوما۔۔اس چھوٹی سی لڑکی پہ اسے بہت ترس آیا۔۔۔

میرا بھائی تھوڑا سخت مزاج ہے۔۔کسی سے نہی بنتی اس کی۔۔ لیکن وہ دل کا اچھا ہے۔۔وہ اسے دھیرے دھیرے سمجھانے لگیں۔۔ عشوے خاموشی سے سنتی رہی۔۔اب وہ کیا کہتی کہ کتنے اچھے دل کا مالک تھا ان کا بھائی۔۔ آتے ہی اپنا سخت مزاج دکھا دیا تھا اسے ۔۔

اچھا چلو تم بھی کہو گی بور کرنے آگئی ہوں۔۔کافی دیر بولتے رہنے کے بعد انہیں خیال آ ہی گیا۔۔تم آرام کرنا چاہو تو کر لو۔۔ورنہ گھر کال کر لو۔۔ آنٹی کی دو تین بار کال آ چکی ہے۔۔ادھر ادھر دیکھتے اس کا موبائل ڈھونڈنا چاہا۔۔

میرا موبائل۔۔ عشوے کو بھی اب خیال ایا کہ اس کا موبائل کہیں نہی ہے۔۔

ساتھ لے کے ائی تھیں۔۔دانیہ نے ڈرار کھولتے پوچھا۔۔

جی رات کو پاس تھا میرے۔۔پریشان سے وہ بھی آس پاس تلاش کر رہی تھی

ہو سکتا ہے عصام نے کہیں رکھ دیا ہو۔۔تم۔میرے فون سے بات کر لو۔۔میں لا کے دوں۔۔ تلاش کرنا ترک کرتے اسے دیکھا۔۔

جی۔۔

اوکے۔۔پریشان نا ہو مل جائے گا۔۔اس کی اداس شکل دیکھ کے تسلی دی اور باہر چلی گئیں۔۔

کہاں گیا موبائل میرا۔۔آخری بار موبائل اس نے رات کو ہی دیکھا تھا۔۔آنکھوں میں نمی سی جمع ہونے لگی۔۔

رونا نہی ہے۔۔دانیہ دوبارہ کمرے مین دخل ہوئی تو اس کی انکھوں میں پانی دیکھ تیزی سے پاس آئی

یہ لو۔۔کر لو ماما سے بات۔۔یہاں تمہیں کوئی پریشانی نہی ہو گی۔۔اگر ہو بھی تو عصام کر لے گا ہینڈل۔۔تم مجھے بھی بتا سکتی ہو۔۔اسے خود سے گلے لگایا جو موبائل گم ہو جانے پہ رونے بیٹھ گئ تھی ۔۔موبائل کا کیا ہے ایسے لاکھوں قربان تم پہ۔۔سر پہ پیار کرتے خود سے الگ کیا۔۔پھر آنسو صاف کیے۔۔

یہ لو اب پکڑو اور بات کر لو۔۔وہ بھی پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔پھر آرام کر لینا۔۔ریسپشن کے لیے ساڑھے سات بجے پارلر والی آئے گی۔۔۔ٹھیک ہے۔۔تصدیق کے لیے دیکھا کہ اس نے اس کی بات سمجھی بھی ہے یا نہی

پھر اسے پیٹرن بتا کے وہ چلی گئ تھیں۔۔عشوے نے تھوڑی دیر موبائل کو دیکھا پھر سائڈ پہ رکھ دیا ۔۔وہ کسی سے بات نہی کرنا چاہتی تھی۔۔اپنے گھر والوں سے تو بلکل بھی نہی

وہ اس وقت آفس میں بیٹھا پیپر ویٹ انگلیوں میں گھما رہا تھا۔۔اس کے سامنے عشوے کا موبائل رکھا تھا جہاں اس کے گھر سے بے تحاشا کالز اور میسیجز آچکے تھے اور وہ مسکراتے وہ سب دیکھ رہا تھا۔۔

یہ سب تو میری تکلیف سے بہت کم ہے حمید صاب غائبانہ ان سے مخاطب ہوا

یہ سب تو شروعات ہے۔۔ایسی ایسی جگہ چوٹ لگاؤں گا کہ آپ چیخ بھی نہی سکو گے۔۔۔پیچھے ٹیک لگاتے ٹانگیں ٹیبل پہ رکھیں۔۔فون دوبارہ بجنے لگا تھا اگے ہو کے اٹھایا تو اب ماہ بیر کی کال تھی۔یہ صبح سے پہلی بار اس کی کال ائی تھی۔۔عصام نے ییس کا بٹن دبایا۔۔

ع۔۔عشوے اگے سے بے چین سی آواز ائی۔۔

عصام از ہئیر۔۔ماتھے پہ بل پڑے۔۔

عشوے سے بات کرواو۔۔ماہ بیر بدتمیزی سے بولا۔۔

آئندہ کال کرنے کی غلطی مت کرنا۔۔ورنہ۔۔عصام کو اور زیادہ تپ چڑی تھی۔۔اونچی آواز وہ اپنی بہن کی برداشت نہی کرتا تھا یہ تو پھر اس کی بیوی کا ایکس تھا۔۔

ورنہ کیا۔۔اگے بھی ماہ بیر تھا۔۔

کچھ نہیں۔۔۔عصام ریلکس ہوتے سیدھا ہوا۔۔

بس تمہاری کزن عشوے۔۔اس کے لیے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔۔کہتے فون کاٹ دیا۔۔۔دوسری طرف ماہ بیر ٹوں ٹوں کی آواز پہ تلملا کے رہ گیا تھا۔۔

عصام فون اٹھاتا اٹھا شام کے پانچ بج رہے تھے اسے ریسیپشن کے لیے سب دیکھنا تھا۔۔گھر پہنچنے میں آدھا گھنٹہ لگا تھا۔۔سامنے ہی دانیہ آپی ابان کو کھانا کھلا رہی تھیں۔۔

یہ دیکھو۔۔ابھی آرہا ہے۔۔اسے دیکھ کے تو دانیہ کو اور غصہ ایا۔۔پہلے ابان صاحب نے دوپہر کا کھانا یہ سوچ کے نہیں کھایا تھا کہ شام میں بابا کا ریسیپشن وہاں کھائے گا۔۔پر اب اسے پانچ بجے ہی بھوک لگ گئ تھی اور دانیہ کو سارے کام چھوڑ کے اس کی خدمت کرنی پڑ رہی تھی۔۔

بزی تھا۔۔دو لفظی جواب دیتے اپنے کمرے میں آگیا۔۔جہاں عشوے موبائل ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی ۔۔

عصام لمحہ بھر رکا۔۔یہ کس کا موبائل ہے۔۔پھر قریب اتے موبائل چھین لیا۔۔

دانیہ آپی کا۔۔بے تاثر لہجے میں جواب دیا۔۔

کیوں لیا۔۔بہت دل کر رہا تھا اپنے عاشق۔۔

جسٹ شٹ اپ۔۔اپنا منہ بند کریں۔۔عشوے کھڑی ہو گئ۔۔میرے بارے میں جو مرضی کہیں ۔۔ لیکن میری فیملی کو بیچ میں مت لائیں۔۔

تمہاری فیملی اب صرف میں ہوں۔۔ٹھوڑی کو دبوچتے وہ تقریباً غرایا تھا۔۔اور میرے سامنے آئندہ ایسی آواز نکالنے کی ہمت بھی مت کرنا۔۔پیچھے دیوار سے لگاتے وہ سرخ آنکھیں اس پہ گاڑے ہوئے تھا۔۔

اور آئندہ۔۔کسی سے بھی موبائل مت مانگنا۔۔یہ پہلی اور اخری بار تھا۔۔تمہارا تعلق اب تمہارے گھر والوں سے ختم سمجھو۔۔جھٹکے سے چھوڑتے پیچھے ہٹا۔۔

عشوے کی ٹھوڑی سرخ ہو چکی تھی خوف سے انکھوں میں آنسو جمع ہوتے اب گالوں پہ لڑکھنے لگے تھے۔۔

تم یہ مت سمجھنا کہ یہاں آ کے مجھ پہ راج کرو گی۔۔یہاں تم بس وہی کرو گی جو میں کہوں گا۔۔
یہاں میرا راج چلتا ہے۔۔اس کے لہجے کی کڑواہٹ سے عشوے کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی تھی

اسے بت بنا چھوڑ کے عصام ڈریسنگ روم میں چلا گیا

ریسیپشن

ہر طرف زرق برق کپڑوں میں ملبوس خواتین قہقہے لگا رہی تھیں مرد حضرات لان کی دوسری طرف موجود تھے

ہر طرف زرق برق کپڑوں میں ملبوس خواتین قہقہے لگا رہی تھیں مرد حضرات لان کی دوسری طرف موجود تھے

ہر طرف رنگینیاں ہی رنگینیاں بکھری تھیں عصام سفید رنگ کی شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس ضرورت سے زیادہ ہینڈسم اور ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔ایک بازو پہ کوٹ لٹکائے وہ ویٹر کو ہدایت دے رہا تھا اور ساتھ ہی کف کھولتے بازو فولڈ کیے۔۔مضبوط کلائی میں مہنگی گھڑی جگمگا رہی تھی۔۔

دوسری طرف سفید شرارے کے ساتھ سفید ہی لانگ کرتی جس پہ پتھر کا کام ہوا تھا پہنے عشوے بیوٹیشن کے سامنے بیٹھی تھی۔۔پندرہ منٹ لگے تھے پارٹی میک اپ میں۔۔سمپل سا تیار ہو کے بلیک کلر کے ویلوٹ کی شال دائیں کندھے پہ ڈالی۔۔بالوں کی سٹائلش چٹیا کی گئی اور ان پہ سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پتھر جگمگاتے روشنیاں بکھیر رہے تھے۔۔کلائیوں میں بلیک کلر کی چوڑیاں اور انگلیوں میں بلیک انگوٹھیاں ہاتھوں کو اور خوبصورت بنا رہی تھیں۔۔اس کا میک اپ اس کے کپڑوں کی مناسبت سے کیا گیا تھا۔۔وائٹ کلر کی ہیل پہنے وہ بھی اداسی میں بہت حسین لگ رہی تھی۔۔کچھ دیر بعد اسے دانیہ آپی کے ساتھ باہر سٹیج پہ جانا تھا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

یہاں کیوں بیٹھے ہیں حمید صاحب۔۔جانا نہی ہے بیٹی کے گھر۔۔عائشہ تیار ہو کے انہیں ڈھونڈھتی ہوئی وہاں آئی۔۔

جانا تو ہے۔۔لیکن۔۔وہ جو عشوے کے کمرے میں آئے تھے انہیں اس کی بہت یاد آرہی تھی اس کا پین ہاتھ میں لیے اداسی سے اس کا لمس محسوس کرنا چاہ رہے تھے

شاید۔۔بیٹیاں تو باپ کی جان ہوتی ہیں ان کی بھی عشوے میں جان بسی تھی۔۔

لیکن۔۔؟ وہ بھی ان کے پاس ہی ٹک گئیں یاد تو انہیں بھی بہت آرہی تھی اس کی۔۔

لیکن میں اس کا سامنا کیسے کروں گا۔۔میں نے اس کا دل توڑا ہے۔۔جانے وہ وہاں کیسی ہو گی۔۔۔اگر وہ خوش نا ہوئی تو میں مر جاؤں گا۔۔ان کی آواز بھیگ رہی تھی۔۔

عائشہ نے ان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔

اپ نے اس کے لیے اچھا ہی سوچا ہے۔۔اگر آپا کے گھر جاتی تو کیا پتہ وہاں اسے کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔۔

لیکن وہ ہماری انکھوں کے سامنے تو ہوتی نا عائشہ۔۔جانے کیوں مجھے لگ رہا ہے میں نے اس کے ساتھ بہت برا کر دیا ہے۔۔میرا دل بیٹھ رہا ہے۔۔

کچھ نہی ہو گا۔۔اپ کیوں اتنی ٹینشن لے رہے ہیں۔۔اللہ کے سپرد کریں اپنا معاملہ۔۔اللہ بہترین کرنے والا ہے۔۔انہیں تسلی دیتے وہاں سے اٹھایا۔۔تاکہ تیار ہوں۔۔ریض پھپو کے گھر گیا ہوا تھا۔۔ سب نے ساتھ ہی نکلنا تھا یہاں سے

تم چلو میں آتا ہوں۔۔وہ ان کے ساتھ کھڑے تو ہو گئے لیکن وہاں سے جانے کا دل نہیں کر رہا تھا ۔۔عشوے کی مخصوص خوشبو انہیں بےچین کر رہی تھی۔۔عائشہ بیگم باہر چلی گئیں تو انہوں نے پین دراز میں رکھنے کے لیے دراز کھولا۔۔وہاں ایک بلو کلر کا نوٹ پڑا تھا جیسے انہوں نے اٹھا لیا۔۔اس کے اوپر جو کچھ لکھا تھا ان کی جان نکالنے کے لیے کافی تھا۔۔ان کی بیٹی انہیں زندگی بھر کی سزا دے گئ تھی یا سزائے موت سنا گئ تھی۔۔دل کو تھامتے وہ زمین بوس ہوئے

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شاید بلیک اینڈ وائٹ تھیم تھا۔۔جو حال بھی انہیں دو رنگوں میں سجایا گیا تھا۔۔وہ دانیہ آپی کے ساتھ چلتی ہوئی سٹیج تک آئی۔۔عصام وہاں موجود نہیں تھا۔۔آس پاس لوگ ٹھہر کے اسے دیکھ رہے تھے ۔۔سانولے رنگ پہ سفید رنگ خاص کشش پیدا کر رہا تھا۔۔اداسی میں وہ کوئی کلاسیکل حسن کی ملکہ لگ رہی تھی۔۔جس کی انکھیں جھیل جیسی ہوں ان میں ایسا درد ہو کے دیکھنے والے ایک لمحے کے لیے اس درد میں ڈوب کے ابھریں۔۔

آپی۔۔مما لوگ نہیں ائے۔۔کافی دیر کے بعد جب حال لوگوں سے بھرنے لگا تو عشوے نے دانیہ سے پوچھا۔۔

پتہ نہیں۔۔عصام بھی نظر نہیں آرہا۔۔وہ بھی کافی دیر سے یہی نوٹ کر رہی تھیں۔۔اچھا پریشان نہی ہونا۔۔میں آتی ہوں۔۔اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا جو کب سے پکڑ کے بیٹھی تھی۔۔۔

اچھا۔۔اسے اتنے انجان لوگوں میں گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔ان میں کوئی ایک بھی اس کا اپنا نہیں تھا ۔۔پتہ نہی مما لوگ کہاں رہ گئے۔۔دل بیٹھ رہا تھا۔۔موبائل بھی نہی تھا کہ کال کر لیتی۔۔جب سے وہاں آئی تھی ایک بار بھی اس کی بات نہیں ہوئی تھی۔۔ریض ہی آجاتا۔۔آنکھوں میں جمع ہونے

والی نمی کو اندر دھکیلا۔۔اس سے پہلے کے سوچوں کی رو اور بھٹکتی اس کے پاس آ کے کوئی بیٹھا۔۔ عشوے نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔۔کلون کی خشبو اس کے ناک سے ٹکراتی دماغ پہ حاوی ہو رہی تھی۔۔اس نے زرا سا آنکھ اٹھا کے دیکھا۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے عصام زرا سا پھیلا۔۔عشوے تھوڑی سائڈ پہ ہوئی۔۔

بدتمیز۔۔بے ساختہ زبان سے پھسلا۔۔جو عصام نے بخوبی سنا تھا۔۔

عصام۔۔عشوے کے گھر والے نہیں آئے۔۔دانیہ آپی جانے کہاں سے خوار ہو کے آ رہی تھیں۔۔

نہیں۔۔اور انہوں نے آنا بھی نہیں ہے۔۔

کیوں۔اس بار عشوے نے اسے دیکھا۔۔

رات کو بتاوں گا۔۔اتنا آہستہ کہا کہ صرف عشوے ہی سن سکی

کیوں نہیں آئیں گے عصام بتاو۔۔دانیہ آپی نے غصے سے عصام کو ہلایا جو آدھی بات کر کے موبائل پہ متوجہ ہو چکا تھا۔۔

اس لیے کہ ان کے والد صاحب کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔۔

ک۔۔کیا۔۔ہوا بابا کو۔۔وہ بیٹی تھی۔۔اسے جھٹکا لگا اور عصام سکون سے بیٹھا ایسے بتا رہا تھا جیسے کوئی نارمل سی بات ہو۔۔

بس ہارٹ اٹیک۔۔

کیا۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔عصام نے تیز سے اس کا ہاتھ پکڑتے واپس بیٹھایا۔۔۔

مجھے ان کے پاس جانا ہے

یہاں سے ہلنا بھی نہیں سختی سے ہاتھ دباتے واپس بیٹھایا۔۔

عصام۔۔۔ایسا نہی کرنا چاہیے۔۔دانیہ آپی پریشان ہوئیں۔۔کیونکہ یہ کوئی عام بات نہیں تھی۔۔ عشوے کا وہاں موجود ہونا ضروری تھا ان کی بیٹی تھی وہ۔۔

ابھی اسے لے کے جاو۔۔عصام کو غصے سے دیکھتے کہا۔۔

اپ اپنا کام کریں۔۔ایک دل چیر دینے والی نگاہ دانیہ پے ڈالتے عشوے کے ہاتھ کو اور دبایا

م۔۔میں جا رہی ہوں۔۔۔اپنا ہاتھ دوبارہ چھڑاوانے کی کوشش کرتے اس کی انگلیوں پہ ناخن کھبوئے ۔۔۔

آرام سے بیٹھی رہیں۔۔ایک سرد آواز سے کہتے اس کے ہاتھ کو اتنی زور سے دبایا کے اس کی چھوٹی انگلی ہلکی سی کڑک کی آواز سے ٹوٹ گئ۔۔۔

میرا ہاتھ۔۔تکلیف سے اس کا رنگ سفید پڑا۔دانیہ پہلے ہی خاموش ہو چکی تھی

چھوڑیں پلیز۔۔وہ سسکی لیکن عصام کو کب پرواہ تھی اسی سختی سے اس کا ہاتھ پکڑے رکھا

میری انگلی ٹوٹ گئ ہے ع۔۔عصام پلیز۔۔وہ کرلائی۔۔

عصام نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔پھر اس کی انکھوں میں پھیلتی نمی اور سرخی دونوں کو دیکھا۔۔یہ بے بسی۔۔یہی تکلیف۔۔اس کے بیمار باپ کی موت کے لیے کافی تھی۔۔

اٹھو۔۔پھر وہی ہاتھ پکڑا۔۔

آہ۔۔عشوے کی چیخ نکل گئ۔۔درد ہو رہا ہے چھوڑیں۔۔پر عصام نے چھوڑا نہی۔۔راستے میں دانیہ آپی کو بتا دیا کے کوئی ان کے بارے میں پوچھے تو کوئی بہانہ کر دیں

آدھے گھنٹے میں وہ سٹی ہوسپٹل پہنچے تھے۔۔ریسپشن پہ پہنچتے روم نمبر پوچھا۔۔ان کا روم دوسرے فلور پہ تھا۔۔

عشوے کا تکلیف سے سانس لینا محال ہو رہا تھا لیکن بابا سے ملنا تھا۔۔

بابا۔۔مطلوبہ کمرے میں داخل ہوتے ہونٹ پھڑپھڑائے۔۔ان کو ایمرجنسی سے روم۔میں شفٹ کیا جا چکا تھا۔۔

کیا لینے آئی ہو یہاں۔۔عائشہ نے نفرت سے اسے دیکھا۔۔

ک۔۔کیا مطلب ماما۔۔اپ ایسے کیوں کہہ رہی ہیں۔انگلی کی تکلیف کو نظر انداز کرتے حیرت سے انہیں دیکھا عصام ابھی روم میں نہیں آیا تھا۔۔عشوے نے سیکنڈ فلور کی سیڑھیاں بھاگتے عبور کی تھیں

تمہاری وجہ سے تمہارا باپ یہاں آیا ہے۔۔تم نے ایسے بدلہ لیا ہے اپنا۔۔اپنے باپ کو معاف نہی کر سکی تم۔۔

وہ اسے جھنجھوڑنا چاہتی تھیں۔۔لیکن ہوسپٹل میں کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔۔

م۔میں نے کیا کیا ہے۔۔ماما۔۔وہ شاکڈ تھی۔۔بابا اس کی وجہ سے اسی حالت میں تھے۔۔

چلی جاو یہاں سے۔۔واپس اپنی شکل مت دیکھانا۔۔انہوں نے حقارت سے کہتے اسے پیچھے دھکا دیا۔۔ وہ دروازے سے ٹکرائی۔۔

ماما۔۔پلیز یار میں نے کچھ نہی کیا۔۔وہ ہاتھ جوڑتے ان کے قریب ائی۔۔

میں نے کہا ہے یہاں سے چلی جاو عشوے۔۔میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔اگر تمہارے بابا کو کچھ ہوا نا۔۔تو کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں۔۔منہ دوسری طرف کرتے اسے نکل۔جانے کا

اشارہ۔کیا۔۔وہ۔کتنی دیر حیرت اور بے یقینی سے وہاں کھڑی رہی پھر وہ خاموشی سے باہر نکل ائی۔۔ عصام اسے دور دور تک نظر نہیں ایا تھا۔۔واپس ریسپیشن تک اتے وہ عصام کو تلاش کر رہی تھی۔۔ اس کی کشتیاں ہر طرف سے جل گئیں تھیں۔وہ جانے کون سے سفر پہ تھی جو ااگلگ مرحلے میں داخل ہوتے ہی پچھلے سے زیادہ ازیت ناک تھا۔۔اسے نہیں معلوم تھا اس کا قصور کیا تھا۔

نکاح سے ایک دن پہلے۔۔۔

اس گھر میں آج تمہارا اخری دن ہے۔۔اس کے بعد تم جب بھی یہاں آؤ گی بس ایک مہمان کی طرح آؤ گی۔۔اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے حمید صاحب صوفے پہ بیٹھے۔۔

عشوے جو مائیوں پہ بیٹھی تھی کم ہی کمرے سے باہر نکلتی۔۔اس لیے حمید صاحب خود ہی اس کے پاس چلے آئے۔۔

وہ سب سے ناراض تھی۔۔اس کا دکھ ایسا تھا کہ جیسے کسی بیوہ کا جوان بیٹا ہو اور وہ پاگل ہو۔۔وہ اتنی بے بس تھی کہ اپنے لیے کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔رو رو کے منا منا کے وہ تھک چکی تھی۔۔اب خاموش دل کے ساتھ گم سم سی بیٹھی بابا کی باتیں سن رہی تھی

ہم سے کوئی غلطی کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو ہمیں معاف کر دینا۔۔اس کے ہاتھ پکڑتے حمید صاحب نے ہونٹوں سے لگایا۔۔

اور۔۔میں جانتا ہوں اپنی پسند کا نکاح کرنا تمہارا حق ہے۔۔لیکن جو فیصلہ میں نے تمہارے لیے کیا ہے وہ تمہارے حق میں بہتر ہے

یہ آپ کیسے جانتے ہیں۔۔وہ تڑپ اٹھی۔اپ کو کیسے پتہ بابا آپ جس جگہ مجھے بھیج رہے ہیں وہ میرے لیے بہتر ہے۔۔آپ جانتے ہیں اس شخص کو ؟۔۔نہیں جانتے۔۔جانے کون ہے کہاں سے آیا ہے۔۔

جانتا ہوں۔اس کی بات کاٹی۔۔اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ ماہ بیر سے بہت بہتر ہے۔۔اپنا بزنس ہے اس کا اچھا انسان ہے۔چھوٹی فیملی ہے اور میرے دوست کا بیٹا ہے۔۔میرے لیے یہ کافی ہے۔۔اس کی سرکشی بڑھنے سے پہلے وہ اٹھ گئے۔۔

لیکن بابا یہ بھی تو سوچیں نا میرا دل کیا چاہتا ہے۔۔آنکھیں سرخ سوجی ہوئی تھیں۔۔۔

تمہیں شرم آنی چاہیے باپ کے سامنے ایسی بکواس کرتی ہو۔۔اس وقت عائشہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔۔حیا مر گئ ہے کیا۔۔

چپ کرو تم۔۔حمید صاحب نے عائشہ کو گھورا۔۔

اپ کے ہی ان لاڈوں نے اسے اتنی شہہ دی ہے۔۔جو آج سر پہ چڑھ کے ناچ رہی ہے۔۔عائشہ بیگم کے تلوں پہ لگی۔۔

مجھے بتاو۔۔ تمہارا دل کیا چاہتا ہے۔۔حمید صاحب نے عشوے کو دیکھا۔۔

کچھ نہی۔۔ دل مار دیا گیا۔۔جو اپ کو میرے لیے اچھا لگے وہی کریں۔۔ آنسو دل پہ گر رہے تھے لیکن زبان کچھ اور کہہ رہی تھی

باپ کی رضا رب کی رضا۔۔عائشہ بیگم نے ٹکڑا لگایا۔۔تمہارے باپ کا فیصلہ ہرگز غلط نہی ہو گا تمہارے لیے۔۔بہت خوش رہو گی۔۔عائشہ بیگم بھی اب نرم پڑ گئ تھیں۔۔ آگے ہو کے خود سے لگایا ۔۔پھر تھوڑی دیر بعد وہاں سے چلے گئے تو عشوے نے نوٹ پیڈ اٹھایا اور اس پہ لکھا

"میں عشوے حمید۔۔ آج قسم کھاتی ہوں دوبارہ اس گھر میں کبھی قدم نہیں رکھوں گی۔۔میں ان کے لیے مر گئ ہوں۔وہ میرے لیے مر گئے "

پھر نیچے تاریخ مینشن کی۔۔نوٹ پھاڑ کے ڈرار میں رکھ دیا۔۔جاتے ہوئے وہ یہ لازمی لے کے جائے گی تا کہ اس کا دل مضبوط رہے کبھی یہاں واپس آنے کی ضد نا کرے۔۔جہاں اس کے جذبات کو سننا پسند نہیں کیا جاسکتا تھا جہاں اس کی کوئی قدر نہی تھی۔۔پھر وہاں آنے کا کیا فائدہ۔

عصام جو اسکے ہوسپیٹل روم میں داخل ہوتے ہی پلٹ آیا تھا گاڑی میں بیٹھا اب اس کے انے کا انتظار کر رہا تھا۔۔اتنی جلدی واپس آنے پہ باہر نکلا۔۔

کیا ہوا۔۔جانے کیوں پوچھ لیا۔۔رکی نہیں آپ۔۔۔اس کی حالت دیکھ کے خود ہی دروازہ کھولا۔۔وہ اندر بیٹھ گئی تو دروازہ بند کرتے خود فرنٹ سیٹ پہ آ کے بیٹھا۔۔عشوے گم سم سی ہاتھ پکڑے بیٹھی تھی۔۔ماں کا حقارت آمیز رویہ اس کی روح فنا کر گیا تھا۔۔اس کے اندر اب تو سانس لینے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔۔اس نے کیا کیا تھا ایسا۔۔کون سا گناہ تھا جو اس کے دامن سے لپٹ گیا تھا۔۔ عصام اس کی حالت دیکھ کے خاموش رہا۔۔وہ۔ہلکی ہلکی کانپ رہی تھی لیکن اس کی فطرت میں نہیں تھا کہ اسے تھام لیتا۔۔اسے تسلی دیتا۔۔وہ تو اسے تکلیف دینے کے لیے بنایا گیا تھا۔۔وہ تو اس کا دکھ تھا۔۔سکھ کیسے بن جاتا

گھر پہنچے تو مہمان جا چکے تھے۔۔عشوے خاموشی سے اتر کے اپنے کمرے میں آ گئی۔۔عصام کمرے میں جانے کی بجائے آبان کے پاس آیا تھا۔۔

اپ آ گئے بابا۔وہ خوشی سے دوڑ کے اس کی طرف آیا۔۔لیکن عصام نے اسے خود سے لگانے کی بجائے فاصلہ قائم رکھا۔۔

کیا ہو رہا تھا۔۔پردے کھولتے پوچھا۔۔

کچھ نہیں بس آپ کا ویٹ کر رہا تھا۔۔وہ جو پہلے ایکسائٹڈ ہوا تھا۔۔کہ ریسیپشن پہ کیا کیا ہوا سب بتائے گا۔۔اب واپس اپنے خول میں بند ہوا۔۔یہ خول عصام کا بنایا گیا تھا جس سے باہر نکلنے کی اجازت تو اسے ہر گز نہی تھی۔۔

آج کا دن کیسا گزرا۔پھر اس کے پاس آتے پوچھا۔۔

اچھا۔۔ریسیپشن پہ نہیں تھے آپ۔۔بیڈ پہ ہاتھ پھیرتے ابان نے عصام کو دیکھا۔۔

ہاں۔۔کام تھا اس لیے۔۔

مما کے ساتھ کام تھا۔۔معصومت سے پوچھا

مما نہیں ہیں آپ کی وہ۔۔اسے غصہ ایا۔۔

دانیہ پھپھو نے کہا تھا۔وہ مما ہیں میری۔وہ سہم گیا۔۔

وہ عشوے عصام ہے۔۔اپ اسے عشوے عصام کہیں گے۔۔مما نہی۔۔تنبہیہ کی

وہ بڑی ہیں مجھ سے۔۔اسے اچھا نہی لگا تھا شاید

جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی کریں گے آپ۔۔اور کوئی آرگیومنٹ نہیں۔۔کندھے سے پکڑتے باور کروایا

ج۔جی بابا۔۔وہ ڈر رہا تھا

اور ان کے پاس بھی نہیں جانا۔۔آپکا تعلق صرف مجھ سے ہے۔۔یہاں کوئی نہی ہے جو آپ کا اپنا ہو ۔۔یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا

جی بابا۔۔وہ اسے کافی دیر تک سمجھاتا رہا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا جیسے وہ ٹوٹا تھا ویسے ہی اس کا بیٹا بھی ٹوٹے۔۔اسے زندگی کیسے جینی ہے یہ سب سیکھنا تھا۔۔خاص طور پہ اکیلے کیسے جینی ہے

دیکھا میں نے کہا تھا نا۔۔وہ لڑکی کھا گئی میرے بھائی کو۔۔پلوشہ تو ہمیشہ اس کے خلاف ہی بولتی تھیں
۔۔

بس کرو بیگم۔۔اس میں اس بچی کا کیا قصور ہے۔۔خان بابا نے ان کو گھورا۔۔وہ لوگ ہو سپیٹل جا
رہے تھے

وہ بچی بچی نہی ہے۔۔پہلے عزت کو پاگل کیا پھر میرے ماہ بیر کو اور اب اپنے گھر والوں کو وہ کسی
قابل نہی چھوڑے گی۔۔شادی تو اس نے اپنی پسند سے کی ہے پھر بھی۔۔مجھے تو لگتا ہے میرا بھائی
اسی دکھ میں بیمار ہے کہ اس کی بیٹی نے دغا کر دیا اس کے ساتھ۔۔

وہ معصوم کیا برا کرے گی جس کے ساتھ خود برا ہو رہا ہے۔۔تم جانتی ہو ہمارے بچے ایک دوسرے
کو پسند کرتے تھے بس تمہاری اور تمہارے بھائی کی بلاوجہ کی ضد نے اس حال تک پہنچایا ہے۔۔پتہ
نہیں عشوے کا کیا حال ہو گا۔۔

انہیں اس لڑکی کی فکر تھی جو ان سے چھپ چھپ کے باتیں کیا کرتی تھی۔۔وہ عزت کی ہم عمر تھی اور ان کے لیے عزت جیسی ہی تھی۔۔ان۔کی بھی خواہش تھی کہ وہ ان کی بہو بن جاتی لیکن قسمت کے آگے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔۔سارے راستے پلوشہ عشوے کو برا بھلا کہتی آئی تھی اور اور اب روم میں داخل ہوتے کانوں نے جو فقرہ سنا تھا اس سے اور یقین ہو گیا تھا کہ یہ سب عشوے کا کیا دھرا ہے

عشوے کے جانے کے دو گھنٹے بعد بعد حمید صاحب کو ہوش ایا تھا۔۔انہوں نے سب سے پہلے یہی کہا تھا کہ ریسپشن پہ جانا ہے لیکن۔۔

ائی تھی عشوے۔۔عائشہ نے انہیں بتایا۔۔۔

تم نے روکا نہی۔۔ناراض تھی وہ مجھ سے۔۔

نہیں۔۔پہلے ہی سب کچھ اسی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔اب اور نہیں برداشت کر سکتی میں۔۔

بیٹی ہے ہماری۔۔وہ بے مشکل بول پا رہے تھے۔۔

اسے بھی یہ بات سمجھنی چاہیے۔۔ بیٹی ہے وہ ہماری۔۔

پلیز زیادہ باتیں نا کریں۔۔اندر آتی نرس نے انہیں باتیں کرنے سے روکا

ہمم۔۔۔عائشہ خاموش ہوگئ۔۔

مجھ سے ملنے تو دیتیں نرس کے جانے کے بعد دوبارہ حمید صاحب نے عائشہ کو مایوس نظروں سے دیکھا۔۔

کیسے ملنے دوں۔۔اپ اس بیڈ تک اسی کی وجہ سے پہنچے ہیں نا۔۔بیٹی تھی تو ہمارے فیصلے پہ خوش ہوتی نا کہ یوں ہمیں سزا دیتی۔۔

ہا ہائے۔۔میں نا کہتی تھی وہ لڑکی ہی میرے بھائی کو اس حال تک پہنچانے والی ہے۔۔کمرے میں داخل ہوتے پلوشہ اونچی اواز میں بولیں۔۔

پھر حمید صاحب کو ان کی بیٹی کے بارے میں پتہ نہیں کون کون سی کہانیاں سناتی رہیں۔۔وہ پہلے ہی بیڈ پہ تھے ان کی طبعیت اور خراب ہونے لگی۔۔عائشہ بیگم نے آخر انہیں غصے سے وہاں سے جانے کو کہا۔۔خان بابا سمجھ رہے تھے سیچوئیشن کو۔۔سو بغیر برا منائے وہ پلوشہ کو لے کے واپس چلے گئے

ریض ۔۔کھانا کھا لو۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔۔ریض نے اسے منع کیا

پریشان ہونے سے کیا ہو گا۔اب وہ ٹھیک ہیں۔۔وہ جانتی تھی ماموں کی وجہ سے وہ پریشان ہے۔۔

عشوے سے رابطہ ہوا تمہارا۔۔ریض نے سر جھٹکتے اس سے پوچھا۔۔

نہیں۔کال رسیو نہیں کرتی۔۔بے دلی سے کہتے وہ بھی ساتھ ٹک گئی۔۔

مجھے بھوک نہی ہے لے جاو یار۔

کھانے سے کیا ناراضگی۔۔کھا لو پلیز۔

نہیں بھوک نا۔۔ایک بار سمجھ نہی آئی۔۔غصے سے کہتے وہ خود ہی اٹھ گیا۔۔ہر کوئی عجیب سی ٹینشن میں تھا۔۔

عزت نے بھی پھر کھانا نہی کھایا۔۔دوسری طرف ماہ بیر کئی فٹ بلندی سے خود کو ہوا میں اچھالتے اسمانوں سے زمین پہ گر رہا تھا۔۔۔

دو بجے وہ کمرے میں آیا تھا۔۔عشوے ابھی تک جاگ رہی تھی۔۔ہاتھ کی چھوٹی انگلی سوجن کی وجہ سے موٹی نظر ارہی تھی۔۔عصام نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔تکیے پہ گال ٹائے وہ بائیں کروٹ پہ لیٹی جانے کیا سوچ رہی تھی۔۔

اسے کچھ کہے بنا وہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔پانچ منٹ بعد باہر نکلا تو وہ ہنوز اسی پوزیشن میں تھیں۔۔

خیریت ہے ؟۔۔اس کے سرخ چہرے کو بغور دیکھا۔۔عجیب سی کشش تھی اس کے وجود میں جو اسے اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

عشوے نے شاید سنا نہیں تھا۔۔اس لیے اپنی جگہ سے ہلی تک نہی

کچن۔سے کچھ کھانے کے لیے لا دیں۔۔دوبارہ متوجہ کرنا چاہا۔۔لیکن عشوے تو ہوش میں ہی نہیں تھی کیسے اس کی بات سنتی۔

عصام نے دوبارہ کہا ہی نہیں اپنی جگہ پہ آکے لیٹتے اس نے بھی دوسری جانب کروٹ لے لی۔۔اسے کون سا فرق پڑ رہا تھا۔۔بھاڑ میں جائے۔۔بھوک تو ویسے بھی نہیں تھی بس اسے تنگ کرنا مقصد تھا

پھر صبح دس بجے اس کی انکھ کھلی تو وہ وہاں موجود نہی تھی۔۔غیر ارادی طور پہ اس نے عشوے کو ڈھونڈھا لیکن نہیں ملی۔۔باہر آکے بوا سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔۔۔

کہاں جا سکتی ہیں۔۔اب عصام کی پیشانی پہ بل پڑے۔۔واپس کمرے میں اتے ٹہرس پہ دیکھا وہاں بھی نہیں تھی ڈریسنگ روم۔سٹڈی روم۔باتھروم۔سب خالی تھے۔۔

پھر سائڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتے گارڈ کو کال کی۔۔

مسز عصام باہر نکلی ہیں۔۔دوٹوک انداز میں پوچھا۔۔

نہیں سر۔۔سوائے بوا کی بیٹی کے اور کوئی باہر نہیں نکلا۔۔

بوا کی بیٹی کب ائی تھی۔۔اسے شک ہوا

نہیں معلوم سر پتہ کر کے بتاتا ہوں۔۔۔

ہمم۔۔وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔۔

بوا اپ کی بیٹی ائی تھی۔۔کچن میں آتے ان سے پوچھا۔۔

نہیں۔۔وہ تو کراچی ہوتی ہے۔۔اسلام آباد کیسے ائی گی اکیلی۔۔انہوں نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔۔

عشوے میں چھوڑاں گا نہیں تمہیں۔۔دانت پیستے اس مٹھیاں بھینچی تھیں

سات بجے کے قریب وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔۔ٹوٹی ہوئی انگلی اب سن ہو چکی تھی۔۔ڈریسنگ روم سے کالے رنگ کی چادر نکالی جو کہ یقیناً عصام کی تھی۔۔لیتے ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ سردیوں کے لیے ہے۔۔لیکن اس وقت منہ چھپانے کے لیے اس کے پاس اور کچھ نا تھا۔۔اسے بابا کے پاس جانا تھا۔۔ساری رات اضطراب میں گزری تھی۔۔

گرم شال لیتے وہ کمرے سے باہر آئی۔سامنے کوئی نہیں تھا سب سو رہے تھے۔۔خاموشی سے سیڑھیاں اترتے وہ ٹی وی لاؤنج عبور کر گئی۔۔

گیٹ پار کرتے اسے گارڈ نے دیکھا تھا جو شاید اونگھ بھی رہا تھا۔۔دوسرا پتہ نہیں کہاں تھا۔۔موقع تو بہت اچھا تھا۔۔بہت خاموشی اور آرام سے وہ اس عصام مینشن سے نکل گئی تھی۔

مین روڈ پہ آتے ہی اس نے ایک آٹو لیا جو اسے ہوسپیٹل کے عین سامنے اتار کے چلا گیا۔۔روم کا اسے پتہ تھا اس لیے زیادہ مشکل نا ہوئی۔۔لیکن اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے جو سنا تھا۔۔وہ اس کی زندگی اجاڑ گیا تھا۔۔وہ جو اب تک یہ سمجھ رہی تھی کہ اس کے ماں باپ نے اس کے بھلے کے لیے عصام شیخ سے اسے بیاہ دیا ہے اصل کہانی تو کچھ اور تھی۔۔دل چیر دینے والی۔۔اس کے بابا۔۔پیارے بابا۔۔ایسا کیسے کر سکتے تھے۔۔اپنی بیٹی کون بیچتا ہے۔۔شاید کوئی پاگل یا جواری یا نشئی جیسے

پیسے چاہیئے ہوں اپنا نشہ پورا کرنے کے لیے۔۔اس کا باپ نا تو جواری تھا نا پاگل اور نا ہی نشئی۔۔پھر ۔۔کیوں۔۔۔وہ اتنی ازراں تھی۔۔بوجھ تھی ان پہ۔۔اگر ایسا تھا تو مار دیتے۔۔کہیں زندہ دفنا دیتے۔۔ کیا اس کی موجودگی اتنی اذیت ناک تھی ان کے لیے جو اسے یوں کیسی انجان آدمی کو۔۔۔اف خدایا ۔۔اس کے پاوں من من کے بھاری ہوئے۔۔وہ وہاں سے کیسے نکلی تھی صرف عشوے ہی جانتی تھی ۔۔۔رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔۔سڑک عبور کرتے وہ کس چیز سے ٹکرائی تھی۔۔اسے کتنے زخم آئے تھے۔۔حواس کھوتے اسے صرف خود کا بِک جانا یاد تھا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

تم لوگوں کو نوکری پہ کیوں رکھا ہے۔۔بس سونے کے لیے۔۔دونوں گارڈ سر جھکائے اس کے سامنے کھڑے تھے مجھے عشوے عصام یہاں چاہیے۔۔چاہے جہاں سے مرضی ڈھونڈھ کے لاؤ۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔لہجے کی سختی ریڑھی کی ہڈی میں سنسا اٹھی تھی جیسے

جی سر وہ دونوں سر جھکائے وہیں سے واپس پلٹ گئے۔۔۔

وہ خود بھی گاڑی لے کے باہر نکل ایا۔۔کیونکہ اسے کچھ اندازہ تھا وہ کہاں جا سکتی ہے۔۔اس کا رخ ہوسپٹل کی طرف تھا۔۔ادھے گھنٹے کا سفر اس نے دس منٹ میں طے کیا۔۔لیکن عشوے وہاں بھی نہیں تھی تو پھر وہ گئ کہاں تھی

اس نے پورا شہر چھان مارا تھا لیکن اسے عشوے عصام نہی ملی تھی۔۔زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔۔ اخر کہاں گئ تھی وہ۔۔

سر ہم نے تمام ہوسپیٹل چک کر لیے ہیں۔۔ہمیں مسز عصام کہیں نہیں ملی۔۔اس کے ادمی دوسری دفعہ بھی خالی ہاتھ ائے تھے

اوہ۔۔اچانک اسے کچھ یاد ایا۔۔وہ تیزی سے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔۔اس کے چلے جانے کی ٹیشن میں اسے خیال ہی نا رہا تھا کہ ایک جی پی ایس اس کی لوکیشن اسے ہمیشہ بتا سکتا تھا۔۔تیزی سے لیپ ٹاپ اون کرتے اس نے لوکیشن نکالی۔۔اتنا وقت ضائع کیا تھا اب ایک۔لمحہ بھی لگائے بنا وہ اس تک پہنچنا چاہتا تھا۔۔اگلے ایک گھنٹے میں وہ بگوالہ نامی گاوں جو جہلم کے قریب تھا وہاں پہنچا۔۔

وہاں تھی عشوے۔۔وہ وہاں کیسے پہنچی۔۔یہ تو اس سے ملنے کے بعد ہی پتہ چلنا تھا۔۔

جی اپ کون ؟۔۔ایک بارہ تیرہ سالہ لڑکی نے گیٹ کھولتے اس سے پوچھا۔۔

عصام نے پہلے اس لڑکی کو دیکھا۔۔پھر اسے ہٹاتے وہ اندر چلا ایا۔۔ساتھ اس کے گارڈز بھی تھے۔۔ سامنے ہی برآمدے میں دو عورتیں بیٹھی باتیں کر رہی تھی جو اسے دیکھ کے کھڑی ہوئی۔۔

اوو اپ کون ہیں اور یہاں۔۔ایسے منہ اٹھا کے۔۔

اپنی بیوی کو لینے ایا ہوں۔۔دو ٹوک انداز میں کہتے دونوں خواتین گھورا۔۔

اپ کی بیوی یہاں۔۔کیسے اسکتی ہے۔۔جو عمر سے قدرے کم تھی وہ بمشکل بولی۔۔

اپ کے چہروں کے اترتے چڑھتے رنگ ہی سب بتا رہے ہیں۔۔آرام سے بتا دیں ورنہ اگر میں نے ڈھونڈھا نا تو اچھا نہی ہو گا اپ لوگوں کے لیے۔۔عصام نے موبائل پہ لوکیشن دوبارہ دیکھی وہ سہی جگہ پہ کھڑا تھا بس تھوڑا سا فاصلہ تھا۔۔

تمھیں کس نے کہا ہے یہاں ہے تمہاری بیوی۔۔ایسے ہی دماغ نا چاٹو اور نکلو یہاں سے۔۔اب بڑی عمر کی خاتون دوپٹہ سیدھا کرتے سامنے ائیں تھیں۔۔عصام نے ان سے کہچے کہنے کی بجائے گارڈز کا اشارہ کیا۔۔جو حکم کے ملتے ہی کمروں میں چلے گئے۔۔دو منٹ میں ہی ایک باہر نکلا۔

سر یہاں ہیں۔۔مسز عصام۔۔دونوں عورتیں اب حواس باختگی سے انہیں روکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔عصام ان کے ہاتھ جھٹکتے اندر ایا جہاں عشوے ایک ٹوٹی سی چار پائی پہ پڑی ہوئی تھی اسے دیکھ لگتا نہی تھا کہ وہ ہوش میں ہے۔۔اسے بازوں میں اٹھاتے اسے اندازہ ہوا کہ اس کے سر سے خون نکل رہا ہے۔۔

انکو ساتھ لے کے او۔۔ایک کرخت نگاہ ان پہ ڈالتے وہ عشوے کو لیے تیزی سے گاڑی تک ایا۔۔پتہ نہیں اس کے ساتھ انہوں نے کیا کیا تھا۔۔اگر اسے کچھ بھی ہوا نا تو تم لوگ اپنی موت کی تیاری کر لینا۔۔

عشوے کو لیے وہ پیچھے بیٹھا۔۔گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا دوسری گاڑی میں گارڈز اور وہ دونوں عورتیں تھیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان کے سر پہ گہری چوٹ آئی ہے۔۔اتنا زیادہ خون بہنے کی وجہ سے مشکل ہے کہ ہم انہیں کسی خطرناک بیماری کے ہونے سے بچا سکیں۔۔

کسی بھی حال میں ان کا زندہ اور ٹھیک رہنا بہت ضروری ہے۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سب کچھ تحس نحس کر دے سب کچھ اپنی جگہ لیکن وہ اس کی بیوی تھی۔۔پچھلے کئی سالوں سے اس کے خیال کے علاوہ اسے اور کسی کا خیال نہی ایا تھا۔۔دس سال اس نے محض عشوے عصام کو سوچا تھا۔۔چاہے وہ۔کسی بھی مقصد کے لیے ہو۔۔

انہیں پہلے نروس بریک ڈاون ہوا ہے۔۔پھر شاید کسی چیز سے ٹکرانے کی وجہ سے ان کے سر کی پچھلی طرف گہری چوٹ ائی ہے۔۔اب بس دعا کریں چوبیس گھنٹوں میں اگر یہ نارملی ہوش میں اگئیں تو ٹھیک ہے۔۔ورنہ یا تو یہ کومہ میں جا سکتی ہیں یا پھر ان کا ذہنی توازن بگڑ سکتا ہے۔۔ڈاکٹر بری خبر سنا کے وہاں سے جا چکا تھا۔۔

کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔کوریڈور میں ٹہلتے جیسے خود کو باور کروایا۔۔عشوے عصام تمہیں جینا ہے ۔۔ہر حال میں ہر قیمت پہ

اسے اس کی اتنی فکر کیوں ہو رہی تھی وہ ابھی بھی نہیں جان پایا تھا۔۔یہ ان کی نئ۔زندگی کا تیسرا دن تھا یہ تیسرا عذاب تھا جس نے عصام شیخ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا

وہ بہت بڑی حویلی تھی جس کے چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ تھا۔۔اسلام آباد کی پتھریلی زمین پہ بنی وہ حویلی اپنی ایک الگ شان سے کھڑی آنے جانے والوں کی توجہ اپنی طرف کھینچتی تھی۔۔حویلی کی دیواریں مضبوط پتھروں سے بنائی گئی تھیں جن پہ خوبصورت ڈیزائنگ اس کے حسن پہ چار چاند لگاتی تھی۔۔

ایسے ہی اس اٹھائیس سالہ مرد کی توجہ کا مرکز بھی بنی۔۔

وہ جو اپنی پسند کی شادی کی وجہ سے اپنے ماں باپ کی نظروں میں کھٹکتا تھا اج کل جاب لیس مارا مارا پھر رہا تھا۔۔اس حویلی کو دیکھتے وہ قدم بڑھاتا رہا پھر وہ گلی پار کر گیا۔۔اس کے بعد اس کا گزر وہاں سے روز ہونے لگا۔۔

جہاں وہ کام کی تلاش میں جاتا تھا وہاں بہت بڑے بڑے پلازے بن رہے تھے۔۔اسے امید تھی کہ جب یہ عمارتیں تعمیر ہو جائیں گی تو کہیں نا کہیں اسے بھی نوکری کے لیے رکھ لیا جائے گا۔۔ایک پلازہ تھا جو بس آخری مراحل پہ تھا۔۔وہاں کے مالک سے اس نے بات بھی کی ہوئی تھی۔۔انہوں نے اسے کچھ دن بعد آنے کا کہا تھا۔۔کچھ دن بعد پھر جب وہ دوبارہ اس راستے سے گزرا تو اس

حویلی کی بالکنی میں اسے ایک اڑتا ہوا آنچل نظر آیا جیسے دیکھ کے وہ ذرا دیر رکا کہ شاید کوئی باہر جھانکے۔۔ لیکن وہ جو بھی تھی اندر کی طرف رخ کیے کھڑی تھی۔۔اس وجہ سے وہ اس کا چہرا نہیں دیکھ سکا۔۔ سر جھٹکتے وہ اپنے راستے ہو لیا۔۔۔دن گزرتے گئے اسے وہ آنچل دوبارہ اس بالکنی میں کبھی نظر نہی ایا۔۔

پھر ایک روز اسے اس گیٹ سے باہر آتی ایک لڑکی نظر ائی جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس کی عمر شاید بارہ سے تیرا سال تھی۔۔برانڈڈ کپڑوں میں ملبوس وہ اکڑ کے چلتا ماں کے ہم قدم تھا ۔۔پاس سے گزرتے اس کے گال کو چھوا جیسے نخوت سے جھٹک دیا گیا۔۔اس عورت نے بھی اسے گھور کے دیکھا۔۔وہ ہنستا ہوا آگے چلا گیا۔۔۔وہ وہاں سے گزرتا تو اس کا دل کرتا وہ حویلی اندر سے دیکھے۔۔اس نے کبھی بڑے بڑے گھر نہی دیکھے تھے کہ وہ اندر سے کیسے ہوتے ہیں۔۔

چلو کبھی اللہ موقع دے گا۔۔دل کو تسلی دیتے ایک بار پھر وہ اس کے سامنے سے گزر گیا۔۔

پھر ایک دن اس کی قسمت جاگی۔۔اس حویلی کے گارڈ نے اسے اپنے پاس بلایا۔۔

کیا تم یہاں کام کرو گے۔۔اس نے آفر کی۔۔

ہاں۔۔کیوں نہیں۔۔۔بے ساختہ سر ہلاتے اس نے جواب دیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔کل سے تم اپنا سب سامان یہاں لے آنا۔۔ تمہیں چوبیس گھنٹے یہیں نوکری کرنی ہے۔۔ گارڈ نے اسے دیکھتے کہا۔۔

ٹھیک ہے وہ جسامت سے کافی تندرست اور توانا نظر اتا تھا شاید اسی لیے گارڈ نے اسے یہ نوکری دی تھی۔۔اسے اور کیا چاہیے تھا۔۔اس کی تو حسرت پوری ہو رہی تھی ۔۔

گھر آ کے اپنی بیوی کو خوش خبری سنائی۔۔جو واقع ہی خوش ہو گئ۔۔اس کی بیوی امید سے تھی۔۔ چھوٹی سی فیملی تھی لیکن پھر بھی گھر کے اخراجات کے لیے کام تو کرنا تھا نا۔۔۔پھر آنے والے بچے کی بھی ضروریات تھیں۔۔۔اگلے دن وہ جلدی ہی حویلی پہنچ گیا۔۔اسفند صاحب نے اسے دیکھتے ہی ڈن کر دیا تھا۔۔

گن چلانی آتی ہے۔۔انہوں نے اسے پسٹل پکڑاتے پوچھا۔۔

ن۔۔نہیں صاحب لیکن سیکھ لوں گا۔۔اس کے اندر ایک جزبہ تھا۔۔اسفند صاحب مسکرائے۔۔

ٹھیک ہے علی۔۔اسے سیکھا دو سب۔۔اب یہ یہیں رہے گا۔۔

جی ٹھیک ہے صاحب۔۔اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔۔اسفند صاحب اپنے آدمی کو اشارہ کرتے باہر جانے لگے پھر اس کی آواز پہ رکے۔۔

صاحب چھوٹا منہ بڑی بات۔۔لیکن ایک بات پوچھنی تھی۔۔ہچکچاتے انہیں پیچھے سے پکارا۔۔

ہاں کہو کہو۔۔وہ واپس گھومے۔۔

صاحب میری تنخواہ کتنی۔۔۔وہ رکا۔۔

ہاہاہا۔۔اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے۔۔تم پوچھ سکتے ہو۔۔

یہ تیس ہزار۔۔۔اگر تم نے اچھا کام کیا تو زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔۔اس کا کندھا تھپتھاتے وہ چلے گئے ۔۔

وہاں سے اس کی ایک نئی زندگی شروع ہوئی۔۔اس بچے سے اور اس آنچل والی سے ملاقات اب روز ہی ہونے لگی۔۔۔وہ آنچل والی اسے دیکھ کے مسکرا دیتی۔۔ان کو بھی اس سے اب کوئی خوف یا ڈر نہی تھا اس لیے بلا جھجک وہ بچہ اس کے پاس آتا کبھی باتیں کرتا۔ کبھی وہ اسے گھمانے بھی لے جاتا تھا۔۔آہستہ آہستہ وہ اسفند کا خاص آدمی بننے لگے۔۔بہت جلدی وہ وقت آگیا جب اسفند کے گھر سے وہ اس کی فکٹری تک پہنچا تھا۔۔فیکٹری کے تمام اہم عمور اسی کے حوالے کر دیے گئے۔۔اسفند صاحب تو سمجھو ریلیکس ہی ہو گئے تھے۔۔اسے اپنا اہم سے اہم اور خفیہ سے خفیہ کام کہتے ہوئے انہی کوئی خطرہ نہیں تھا کہ وہ کوئی گڑ بڑ کرے گا۔۔یہاں اسفند کے کام آسان ہوئے وہاں اس کی بیوی اور بچوں کی زندگی اسان ہوئی۔۔ تیس ہزار سے تنخواہ لاکھوں تک پہنچ گئی۔۔اصل کھٹن مرحلہ تب شروع ہوا جب اسفند کی بیوی ایک بار پھر امید سے ہوئی۔۔۔اور یہ بچہ اسفند کا نہیں تھا۔۔یہ بات اسفند اور ان کی بیوی کے علاوہ ایک تیسرا انسان بھی جانتا تھا۔۔لیکن اسفند صاحب اس تیسرے انسان کو نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہے۔۔ان کا بیٹا اٹھارا سال کا ہو چکا تھا۔۔اب ان کی بیوی کا امید سے ہونا کسی مزاق سے کم نہی تھا۔۔اور وہ بھی ناجائز۔۔۔

اسے اسفند صاحب سے اس معاملے میں ہمدردی تھی۔۔کیونکہ وہ ایک جانے مانے بزنس مین تھے اس عمر میں بچے کی پیدائش سوسائٹی میں ان کا مزاق بنا کے رکھ دیتی۔۔دنیا والوں کو تو نہیں پتہ تھا وہ بچہ اسفند کا ہے یا کسی اور کا۔۔دوسری طرف ان کی بیگم اس نئی خوشی سے بہت خوش تھیں۔۔انہیں اس بات سے کوئی لینا دینا نہیں تھا کہ یہ بچہ کس کا ہے۔۔۔وقت گزرتا گیا۔۔نو ماہ پر لگا کے گزرے

یہاں اس کی اپنے یکے بعد دیگرے بیٹی اور بیٹا ہوئے۔۔جو پانچ اور چار سال کے تھے۔۔مسز اسفند کو اللہ نے بیٹی کی نعمت سے نوازا تھا۔۔اسفند کو سمجھ نہی آرہا تھا وہ خوش ہوں یا پریشان۔۔کیونکہ وہ بیٹی ان کی نہیں تھی۔۔اور سوسائٹی کو وہ کیا منہ دیکھاتے۔۔دوسری طرف ان کی بیگم ہر چیز بھلائے بیٹی کی کی دیکھ بھال کرتیں۔۔

پھر یہ خبر کسی نے باہر نکالی کہ یہ بچی اسفند کی نہیں بلکہ ان کی بیگم نے کسی کے ساتھ منہ کالا کیا ہے ۔۔یہاں اسفند کا کاروبار گرنے لگا کیونکہ جب وہ کسی سے میٹنگ کرتے تو لوگ پہلے انہیں مزحقہ خیز نظروں سے دیکھتے۔۔لوگوں سے ملنا کم ہوا۔۔کام ٹھپ ہوا۔۔۔یہاں ان کی مدد اس پانچ سال سے وفادار شخص نے کی۔۔اس نے ان کا بزنس اور ان کا رتبہ قائم رکھنے کے لیے ایک قتل کیا۔۔وہ قتل اسفند کی بیوی اور بیٹی کا نہی تھا۔۔

ماما۔۔بابا بلا رہے ہیں اپ کو۔۔عائشہ کچن میں حمید صاحب کے لیے پرہیزی کھانا بنا رہی تھیں

آتی ہوں بس یہ چولہا بند کر لوں۔۔پھر وہ پانچ منٹ میں کمرے میں ائیں

میرے کپڑے نکال دو۔۔مجھے کام پہ جانا ہے

حمید صاحب کو ڈیسچارج کر دیا گیا تھا۔۔اور اب انہیں گھر میں سکون نہی مل رہا تھا۔۔مل بھی کیسے سکتا تھا۔۔وہ جو کسی کی زندگی برباد کر کے خود سکون سے زندگی گزار رہے تھے۔۔اس کا حساب بھی تو دینا تھا

جی نہی۔۔اپ نہیں جائیں گے۔۔اپنی حالت دیکھیں پہلے۔۔عائشہ کو غصہ ایا۔۔

گھر میں بیٹھا رہوں گا تو زیادہ بے سکون ہوں گا۔۔بے چارگی سے انہیں دیکھا۔۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔میں یہیں ہوں پاس۔۔ان کے کپڑے نکالتے کہا۔۔

تمہارے اس پاس ہونے سے کیا ہو گا۔۔

تو کام پہ جانے سے کیا ہو گا۔۔اچھی بھلی نوکری تھی اپ کی پتہ نہیں کیوں وہ چھوڑ کے یہ محنت طلب کام شروع کر دیا۔۔

چپ کر جاو۔۔اب یہاں بیٹھ کے کون سا سکون کرنے دو گی۔۔انہیں اس زکر سے کوفت ہوئی ۔۔۔ان کا ارادہ باہر کام کرنے کے لیے جانے کا نہیں بلکہ وہ عشوے کے پاس جانا چاہتے تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چوبیس گھنٹے ایسے جیسے صدیوں پہ محیط ہو گئے تھے۔۔وہ اس کے پاس بیٹھا اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔ڈاکٹر تین چار چکر لگا چکا تھا۔۔

انہیں ہوش ائے گا۔۔ڈاکٹر جب اسے ہمدردانہ نگاہوں سے دیکھتا تو وہ انہیں گھور کے دیکھتا۔۔

اپی کا بھی کئی بار فون آ چکا تھا۔۔عشوے کے لیے۔۔

چوبیس گھنٹے گزر گئے لیکن اسے حوش نہیں ایا۔۔

۔۔۔۔۔۔

دوپہر سے شام ہونے لگی تھی۔۔ڈاکٹرز تو مایوس ہو چکے تھے کیونکہ مقررہ وقت سے کئی گھنٹے اوپر ہو چکے تھے

ان کو ہوش میں لانے کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔۔ڈاکٹر دوبارہ چیک اپ کے لیے آیا تو عصام نے پوچھا۔۔۔

نہیں۔۔۔پیشنٹ کی حالت کو دیکھتے کچھ کہہ نہی سکتے۔۔کیونکہ ان کا دماغ نارمل ہے۔۔کومہ میں جانے کا بھی کوئی ایسا ایشو نظر نہی اتا۔۔۔بلڈ پریشر چیک کرتے ڈاکٹر نے عصام کو دیکھا۔۔۔میرے خیال سے انہیں ہوش میں آ جانا چاہیے۔۔

عشوے جو ڈاکٹر کی باتیں سن رہی تھی بمشکل خود کو حرکت سے بچایا۔۔وہ پچھلے پندرہ گھنٹے سے ہوش میں تھی۔۔لیکن اس کا دل نہیں کر رہا تھا کہ وہ آنکھیں کھولے۔۔پر ڈاکٹر کا بھی بھلا ہو جو اس نے ٹارچ نکالتے اس کی انکھیں کھول کے چیک کی تھیں۔۔

یہ ہوش میں آچکی ہیں وہ بھی کافی ٹائم سے۔۔بے ساختہ کہا۔۔

عصام نے عشوے کو دیکھا جس کی آنکھیں حرکت کر رہی تھیں۔۔

ک۔کب سے ہوش میں ہیں۔۔عصام ہرٹ ہوا۔۔وہ کب سے وہاں اس کے لیے بیٹھا تھا اور وہ ناٹک کر رہی تھی۔۔اس سے پہلے کہ غصہ شدید ہوتا وہ اٹھ کے باہر چلا گیا۔۔عشوے بس ڈاکٹر کو دیکھ کے رہ گئی۔۔پہلے ہی وہ اتنی ڈسٹرب تھی اب پتہ نہیں عصام اس کے ساتھ اور کیا کرتا۔۔

ماہ بیر سے کوئی رابطہ ہوا۔۔پلوشہ بیگم نے عزت سے پوچھا۔۔جو اپنی نئے کورس کی بکس کھولے دیکھ رہی تھی

نہیں۔۔ان کا نمبر بند جا رہا ہے۔۔

کوئی اور نمبر بھی تو ہو گا۔۔کسی دوست کا۔۔

مورے۔۔حد کرتی ہیں۔۔میرے پاس بھلا بھائی کے دوستوں کے نمبر کہاں سے آئیں گے۔۔اسے ماں پہ حیرانگی ہوئی۔۔

کیا کروں۔۔پریشانی ہو رہی ہے جانے کہاں ہو گا میرا بچہ۔۔اس کلموہی کی وجہ سے ماں سے ناراض ہو گیا ہے۔۔

یار۔۔عزت کو الجھن ہو رہی تھی۔۔اب تو عشوے کو بخش دیں۔۔چلی گئ ہے وہ آپ کے بیٹے کی زندگی سے۔۔

چلی تو گئ ہے لیکن میرے گھر کا سکون برباد کر گئ ہے۔۔

اچھا آپ بابا کو کہیں وہ بھائی سے رابطہ کریں۔۔ان کا دھیان عشوے سے ہٹایا

ان سے کیا کہوں۔۔وہ تمہارا باپ ہے آگے سے چار سناتا ہے۔۔

تو نا کرتیں یہ سب۔۔۔اکتا کے کہتے اپنی بکس سمیٹیں۔۔مورے سے بات یا بحث کرنا مطلب اپنا سر کھپانا۔۔

اب بھاگ رہی ہو یہاں سے ماں آکے پاس بیٹھی ہے تو۔۔۔

نہیں۔۔۔ایسا کچھ نہی ہے۔۔

اسلام و علیکم۔۔اس سے پہلے کے عزت اور وضاحتیں دیتی ریض اگیا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔پھپو نے اسے دیکھتے جواب دیا۔۔

وہ۔۔میں عزت کو لینے آیا تھا۔عزت کی طرف ایک نظر دیکھا جو اندر کی طرف جا رہی تھی۔۔

کیوں۔۔خیریت ہے گھر میں۔۔پھپو نے جانچتی نظروں سے دیکھا

جی۔۔۔عشوے کے گھر جانا تھا اس لیے۔۔عزت نے بھی جانا تھا تو ساتھ ہی چلتے ہیں۔۔

نہیں میاں۔۔تم جاؤ۔۔ہم نہیں جائیں گے۔تمہاری بہن ہے تمہاری رشتے داری۔۔

چلو ریض۔۔عزت چادر لے کے باہر نکلی مورے کی بات وہیں رہ گئ۔۔۔

اے مجھ سے پوچھا ہے۔۔وہ کمر پہ ہاتھ رکھتے اس کے پیچھے آئیں۔

بابا سے اجازت لے لی ہے۔انہوں نے کہہ دیا ہے چلی جاو۔۔

نا ماں کی کوئی اہمیت ہے بھی یا نہی۔۔میں کہہ رہی ہوں نہیں جانا اور تم منہ اٹھا کے چل دی۔۔ریض کا لحاظ کیے بنا عزت کو ڈانٹا۔۔

مورے پلیز۔۔ہم لوگ جلدی آجائیں گے۔۔۔عزت کو اب کوفت ہونے لگی تھی۔۔۔سو جلدی سے ان کی اور کوئی بات سنے بنا ہی وہ باہر نکل ائی۔۔گیٹ کے پاس ہی ریض کی بائک کھڑی تھی۔۔

ریض بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر نکلا۔۔

بیٹھو۔۔بائک سٹارٹ کرتے کہا۔۔

گھر کا پتہ ہے۔۔چادر سنبھالتے اس سے پوچھا۔۔

ہاں۔۔یاد ہے مجھے۔۔گئیر لگاتے کہا۔۔

اسے بتایا کہ ہم لوگ آرہے ہیں۔۔کندھے پہ ہاتھ رکھتے شیشے سے نظر آتے اس کے چہرے کو دیکھا ۔۔تھا تو وہ اس سے چھوٹا لیکن جسامت میں وہ اس سے پانچ چھ سال بڑا لگتا تھا۔۔شاہد جم جاتا تھا جو بازو پھول رہے تھے۔۔

نہیں بتایا۔۔کال ہی پک نہی کرتی۔۔پچھلے دو دن سے مسلسل کیے جا رہا ہوں۔۔۔اس نے بھی شیشے میں کندھوں کے پیچھے سے نظر آتیں اس کی انکھوں میں دیکھا۔۔عزت جو اسے ہی دیکھ رہی تھی نظر ملنے پہ دل نے ہلکا سا دھک کیا۔۔

ہم لوگ بھی تو اس کے ولیمے پہ نہیں گئے تھے۔۔ناراض ہونا تو بنتا ہے۔۔ایک لمحے میں خود کو کمپوز کرتے اب وہ سڑک کو دیکھنے لگی۔۔۔

پتہ نہیں شاید۔۔بابا کی طبعیت بھی اتنی خراب تھی پوچھنے بھی نہی آئی۔۔اتنی ناراضگی بھی نہیں ہوتی ۔۔مجھے تو فکر ہو رہی ہے۔۔پتہ نہیں عصام بھائی کا رویہ اس کے ساتھ کیسا ہو گا۔۔

پتہ نہی۔۔۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔۔جب سے شادی ہوئی ہے اس کی ماہ بیر بھائی بھی غائب ہیں۔۔جن سے محبت ہو ان سے شادی نا ہو تو زندگی کبھی مکمل لگتی ہی نہیں ہے۔۔اب عشوے اور بھائی ساری زندگی ادھورے رہیں گے۔۔دل کا ایک کونا ہمیشہ سہا ہی رہے گا۔۔عزت کی آنکھوں میں اس جدائی کے خیال سے ہی نمی بھرنے لگی تھی۔۔جانے ان کا کیا حال ہو گا جو جدا ہوئے تھے

عصام مینشن پہنچنے میں پچیس سے تیس منٹ لگے تھے۔۔

بائک کھڑی کرتے عزت کو اترنے دیا۔۔پھر خود اترا۔۔ایک نظر اس بڑی سی حویلی کو دیکھا۔۔جو دل کھا گئی تھی۔۔

چلو۔۔عزت نے اسے اشارہ کیا تو اس نے بیل بجائی۔۔فورا گارڈ باہر نکلا۔۔۔

جی کس سے ملنا ہے۔۔

عشوے سے۔۔عزت نے اسے دیکھتے کہا

جی یہاں عشوے نام کا کوئی فرد نہی ہے۔۔

مسز عصام۔۔سے ملنا ہے۔۔ریض کو تپ چڑھی۔۔

اوہ۔۔اچھا۔۔میں پوچھ کے بتاتا ہوں۔گارڈ کو واقع اس کا نام نہی پتہ تھا۔۔اندر آ کے اندر کال کی جو کہ دانیہ نے اٹھائی تھی۔۔

میڈم جی۔۔باہر کوئی مسز عصام سے ملنے آیا ہے

نام پوچھو۔۔وہ جو آبان کو چینج کروا رہی تھی ٹیلیفون کندھے اور کان کے درمیان پھنسایا۔۔پھر گارڈ نے ان دونوں سے نام پوچھ کے اسے انفارم کیا تو انہیں اندر آنے کی اجازت مل گئی۔۔

اوو یہ بڑے لوگ اور ان کے بڑے چونچلے۔۔عزت نے بڑبڑاتے چادر سیدھی کی۔۔

ہاں۔۔رہض نے اس کے انداز پہ مسکراہٹ چھپائی۔۔کیونکہ اس کہ پیشانی کے بل بتا رہے تھے کہ وہ شدید الجھن میں ہے

راہداری عبور کر کے لیونگ روم کے دروازے کے سامنے پھر سے رکنا پڑا کیونکہ وہ بھی اندر سے لاک تھا۔۔بیل بجانے سے پہلے ہی کھل گیا

آجاؤ۔۔دانیہ آبان کو چینج کروا چکی تھی اس لیے جلدی ہی دروازہ کھول دیا۔۔ان دونوں کو دیکھتے مسکرا کے ویلکم کیا

اسلام و علیکم۔۔پھر عزت کو خود ہی گلے لگایا۔۔

بیٹھو۔۔سامنے ہی ابان بیٹھا ٹیب پہ گیم کھیل رہا تھا۔۔ان دونوں کو دیکھ کے پلکیں جھپکائیں پھر شرما کے دوبارہ ٹیب میں مصروف۔۔

کیسی ہیں۔۔عزت نے ہی بات کا اغاز کیا۔۔

میں ٹھیک تم دونوں سناو۔۔گھر میں سب کیسے ہیں۔۔۔

بوا کو اشارہ کرتے حال چال پوچھا

سب ٹھیک ہیں۔۔دارا صل عشوے سے ملنے ائے تھے۔۔رابطہ نہیں ہو پارہا اس سے تو۔۔

ہاں۔۔بس وہ اس کا موبائل گرنے کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا شاید اس وجہ سے رابطہ نہی ہو سکا۔۔

ہمم ابھی کہاں ہے۔۔اس کے ملنے کے کوئی آثار نظر نا ائے تو پوچھا۔۔ریض خاموش ہی تھا۔۔

وہ۔۔ابھی تو دعوت پہ گئ ہے۔۔عصام کے دوست نے کی تھی۔۔دوسرا جھوٹ بولا

اچھا۔۔عزت نے بمشکل کنٹرول کیا۔۔مطلب ہم عشوے سے نہی مل سکتے۔۔ضبط سے مسکراتے پوچھا

۔۔

میں کچھ کہہ نہی سکتی۔۔عصام کو فون کر کے پوچھتی ہوں کب تک واپس آئیں گے۔۔پھر وہ فون لے کے دوسری طرف چلی گئ۔۔

پتہ نہیں کہیں مجھے لگتا ہے کوئی گڑ بڑ ہے۔۔عزت ریض کے قریب ہوئی۔۔۔

مجھے بھی ایسا ہی فیل ہو رہا ہے۔۔اس سے ملے بنا تو نہیں جائیں گے۔۔چاہیے ساری رات یہیں رکنا پڑے۔۔

آپ کون ہیں۔۔ آبان جو ان کی وجہ سے ڈسٹرب ہو رہا تھا نا چاہتے ہوئے بھی پوچھ لیا۔۔

میں۔۔

یہ آپ کے ماموں ہیں۔۔اس سے پہلے کہ ریض بولتا دانیہ آپی چلی آئیں۔۔

اور یہ مامی ہیں۔۔ معصومت کے ریکارڈ توڑتے عزت اور ریض دونوں کو حیرانگی کے سمندر میں اتارا

۔۔

نہیں۔۔یہ اپ کی آنی ہیں۔۔دانیہ ہنس پڑی۔۔

وہ لوگ آرہے ہیں۔۔پھر ان دونوں کو شرمندگی سے نکالنے کے لیے بتایا۔۔بس کچھ ہی دیر میں پہنچ جائیں گے

وہ اسے لے کے سیدھا پارلر آیا تھا۔۔جہاں اس کا میک اپ کیا جانا تھا۔۔دانیہ کے فون سے اسے پتہ چلا تھا کہ اس کے بہن بھائی آئے ہیں۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ لوگ اس کے بارے میں کچھ غلط سوچیں۔۔اس کا مقصد صرف حمید کو نیچا دیکھانا تھا۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ ٹھیک ٹھاک لگ رہی تھی۔۔گاڑی میں بیٹھتے اس نے سائڈ مرر سے خود کو دیکھا۔۔ ہلکی لپسٹک ہونٹوں کو کومل بنا رہی تھی۔۔

کسی کو کچھ پتہ نا چلے۔۔گاڑی سٹارٹ کرتے عصام نے درشتگی سے کہا۔۔

عشوے کوئی جواب دئیء بنا دوسری طرف دیکھتی رہی۔۔

یہ اکڑ میرے سامنے نہیں چلے گی۔۔عصام کو اگنور ہونا برا لگا تو اس کا بازو پکڑ کے رخ اپنی طرف کیا
۔۔

کچھ نہی بتاوں گی فکر نا کریں۔۔بازو چھڑوایا۔۔

اور یہ روتی شکل بھی سیدھی کریں۔۔آنکھوں میں آتی نمی کی طرف اشارہ کیا۔۔

اب رووں بھی نا میں۔۔اپ کی غلام نہیں ہوں۔۔ایک بار پھر باہر کی طرف رخ کیا کیونکہ آنسو پھسل کے گال پہ ایا۔۔

غلام نہی ہیں۔۔۔لیکن بیوی تو ہیں۔۔میں چاہوں تو آپکی سانسوں پہ بھی پابندی لگا سکتا ہوں۔۔ٹرن لیتے باور کروایا۔۔۔

ہاں۔۔جو مجھے خرید سکتا ہے۔۔وہ میری سانسیں بھی چھین ہی سکتا ہے۔۔اس پہ چوٹ کرتے دوبارہ آنسو صاف کیے۔۔

اتنی آسانی سے نہیں لوں گا جان۔۔مسکراتے اسے دیکھا۔۔عشوے نے تلخی سے سر جھٹکا۔۔یہ تکلیف کچھ بھی نہیں تھی۔۔اصل درد تو تب اٹھا تھا سینے میں جب اس کے کانوں نے اپنے بابا کی جان نکالتی آواز سنی تھی۔۔سینے کے اندر ٹیس اٹھی۔۔بھلا بیٹیاں بھی بکتی ہیں۔۔ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتے سوچا ۔۔عصام خاموش ہو گیا تھا۔۔وہ بھی خاموشی سے سامنے دیکھتی رہی۔۔۔

گھر پہنچتے ہی وہ ریض اور عزت کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن کرنا پڑا۔۔

شکر ہے تم نظر تو ائیں۔۔عزت نے بھاگ کے اسے گلے لگایا۔۔پھر ریض سے ملی جس نے اسے گلے لگاتے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔تکلیف سے انکھیں میچتے عصام نے اسے دیکھا تھا۔۔یہ چوٹ اس کی دی ہوئی نہی تھی۔۔لیکن جس نے بھی یہ دی تھی اس کی چوٹوں کا حساب لگانا ناممکن ہونے والا تھا۔۔کیونکہ عصام شیخ نے وہ ساری انفارمیشن نکال لی تھی جس میں عشوے اس حادثے کا شکار ہوئی تھی

ان سب کو باتیں کرتا چھوڑ کے وہ خود کمرے میں آگیا۔۔دو دن بعد وہ اپنے کمرے میں آیا تھا ۔۔جہاں عشوے کی خوشبو اب رچنا شروع ہو چکی تھی

چینج کر کے کچھ دیر کے لیے لیٹ گیا۔۔نیچے عزت ریض اور عشوے خوش گپیوں میں مصروف تھے ۔۔انتکے آنے سے عشوے کے بے چین دل کو کچھ قرار ملا تھا

وہ لوگ شام کو واپس گئے تھے۔۔اس کا موڈ بھی اب کافی بہتر تھا۔۔آئرن کی ڈرپ لگنے کی وجہ سے اس کی طبعیت بھی ٹھیک تھی اب۔۔

دانیہ آپی بھی آبان کو لے کے چلی گئ تھیں کب سے۔۔عزت اور ریض کے جانے کے بعد اسے اب کمرے میں ہی جانا تھا کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کے کمرے میں اگئ۔۔عصام بنا شرٹ کے کروٹ لیے سو رہا بازو کان پہ رکھے وہ بے خبر پر سکون تھا۔۔عشوے آہستگی سے چلتی ڈریسنگ روم

میں چلی آئی۔۔۔ہلکے پھلکے کپڑے ڈھونڈھے۔۔چینج کر کے باہر آئی تو عصام سیدھا ہو چکا تھا۔۔کشادہ سینے پہ پھیلے بال اس کی وجاہت میں اضافہ کر رہے تھے۔۔چہرے پہ ہلکی سی داڑھی اور مونچھیں جو تھکن زدہ ہونے کذ پتہ دیتیں تھیں۔۔بند آنکھیں۔۔چوڑی پیشانی جس پہ سوتے میں بھی بل پڑے ہوئے تھے۔۔

اکڑے ہوئے خود ہیں اور مجھے کہتے ہیں۔۔بےساختہ ہونٹ ہلے عشوے بڑی فرصت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ماہ بیر سے کئی گنا وہ پیارا اور دل دھڑکا دینے والا تھا۔۔لیکن اس کا دل تو پہلے ہی ماہ بیر کے نام کی مالا جھپکتا تھا۔۔کیسے وہ اس شخص کو دل میں بسائے گی۔۔سوچ کے ہی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔۔کاش مما اپ میرا ساتھ دیتیں۔۔کمفرٹر اٹھاتے وہ صوفے پہ آگی۔۔پتہ نہی شاید میں ان کے لیے بوجھ بن گئ تھی۔۔لیٹتے انکھیں بند کیں۔۔اتنے دنوں کی تھکی ہوئی تھی۔۔جلدی ہی نیند کی وادیوں میں چلی گئ۔۔۔

رنگ تو سانولا ہے لیکن۔۔پر کشش ہیں۔۔اسکے چہرے پہ نظریں ٹکائے پر سوچ انداز سے بڑبڑایا۔۔ پھر کشن پہ بکھرے بال دیکھے جو لئیرز میں کٹے کافی خوبصورت لگ رہے تھے۔۔پھر اس کی نظر تیکھی ناک پہ ٹکی۔۔یہاں نتھلی ہوتی تو بس۔۔۔دانتوں تلے ہونٹ دبائے۔۔پھر اگے ہو کے اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا رکھا۔۔جونہی اس نے انگوٹھا اٹھایاتو ایک چھوٹا سا خون کا قطرہ نمودار ہوا۔۔جیسے

جھک کے اس نے ہونٹوں سے چوم لیا۔۔عشوے چبھن سے کسمسائی۔۔انکھیں کھولیں تو عصام کو جھکے پایا۔

آپ۔۔تیزی سے اٹھتے پیچھے ہوئی۔۔دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔

ہاں۔۔وہ آپ کے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا۔۔وہی صاف کیا ہے۔۔پھر اپنے ہاتھ سے اپنے ہونٹ پہ لگا خون صاف کیا۔۔عشوے جو پہلے اپنا ہونٹ چھو کے چیک کر رہی تھی۔۔اس کی انگلی پہ لگا خون دیکھ کے دل دھک سے رہ گیا۔۔لمحے کے ہزارویں حصے میں اسے سمجھ آیا تھا یہ خون اس کے ہونٹوں پہ کیسے گیا ہے۔۔

آپ میرا فائدہ اٹھا رہے تھے۔۔وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گئی۔۔

نہیں۔۔میں کبھی کوئی کام فائدے کے لیے نہیں کرتا۔۔بیڈ سے کھڑے ہوتے عصام ڈریسنگ ٹیبل کی طرف گیا۔۔

پھر اپ میرے اتنے قری۔۔یب۔۔تیزی سے بولتے زبان لڑکھڑائی۔۔کیونکہ عصام پر تپش نگاہوں سے آئینے میں اسے دیکھ رہا تھا۔۔

آپ کے قریب جانے سے میرا کون سا فائدہ ہو گا۔۔پرفیوم سپرے کرتے اس کی طرف آیا۔۔

م۔۔مجھے کیا پتہ۔۔۔اپ اپنی حوس پوری۔۔

جسٹ شٹ اپ۔۔وہ جو صوفے کے کونے پہ لگی بیٹھی تھی۔عصام نے سختی سے اس کی ٹھوڑی پکڑی ۔۔حوس پوری کرنی ہوتی نا تو اور بھی بہت سارے طریقے تھے میرے پاس۔۔۔میں اپ کے با۔۔۔

ہونہہ خود کو کنٹرول کرتے اس کا چہرا جھٹکا۔۔

بولیں۔۔خاموش کیوں ہو گئے ہیں۔۔وہ اسے تیش دیلا رہی تھی۔۔

اگر میں اپنی آئی پہ آیا نا۔۔تو سانس لینے کے قابل نہی رہیں گی۔۔سٹڈی روم میں جاتے اسے وارن کیا۔۔

ہونہہ۔۔آئے بڑے۔۔اپنی ٹھوڑی کو رگڑتے وہ اٹھ کے بیڈ پہ ائی۔۔خود آرام سے سوئے ہیں۔۔اور مجھے اتنی مشکل سے نیند ائی تھی اٹھا دیا۔۔بتمیز۔۔بڑبڑاتے کمفرٹر پھر سے تان لیا

آج سے تیراہ سال پرانی فائلز نکالتے رائٹنگ ٹیبل پہ رکھیں۔۔پہلی فائل پہ ہی اس شخص کا نام لکھا تھا جس نے اس کا سب کچھ چھین لیا تھا۔۔۔

وہ اکتیس سال کا نوجوان آج بھی اپنے باپ کو مس کرتا تھا۔۔اس کے باپ کا جو رشتہ تھا اج تک کسی کو معلوم نا ہو سکا تھا۔۔اس کے بابا۔۔اپنے خاص آدمی کے علاوہ۔۔ایک اور فرد کو بھی وہ تمام معلومات دیتے تھے جو ان کے بزنس کے لیے بہت ضروری تھی۔۔ہر فائل کی ایک ڈبلیکیٹ فائل تیار کی جاتی تھی۔۔ایک فائل عصام کے کمرے میں بنے اس خفیہ لاکر میں رکھی جاتی تھی اور ایک فائل

بزنس ڈیلز کے لیے یا جہاں بھی ضرورت ہوتی وہاں بھیجی جاتی تھی۔۔اسے پہلے پہلے یہ سب سمجھ نہی آتا تھا۔۔لیکن مرنے سے پہلے جو کچھ اسے اس کے بابا نے بتایا تھا اس کے بعد سے اج تک عصام نے ان فائلز کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کی تھی

فائل کے دوسرے صفحے پہ ایک خط لکھا ہوا تھا جیسے وہ ہزاروں بار پڑھ چکا تھا اس سے اگے اس کا نکاح نامہ تھا جو اج سے تیرہ سال پہلے کا تھا۔۔۔اس کا نکاح بابا نے اپنی مرضی سے کروایا تھا۔۔اور اس نے بھی اپنے بابا کا فرمانبردار بیٹا بن کے ثابت کیا تھا کہ وہ ان کے لیے سب کچھ کر سکتا ہے۔۔

ضحخط۔۔

اسلام و علیکم۔۔میں جانتا ہوں تم اپنا خیال خود رکھ سکتے ہو۔۔تم میرے اکلوتے وارث اور بہادر بیٹے ہو۔۔مجھے زندگی میں سب کچھ ملا ہے۔۔لیکن نہیں ملا تو کوئی وفادار دوست نہی ملا۔۔میرا سب کچھ تمہارا ہے اور تم ہی میرے دوست ہو میرے بہت سارے راز ایسے ہیں جو میں صرف تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔۔میں جد پشتی امیر تھا میرے باپ دادا کا اپنا کاروبار تھا۔۔جو سنبھالتے میں نے اپنی جوانی ختم کر لی۔۔اب تم سمجھدار ہو۔۔لیکن یہ کاروبار تمہارے حوالے نہی کیا جائے گا۔۔بلکہ۔۔

ٹوں۔۔۔ٹوں۔۔اس سے پہلے کہ وہ اگے بڑھتا موبائل بجنے لگا۔۔

ہاں بولو۔۔۔فائل بند کرتے شیلف پہ رکھی۔۔

سر کام ہو گیا ہے۔۔رفاقت کا فون تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔مجھے ویڈیو لازمی بھیجنا۔۔پرسرار سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ آئی۔۔۔

جی سر۔۔۔پھر کال کاٹ دی۔۔

کچھ ضروری فائلز لیتے وہ سٹڈی روم لاک کرتا باہر نکل آیا۔۔محترمہ عشوے صاحبہ بیڈ پہ براجمان پرسکون سو رہی تھیں۔۔اسے ایک نظر دیکھتے جوتے پہنے۔۔

سو لیں۔۔رات کو بتاوں گا۔۔۔معنی خیز سے جھک کے اس کے کان میں کہتے باہر نکل گیا۔۔

عشوے جو۔۔کب سے سونے کی کوشش کر رہی تھی ابھی جب دوبارہ انکھ لگنے لگی تھی۔۔اس کی آواز پہ انکھیں حیرت سے کھولے اب چھت کو گھورنے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔اخر عصام کہہ کے کیا گیا ہے

بات سنو۔۔۔بینش نے دور جاتے لڑکے کو آواز دی۔۔جو اپنے جسم کے گرد سیف بیلٹ باندھ رہا تھا ۔۔

جی میم۔۔اس لڑکے نے اس کی طرف دیکھا۔۔

یہ ماہ بیر سر کو کیا ہوا ہے۔۔دور بیٹھے ماہ بیر کو دیکھا جو سموکینگ کر رہا تھا۔۔

پتہ نہی۔۔لیکن جب سے آئیں ہیں ایسے ہی ہیں۔۔۔بیلٹ سیٹ کرتے کہا۔۔

ہمم بینش پھر خود ہی ماہ بیر کی طرف چل دی۔۔اونچی نیچی جگہ سے ہوتے اس کے پاس ائی۔۔

ہیلو۔کیا ہو رہا ہے۔۔پاس بیٹھتے اسے مخاطب کیا

کچھ نہیں بس۔۔سگرٹ پھینک کے جوتے کے نیچے مسلا۔۔

یہ سموکینگ کب سے شروع کر دی ہے۔۔

ایسے ہی بس۔وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اوئے۔۔آجاؤ۔۔پھر دور کھڑے لڑکوں کو آواز دی۔۔بینش سمجھ گئ تھی وہ اس سے جان چھڑوا رہا ہے۔

ماہ بیر اسے اگنور کرتا لڑکوں کے ساتھ چلا گیا۔۔وہ وہیں بیٹھی۔۔اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔۔

وہ ہوسپٹل میں ان کے روم کے سامنے کھڑی تھی آس پاس لوگ اور نرسیز گزر رہیں تھیں۔۔ چھت پہ لگا کیمرہ اسے ریکارڈ کر رہا تھا کتنی دیر وہ وہاں کھڑی رہی پھر لڑکھڑائی۔۔واپس مڑی اب اس کا رخ کیمرے کی طرف تھا۔۔چہرے پہ پریشانی واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔

وہ سمجھ گئے یہ کون سا وقت تھا۔۔۔دل ڈوب کے ابھرا۔۔ ان کی بیٹی نے وہ سب سن لیا تھا۔۔اور سنا بھی کیسے انہیں کی زبان سے۔۔وہ کوئی بہانہ کوئی جھوٹ نہیں بول سکتے تھے اب اس کے سامنے۔۔ کیا عزت رہ گئ تھی۔۔اس دن عائشہ گھر گئ ہوئی تھیں کچھ سامان لانا تھا ان کے پاس ان کا پرانا اور

جگری دوست علی بیٹھا تھا جو ان کی زندگی کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا۔۔اس کے سامنے دل کا بوجھ ہلکا کرتے وہ اپنی بیٹی کو نادانستگی میں سب کچھ اپنے منہ سے بتا گئے تھے۔۔

سکرین میں اب وہ دیوار کے سہارے چل رہی تھی۔۔اگلا کلپ سیڑھیوں کا تھا جہاں وہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔پھر وہاں سے اٹھ کے ہوسپٹل سے باہر نکلی۔۔اسے کچھ خبر نہیں تھی کہاں جا رہی ہے۔۔جیسے ایک ریت کا پتلہ چل رہا ہو اور زرا سی ہوا چلے اور وہ ڈھے جائے۔۔عشوے بھی گری تھی۔۔سپیڈ سے آتی گاڑی نے بمشکل اپنا رخ بدلا تھا ورنہ عشوے کچلی جاتی۔۔اس کا نروس بریک ڈاون ہوا تھا ۔زمین پہ گرتے اس کا سر فٹباتھ سے ٹکرایا۔۔چند سیکنڈ میں وہاں سے خون کی لکیر نکلی تھی۔۔

حمید شرمندگی اور تکلیف سے وہ سب دیکھ رہے تھے۔۔بس ایک اور اٹیک کی دوری پہ تھی ان کی زندگی۔۔۔

ٹوں ٹوں۔۔۔اس سے پہلے کہ ان کی جان نکلتی فون بجا

حمید صاحب۔۔کیسی لگی اپنی بیٹی کی زندگی۔۔خوشی اس کے لہجے سے صاف محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ جانتا تھا اس وقت حمید صاحب کی کیا حالت ہوگی

اس کا کیا قصور ہے۔۔م۔۔مجھے سزا دو نا۔۔وہ منمنائے

اپ کو ہی تو دے رہا ہوں۔۔۔دیکھیں اپ کو درد ہو رہا ہے نا۔۔کتنی تکلیف میں اپ اس وقت۔۔ مسکرا کے کہتے پیچھے ٹیک لگائی۔۔وہ اس وقت افس میں تھا

اور آپکی یہ تکلیف۔۔ابھی بھی بہت کم ہے اس تکلیف سے جو میں نے کم عمری میں برداشت کی ہے ۔۔ابھی تو اپ اس کی نظروں سے گرے ہیں۔۔۔ابھی تو اپ نے اسے مرتے ہوئے دیکھنا ہے۔۔ سفاکیت سے کہتے وہ ایک لمحے میں عشوے کی زات کو ہوا میں اچھال گیا تھا۔۔

جوان بیٹی کی موت پہ اپ کو درد ہو گا۔۔وہ بول رہا تھا۔۔اور حمید بے بسی سے سن رہے تھے۔۔

خیر۔۔ابھی میں گھر جا رہا ہوں۔۔۔کل کے لیے تیار رہنا۔۔ایک نئے اٹیک کے لیے۔۔فون بند کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

حمید صاحب پھوپھوٹ کے رو دیے۔۔کاش کاش وہ لالچ میں آ کے وہ سب نا کرتے

موبائل دیا اس نے۔۔دانیہ اس کے بال بنا رہی تھی۔۔چوٹ کی وجہ سے دو دن سے بالوں کو سیدھا نہیں کیا تھا اس لیے اب احتیاط سے خود ہی کنگھی کر رہی تھی

نہیں۔۔۔

تو مانگ لیتی نا۔۔شیشے میں اسے دیکھا

کیسے۔۔خفگی سے انہیں دیکھا۔۔

جیسے بیویاں مانگتی ہیں۔۔اس کے منہ بنانے پہ وہ مسکرائیں

میں بیوی تھوڑی ہوں ان کی۔۔میں تو۔۔۔وہ رکی۔۔پتہ نہی ان کے علم میں تھا بھی یا نہی

ویسے اپ ان کی سگی بہن ہیں۔۔بات بدلی

تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔بال پن اپ کرتے وہ اس کے سامنے آئیں۔۔

کیوں کہ میں نے سنا تھا کہ عصام اکیلے ہیں۔۔مطلب ان کا کوئی اور بہن بھائی نہی ہے۔۔

ہاں۔۔میں اس اس کی پھپو کی بیٹی ہوں۔۔

اور وہ بچہ۔۔اسے ابھی اس نے ایک ہی بار دیکھا تھا۔۔

کون ابان۔۔

شاید۔۔وہی۔۔اس نے دیکھا ہی ایک بار تھا نام کیسے پتہ ہوتا۔۔

وہ عصام کا بیٹا ہے۔۔

کیا۔۔۔اسے جھٹکا لگا۔۔اپ لوگوں نے جھوٹ بولا ہے ہم سے۔۔اسے شدید دکھ ہوا۔۔مطلب اس کے ساتھ کچھ اچھا ہو ہی نہی سکتا تھا

تمہیں عصام نے کچھ نہی بتایا۔۔وہ تو خود حیران ہوئیں۔۔انہیں لگا اسے سب پتہ ہو گا۔۔

مجھے کسی نے بھی کچھ نہیں بتایا۔۔صدمے سے چور لہجے میں بولا۔۔

اچھا۔۔اب تو تم اکیلی ہی ہو نا۔۔ٹینشن نا لو۔۔اسے ریلیکس کیا۔۔۔ا

مجھے نہی ہے ٹینشن۔۔بس بتانا چاہیے تھا۔۔۔

ہو سکتا ہے تمہارے والدین کو پتہ ہو۔۔

ہمم وہ خاموش ہو گئ۔۔کیونکہ اس کے والدین کی تو بات ہی کچھ اور تھی۔۔انہوں نے تو جان بوجھ کے اسے جہنم میں جھونکا تھا

تم پریشان نا ہو۔۔اسے تسلی دی۔۔عصام بہت اچھا ہے۔۔وہ تمہیں خوش رکھے گا۔۔وہ پھر کچھ دیر وہاں بیٹھی رہیں عشوے بھی بس ہوں ہاں کرتی رہی۔۔تھوڑا تھوڑا ایڈجیسٹ ہو رہی تھی اب پھر سب سے دل اٹھ گیا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ریض بیٹا۔۔وہ اپنے کمرے میں بیٹھا لیپ ٹاپ چلا رہا تھا۔۔عشوے کی تمام چیزیں اب اسی کی تھیں ۔۔جب حمید اس کے کمرے میں ائے

جی بابا۔۔وہ سیدھا ہوا

کل تم عشوے سے ملنے گئے تھے۔۔پاس بیٹھے کہا۔۔وہ ان کچھ دنوں میں بہت بوڑھے لگنے لگے تھے ۔۔ایک تو اٹیک کی وجہ سے اور دوسرا عصام کی وجہ سے۔۔کیا حال تھا اس کا۔۔پوچھا

ٹھیک تھی۔۔وہ اور بھائی کسی دعوت سے واپس ائے تھے۔۔بھائی سے زیادہ بات نہیں ہوئی ۔۔۔عشوے کے ساتھ کافی وقت گزارا۔۔انہیں بتایا۔

خوش تھی۔۔جانچتی نظروں اسے دیکھا

جی۔۔مجھے تو ٹھیک لگی تھی۔۔۔اپ لوگ چلے جائیں مل لیں۔۔مس کر رہی تھی اپ کو اور مما کو۔۔

ن۔۔نہیں۔۔میرا مطلب ہے میں ابھی مصروف ہوں۔۔تو وقت نکال کے جاوں گا۔۔تم اپنی ماں کو لے جانا۔۔وہ گڑبڑا گئے۔۔وہ اس کا سامنا نہی کر سکتے تھے۔۔اب تو ہر گز نہی۔۔

مما نے کہا تو لے جاوں گا۔۔۔لیکن ان کا بھی کوئی ارادہ نہیں لگتا۔۔ان کا چہرا دیکھا

نہیں۔۔وہ تو جائے گی۔میں کہوں گا اسے۔۔ہماری بیٹی ہے۔۔اسے تو نہی چھوڑ سکتے نا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ابھی تو دو تین دن تک میرے ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔۔میں سنڈے کو لے جاوں گا۔۔اس کی کچھ چیزیں بھی ہیں یہاں۔۔وہ بھی دینی ہیں۔۔مانگ رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔جانے سے پہلے مجھے مل لینا۔۔

جی بابا۔۔پھر وہ چلے گئے تو ریض نے دوبارہ لیپٹاپ سیدھا کر لیا

اس کے پاس کرنے کے لیے کچھ بھی نہی تھا بور ہو ہو کے بھی اب دماغ دکھنے لگا تھا۔۔ٹیوی پہ بھی کوئی اچھا پروگرام نہی تھا جو بیٹھ کے دیکھ لیتی۔۔موبائل تو تھا نہیں اس کے پاس۔۔

بکس دیکھتی ہوئی کوئی۔۔اٹھ کے سٹڈی روم کی طرف ائی۔۔لیکن وہ بھی لاک تھا۔۔حد ہے۔۔یہ کون لاک کرتا ہے۔۔

میں۔۔بڑبڑاتے گھومی عین اسی وقت عصام کمرے میں داخل ہوا۔۔اس نے اس کی بڑبڑاہت بخوبی سن لی تھی

ہاں۔۔اپ سے ایسی ہی توقع کی جا سکتی ہے۔۔تڑخ کے کہا

کچھ دنوں میں ہی جان گئ ہیں۔۔ائی برو اچکاتے داد دی۔۔پھر جوتے اتارے۔۔کف کھول کے وہ فولڈ کر چکا تھا۔۔

کپڑے نکال دیں۔۔بیڈ پہ بیٹھتے حکم سادر کیا۔

کیوں۔۔میں کیوں نکالوں۔۔عشوے کے سر پہ لگی۔۔

کیونکہ بیوی ہی شوہر کے کپڑے نکالتی ہے۔۔پاکٹ سے موبائل نکالا

ایسا کہاں لکھا ہے۔۔میں نے تو کبھی نہیں پڑھا۔۔عشوے دوسری طرف جا کے بیڈ پہ بیٹھی

میری بک میں۔۔موبائل پہ نظریں جمائے کہا۔۔جلدی سے نکال دیں۔۔مجھے اور بھی کام کرنے ہیں ۔۔موبائل بند کرتے دوبارہ پکٹ میں رکھا۔۔

پہلے میرا موبائل واپس کریں۔۔۔جلدی سے یاد انے پہ بولی۔۔

بھول جائیں کے اپ کو کبھی موبائل ملے گا۔۔قہر الود نظر ڈالتے اٹھ گیا۔۔اس سے بحث کر کے خود ہی لیٹ ہو رہا تھا۔۔ڈریسنگ روم میں جاتے اندر سے لاک کر لیا۔۔

عشوے بس کلس کے رہ گئ۔۔تھوڑی دیر بعد باہر نکلا تو بنیان کندھے پہ جھول رہی تھی۔۔ٹاول لپیٹے وہ باتھ روم میں چلا گیا۔۔

حد ہے۔۔شرم ہی نہی آتی۔۔عشوے جو دروازہ انلاک ہونے کی اواز پہ اس طرف دیکھنے لگی تھی اسے ایسی حالت میں نمودار ہوتے شرمندہ سی ہو گئی

ہاں تو ہر طرف منہ اٹھا کے نہیں دیکھتے نا۔۔اندر جاتے جاتے بھی اسے سنا گیا تھا۔۔

بندے کو خود بھی پتہ ہونا چاہیے کہ کمرے میں اس کے علاوہ بھی کوئی ہے۔۔وہ اونچی اواز میں بولی ۔۔

اس بندے کو پتہ ہے باہر اس کی بیوی ہے۔۔جو اسے ہر حالت میں دیکھ سکتی ہے۔۔سر باہر نکالتے اس طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی

بدتمیز۔۔وہ تلملا کے رہ گئ۔۔

سر یہاں پہ سائین کر دیں۔۔رفاقت نے اس کے سامنے فائل رکھی تھی۔۔یہ اسی زمین کے کاغذات تھے جس پہ ان کی فیکٹری ہوا کرتی تھی۔۔یہی زمین اس ادمی سے لی تھی۔۔جو بہانے بناتا فرار ہو گیا تھا

آج سے یہ افیشلی طور پہ ہماری۔۔یہاں پہ دوبارہ سے فیکٹری بنے گی۔۔ایگریمنٹس۔۔اور پرمیشن کے تمام کاغذات نکالے۔۔یہ سب تم نے سنبھال کے رکھنے ہی۔۔۔پھر رفاقت کو وہ فولڈر دیا۔۔اور یہ نقشہ ہے۔۔اس وقت کمرے میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہی تھا۔۔وہ لوگ اس وقت فارم ہاوس میں تھے۔۔رات کے گیارہ بجے ان لوگوں نے اس فیکٹری کی دوبارہ سے بنیاد رکھی تھی جو اس کے بابا نے اپنی زندگی میں خود تباہ کروا دی تھی۔۔

اسلام و علیکم۔۔کال پک ہوتے ہی سلام کیا۔۔دانیہ اپی کے موبائل سے اس نے ریض کو کال کی تھی ۔۔

میں عشوے بول رہی ہوں۔۔۔اس سے پہلے کہ رونگ نمبر سمجھ کے کاٹتا جلدی سے نام بتایا۔۔

واعلیکم اسلام۔۔پہچان لی تھی اواز۔۔اپنا موبائل کہاں ہے۔۔

وہ۔۔خراب ہوا ہے۔۔۔تم میرا ایک کام کرو گے۔۔وہ جلدی جلدی بات کر رہی تھی۔۔

ہاں بولو۔۔وہ بھی سونے کے لیے لیٹ رہا تھا

کل عزت سے میرے ناولز تو لے کے دے جانا۔۔اور نیو بھی لا دینا۔۔کوئی اچھے سے عزت کو ساتھ لے جانا مارکیٹ۔۔اور میری کبڈ کے لاکر میں جو کچھ بھی ہوا وہ سب لے انا۔۔ٹھیک ہے۔۔

اچھا۔۔لیکن تم مجھے یہ سب واٹس اپ پہ لکھ کے بھیج دو۔۔ابھی میں سو رہا ہوں۔۔

اوکے۔۔مین دانیہ اپی کے نمبر سے ہی بھیجتی ہوں۔۔نمبر بھی سیو کر لینا۔۔عصام کے انداز سے وہ اتنا تو سمجھ گئ تھی کہ موبائل اسے نہی ملے گا۔۔اسے دانیہ اپی کا ہی موبائل استعمال کرنا تھا۔۔۔

تیزی سے واٹس اپ کھولی۔۔۔کوئی پتہ نہی تھا عصام کب واپس آجاتا۔۔جلدی سے سب ٹائپ کرتے میسج سینڈ کیا۔۔اس سے پہلے کہ وہ ڈلیٹ کرتی عصام دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا

عشوے نے جلدی سے موبائل تکیے کے نیچے کھسکایا۔۔عصام اس کی حرکت کی سپیڈ سے سمجھ گیا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔۔

اسے کچھ کہے بنا سٹڈی روم میں چلا گیا فائلز رکھنے۔۔۔عشوے نے سکون کا سانس لیا اور موبائل کو بیڈ کے نیچے رکھا۔۔نیچے رکھتے اس کی لائٹ اون تھی عشوے خوف کی وجہ سے دھیان نہیں دے پائی ۔۔اور سونے کے لیے کمفرٹر اوڑھ لیا۔۔عصام فائل رکھ کے واپس ایا تو وہ سو چکی تھی۔۔جوتے اتار کے وہ اس کی طرف ایا۔۔۔پھر نیچے جھک کے موبائل اٹھایا۔۔وہ سٹڈی روم میں لگی سکرین سے دیکھ چکا تھا۔۔

یہ دانیہ اپی کا موبائل نیچے کیسے گرا۔۔موبائل اون کرتے اسے کمفرٹر تانے دیکھا۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔وہ جو سختی سے پکڑے لیٹی تھی بے اختار زبان سے نکلا۔۔

آپ جاگ رہی ہیں۔۔۔اس کے چہرے سے کمفرٹر ہٹاتے دیکھا۔۔عشوے کا رنگ اڑ چکا تھا۔۔

ایک بار کہی ہوئی بات سمجھ نہی اتی۔۔سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

م۔۔میں نے نہیں مانگا تھا اپی۔۔وہ۔ہکلائ

پچھلی بار بھی اپی ہی دے کے گئ تھیں۔۔اس کے گربان میں ہاتھ ڈالتے قمیض کو ایسے مروڑا کہ عصام کی انگلیاں اس کی شہہ رگ سے لگیں۔۔۔

س۔۔سوری۔۔اس کی سانس اٹکی۔۔وہ اور زور سے گریبان کو مروڑ رہا تھا اور عشوے کی سانس بند ہو رہی تھی۔۔انگلیوں کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا

م۔۔مجھ۔۔۔ے۔۔س۔۔۔سا۔۔ن۔۔س۔۔۔اس کا دم نکلنے لگا۔۔عصام کی شرٹ تھامے اس نے سانس لینے کی کوش کی۔۔لیکن کیسے لے پاتی۔۔عصام کی انکھوں میں خون اترا ہوا تھا جیسے۔۔جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا۔۔نیکسٹ نہیں چھوڑوں گا۔۔

بہتی انکھوں سے کھانستے ہوئے عشوے نے عصام کو دیکھا۔۔جو اسے خون خوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔میری کہی ہوئی ہر بات پہ اپ نے انکھ بند کر کے عمل کرنا ہے۔۔وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔۔

اپ یہ مت سمجھیں کے اپ کی زندگی یہاں اسان ہو گی۔۔یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔بکنے والی ہمشہ چیزیں ہی ہوتی ہیں۔۔اور چیزوں کو ان کی جگہ پہ رکھنا مجھے بہت اچھے سے اتا ہے۔۔اس کے سر کے پیچھے احتیاط سے ہاتھ رکھتے اس کی نکھوں میں جھانکا۔۔جو خوف اور تکلیف سے سرخ پڑ گئ تھیں۔۔ اس کی سانس ابھی تک نارمل نہیں ہوئی تھی

عصام نے اس کی کمر کے کرد بازو باندھتے اپنے قریب کیا۔۔پھر سانس دینے کے لیے ہونٹوں کو قید کیا۔۔عشوے اتنا ستم اور پھر اتنی قربت۔۔وہ بس بے حوش ہو کے گر جاتی اگر عصام نے اسے کمر سے نا پکڑا ہوتا۔۔

الٹے کام نہی کریں گی تو سکون سے رہیں گی۔۔اس کا سر سینے سے لگاتے کمر تھپتھپائی۔۔وہ اتنا ڈر جائے گی اسے اندازہ نہی تھا۔۔

ہمارے جسموں پہ لگے بوسوں کے نشان

ان چاہے مِلن کے گواہ ہیں ،

ہماری روحیں تو کب کی مر چکیں ہیں ،

ہمیں حق مہر میں خاموش آہیں اور سسکیاں ملی ہیں

اور جسم ایک ایسے شخص کے پاس ہے جو

کاغذوں پہ تو ہمارا محرم ہے،

لیکن دل کا محرم تو کوئی اور ہے جو دل میں آج بھی مقیم ہے،

جسم فروشی کرنے والی عورت اور ہم میں کیا فرق ہے؟

وہ بھی تو کسی غیر کو جسم دیتی ہے اور ہم بھی ،

جسم اپنی اِس نا قدری پہ نوحہ کرنا چاہتا ہے،

لیکن روز اِس جسم کو نوچنے والا اس بات کی اجازت نہیں دیتا !

صبح کے دس بجے اس کی انکھ کھلی۔۔ سر میں شدید درد تھا۔شاید چوٹ کی وجہ سے۔۔ سر کے پیچھے ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو ایسا لگا پورا جسم پیرالائز ہو چکا ہو۔۔اس کے جسم سے آگ نکل رہی تھی ۔۔بخار کی شدت سے چہرا سرخ اور آنکھیں پیلی ہو رہی تھیں۔۔ با مشکل اس نے کروٹ بدلی۔۔ عصام وہاں موجود نہی تھا۔۔رخ بدلنے سے درد کی شدید لہر پورے جسم میں دوڑ گئ۔۔

کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ وہ کسی کو بلاتی۔۔ کتنی دیر اسی حالت میں بے سدھ پڑی رہی۔۔اپنے اکیلے پن پہ آنکھوں میں نمکین پانی بھرنے لگا۔۔اسے دیکھنے والا کوئی بھی نہیں تھا۔۔وہ اکیلی تھی۔۔ بلکل اکیلی ۔۔گال کے نیچے ٹکائے ہاتھ پہ آنسو گرا۔۔

شادی سے کچھ دن پہلے عشوے اس کے پاس آئی تھی۔۔ گھبرائی ہوئی۔۔

عشوے۔۔۔میں نے بھائی سے تمہارے بارے میں بات کی تھی۔۔وہ جو رو رو کے تھک گئ تھی ۔۔اب ساکت سی لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔۔عزت کی اواز پہ اسے دیکھا۔۔۔

بھائی نے کہا کہ۔۔

کیا کہا۔۔

کہ وہ تمہیں اس نظر سے نہیں دیکھتے۔۔اور یہ بھی کہا ہے کہ میں تم سے کہوں کہ ان کے بارے میں ایسا کچھ بھی نا سوچو۔۔

عشوے کے پاس ایک چھوٹی سی امید تھی وہ بھی ختم ہو گئ۔۔جب ماہ بیر ہی اس کے ساتھ نہیں تھا تو وہ اکیلی کہاں تک سب کو منا سکتی تھی۔۔

اس کی قسمت میں ہی ماہ بیر نہی تھا۔۔عزت اور بھی بہت ساری باتیں کرتی رہی۔۔لیکن عشوے کا اب دماغ وہاں موجود نہیں تھا۔۔

ہیلو لیٹل گرل ابھی تک سو رہی ہو۔۔دانیہ جو ناشتے کے لیے اس کا انتظار کرتی رہی تھی۔۔اس کے نہ آنے پہ اوپر ائی۔۔

وہ آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔۔

اٹھ جاو۔۔عشوے۔۔اس نے قریب آتے کہا۔۔

آپی۔۔بمشکل ہونٹوں کو حرکت دی۔۔پورا جسم درد سے بے جان ہو رہا تھا۔۔

جی میری جان۔۔اس کی درد سے چور آواز پے دانیہ کا دل پریشان ہوا۔۔

عشوے بس انہیں دیکھ کے رہ گئ۔۔پھر ہمت کر کے بیٹھی۔۔

بیٹا۔۔تمہیں تو بخار ہے۔۔وہ بھی اتنا زیادہ اس کی تپتی پیشانی کو چھوتے فکر سے دیکھا۔۔

مجھ سے ہلا نہی جا رہا۔۔بے بسی سے آنسو نکل ائے۔۔

لیٹی رہو۔۔اسے سیدھا کر کے لیٹایا۔۔میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں۔۔موبائل لینے وہ نیچے چلی گئ۔۔

اس کا پورا جسم سلگ رہا تھا۔۔گرم سانسیں جیسے نتھنے سلگھا رہی ہوں۔۔تپش سے اس کا چہرا تناو کا شکار تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئیں۔۔ساتھ ملازمہ بھی تھی جس کے ہاتھ میں پٹیاں اور ٹھنڈے پانی کا باؤل تھا۔۔

دانیہ نے اس کے پاس بیٹھتے ملازمہ سے باؤل لے کے سائڈ ٹیبل پہ رکھا۔۔پھر پٹیاں گیلی کر کے اس کے ماتھے پہ رکھیں۔۔عشوے آنکھیں بند کر کے لیٹی رہی۔۔کچھ دیر بعد ڈاکٹر آ گیا۔۔

زیادہ ٹینشن کی بات نہی ہے۔۔بس نارمل بخار ہے۔۔انشاء اللہ آپ یہ دوائیں دیں ٹھیک ہو جائیں گی ۔۔پریسکریپشن پکڑاتے ڈاکٹر نے دانیہ سے کہا۔۔

ابھی یہ انجیکشن لگانا ہے۔۔انہوں نے کچھ کھایا پیا ہے۔۔پھر دانیہ کو دیکھا۔

نہیں۔۔ابھی تک کچھ نہیں کھایا۔۔۔

کچھ کھا لیں پہلے پھر میں لگاتا ہوں۔۔

پھر ہلکا پھلکا ناشتہ کر کے اسے انجیکشن دیا۔۔۔

پھر وہ چلے گئے۔۔

دانیہ ان کو باہر تک چھوڑ کے آئی۔انجیکشن لگا گیا تھا۔اب وہ ارام کر رہی تھی

سر پولیس آئی ہے۔۔وہ ارکیٹیکٹ کے پاس بیٹھا نقشے پہ تفصیلی جائزہ لے رہا تھا جب رفاقت ہانپتا ہوا اس کے پاس ایا۔۔وہ لوگ اس وقت سائٹ پہ تھے۔۔

نظر اگیا ہے۔۔وہ لوگ کرسیوں پہ بیٹھے اسی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

پتہ کرو کیوں ائے ہیں۔۔اسے اندازہ تھا ایسا کچھ ہو گا۔۔

جی سر۔۔رفاقت واپس پلٹا۔پولیس کی گاڑی قریب پہنچ کے رک چکی تھی۔۔اگلے دس سیکنڈ میں دو حوالدار ان کے قریب ائے۔۔

اپ کے گرفتاری کے وارنٹ ہیں۔۔پیپرں عصام کے اگے لہرایا۔۔

کیوں۔۔اپنی جگہ سے اٹھتے اسے گھورا۔۔پھر اس کے ہاتھ سے پیپر پکڑ کے پڑھا۔۔

یہ بھیجنے والے صاحب خود نہی آئے۔۔براون چشمہ اتارتے اس نے گاڑی کی طرف دیکھا۔۔پھر مسکراتے کلائی اگے کی۔۔گرفتار کر سکتے ہو تو کر لو۔۔ اس کے بعد کیا ہو گا۔۔اس کا زمہ دار پھر میں نہیں ہوں گا۔۔

اپ کر کیا سکتے ہیں مسٹر عصام شیخ۔۔گاڑی کا دروازہ کھلا۔۔اور اندر سے ستائیس اٹھائیس سال کی پولیس انسپیکٹر نکلیں۔۔کافی خوبصورت بھی تھی۔۔

بہت کچھ کر سکتا ہوں۔۔کندھے اچکائے۔۔وہ ریلیکس تھا۔۔ابھی اپ کو جاب کی وارننگ ملے گی۔۔ آنکھ دباتے اسے دیکھا۔۔

اچھا۔۔اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی اس کا موبائل بجا۔۔گھورتی نظروں سے عصام کو دیکھا۔۔پھر پاکٹ سے موبائل نکال کے کان سے لگایا۔۔دو سیکنڈ میں چہرے سے واضع ہو گیا کے کیا کہا جا رہا ہے ۔۔

واپس چلو۔۔موبائل واپس جیب میں ڈالتے سب کو اشارہ کیا۔۔پھر عصام کے قریب ائی۔۔

یہ۔۔بہت مہنگا پڑے گا تمہیں۔۔کوئی بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہی لے سکتا۔۔انڈرسٹینڈ۔۔سٹک اس کے سینے پہ بجاتے وہ کافی تیش میں لگ رہی تھی۔۔

لیکن قانون کو قانون تو ہاتھ میں لے سکتا ہے۔۔اس کے کان کے قریب ہوتے وہ جتا گیا۔۔اور پریشے اس کے اتنے ایٹیوڈ پہ جل بھن گئی۔۔۔

گڈ بائے۔۔عصام نے ایک دل جلانے والی مسکراہٹ سے نوازا۔۔۔

ایک دن خود ہتھ کڑی پہناوں گی۔۔اس کے قریب سے گاڑی نکلاتے پریشے نے اسے وارن کیا۔۔
عصام سر جھٹکتے واپس جگہ پہ ایا۔۔

یہ محترم۔۔کچھ زیادہ بازو لمبے ہو رہے ہیں کاٹنے پڑیں گے۔۔بیٹھتے رفاقت کو دیکھا۔۔جب پولس اس ایریا میں انٹر ہوئی تھی تب ہی عصام نے میسج کر دیا تھا۔۔

پھر وہ پورا دن وہیں چھوٹے چھوٹے کاموں میں گزر گیا۔۔۔مینشن میں عشوے کس حال میں تھی ۔۔اس سب سے وہ بت نیاز تھا۔۔

سیٹھ علی۔۔جو کسی دور میں اسفند کا گارڈ رہ چکا اب اپنے علاقے کے وڈیروں میں شامل اپنے علاقے کے کئی لوگوں پہ حکومت کر رہا تھا۔۔وہ جو کسی کا حکوم تھا اج حاکم بنا ظلم کی انتہا کر رہا تھا۔۔اس کے انڈر جتنے بھی لوگ تھے سب کے سب اس سے خوف کھاتے تھے۔۔کیونکہ سیٹھ علی کسی کو بھی مارنے پہ گھبر تا نہیں تھا۔۔پھر چاہیے اگلا قصور وار ہو یا نا ہو۔۔۔یہ رتبہ اج سے تیرہ سال پہلے سے ملا تھا۔۔

اج سے تیرہ سال پہلے۔۔

وہ ایک بہت بڑی حویلی میں گارڈ کی نوکری کر تا تھا۔۔اس کا مالک ایک بہت اچھا اور سلجھا ہوا انسان ہونے کے ساتھ ساتھ کشادہ دل بھی تھا۔۔ہر ماہ اس کی تنخواہ میں اضافہ ہوتا۔۔اس نوکری سے ویسے تو بہت خوش تھا۔۔لیکن کبھی کبھی خیال آتا کہ کاش وہ بھی اسفند کی طرح کامیاب انسان ہوتا اور ایسے کئی نوکر اور گارڈ اس کے غلام ہوتے۔۔

لیکن کیسے۔۔اس نے اپنی ادھی زندگی اسفند کا گارڈ بن کے گزار دی تھی وہاں گیٹ کے سامنے بیٹھا وہ اتے جاتے لوگوں کو دیکھتا۔۔ان اتے جاتے لوگوں میں ایک دن حمید کا گزر ہوا۔۔پھر وہ وہاں سے روز گزرنے لگا۔۔

علی اسے دیکھتا۔۔شکل سے وہ سیدھا اور بلکل معصوم لگتا تھا۔۔اس کا حویلی کی طرف دیکھنا علی نوٹ کرتا تھا۔۔ایک دن اس کے زہن میں ایک خیال ایا۔۔اس خیال کا دارومدار وہ گزرنے والا شخص تھا ۔۔جو اس کی زندگی کا پتہ کھیلنے والا تھا۔۔

اسلام و علیکم اسفند صاحب۔۔اسفند لائبریری میں بیٹھے بک پڑھ رہے تھے جب علی اجازت لے کے اندر داخل ہوا۔۔۔

واعلیکم السلام۔۔او اندر او۔۔اسے اپنے پاس بلایا۔۔

وہ سر دراصل اپ سے بات کرنی تھی۔۔

ہاں ہاں کہو۔۔کتاب بند کرتے اسے دیکھا۔۔

اصل میں میں گیٹ پہ اکیلا ہوتا ہوں۔۔اکثر عصام صاحب کو کہیں جانا پڑ جائے تو میڈم مجھے ساتھ بھیج دیتی ہیں۔۔

پھر پیچھے گیٹ پہ کوئی نہی ہوتا۔۔تو۔۔میں سوچ رہا ہوں۔۔اگر اپ کو مناسب لگے تو ایک اور گارڈ رکھ لیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔اسفند اس کی بات سمجھ گئے تھے اس لیے اسی کو تلاش کرنے کے لیے کہہ دیا۔۔اگلے دن حمید اسفند کے سامنے کھڑا تھا۔۔

اسفند کو اس کی قابلیت اور دیانت داری سے بہت فائدہ ہوا۔۔جب وہ علی سے اگلے عہدے پہ پہنچنے لگا تو علی کو لگا اس نے زندگی سب سے بڑی غلطی حمید کو وہاں لا کے کر دی ہے۔۔حمید اسفند کے دل کے قریب ہوتا گیا۔

۔اس کے تمام بزنس میں حمید کا نام انے لگا اور علی وہیں۔۔گیٹ کے سامنے بیٹھا۔۔اسفند کے بعد حمید کو کامیاب ہوتا دیکھ رہا تھا۔۔اس نے اپنا پلین چینج کیا۔۔

وہ ایک رات تھی۔۔بہت بھیانک رات۔۔گارڈ کا کام ہوتا ہے حفاظت کرنا۔۔پھر چاہے وہ دن کے اجالے میں کرے یا سیاہ گھنور رات میں۔۔

لیکن یہ محافظ لوٹنے کے لیے پہنچا۔۔پہلے عزت اور پھر دولت۔۔اور یہ دونوں چیزیں تھیں اسفند کی ۔۔۔

سب کے سونے کے بعد وہ مسز اسفند کے کمرے میں ایا۔۔اسفند صاحب اج کل بزنس ٹور پہ تھے۔۔

موقع اچھا تھا علی نے حمید کا حلیہ اپنایا۔۔اور منہ پہ کپڑا کر کے وہ اندھیری رات میں مسز اسفند کو لوٹنے پہنچا۔۔

وہ نہیں جانتا تھا وہاں دو لوگ موجود تھے۔۔ عصام جو باتھ روم میں تھا۔۔شور کی اواز پہ باہر نکلا تو حمید اس کی ماں کو قابو لیے اس کے کپڑے پھاڑ رہا تھا۔۔

عصام نے پاس پڑا اوواز اٹھا کے اس کے سر پہ مارنا چاہا لیکن اس نے دیکھ لیا۔۔اس سے پہلے کہ وہ اوزار اس کے سر پہ لگتا۔۔اس نے پاس پڑی شیشے کی بوتل اٹھا کے عصام کے سر پہ دے ماری۔۔وہ رات۔۔عصام کی زندگی کی سنگین رات تھی۔۔اپنی ماں کے لیے وہ کچھ نہی کر پایا تھا۔۔

وہ اپنے باپ سے بھی نہیں کہہ پایا کہ یہ سب کس نے کیا ہے۔۔اسے حمید سے نفرت ہو گئ تھی

دوسری طرف علی۔۔بنا شادی کے باپ بننے والا تھا یہ خبر کچھ دن بعد ہی شیخ ہاوس کے ہر ملازم کو پتہ چل گئ۔۔

لیکن یہ بات جانتے تھے کہ مسز عصام ایکسپیکٹ کر رہی ہیں۔۔اسفند کی نیندیں اڑ گئیں۔۔کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے درمیان ایسا کچھ نہی ہوا کے وہ باپ بنتے۔۔

انہوں نے یہ بات حمید سے کی۔۔حمید نے انہیں مشورہ دیا۔۔کہ ابارشن کروا دیں۔۔لیکن اس سے پہلے کہ وہ ابارشن کرواتے۔۔علی نے چال چلی۔۔

اور حمید کے ذہن میں بیٹھایا کہ ہر طرف یہ ہی کہا جائے کہ یہ بچہ اسفند کا ہی ہے۔۔کون سا کسی کو پتہ چلے گا۔۔یہ بات بس ان تینوں کے دلوں میں ہی دفن ہو جائے۔۔مسز حمید اس حادثے کے بعد پاگل ہونے لگی تھیں۔۔

ہر وقت روتی اور چلاتی رہتیں۔۔نو مہینے گزرے۔۔ایک بچی نے دنیا میں آنکھ کھولی۔۔جیسے دیکھ مسز اسفند کی مراد پوری ہوئی۔۔بیٹا تو پہلے ہی تھا۔۔

اب بیٹی بھی اللہ نے دے دی تھی۔۔ناجائز ہی سہی۔۔تھا تو وہ ان کے جسم کا ٹکڑا ہی۔۔اور یہی بات اسفند کو کاٹ کھاتی۔۔وہ ایک ناجائز بچی کو نہی پال سکتے تھے۔

۔انہوں نے اسے ختم کرنے کا سوچا۔۔پھر حمید سے بات کی۔۔ان کے کہنے پہ حمید نے ایک قتل کیا تھا اور وہ قتل مسز اسفند اور اس کی نومولود بیٹی کا نہی بلکہ اسفند کا خود تھا۔۔۔یہ ایک بہت بڑی اور بری سچائی تھی۔۔

یہ نفرت کا دوسرا پودا تھا۔۔جو عصام کے دل میں حمید کے لیے لگا تھا۔۔

\-----------

وہ رات کو دیر سے گھر آیا۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی بیڈ کی طرف نظر گئ۔۔عشوے دوسری طرف رخ کیے لیٹی تھی۔۔ایک دم سے کل رات والا واقع یاد ایا۔۔

جوتے اتار کے سائڈ پہ رکھتے سامنے لگے مرر سے اس کا چہرا دیکھنے کی کوشش کی آنکھیں بند کیے شاید وہ سو رہی تھی۔۔دس منٹ میں فریش ہو کے واپس ایا تو وہ ہنوز اسی حالت میں لیٹی تھی۔۔

شاید ناراض ہیں۔۔بال بناتے اسے نظروں میں رکھا ہوا تھا۔۔پلکیں ہلکی ہلکی لزر رہی تھیں۔۔

چہرا ابھی تک سرخ تھا۔۔اپنی سائڈپہ اکے بیٹھا۔۔اس کے بیٹھنے پہ بھی عشوے نے کوئی حرکت نہی کی۔۔

عشوے۔۔اسے اب گڑ بڑ کا احساس ہوا۔۔اس کے قریب ہوتے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔جو تپ رہا تھا۔۔عشو۔اسے سیدھا کیا۔۔وہ کراہ کے رہ گئ۔۔

بخار ہے اپ کو۔۔انکھیں کھولیں۔۔رخ اپنی طرف کیا تو سر ڈھلک گیا۔۔

جلدی سے فون اٹھا کے ڈاکٹر کو کال کی۔۔کال کر کے باہر ایا۔۔دانیہ اپی کو اواز دی جو کچن میں تھیں ۔۔فوراً اوپر ائیں۔۔۔

کب سے ان کی طبیعت خراب ہے۔۔بندا دیکھ ہی لیتا ہے یار۔پریشانی اس کے پورے وجود سے چھلک رہی تھی

جی دیکھ چکی ہوں اور ابھی اسی کے لیے پرہیزی کھانا بنا رہی تھی۔۔

تمہیں ہی نہیں پتہ تھا۔اسے جتاتے عشوے کے پاس بیٹھیں۔۔اسے پھر سے بخار ہو گیا تھا پہلے دپہر میں ایک بار ٹھیک ہو گئ تھی۔۔

تمہاری بیوی ہے۔تمہیں چاہیے اس کا خیال رکھو۔۔لیکن نہی تمہیں تو فرست ہی کہاں ہے اپنے کاموں سے اسے ڈانٹتے روم فریزر سے برف کے کیوبز نکالے۔۔

پھر باول جو صبح سے وہیں پڑا تھا۔۔اس میں پانی ڈالنے اس کے ماتھے پہ پٹیاں رکھیں۔۔عصام کو ابھی ان کی ڈانٹ زرا بھی بری نہی لگ رہی تھی۔۔

اب یہاں ٹہل کیوں رہے ہو۔۔ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔ مسکراہٹ چھپاتے اسے دیکھا۔۔جو مسلسل ٹہلتے عشوے کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر ارہا ہے۔۔رکا پھر ان کے قریب ایا۔۔کب سے بخار ہے۔۔

تم بتاو۔۔رات کو ٹھیک تھی۔۔

ہاں۔۔ب۔۔ بلکل ٹھیک تھی۔۔ صبح ہوا ہو شاید۔۔اسے گلٹ ہوا۔۔اگر رات کو وہ تھوڑا سا خود پہ کنٹرول کر لیتا تو ابھی اس کی یہ حلت نا ہوتی۔۔پہلے ہاتھ کی چھوٹی انگلی پہ پلاسٹر لگا ہوا تھا۔۔سر کے پیچھے الگ سے چوٹ تھی اوپر سے یہ۔۔پیشانی کو مسلتے وہ پشیمان تھا

کچھ دیر میں وہی ڈاکٹر دوبارہ ایا تھا۔۔

کیا ہوا ابھی تک ارام نہی ایا۔۔اپنا بیگ رکھتے ان کے پاس ایا۔۔

نہیں۔۔ایا ہوتا تو بلاتے۔۔اس کی فضول بات پہ عصام اکھڑا۔۔ڈاکٹر نے دوبارہ چک کیا۔۔۔

زیادہ پریشان نا ہوں۔بلکل نارمل بخار ہے۔۔یہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔بس انکی خوراک کا بہت خیال رکھیں۔۔اور یہ ڈرپ لگوائیں انہیں۔۔ائرن کی کمی ہے۔۔

زیادہ پریشان نا ہوں۔بلکل نارمل بخار ہے۔۔یہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔بس انکی خوراک کا بہت خیال رکھیں۔۔اور یہ ڈرپ لگوائیں انہیں۔۔ائرن کی کمی ہے۔۔

اوکے۔۔کوئی اور پرابلم۔۔

نہیں نہیں۔۔اپ بس ڈرپ منگوا لیں۔۔پھر میں لگاتا ہوں۔۔

پھر عصام نے کال کر کے ڈرپ منگوائی تھی جو ڈاکٹر لگا کے چلا گیا۔۔۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد دانیہ اپی کچھ دیر وہاں بیٹھی رہیں پھر وہ بھی نیچے چلی ائیں ابان سو چکا تھا۔۔ اپنے کمرے میں آکے انہوں نے کسی کو کال کی۔۔

کام ہو گیا ہے بابا۔۔ایک پر اسرار سی مسکراہٹ اس کے چہرے پہ نمایا تھی

ایک گھنٹے کی ڈرپ کے دوران عشوے کچھ بہتر ہو گئ تھی۔۔ڈرپ اتارتے عصام نے اس کا تکیہ سیدھا کیا۔۔

کچھ دیر سو جائیں۔۔کمزوری ختم ہو گی۔۔ کمفرٹر اس پہ سیدھا کیا۔۔۔

نہیں۔باہر جانا ہے۔۔سارا دن کمرے میں بند رہ رہ کے اس کا دل گھبرا رہا تھا۔۔

ابھی ٹھیک نہی ہیں۔۔جب ٹھیک ہونگی میں خود باہر لے جاؤں گا۔۔

ٹھیک ہوں میں۔۔غنودگی کے باواجود وہ بیٹھ گئ۔۔عصام نے سہارا دے کے اسے کھڑا کرنا چاہا لیکن عشوے نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔

مجھے اپ کی ہمدردیاں نہی چاہیں۔۔جیسے ہیں ویسے ہی رہا کریں۔۔طنز کرتے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سر اتنا چکرا رہا تھا کہ واپس بیٹھ گئ۔۔عصام سائڈ پہ کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔

جائیں اب باہر۔۔واپس بیٹھتے دیکھ چوٹ کی۔۔اپ کو دیکھ کے ہی کہہ رہا ہوں ارام کریں۔۔سینے پہ بازو باندھے ٹانگیں تھوڑی سی کھول کے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔ہاتھ تو اس نے لگانے نہیں دینا تھا۔۔ کوشش کر کے اپنی ہی بیستی ہو جاتی۔۔

عشوے کوئی جواب دیے بنا بیٹھی رہی اور عصام بھی کھڑا رہا۔۔

اپ جا کے سو جائیں۔۔میری فکر نا کریں۔۔اس کے یوں اکڑ کے کھڑے ہونے پہ عشوے کو الجھن ہو رہی تھی۔۔

فکر نہیں ہے۔۔وہ جما رہا۔۔بس دیکھ رہا ہوں اپ کی ضد کب ٹوٹے گی۔۔

ہاں۔۔کسی کو پرواہ نہی ہے۔۔اس کی بات پہ عشوے کا دل اداس ہوا۔۔خود سے کہتے وہ پیچھے ہو کے لیٹ گئی۔۔

عصام بھی اپنی طرف اکے لیٹ گیا۔۔ہلکا اے سی اون کرتے عشوے کو دیکھا وہ انکھیں موندے کچھ سوچ رہی تھی۔۔

سو جائیں۔۔۔سارا دن ایسے ہی بے چینی میں گزارا ہے اسے زبردستی گھسیٹ کے خود سے لگایا۔۔پہلے تو پھڑپھڑائی پھر اس کے کشادہ سینے میں منہ چھپا لیا۔۔یہ ہی اللہ کے بعد اس کا اخری سہارا تھا۔۔

جنت کے پتے بھی پڑھا ہوا ہے۔۔واپس رکھا

اب حیات بھی پڑھا ہوا ہے۔۔۔عزت اور ریض اس وقت اردو بازار میں گھوم رہے تھے

یار۔۔یہ پیر کامل لے لو یہ بھی نمرہ احمد کا ہے۔۔ ریض کوئی دس ناول دیکھا چکا تھا۔۔

یہ سب پڑھے ہیں۔۔مالا لینا تھا وہ مل نہی رہا۔۔

کمپلیٹ نہی ہوا تو کیسے ملے گا۔۔اریض عاجز تھا۔۔سب دکانداروں نے یہی کہا تھا کہ وہ ابھی نہیں ایا ۔۔

تھک گئے اتنی جلدی۔۔اگر تمہاری بیوی ناول پڑھنے والی ہوئی تو کیا کرو گے۔۔اس کی پتلی ہوتی حالت کو عزت انجوائے کر رہی تھی

میں نکاح نامے پہ شرط لکھواوں گا کہ اسے ناول پڑھنے کا پاگل پن نا ہو اگر ہوا تو پھر بے شک وہ ناولز کے ساتھ شادی کرے اور انہیں کے ہنی مون پہ جائے۔۔وہ لوگ اس شاپ سے بھی بنا کچھ خریدے باہر نکل ائے تھے ۔۔

اگر تمھیں پتہ ہی بعد میں چلے پھر کیا۔۔عزت نے بال سیدھے کرتے اسے دیکھا جینز پہ شورٹ شرٹ کے ساتھ گلے میں دوپٹہ لپیٹے وہ اس کے اگے اگے چل رہی تھی۔۔پیچھے شوٹس پہنے اکتایا ہوا ریض اس پاس دیکھ رہا تھا۔۔

طلاق دے دوں گا۔۔کندھے اچکاتے وہ اس سے دو قدم اگے نکل گیا جبکہ عزت منہ کھولے شاکڈ ہوئی۔۔اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔اسے ریض اچھا لگنے لگا تھا۔۔لیکن۔کیا وہ اسے پسند ائے گی۔۔ اس نے بھی تو ماہ بیر اور عشوے کو جدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔۔اب اگر وہ سب پلٹ کے اس تک اجائے تو۔۔وہ لاپرواہی سے جاتے ریض کو دیکھ رہی تھی۔۔

ایسا بھی ہوتا ہے۔۔تیزی سے فاصلہ طے کرتے اس کے ساتھ قدم ملائے۔۔

نا ہوتا ہو۔۔لیکن میں کر دوں گا سچ میں۔۔جتنا ابھی میں اپ لوگوں کے لیے خوار ہو رہا ہوں زندگی میں کبھی نہی ہوا۔۔

اب اتنا بھی نہی ہے۔۔بس اگلی شاپ پہ دیکھتے ہیں۔۔کوئی اچھے ملے تو۔۔تین تو ہو گئے ہیں دو اور لیں گے۔۔اسے تسلی دی۔۔۔

پچھلے تین ہم نے تین گھنٹوں میں لیے ہیں اگلے دو گھنٹے اور ضائع نہی کرسکتا۔۔اتنی دیر میں تو ہم عشوے سے مل کے بھی اچکے ہوتے۔۔

میں نے تو نہی کہا تھا نا۔تمہاری بہن نے ہی کہا تھا۔۔مجھ پہ کیوں چڑھ رہے ہو۔۔۔

اپ بھی اسی جیسی ہیں۔۔۔اگر اپ کو ناولز کی اتنی انفارمیشن نا ہوتی تو ابھی اتنا زلیل نا ہو رہا ہوتا۔۔

اچھا بس کر دو۔۔نہیں لے رہی اور۔۔وہ وہیں سے واپس مڑی۔۔اسے برا لگا۔۔

اچھا رکیں۔۔ریض نے اس کی کلائی پکڑ کے روکا۔۔بس دو۔۔اس کے علاوہ اور نہیں۔۔جانے کیوں اس کا دل نرم ہوا۔۔

نہیں اب نہی۔۔اپنی کلائی کھینچتے وہ واپس بائیک کی طرف چل دی۔۔ریض بھی اس کے پیچھے بھاگتا ہوا ایا۔۔

چلو پھر بیٹھو۔۔

نہیں جانا تمہارے ساتھ۔۔

میں کیب سے چلی جاوں گی۔۔جانے اسے کس چیز نے ہرٹ کیا تھا۔۔

سوری۔۔اسی لیے ناول والی سے شادی نہی کرنی۔۔ایک تو اتنی محنت سے ناول ڈھونڈھو۔۔پھر مناو بھی ۔۔

تو میں نے کب کہا ہے مجھ سے شادی کرو۔۔جا کے کسی ان پڑھ سے کر لو جو پڑھنا ہی نا جانتی ہو۔۔۔اوبر اس کے پاس اکے رکی تو وہ اس میں بیٹھ گئ ۔۔

ریض وہیں اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔کتنی دیر وہ یہ نہی سمجھ پایا تھا کہ بات عزت کے بارے میں ہو رہی تھی یا کسی اور کے بارے میں۔۔۔بائیک سٹارٹ کرتے وہ بھی اوبر کے پیچھے ہو لیا

سیٹھ صاحب۔۔یہ فیکٹری کی کا نقشہ ہے۔۔ایک بڑا کاغذ اس کے سامنے پھیلاتے آرکیٹیکٹ نے اسے دیکھا۔۔یہاں سے عصام صاحب نے بیک ڈور رکھے ہیں۔۔ایک جگہ انگلی رکھتے مینشن کیا۔۔یہی جگہ ہمارے لیے بھی کام ائے گی

مطلب یہاں سے پیٹرول کے ڈرم اندر جائیں گے۔۔یہ پیٹرول عصام کو فیکٹری چلانے کے لیے ضرورت پڑے گا۔۔

اور جب تک فیکٹری اپنے پیروں پہ کھڑی نہی ہو جاتی وہ اپنا پیٹرول استعمال کرے گا۔۔جب ہر چیز مکمل ہو جائے گی پھر میں اپنے ڈرم سپلائے کروں گا۔۔جو اس کی فیکٹری کو دھماکے کی طرح اڑائیں گے۔۔

یہاں عصام کے قدم اکھڑیں گے ہم اپنے قدم جمائیں گے۔۔ہنستے ہوئے وہ پوری پلیننگ بتا گیا

یہ پروسس بہت لمبا ہے۔۔پہلے تو فیکٹری بنے میں ایک سال لگے گا۔۔پھر اس کا نام ہونے میں ایک سال لگے گا۔۔۔پھر کہیں جا کے۔۔۔آرکیٹیکٹ نے ٹائم ٹیبل سیٹ کیا۔۔

نہیں۔۔یہ فیکٹری چھ مہنوں میں تیار ہو گی۔۔عصام اپنے تمام زرائے لگائے گا۔۔اور اس کا نام ہونے میں دو ماہ لگیں گے ٹوٹل اٹھ ماہ۔۔ان اٹھ مہنوں میں اسے محنت کرنے دیتے ہیں۔۔جتنی وہ کر سکتا ہے۔۔۔

اس زمین اور اس فیکٹری کے لیے میں نے اپنے ہاتھ خون سے رنگے ہیں۔۔اتنی آسانی سے سب تھوڑی جائے گا۔۔۔

تیرا سال بعد اسی جگہ پہ سیٹھ علی کا جھڈا لہرائے گا۔۔وہ سوچ رہا تھا اور ارکیٹیکٹ اس کی سوچ سے بے خبر نقشہ رول کر کے بغل کے نیچے دباتا ہوا چل دیا۔۔

مورے باہر دو عورتیں ائی ہیں۔۔عزت جو ابھی ابھی گاڑی سے اتری تھی۔۔ان کو اپنے گیٹ کے سامنے کھڑے دیکھ کے حیراں ہوئی۔۔پھر پلوشہ کو بتایا۔۔وہ باہر ائیں اور انہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھایا ۔۔وہ لوگ بینش کے گھر سے تھیں۔۔

اصل میں ہم لوگ جانتے ہیں یہ موقع ٹھیک نہیں ہے اپ کے بھائی صاحب بیمار ہیں لیکن کیا کریں ۔۔وقت اتنی تیزی سے گزر رہا ہے لگتا ہے کچھ دن اور رکتے تو سب ہاتھ سے نکل جاتا۔۔فضول کہ تمہیدِ با بڑی عمر کی عورت نے پلوشہ کو دیکھا۔۔

ہمارے بچے ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔ان کی بات پہ پلوشہ کے تاثرات بدل رہے تھے

کون سے ہمارے بچے۔۔انہیں برا لگا۔۔انہیں لگا شاید عزت کی بات کر رہی ہیں۔۔کیونکہ۔لڑکے والے ہی ایسے رشتہ لے کے پہنچ جاتے ہیں۔۔

ماہ بیر اور بینش۔۔

اوہہ اچھا۔۔اچھا۔۔اب وہ مسکرائیں۔۔کیونکہ وہ بینش سے پہلے مل چکی تھیں۔۔

جی۔۔ہم چاہتے ہیں کہ کوئی رشتے کی بات چلائں۔۔اب دوسری عورت بولی۔۔

ہاں کیوں۔۔نہیں۔۔میں تو خود یہی چاہتی ہوں۔۔ابھی کطب صاحب کو بلاتی ہوں ۔۔پھر وہاں ماہ بیر اور بینش کی منگنی کی تاریخ رکھی گئ۔۔جو کے اج سے دو ہفتے بعد کی تھی۔۔ماہ بیر جو میلوں دور بیٹھا تھا اسے خبر ہی نہی تھی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے

طبعیت کیسی ہے۔۔وہ ٹیوی لاونچ میں بیٹھی تھی جب عصام اس کے قریب آ کے بیٹھا۔۔ذج وہ جلدی اگیا تھا

ٹھیک ہوں۔۔ریموٹ رکھ کے وہ کھڑی ہونے لگی عصام نے واپس بیٹھایا۔۔

ناراض ہونے کی غلطی نہیں کرنا۔۔ہاتھ پکڑتے گھورا۔۔

ہو بھی نہیں رہی۔۔ہاتھ کھینچتے عشوے نے منہ بنایا۔۔

تو پھر بیویوں والے نخرے کر رہی ہیں۔۔اس کے منہ بسورنے پہ ائی برو اچکائیں۔۔

جی نہیں۔۔میں اپ کو اپنا شوہر سمجھتی ہی نہیں ہوں۔۔ہاتھ زور سے کھینچا۔۔

تو اور کیا سمجھتی ہیں۔۔غلام۔۔وہ سیریس ہوا۔۔

خریدار۔۔اپ نے مجھے خریدا ہے۔۔اسے یہ بات نہیں بھولتی تھی

نہیں خریدا میں نے۔۔بس اپ کے بابا نے بیچا تھا تو مجھے لینا پڑا۔۔ورنہ

ورنہ۔۔ عشوے نے اس کی انکھوں میں دیکھا۔۔۔

ورنہ اپ اس دنیاں میں نا ہوتیں۔۔۔اس کے کان کے قریب ہوتے اسے ڈرانا چاہا۔۔

میرے بابا مجھے بچپن میں ہی مار دینا چاہتے تھے۔۔ دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔۔وہ پہلے ہی خوف زدہ تھی۔۔

ہاں۔۔۔وہ تو میں نے دیکھ لیا۔۔اور کہا کہ یہ مجھے دے دیں۔۔اور مجھ سے پیسے لے لیں۔اس کے چہرے سے کہیں بھی نہی لگ رہا تھا کہ وہ مزاق کر رہا ہے۔۔

کتنے پیسے چاہیے تھے انہیں۔۔بجھتے دل کے ساتھ پوچھا

ڈیڑھ کروڑ چاہیے تھے انہیں۔۔لیکن میں نے سوچا۔۔اتنی۔پیاری گڑیا کو ڈیڑھ کروڑ میں نہیں سیدھا دو کروڑ میں خرید لیتا ہوں۔۔ان کا بھی بھلا ہو گا اور میرا تو ویسے ہی ہو رہا تھا۔۔اس کی انکھوں میں پھیلتی نمی کر دیکھتے وہ رکا۔۔

با۔۔ب۔ا نے ایسا کیوں کیا۔۔اس کے اواز میں بھی نمی گھلی۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔شاید انہیں تم اچھی نا لگتی ہو۔۔وہ ابھی تک اس کے دل سے کھیل رہا تھا اور عشوے کا دل جیسے کوئی مٹھی میں لیے بھینچ رہا تھا۔۔

میں بابا سے نفرت کرتی ہوں۔۔وہ اس سے دور ہوئی۔۔میں ان سے شدید نفرت کرتی ہوں۔۔وہ میرے پیارے بابا نہی ہیں۔۔وہ کبھی مجھ سے پیار نہی کرتے تھے۔۔۔ساری زندگی انہوں نے میرے ساتھ پیار کا ڈرامہ کیا۔۔بہتی انکھوں کے ساتھ وہ چلائی۔۔۔وہ ریض سے محبت کرتے تھے کیونکہ وہ بیٹا تھا۔۔

مجھے ڈانٹتے تھے۔۔انہوں نے کبھی میری کوئی خواہش پوری نہی کی۔۔۔وہ زمین پہ بیٹھی۔۔ا۔اپ کو پتہ ہے۔اس کی اواز اونچی اونے لگی۔۔

۔وہ۔۔ہمیشہ مجھے کہتے تھے۔۔کہ۔۔۔وہ۔۔مجھ سے۔۔۔۔ہچکی بندھی۔۔بیٹیاں تو بابا کی جان ہوتی ہیں نا۔۔وہ مجھے جان کہتے تھے۔۔کہتے تھے میں ان کے دل کا ٹکڑا ہوں۔۔دل کو کوئی ایسے بیچتا ہے۔۔۔۔ تڑپ کے عصام کو دیکھا۔۔دل نکال دیں تو مر جاتا ہے نا بندا۔۔تو وہ زندہ کیوں تھے۔۔وہ مر جاتے ۔۔وہ جو اس کے قدموں میں بیٹھی رو رہی تھی۔۔اس کے گھٹنے کو تھاما۔۔میری جان ہے ان میں یار ۔۔وہ کیسے۔مجھے۔۔مار سکتے تھے۔۔ا۔۔اپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔اپ نے زبردستی خریدا ہو گا۔۔وہ پیچھے سرکی۔۔

عشوے۔۔عصام نے ایک دم اسے بازو سے پکڑ کے اٹھایا۔۔میں مزاق کر رہا تھا۔۔اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔۔اپ اتنی۔۔

ن۔۔نہیں۔۔اپ۔مزاق نہی کر رہے تھے۔۔سب۔۔سچ ہے۔۔کیونکہ میں نے بابا سے خود سنا تھا۔۔ اس کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔

کیا سنا تھا اپ نے۔۔اپنے انگوٹھوں سے اس کے انسو صاف کیے۔۔

با۔باکسی سے کہہ رہے تھے۔۔انہوں نے مجھے اپ کو سیل کر دیا تھا۔۔

کب سنا تھا۔۔اسے صوفے پہ بٹھا کے پانی جگ سے نکالا۔۔

جب نروس بریک ڈاون ہوا تھا۔۔لبوں سے گلاس لگاتے ہچکی لی۔۔

اوہ۔۔یعنی اس دن اس نے یہ خبر سنی تھی۔۔وہ جو سوچ رہا تھا کبھی اسے نہیں بتائے گا وہ تو پہلے سے ہی جانتی تھی۔۔اس دن بھی واپسی پہ اس نے یہ بات کی تھی لیکن عصام مزاق سمجھا تھا۔۔

وہ ایسے ہی کہہ رہے ہونگے۔۔اپ پلیز روئیں نہیں۔۔اس کے آنسو عصام کو تکلیف دے رہے تھے۔۔

کتنی دیر وہ اسے بہلاتا رہا۔۔وہ جانتا تھا یہ بات اسے تکلیف دے گی۔۔وہ کبھی نہی چاہتا تھا ایک بیٹی کا دل اپنے باپ سے خراب ہوتا۔۔اس کی دشمنی حمید سے تھی۔۔وہ بس حمید کو اس کے زریعے تکلیف دینا چاہتا تھا پر یہاں تو عشوے دہری ازیت میں تھی

چہرا ٹھیک کریں۔۔وہ لوگ کمرے میں تھے۔۔عشوے رو رو کے انکھیں سجا چکی تھی۔۔نیچے عزت اور ریض اس سے ملنے آئے تھے

میں نہیں جا رہی۔۔اس کا بلکل بھی دل نہی تھا وہاں سے اٹھنے کا۔۔

کیوں نہیں جا رہیں۔۔شاباش۔۔اٹھیں۔۔دل بہلے گا۔۔زبردستی اس کے کندھے کے نیچے بازو رکھتے اٹھایا۔۔

منہ ہاتھ دھو لیں۔۔انتظار کروانا اچھا نہی لگتا گردن کے دونوں اطراف پہ بکھرے بالوں کو سمیٹ کے پیچھے کیا۔۔

جائیں۔۔اب بالوں پہ کیچر لگاتے اٹھایا۔۔وہ بھی ناچار اٹھ گئی۔۔اچھے سے منہ دھو کے کریم لگائی۔۔ سانولا رنگ مرجھا سا گیا تھا۔۔کشش ماند پڑتی جا رہی تھی۔۔

اپ بھی ائیں۔۔نکلتے نکلتے خیال ایا تو رکی۔۔

میں کیا کروں گا۔۔وہ سونے لگا تھا۔۔

جو میں کروں گی۔۔اس کے قریب اتے اٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

میں نہیں ارہا۔۔اور ضد بھی نہی کرنی اپ نے۔۔تکیہ انکھوں پہ رکھا

میں بھی نہیں جاوں گی۔۔

یار۔۔وہ اپ کے بہن بھائی ہیں میرے نہیں۔۔اور ارام سے چلی جائیں۔۔ورنہ میں اپنے طریقے سے چھوڑ کر اوں گا ورانیگ دیتے اسے گھورا۔۔

اگلی بار اپ کو پہلے بھیجوں گی۔۔جھک کے اس کے بال کھینچے۔۔پھر گلے پہ جھولتا دوپٹہ سیدھا کیا۔۔اور باہر نکل گئ۔۔عصام حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔جنگلی بلی۔۔تکیہ گال کے نیچے ٹکاتے وہ اوندھا ہو کے سو گیا

جلدی نہی آگئ۔۔۔ریض اس کے سامنے جھکا۔۔پھر وہ عزت سے ملی۔۔

یہ تمہاری چیزیں دینے ائے تھے۔۔ٹیبل پہ پڑے پیکٹ اس کی طرف کھسکائے۔۔

یہ کس نے لیے۔۔ناول نکال کے دیکھتے مسکرائی۔۔

کون خرید سکتا ہے۔۔ریض نے جل کے کہا۔۔عزت نے کندھے اچکائے۔۔

تھینکیو۔۔میرا وقت اچھا گزر جائے گا۔۔دوبارہ شاپر میں ڈالتے سیدھی ہوئی۔۔۔

تم رو کے ائی ہو۔۔عزت بغور اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

نہیں سو سو کے۔۔جلدی سے بات بنائی۔۔کل تھوڑی طبعیت خراب تھی تو ڈرپ لگائی تھی۔۔اسی کی عنودگی تھی۔۔

ڈرپ لگانے سے نیند نہی اتی۔۔ریض بولا۔۔۔

نہیں اتی لیکن ڈاکٹر نے شاید انجیکشن ملایا تھا۔۔بس اسی لیے۔۔

ہمم۔۔کچھ چھپا تو نہیں رہی۔۔وہ بھائی تھا مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔

نہیں۔۔کیا چھپانا ہے۔۔سٹپٹائی۔۔

یہ تو تم ہی بتاو۔۔

کچھ نہی ہے۔۔فضول میں شک نہیں کرو۔۔اور یہ چائے پیوں۔میڈ ریفریشمنٹ لے آئی تھی۔۔

ہاں۔۔اب وہ تمہیں اپنے پرائویٹ لمحے تو نہیں بتا سکتی نا۔۔میڈ کے جانے کے بعد عزت بڑبڑائی۔۔ اور عشوے سرخ ہوئی۔۔عزت ابھی بھی ریض سے ناراض تھی۔۔بقول اس کے وہ اس پہ احسان کرتا تھا۔۔

اور ریض وقع یہ سوچتا تھا کہ وہ اس کے کام آکے احسان ہی کرتا تھا۔۔

اپ لوگوں کو یہ ناول کا چسکا پہلے تو نہیں تھا۔۔اب کہاں سے ایا ہے۔۔

پہلے بھی تھا۔۔بس پہلے ہم کالج لائبریری سے ہی لے لیتے تھے۔۔اب جبکہ گھر لائبریری تو ہے نہیں ۔۔تو بازار سے لینے پڑ رہے ہیں۔۔ عشوے نے تفصیل سے بتایا۔۔

تم کیا جانو ہم ناول پڑھنے والے کتنے حساس ہوتے ہیں۔۔ہماری ایک الگ دنیا ہوتی ہے۔جہاں ہم عیش کرتے ہیں۔۔۔عزت نے ٹیڑھی انکھ سے دیکھتے کہا جیسے وہ ریض کو جلانا چاہ رہی ہو۔۔

اسے خوابوں کی دنیا کہتے ہیں۔۔اور جب خواب ٹوٹتے ہیں نا تو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔۔یہ عیش عشرت گھر کے کاموں میں بدل جاتے ہیں۔۔۔حساس دل جب اماں کے طعنے تشنے سنتا ہے نا تو بہت زور کا ٹوٹتا ہے۔۔ریض نے پورا گھومتے اس کی انکھوں میں دیکھ کے کہا۔۔

یہ تم لوگ دشمن کب سے بنے ہو۔۔عشوے حیرت سے ان کی جلی ہوئی باتیں سن رہی تھی۔۔

جب سے تم نے ناولز کا کہا ہے۔۔۔ تمہاری وجہ سے۔۔

میں نے ناولز لینے کا کہا تھا۔۔لڑنے کا تو نہی۔۔

تمہارے بھائی نے ہی شروع کیا تھا سب۔۔ورنہ مجھے کیا پڑی تھی اس کے منہ لگنے کی۔۔

اپ کو منہ لگا بھی نہی رہا۔۔

میں لگ بھی نہی رہی۔۔

لگاوں گا تو لگیں گی نا۔۔

تم لگاو گے تب بھی نہی لگوں گی۔۔۔

بس بس۔۔انکی پٹر پٹر چلتی زبان کو عشوے نے روکا۔۔تم لوگ بے شک ایک دوسرے کو منہ لگاو یا نا لگاؤ۔۔لیکن ابھی یہ چائے کو منہ لگا لو یہ ٹھنڈی ہو رہی ہے

ہونہہ ریض نے کپ اٹھا لیا۔۔عزت نے بھی اگے ہو کے اپنا مگ اٹھا لیا۔۔

ان کے جانے کے بعد وہ کمرے میں ائی تو عصام سو رہا تھا۔۔اپنی سائڈ پہ اتے ناول سائڈ ٹیبل پہ رکھے۔۔پھر دوسرا پیکٹ کھولا۔۔جس میں اس کی کبڈ والی چھوٹی چھوٹی چیزیں تھیں۔۔جیولری کارڈز جو کالج اور سکول میں دوستوں نے دیے تھے۔۔اور ایک پتھر۔۔کالے رنگ کا۔۔یہ وہی تھا جو عصام نے بھیجا تھا پھر کچھ یاد انے پہ عصام کے گال کے نیچے سے تکیہ کھینچا۔۔

ہوں ں ں۔۔وہ جو گہری نیند میں تھا۔۔ایک دن سے تکیہ کھینچنے پہ اس کی انکھ کھلی۔۔

اپ کے پاس میرا نمبر کہاں سے ایا تھا۔۔

کون سا نمبر۔۔اب چہرہ اس کی طرف کیا۔۔

میرا موبائل نمبر۔۔اپ نے شادی سے پہلے مجھے کال کی تھی یاد ہے اپ کو۔۔وہ اسے دیکھ رہی تھی ۔

مجھے نہیں یاد۔۔انکھیں واپس بند کیے جواب دیا

وہی جب اپ یہ پتھر بھیجا تھا۔۔اسی رات کو اپ نے کال۔کی تھی یاد کریں۔۔۔

مجھے فلحال کچھ بھی یاد نہی ہے۔۔اور تنگ نا کریں۔۔سونے دیں۔

کیوں سونے دوں۔میں جاگ رہی ہوں۔۔اپ سو رہے ہیں۔

کچھ زیادہ ہی فری نہیں ہو رہیں۔۔انکھیں کھولتے اسے بغور دیکھا۔۔دوپٹہ سر سے ڈھلکتا کندھے پہ جھول رہا تھا۔۔

ہاں جی۔۔سارا دن فری ہوتی ہوں۔۔کچھ کرنے کو نہی ہوتا۔۔بور ہوتی ہوں۔ابھی اپ گھر ہیں تو بھی بور ہی ہو رہی ہوں۔۔روہانسے ہوتے دیکھا۔۔میں بلکل اکیلی ہو گئ ہوں۔۔

اکیلی کہاں ہیں۔۔دانیہ اپی ہوتی ہیں ابان۔۔

ابان کی تو بات ہی مت کریں۔۔۔اسے اپ نے ہی منا کیا ہوا ہے نا۔۔

اچھا دانیہ اپی سے ہی دوستی کر لیں۔۔

کیسے کروں۔۔وہ بھی سارا دن اپنے کمرے میں رہتی ہیں۔۔یا ابان کے پاس۔۔۔

تو میں اپنا کام چھوڑ دوں۔ائی برو اچکائے۔۔کیونکہ ہر حل کو وہ انکار رہی تھی۔۔

ن۔۔نہیں۔۔بس میرا موبائل واپس کر دیں۔

موبائل نہیں دینا۔۔اس کے علاوہ جو بھی کہیں۔۔۔

موبائل میں کیا مسلہ ہے۔۔میں نے کون سا کسی ایرے غیرے کو کال کرنی ہے بس۔۔۔وہ خاموش ہوئی۔۔

بس۔۔بس کے بعد اگے کچھ نہی ہے۔۔نا۔۔

یہ جو ناول منگوائے ہیں یہ پڑھا کریں۔۔

پڑھ لوں گی شکریہ مشورہ دینے کے لیے عشوے کو غصہ اگیا۔۔میرا موبائل واپس کریں مجھے نہی پتہ پہلے کیا ہوا تھا بھول گئ ہیں۔فضول کی ضد نا کریں خود نقصان اٹھاتی ہیں۔۔چہرا دوسری طرف پھیرتے وہ اس کا دل توڑ گیا۔۔عشوے صبر کا گھونٹ بھر کے رہ گئ۔۔پتہ نہی موبائل کیوں نہی دیتا تھا۔۔

بتمیز۔۔۔اس کی چوڑی پشت کو گھورتے بڑبڑائی۔۔

سلام عصام شیخ۔۔اگلے دن وہ افس بیٹھا تھا جب ان نون نمبر سے کال ائی۔

واعلیکم اسلام۔۔جی کہیے۔۔وہ فائل دیکھ رہا تھا۔۔اج بشیر اینڈ سنز کمپلنی کی ڈلیوری کرنی تھی۔۔اور وقت بہت کم تھا۔۔

ایویٹیشن کارڈ تو۔مل گیا ہو گا۔۔ماہ بیر نے گیٹ سے داخل ہوتے واپس بند کیا۔۔

انیویٹیشن۔۔سوچتے اس نے ٹیبل پہ نظر دوڑائی۔۔سامنے براؤن کلر کا کارڈ پڑا تھا۔۔۔جیسے اٹھا کے دیکھا۔۔ماہ بیر۔۔اچھا۔۔مبارک ہو ہئ۔۔بڑے جلدی محبت ختم ہو گئ ہے۔۔لطیف سا طنز کرتے پورا کارڈ کھولا۔۔

اپنی بیوی کی ساتھ آیئے گا۔۔انتظار کروں گا۔اس کے طنز کو اگنور کرتے ماہ بیر ٹیوی لاونج میں داخل ہوا۔۔سامنے ہی پلوشہ شاپنگ بیگز پھیلائے جانے کیا کر رہی تھیں۔

میرا تو مشکل ہے۔۔لیکن اپنی مسز کو بھیج دوں گا۔۔دوبارہ فائل پہ نظریں مرکوز کیں۔۔

جی بہتر۔۔فون بند کر کے جیب میں ڈالا۔۔

دیکھو۔۔ان میں سے کون سا کل پہنے گی وہ۔۔فون بند ہوتے ہی پلوشہ نے اسے مخاطب کیا۔۔

یہ گرین والا۔۔سی گرین کلر پہ نشان دہی کرتے وہ کچن میں ایا۔۔پانی کا گلاس۔۔بوا کو کہتے واپس پلوشہ کے پاس بیٹھ گیا۔۔

میں تمہارے لیے بہت خوش ہوں۔۔وہ واقع بہت خوش تھیں۔۔ماہ بیر کو منانے میں زیادہ مسلہ نہی ہوا تھا۔۔شادی تو کرنی ہی تھی۔۔عشوے سے پہلے نہی ہو سکی تو اب کیسے ہوتی۔۔تو پھر کیوں نا وہ بینش سے ہی کر لیتا۔۔کہتے ہیں نا اگر وہ نا ملے جس سے محبت ہے تو اس کے ہو جاو جو اپ سے محبت کرتا ہے۔۔وہ بھی یہی کر رہا تھا۔۔

میں اپنے کمرے میں ارام کرنے جا رہا ہوں۔۔ڈسٹرب مت کیجیے گا۔۔پانی پی کے وہ کمرے میں چلا گیا۔۔

تیرہ سال پہلے

وہ اسفند اور۔منزہ کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔بہت لاڈلا اور بہت پیارا۔۔سونے کا چمچ منہ میں لے کے پیدا ہونے والا بچہ عصام۔۔اس کی زندگی کی مشکلات شروع تب ہوئیں تھیں جب اس کی ماں کی عزت لوٹی گئ تھی۔۔وہ اندھیری رات تھی۔۔اسفند گھر نہیں تھے اس لیے منزہ کے ساتھ وہ سو گیا۔۔ورنہ اس کا کمرہ الگ تھا۔۔رات کا پچھلا پہر تھا جب وہ اٹھ کے واش روم گیا۔۔پیچھے سے کوئی اندر ایا اور اس کی ماں کی اواز بلند ہوئی۔۔جب اس نے دیکھا تو وہ حمید تھا۔۔پاس پڑا واز اٹھا کے مارنے کے لیے وہ اگے بڑھا لیکن اس سے پہلے حمید نے اسے شیشے کی بوتل دے ماری جس سے وہ وہیں بے ہوش ہو گیا۔۔کچھ دن بعد خبر سنی کے وہ بھائی کے عہدے پہ سرفراز ہونے والا ہے۔۔لیکن اس خبر سے اس کے ماں باپ میں لڑائیاں ہونے لگیں۔۔وقت گزرا نو ماہ میں اس ننھی سی گڑیا نے جنم لیا جس کا نام انزش رکھ گیا۔۔انزش اس سے کئی سال چھوٹی تھی۔منزہ نے اسے اپنے اغوش میں لیا تو اس کا باپ اس کی ماں سے نفرت کرنے لگا۔۔اسی ٹینشن میں سن کا کاربار ختم ہونے لگا۔۔ایک دن وہ اپنے سکول کا کام کر رہا تھا جب اسفند اس کے کمرے میں ایا۔۔اس کے ہاتھ بہت ساری فائلز تھیں۔۔جو عصام کو دیں۔

یہ ہماری زمین۔۔اور ہماری فیکٹری کے کاغذات۔۔ان کی حفاظت تم نے کرنی ہے۔۔۔یہ اصلی کاغذات ہیں۔۔

اس بات کو وہاں سے گزرتے ایک شخص نے سنا۔۔اور اس نے اپنے پلین۔میں ردو بدل کیا۔۔اگلے دو دن کے اندر اسفند کی موت ہو گئ۔۔یہاں اسفند کی موت ہوئی وہان منزہ اس صدمے سے چل بسیں یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ منزہ قدرتی موت مری ہیں یا۔۔؟۔۔کچھ دن بعد ننھی پری انزش بھی خالقِ حقیقی سے جا ملی۔۔۔

اسفند کو قتل کرتے وقت ایک ویڈیو بنائی گئ۔۔جس میں حمید نے چاقو سے اسفند پہ حملہ کیا تھا۔۔اس میں اس کی شکل واضع نہیں تھی۔۔لیکن حلیہ اسی کا تھا۔۔یہ ویڈیو منظرے عام پہ ائی۔۔حمید کو گرفتار کیا گیا۔۔

زندگی کا رخ ہی بدل گیا۔۔چونکہ حمید اب بڑے لوگوں میں شمار ہوتا تھا اثرورسوخ سے کچھ ہی ماہ میں رہا ہو گیا۔۔عصام جانتا تھا یہ قتل حمید نے ہی کیا ہے۔۔لیکن حمید ماننے کو تیار نہیں تھے۔۔

تیرہ سال پہلے حمید کی زبانی

وہ خود نہیں جانتا تھا یہ قتل کس نے کیا ہے۔۔وہ کس کی دشمنی کے بھینٹ چڑھ رہا ہے اس سب واقعات کے بعد اسفند کا وکیل حمید کے پاس ایا۔۔جس میں وصیت نامہ تھا۔۔عصام کم عمر تھا اس لیے وہ تمام جائیداد اس کے نام نہیں ہو سکتی تھی۔۔ وہ جائیداد حمید کے نام کی گئ۔۔ایک شرط پہ۔۔کہ عشوے کے اٹھارہ سال کے ہوتے ہی وہ تمام جائداد خود بخود اس کی ہو جائے گی۔۔یہاں ایک اور حکم تھا اس کے باس کا اسفند شیخ کا۔۔جس میں یہ کہا گیا تھا کہ عشوے کا نکاح ابھی عصام سے کیا جائے گا۔۔یہ تمام جائیداد اپنے حقدار تک ایسے پہنچیں گی۔۔لیکن جب یہ نکاح کی بات عصام سے کی گئ تو اس نے صاف انکار کر دیا۔۔وہ اس چھوٹی سی بچی سے ہر گز نکاح نہیں کرے گا۔۔وہاں پہ حمید نے اسے پیسوں کے عوض بیچا تھا۔۔منتیں ترلے کیے۔۔تاکہ وہ اس کے سامنے مجبور ظاہر ہو۔۔اور عصام کو موقع ملا تھا بدلہ لینے کا۔۔وہاں ان کا نکاح ہوا۔۔ان کی بیٹی تمام زندگی کے لیے اس کے نام سے منصوب ہو گئ۔۔

تیرہ سال پہلے عصام

وہ اس گھر سے نکل گیا۔۔کیونکہ اسفند نے اس کے لیے ایک لیٹر چھوڑا تھا۔۔۔جیسے اس کے باپ اور اس کی ماں کو قتل کیا گیا تھا۔۔ویسے ہی اسکی جان کو خطرہ تھا۔۔اس نے تین سال دربدری میں محنت مزدوری کر کے گزارے پھر دوبارہ سے تعلیم شروع کی۔۔وہ بہت قابل اور زہین تھا۔۔اس کی زندگی ایسی تھی جیسے کسی پیر کی ہوتی ہے۔۔اس سے کام تو سب کو ہوتا ہے لیکن اپنے مطلب کے لیے ۔۔اس نے اسی کو غنیمت جانا۔۔اور تیرہ سال بعد جب وہ پچیس سال کا ہوا۔۔وہ واپس اسی جگہ ایا جہاں سے نکلا تھا پانچ سال میں اس نے اپنا کاروبار سٹ کیا۔۔اپنا گھر جہاں اس کے ماں باپ ہوتے تھے اسے سٹ کیا اس کا نقشہ ہی بدل دیا۔۔ان پانچ سالوں میں ان تمام لوگوں کے ہر ہر دن کا پتہ لگایا۔۔ان کی زندگی کیسی تھی کیسے ہے۔۔۔کیا کیا انہوں نے کھویا اور کیا کیا پایا۔۔پھر وہ دوبارہ سے حمید کی زندگی میں ایا۔۔اپنی بیوی کو لینے۔۔عشوے عصام کو اپنا بنانے کے لیے۔۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا

اگر وہ اس کی ہو گئ تو سب کچھ اس کا ہو جائے گا۔۔اور یہ محض ڈائلاگ نہیں تھا۔حقیقتاً سب کچھ اس کا ہو جاتا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپ کے کزن کی انگیجمنٹ ہو رہی ہے۔۔وہ کمرے میں ایا تو عشوے ناول پڑھ رہی تھی۔۔۔متوجہ کرنے کے کیے بات بنائی

کون سی۔۔بے دھیانی میں ایک نظر اسے دیکھا۔۔

کونسی نہیں کونسے۔۔اس کے ہاتھ سے ناول لے کے سائڈ پہ رکھا۔

میں پڑھ رہی تھی۔۔پیج گم ہو گیا۔۔ایسے اسے بند کرتے دیکھ کے روہانسی ہوئی۔۔

کچھ نہی ہوتا دوبارہ مل جائے گا۔۔کف فولڈ کرتے اس کے پاس بیٹھا۔۔وہ اسے گھور کے دیکھ رہی تھی۔۔

ماہ بیر کی منگنی ہو رہی ہے۔۔اس کی انکھوں میں دیکھتے کہا۔۔جیسے وہ کچھ جاننا چاہ رہا ہو

کس کی۔۔ایک لمحے کے لیے عشوے سمجھ نہی پائی کہ اس نے کیا کہا ہے۔۔۔م۔۔اہ بیر۔۔۔اس کا رنگ فق ہوا۔۔

جی۔۔ماہبیر کی۔۔انویٹیشن کارڈ ایا ہے۔۔

وہ اسے مسلسل دیکھ رہا تھا۔۔چہرے پہ اتے جاتے رنگ۔۔

اپ کو اس سے محبت ہے۔۔جانے کیا سوچ کے اچانک پوچھ لیا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔بلکل بھی نہی۔۔اسے لگا اگر اس نے سچ بول دیا تو ساری زندگی کے لیے عصام کی نظروں سے گر جائے گی۔۔۔

تو پھر ہم لوگ کل چلیں گے۔۔ٹھیک ہے۔۔اس کا ہاتھ پکڑا جو سرد پڑ رہا تھا۔۔اسے اچھا لگا کہ عشوے نے انکار کیا ہے۔۔بے شک جھوٹ تھا۔۔لیکن اس کا دل مطمئن تھا۔۔

میں چینج کر لوں پھر کھانا کھاتے ہیں۔۔ہاتھ تھپتھپاتے اس کے پاس سے اٹھ گیا۔۔پیچھے کتنی دیر عشوے ساکت بیٹھی رہی۔۔عزت نے سچ کہا تھا ماہ بیر اس سے محبت نہی کرتا تھا۔۔پھر وہ کیوں اس کے کیے اتنا پاگل ہو رہی تھی۔۔مجھے بھی نہی ہے محبت۔۔کسی سے بھی۔۔سر جھٹکتے دوبارہ سے ناول اٹھا لیا۔۔

چلیں۔۔ابھی وہ ڈھونڈھ رہی تھی عصام دوبارہ نازل ہوا۔۔

اپ کھا لیں مجھے بھوک نہی ہے۔۔

میں اکیلا بیٹھ کے کھاوں گا۔۔اسے زبردستی اٹھایا۔۔

عشوے پیج فولڈ کرتے اس کے ساتھ اگئ۔۔ کھانا پہلے سے ہی ٹیبل پہ لگا ہوا تھا۔۔

منہ کیوں پھولا ہوا ہے۔۔ کل انجوائے کرنا۔۔ اچھا ہے نا۔۔ ماما بابا سے مل لیں گی۔۔

مجھے نہی جانا۔۔ ایک دم سے کہا۔۔

جانا تو پڑے گا۔۔ نوالہ لیتے گھورا۔۔

ضروری ہے کیا۔۔ وہ لوگ ہمارے ریسیپشن پہ ائے تھے۔۔ شکوہ کیا وہ ماہ بیر کا سامنہ نہی کرنا چاہتی تھی۔۔

تو ہم ان جیسے نہی ہیں نا۔۔ وہ کبھی بھی عشوے کو اس کے باپ سے نا ملنے دیتا۔۔ لیکن وہ یہ ضرور چاہتا تھا کہ ماہ بیر دیکھے کہ عشوے اس کے بغیر کتنی خوش ہے۔۔ اسے جیلسی بھی کہہ سکتے ہیں۔۔

میں کیا کروں گی وہاں جا کے۔۔ میرا دل نہی کرتا جانے کا۔۔ یہاں خوش ہوں میں۔۔

تو وہاں سب کو بتائیں گے نا ہم یہاں خوش ہیں۔۔ساتھ ساتھ وہ کھانا بھی کھا رہے تھے

نہیں۔۔مجھے نہیں جانا۔۔وہاں بور ہوں گی۔۔حلانکہ کے عزت کے ہوتے وہ کبھی بور نہی ہو سکتی تھی ۔۔اب کے بار عصام نے کچھ نہیں کہا۔۔بس خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔۔

پھر ہم لوگ نہیں جا رہے نا۔۔کمرے میں واپس اتے عشوے نے دوبارہ کنفرم کیا۔۔

جا رہے ہیں۔۔

ہم کیا کریں گے وہاں

ڈانس۔۔وہ عاجز ایا۔۔

مجھے نہیں اتا۔۔پاوں پٹختے وہ پاس سے گزری۔۔عصام نے کلائی پکڑتے اسے حصار میں لیا۔۔عشوے کا دل دھک سے رہ گیا

میں سیکھا دوں گا۔۔کندھے پہ ٹھوڑی ٹکائی۔۔۔

ا۔۔اپ کو اتا ہے۔۔عشوے کی پشت اس کے سینے سے لگی تھی

ہاں تھوڑا بہت۔۔

مجھے تھوڑا بہت بھی نہیں اتا نا۔۔کسمساتے الگ ہونا چاہا۔۔

میں اپ کو ایسے پہلے اپنے قریب کروں گا۔۔حصار کو مضبوط کرتے گویا ہوا

میں اپ کی گردن پہ بائٹ کروں گا۔۔پھر جھک کے گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔

وہ انکھیں کھولے اسے سن رہی تھی۔۔اس کے لمس سے اس کا پورا وجود سرد ہوا۔۔

پھر کندھے پہ۔۔ہونٹ اب کندھے پہ ارسرائے۔۔

انکھ دباتے وہ اسے سمٹنے پہ مجبور کر گیا

پھر گھما کے اپ کا رخ اپنی طرف موڑوں گا۔۔اسے گھماتے سامنے کیا۔۔پھر جھٹکے سے اس کے سر کو پیچھے گرایا

اور اپ کہ شہہ رگ پہ ایک بوسہ دوں گا۔۔جھک کے اس کہ شہہ رگ پہ ہونٹ رکھے عشوے کہ روح تک کانپ گئ۔۔چپ اگے کچھ نہی۔۔۔تیزی سے سیدھی ہوئی۔۔

پھر۔۔کندھے سے بلاوز کا

تیزی سے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔بس۔۔کانپتا ہاتھ اس کے ہونٹوں اے ٹکرایا۔۔مبادہ وہ بے شرمی کی حد ہی نا کر دے۔۔

ڈانس سیکھا رہا ہوں۔۔پر تپش نگاہوں سے سرخ ہوتی اس لڑکی کو دیکھا۔۔جو بس گرنے والی تھی۔۔

ن۔۔نہیں۔۔۔یہ ڈانس نہی ہے۔۔اسے پیچھے کرتے الگ ہوئی۔۔

اور کیا ہے۔۔وہ ہنوز اسے اپنی نظروں میں رکھے ہوئے۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔لرزتی پلکیں اٹھا کے اسے گھورنا چاہا۔۔لیکن اس کی بے باک نظروں نے اگلے ہی لمحے اسے واپس گرانے پہ مجبور کر دیا۔۔

اوفف۔۔یہ پلکوں کا چلمن۔۔وہ جان بوجھ کے اسے تنگ کر رہا تھا اور عشوے جان بچاتی ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔۔عصام نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا۔۔

اگلے دن وہ عصام کے ساتھ فنکشن میں ائی تھی۔۔سبھی انہیں دیکھ رہے تھے ماما اور بابا سے ابھی ملاقات نہی ہوئی تھی عصام ایک طرف بیٹھا تھ کچھ بزنس فرینڈز جاننے والوں کے ساتھ وہ اور عزت ۔۔کافی دیر ایک ساتھ بیٹھی رہی تھیں۔۔پھر پلوشہ اسے ساتھ لے گئیں تو عشوے بھی اکیلی ہو گئ۔۔ شاید ماما لوگوں کو نہیں بلایا۔۔ریض بھی نہی ہے۔۔ایسے ہی خیالوں میں چلتے اسے زمین پہ پڑا کچھ ملا ۔۔وہ تصویر تھی۔۔اٹھا کے دیکھی تو ماہ بیر کی تھی۔۔ایک لمحے کے لیے پھر سے دل بے قابو ہوا۔۔ ابھی وہ دیکھ رہی تھی جب اسے لگا کوئی ارہا ہے تیزی اے تصویر آستین میں چھپائی۔۔اور وہاں

سے نکلی۔۔وہ رونا چاہتی تھی ایک بار پھر سے وہ۔محبت اپنے وجود سے نکالنا چاہتی تھی جو اس کے اندر ماہ بیر کے نام سے دھڑکتی تھی۔۔

آ۔آ۔۔پ۔۔حلق تر کرتے اس کا چہرا شرمندگی سے سرخ ہوا تھا۔۔آپ یہاں کیسے۔۔۔وہ جو سب رعنائیوں سے جان چھڑاتے چپکے سے میکسی کو ایک طرف سے پکڑے لان کی پچھلی طرف ائی تھی کہ قدرے اندھیرے کی وجہ سے یہ جگہ ویران تھی اور وہ کسی کو نظر نا اتی۔۔

میں دیکھنے آیا تھا کہ۔۔وہ جو عین اس کے سامنے کھڑا ہاتھ باندھتے اس کہ چہرے پہ اتے جاتے خوف اور پریشانی کے رنگوں کو دیکھ کے زرا اگے ہوا۔۔

ک۔۔کیا دیکھنے۔۔۔خوف سے مکمل کھلی انکھوں میں ہلکی سرخی اترنے لگی تھی۔۔انکھوں کے قریب سے بال ہٹانے کے لیے اس نے بازو کو حرکت دی تو آستین سے کچھ زمین پہ گرا تھا۔۔

کہ۔۔۔وہ لب بھینچتے رکا۔۔۔کہ اپ یہاں سے کیا چرا کے لے جا رہی ہیں۔۔۔کپکپاتی پلکوں کو دیکھتے اس نے بات بدل دی۔۔۔اور عشوے جو سانس روکے اس کے الفاظ کی منتظر تھی۔۔ایک دم سے ریلکس ہوئی۔۔

ک۔۔کچھ نہیں۔۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔گہرے سبز رنگ کی میکسی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے زرا سا اوپر کیا جو زمین پہ لگ رہی تھی۔۔۔

میں بھلا کیا چراوں گی۔۔۔؟جن انکھوں میں کچھ لمحے پہلے خوف تھا۔۔وہاں اب سکون نے ایک بار پھر بسیرا کیا۔۔ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑتے وہ ایک قدم پیچھے ہوئی اور تیزی سے رخ بدلتے وہاں موجود رنگ برنگے لوگوں میں گم ہو گئی۔۔۔

پیچھے کھڑے اس ماہ بیر نے اسے جاتے اور پھر اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔۔سر جھٹکتے ایک نظر زمین پہ گری چیز کو دیکھا۔۔وہ تصویر تھی۔۔۔نیچے جھک کے اٹھایا۔۔جو زمین پہ الٹی پڑی تھی اسے گھما کے دیکھا۔۔۔

ع۔۔۔عشوے۔۔تصویر دیکھتے جیسے وہ سکتے میں ایا۔۔۔

دوسری طرف عشوے گہری سانس لیتے اپنی آستین کھنگال رہی تھی۔۔مطلوبہ چیز نا پاکے اس کا دل لرز گیا۔۔کیا وہ اج اپنا مان کھو دینے والی تھی۔۔۔یا وہ انا۔۔یا شاید بھرم جو وہ اتنے دنوں سے اپنے اوپر چڑھائے ایسے پھرتی تھی جیسے وہاں رہنے والوں میں سب سے زیادہ لاتعلق اور خوش ایک وہ ہی ہے۔۔حلانکہ وہ تصویر اس کے پاس بس کچھ لمحوں کے لیے ائی تھی۔۔

پیچھے کھڑے ایک اور شخص نے وہ سارا منظر دیکھا تھا۔۔مٹھیاں بھینچتے جیسے اس نے خود پہ کنٹرول کیا۔۔

وہ تصویر ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔۔رات کے دو بج رہے تھے فنگشن کے بعد سب کچھ سمیٹنے میں کافی وقت لگ گیا تھا۔۔ابھی کمرے میں آتے اس نے تصویر جیب سے نکالی۔۔

اگر یہ عشوے کے پاس تھی تو کس وجہ سے۔۔وہ تو اس سے محبت کرتی ہی نہی تھی۔۔تو پھر یہ اس کے پاس کیوں تھی۔۔پرسوچ نگاہوں سے تصویر کو دیکھا۔۔

عزت سے بات کرنی پڑے گی۔۔کیونکہ اب وہی سچ بتا سکتی ہے۔۔

پھر صبح وہ پہلی فرصت میں عزت کے پاس ایا۔۔وہ ابھی ابھی اٹھی تھی اسے کمرے میں دیکھ کے حیران ہوئی

بھائی اپ۔۔خیریت ۔۔

خیرت تو اب تم ہی بتاو گی۔۔اس کے تیور بتا رہے تھے کہ اگر کوئی گڑ بڑ ہوئی تو اچھا نہی ہو گا۔۔

ایک بات بتاو۔۔اور سچ سچ بتانا۔۔

جی پوچھیں۔۔اسے لگا کوئی نارمل بات ہو گی

عشوے انٹرسٹڈ تھی مجھ میں۔۔دوٹوک انداز۔۔

ن۔۔نہیں تو۔۔وہ اپ کو بھائی۔۔

میں نے کہا سچ کہنا۔۔ جھوٹ نہیں۔۔اس کے چہرے کی گھبراہٹ بتا رہی تھی وہ جھوٹ بول رہی ہے
۔۔

جی۔۔وہ اپ میں انٹرسٹڈ تھی۔۔انکھیں بند کرتے سچ بول دیا۔۔

اور تم نے اپنی دوست اور بھائی کی زندگی برباد کر دی۔۔

وہ خوش ہے وہاں۔۔وہ تیزی سے بولی۔۔

میں خوش ہوں یہاں۔۔۔؟ اسی تیزی سے ماہبیر نے کہا۔۔میری بہن تھی تم۔۔اور تم نے جھوٹ۔۔۔

ماں تو ماں تھی بہن نے بھی ویسا ہی کیا

اخر کیوں۔۔وہ سر تھام کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔

بھائی اس میں اپ لوگوں کی ہی بھلائی تھی۔۔مورے کو دیکھا نہی وہ کیسے اس کے ساتھ دشمنی پہ اتری ہوئی ہیں۔۔اس کی زندگی برباد کر دیتیں۔۔

وہاں کون سا آباد ہے۔۔اور تمہیں کس نے حق دیا تھا۔۔

وہ وہاں خوش ہے۔۔۔اپ بھی بینش کے ساتھ خوش رہیں۔۔

بہت شکریہ عزت۔۔۔تم نے ہماری خوشیوں کا خیال رکھا۔۔بہت کچھ تھا جو اس وقت ماہ بیر کا ٹوٹا تھا ۔۔مان اور دل۔۔اگر عزت سچ بول دیتی تو اج حالات کچھ اور ہوتے۔۔

اور عزت جو ان دونوں کے الگ ہونے کی بڑی وجہ بنی تھی۔۔سر جھکا گئ۔۔

اب اس کی اور ریض کی باری تھی۔۔قسمت ان کا ساتھ دیتی یا۔۔عزت کا کردار ادا کرتے انہیں جدا کر دیتی

فنگشن میں اپ پیچھے لان میں کیا کرنے گئی تھیں۔۔وہ ابھی فریش ہو کے آیا تھا عشوے چینج کر کے سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔۔

پتہ نہیں۔۔جب سے واپس ائی تھی تب سے ہی موڈ خراب تھا۔۔

مجھے پتہ ہے۔۔ایک کٹیلی نگاہ اس کے وجود پہ ڈالی۔۔

ک۔۔کیا پتہ ہے۔۔وہ جو کمفرڑ ٹھیک کررہی تھی رکی۔۔

میں نے وہاں اپ کو اور ماہ بیر کو ایک ساتھ دیکھا ہے۔۔

وہ اپ کے اتنے قریب کیا کر رہا تھا۔۔اس کی آواز میں ایک عجیب سی اجنبیت تھی جو عشوے کو خوف زدہ کر رہی تھی۔۔

ک۔۔کچھ نہیں۔۔اسے سمجھ نہیں آیا کیا جواب دے۔۔

کچھ تو کیا ہے۔۔

سچ بتا دیں کچھ نہی کہوں گا ۔۔برش ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھتے اسے دیکھا

میں وہاں رونے گئ تھی۔۔ماہ بیر وہاں

بھائی لگائیں ساتھ۔۔سرد لہجہ۔۔

ج۔۔جی۔بھائی۔۔وہ اٹکی کیوں کہ عصام اس کے سامنے آکے بیٹھا تھا۔۔

پورا فقرہ دوبارہ دہرائیں۔۔کمفرٹر سائڈ پہ کیا۔۔ایسے تو اپ مجھے ہی۔۔

وہ۔۔ماہ بیر بھائی میرے پیچھے اگئے۔۔اور۔۔کہا کے یہاں کیا کر رہی ہو۔۔

تو اپ نے کیا کہا۔۔وہ اسے اپنی نظروں میں لیے ہوئے تھا۔۔جو آہستہ آہستہ دور سرک رہی تھی۔۔

میں نے کہا کے ویسے ہی ائی ہوں۔۔

گڈ گرل۔۔یہ تو نہیں بتایا نا رونے ائی ہیں۔۔

ن۔۔نہیں۔۔

پھر کیا ہوا۔۔

پھر میں چلی گئ۔۔

ٹھیک۔۔لیکن وہاں آپ کچھ گرا کے گئ تھی۔۔وہ اب نارمل انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔

ن۔۔نہی۔۔تو۔۔عشوے ٹھٹکی

ہاں تو۔۔۔کیونکہ میں نے خود دیکھ تھا ماہ بیر بھائی کو نیچے سے کچھ ٹھاتے۔۔اس نے خود بھی ماہبیر کو بھائی کہا۔۔

م۔مجھے کیا پتہ۔۔کیا اٹھایا۔۔

وہ تصویر تھی جو اپ کی آستین سے نکلی تھی۔۔عصام نے اسے بازو سے پکڑتے اپنے سامنے کیا

ن۔ نہی۔۔اپ۔۔اپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔

وہ ماہ بیر کی تصویر تھی۔۔۔اس کی انکھوں میں انکھیں ڈالیں۔۔ عشوے پلکیں چھپکانا بھول چکی تھی۔۔ وہ بری طرح پھنسی تھی۔۔کاش وہ تصویر نا اٹھاتی۔۔دونوں طرف سے اسے نقصان ہی ہوا تھا۔۔

وہ۔مجھے نیچے پڑی ہوئی ملی۔۔

اور اپ نے اٹھا لی۔۔اسے جھٹکے سے چھوڑا۔۔اس لیے لے کے گیا تھا اپ کو میں وہاں۔۔

میں نے کہا تھا نہی جانا اپ ہی زبردستی لے۔۔اس کا سر جھکا ہوا تھا

منہ بند رکھیں۔۔میں اس لیے نہیں لے کے گیا تھا کہ اپ وہاں اپنے ایکس۔۔اس کے الفاظ پہ عشوے نے بے یقینی سے پلکیں اٹھا کے دیکھا۔۔

ائندہ غلطی سے بھی نہیں لے کے جاوں گا۔۔وہ زرا بھی شرمندہ نہیں ہوا۔۔

عشوے نے اس کے نیچے دبا کمفرٹر کھینچا اور سر تک تان کے لیٹ گئ۔۔مطلب اب مجھ سے بات مت کرنا۔۔

کچھ دیر تو عصام اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کے سٹڈی میں چلا گیا۔اس نے بھی ضروری نہیں سمجھا تھا اسے منانا اور عشوے انتظار میں تھی کہ شاید غلطی کا احساس ہو جائے۔۔

۔۔۔۔۔۔

میں بابا سے نفرت کرتی ہوں۔۔

میں ان سے شدید نفرت کرتی ہوں۔۔

وہ میرے پیارے بابا نہی ہیں۔۔

وہ کبھی مجھ سے پیار نہی کرتے تھے۔۔۔

ساری زندگی انہوں نے میرے ساتھ پیار کا ڈرامہ کیا۔۔شاید وہ رو رہی تھی۔۔۔

وہ ریض سے محبت کرتے تھے کیونکہ وہ بیٹا تھا۔۔

اڈیو سنتے ان کے دل کو کچھ ہوا۔۔وہ اسے کیسے بتاتے کہ وہ اب بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں

مجھے ڈانٹتے تھے۔۔انہوں نے کبھی میری کوئی خواہش پوری نہی کی۔۔

ا۔۔اپ کو پتہ ہے۔۔اس کی اواز اونچی اونے لگی۔۔

وہ۔۔ہمیشہ مجھے کہتے تھے۔۔کہ۔۔۔وہ۔۔مجھ سے۔۔۔۔ہچکی بندھی۔۔

بیٹیاں تو بابا کی جان ہوتی ہیں نا۔۔وہ مجھے جان کہتے تھے۔۔وہ رو رہے تھے۔۔

وہ اسے بتانا چاہتے تھے اب بھی اس میں ان کی جان ہے۔۔

کہتے تھے میں ان کے دل کا ٹکڑا ہوں۔۔

اب بھی ہو۔۔بے بسی سے ہونٹ پھڑ پھڑائے۔۔وہ عصام کو کیسے بتاتے کہ وہ بے قصور ہیں۔۔ان کو سزا دینے کے لیے ان کی بیٹی کو استعمال نا کرے۔۔۔

دل کو کوئی ایسے بیچتا ہے۔۔

دل نکال دیں تو مر جاتا ہے نا بندا۔۔تو وہ زندہ کیوں تھے۔۔

وہ مر جاتے۔۔

میری جان ہے ان میں یار۔۔وہ کیسے۔مجھے۔۔مار سکتے تھے۔۔

ا۔۔اپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔اپ نے زبردستی خریدا ہو گا۔۔

آڈیو کو ایڈیٹ کیا گی تھا۔۔

میں نے بابا سے خود سنا تھا۔۔

کیا سنا تھا اپ نے۔۔ا۔عصام کی اواز ائی۔۔

با۔باکسی سے کہہ رہے تھے۔۔انہوں نے مجھے اپ کو سیل کر دیا تھا۔۔آڈیو بند ہو گئ۔۔وہ ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کے رو دیے۔۔ویڈیو کے بعد یہ آڈیو تھی۔۔جو انہیں ان نون نمبر سے موصول ہوئی تھی۔۔

اج سے تیرہ سال۔پہلے

عصام کو گئے دو ماہ ہو چکے تھے۔۔وہ فیکٹری اور گھر سب کچھ حمید جے نام پہ تھے جو کے عشوے کے اٹھارہ سال کے ہوتے ہی اس کے نام ہو جانے تھے۔۔اسفند کے بزنس کو حمید نے بمشکل دوبارہ کھڑا کیا تھا۔۔۔ابھی وہ مکمل سٹیبل نہی تھا جب علی ایک ڈیمانڈ لے کے اس کے پاس ایا۔۔

اس کی بیوی کی وفات ہو چکی تھی۔۔سولہ سالہ بیٹی کا باپ اسے سنبھال نہی پا رہا تھا چونکہ وہ ابھی تک گارڈ کے عہدے پہ ہی فائز تھا اس کے سارے پلین پہ پانی پھر گیا جب اسے پتہ چلا کہ جائیداد عصام کے نہیں حمید کے نام ہوئی ہے۔۔

سب کچھ اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔۔پھر اس نے ایک نیا پتہ تیار کیا۔۔جو کہ اس کی بیٹی کی صورت میں تھا بقول اس کے۔۔جوان بیٹی کی پرورش وہ اس غربت میں نہیں کر سکتا۔۔اس لیے وہ چاہتا ہے کہ حمید کے گھر وہ اپنی آگے کی زندگی گزارے۔۔

چونکہ اس کی اپنی ایک اور بیٹی بھی تھی تو اس کے لیے مشکلات نہی ہونگی۔۔لیکن یہاں حمید نے ایک اس کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا کیونکہ وہ نہی چاہتا تھا کہ اس کی بیوی اور اس کے درمیاں کوئی جھگڑا ہو۔۔

یقینا وہ اسے نہیں رکھے گی کوئی بھی عورت نا محرم عورت کو اپنے شوہر کے گھر رکھنا پسند نہی کرتی۔۔ یوں اس حویلی کی زمہ داری دانیہ کو سونپ دی گئ۔۔اٹھ سال بعد عصام کی واپسی اس حویلی میں ہوئی تو اسے ویلکم کرنے کے لیے دانیہ وہاں موجود تھی۔۔پہلے تو عصام کو وہ ایک انکھ نہیں بھائی پھر ہمدردانہ طور پہ رکھ لیا۔۔وہاں صرف ایک ملازمہ تھی جو چالس سے پینتالس سال کی تھیں۔۔حویلی کی حالت ابتر تھی جیسے عصام نے دوبارہ سٹ کیا۔۔

____

آج عشوے کے پاس چلتے ہیں۔۔آڈیو سنے کے بعد ان کا دل مچل رہا تھا اس سے ملنے کے لیے۔۔

وہ نوٹ بھی اٹھا لیجیے گا جس کی وجہ سے اپ دل کے مریض بنے ہیں۔۔انہیں ابھی بھی اس پہ غصہ تھا۔۔

دراصل انہیں اپنے اپ پہ غصہ تھا۔۔کمی تو ان کی تربیت میں رہ گئ تھی جو ان کی بیٹی اتنی باغی ہو گئ تھی۔۔حلانکہ انہوں نے پوری نظر رکھی تھی اس پہ۔۔ہر قسم کی ہر چیز پہ۔۔اس کا لیپ ٹاپ اس کا موبائل۔۔ایک عمر تک وہ اسے ناول بھی نہیں پڑھنے دیتی تھیں کہ ان سے لڑکیوں کا دماغ خراب ہوتا ہے

وہ تو بچی ہے تم بھی بچی بن جاو۔۔عائشہ کو گھورا۔۔

ٹھیک ہے۔۔شام کو چلیں گے۔۔پتہ نہیں کیا سوچ کے وہ راضی ہوئیں۔۔

پھر شام پانچ بجے وہ لوگ بائک پہ عصام مینشن ائے تھے۔۔لیکن وہاں اندر جانے سے منع کر دیا کیونکہ سخت ہدایت تھیں کہ حمید صاحب کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہو گی۔۔اندر کال کرکے گاڈ نے دانیہ سے پوچھا۔۔

اب وہ کیا کہہ سکتی تھی۔۔اگر عصام سے پوچھتی تو اس نے انکار کے ساتھ ساتھ بے عزتی بھی کر دینی تھی۔۔

کچھ دیر وہ لوگ وہاں کھڑے رہے پھر حمید نے عشوے کے نمبر پہ کال کی۔۔عشوے کا موبائل عصام کے پاس تھا جو دوسری بل پہ ہی کال رسیو ہو گئ۔۔

بیٹا۔۔وہ ہچکچائے جانے کیا ریکیشن ہو گا اس کا۔۔انہیں لگا کال عشوے پک کرے گی۔۔لیکن

جی بیٹے کے والد محترم۔۔کہیے کیسے کال کی۔۔عصام کی آواز میں واضح طنز محسوس کیا جا سکتا تھا۔۔

و۔۔وہ۔۔۔ہم باہر کھڑے ہیں دروازہ کھول دیں۔۔اتنے شرمندہ وہ کبھی زندگی میں نہیں ہوئے تھے جتنے ابھی اپنے داماد کے سامنے ہوئے تھے۔۔

دروازہ تو کبھی نہیں کھلے گا۔۔۔اس لیے سکون سے واپس چلے جائیں۔۔دوبارہ یہاں انے کی غلطی مت کیجیے گا۔۔یہ سب باتیں میں پہلے ہی اپ سے کلئیر کر چکا تھا کہ شادی کے بعد اپ کے تمام تعلقات عشوے عصام سے ختم ہو جائیں گے۔۔پھر اپ کیا سوچ کے یہاں ائے ہیں۔۔

بہت دل کر رہا تھا اس سے ملنے کا۔۔تڑپ ان کے الفاظ میں در ائی

ایسے ہی میں بھی اپنے باپ کو ملنے کے لیے تڑپتا ہوں۔۔اور میری یہ ترب کبھی زندگی میں ختم نہی ہو گی۔۔

اس کی والدہ بھی ہیں ساتھ۔۔دل کڑا کر کے پھر سے کہا

میری والدہ بھی ساتھ مری تھیں۔۔یاد تو ہو گا ہی اپ کو۔۔تسلی سے پیپر ویٹ گھماتے وہ انہیں ازیت دے رہا تھا۔۔۔

یہاں دھوپ ہے۔۔پلیز۔۔اخری کوشش

میری پوری زندگی دھوپ ہے۔۔اللہ حافظ۔۔۔کال کاٹ دی گئ۔۔اور حمید سر جھکائے کھڑے رہے ۔۔

کیا ہوا۔۔۔عائشہ کب سے ان کی باتیں سن رہی تھیں وہ وہاں کھڑی تھک بھی چکی تھیں

و۔۔وہ لوگ گھر نہی ہیں۔۔فوری بہانہ بنایا

دوسرے شہر گئے ہیں۔۔ کہہ رہے تھے کچھ دنوں میں واپس آئیں گے تو چکر لگائیں گے۔۔

لیکن اپ تو کچھ اور ہی کہہ رہے تھے۔۔

ہاں۔۔میں انہیں بتا رہا تھا یہاں ہم کھڑے ہیں تو۔۔وہ لوگ واپس بائک پہ بیٹھ چکے تھے۔۔حمید نے مشکل سے ہی عائشہ کو تسلی کروائی تھی۔۔

کیسے ہیں مسٹر شیخ۔۔وہ افس سے نکلنے لگا تھا جونہی دروازہ کھولا سامنے انسپیکٹر پریشے کھڑی تھی ۔۔۔آج تو خود ہی دروازہ کھول دیا۔۔۔دل جلانے والی مسکراہٹ سے نوازتے وہ اندر داخل ہوئی۔۔ عصام وہیں سے واپس گھوما۔۔

اج کس لیے تشریف لائیں ہیں۔۔۔اسے اس وقت اس کا انا بلکل بھی اچھا نہی لگا

یہ خود ہی دیکھ لیں۔۔فائل ٹیبل پہ رکھتے کرسی پہ بیٹھی۔۔عصام نے فائل اٹھائی۔۔

جو بھی ہو گا جھوٹ ہی ہو گا۔۔۔

نہیں۔۔سچ ہے اپ کھول کہ تو دیکھیں۔۔۔پلکیں چھپکاتے معصوم بنی۔۔

عصام کو اس وقت وہ زہر لگی۔۔اس کا ارادہ تھا گھر جا کے عشوے کو منائے گا۔۔لیکن جس سکون سے وہ یہاں بیٹھی تھی وقت تو کم سے کم وہ ضائع کر کے ہی جاتی۔۔

فائل میں لکھا تھا کہ جو نیا پروجیکٹ بنایا گیا ہے وہ ان لیگل ہے۔۔اس کی کنسٹرکش میں جتنا بھی سامان یوز کیا گیا ہے وہ بھی بے کار ہے۔۔اور اس سب کی زمہ داری عصام شیخ پہ ڈالی گئ تھی ۔۔۔جوں جوں وہ پڑھتا گیا ماتھے کے بل زیادہ ہوتے گئے۔۔

یہ کیا بکواس ہے۔۔فائل ٹیبل پہ پھینکی۔۔

دیکھیں مسٹر عصام شیخ۔۔اپ کو پتہ تو ہے کہ جہاں بھی کوئی غلط کام۔۔

غلط کام مائے فٹ۔۔کوئی بھی غلط کام نہیں ہے۔۔

اوں ہوں۔جہاں غلط کام ہو رہا ہو وہاں ہم یعنی پولیس پہنچ جاتی ہے۔۔

اپنکے پاس پروف ہے۔۔اس کی چئیر اپنی طرف گھماتے کرسی کے بازو ہاتھ رکھے اور ہلکا سا جھکا۔۔ان دونوں کے قریب بس کچھ ہی انچ کا فاصلہ تھا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔پریشے ہڑبڑائی۔۔

نکسٹ تب انا۔۔عصام نے اس کی چئیر پہ پاوں مارا۔

۔جو گھسیٹتی ہوئی دور گئ تھی۔۔پریشے ہکا بکا اسے دیکھ رہی تھی۔۔یہ کیا ہوا تھا۔۔

اپ ایک پولیس افیسر کے ساتھ ایسا بی ہیو نہی کر سکتے۔۔غصے سے کھڑے ہوتے اس کے سامنے ائی۔۔

اگر اپ یوں روزانہ بچوں کا کھیل سمجھتے یہاں نازل ہو جائیں گی تو پھر مجھ سے ایسی ہی توقع کرنا ۔۔اینڈ نیکسٹ۔۔ آنے سے پہلے سب کچھ لے کے انا۔۔

ابھی کے لیے نکلیں یہاں سے۔۔دروازہ کھولتے اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔

پریشے فائل اٹھاتے اس کے قریب سے گزری۔۔۔سبکی سے اس کا چہرا سرخ ہو رہا تھا۔۔

اپنے اس انداز کو یاد رکھیے گا۔۔ایک دن یہ ہی طرزِ مخاطب اپ کے لیے ہو گا۔۔ایک لمحے کے لیے اس کے قریب رکی پھر باہر نکل گئ۔۔

فضول وقت ہوتا ہے بس ڈرامے کروا لو۔۔ویسے تو کبھی وقت پہ پہنچے نہیں یہاں منہ اٹھا کے روزانہ آجاتے ہیں۔افس لاک کرتے وہ غصے سے سوچ رہا تھا۔۔اتنا وقت ضائع ہو گیا۔۔دس بجے وہ گھر پہنچا تو عشوے سو چکی تھی

اسلام و علیکم ماما۔۔۔۔اج کتنے دن بعد اس نے عائشہ کو کال کی تھی۔عصام لاہور گیا ہوا تھا کچھ دنوں کے لیے اور اسے موبائل واپس دے گیا تھا۔۔

واعلیکم اسلام۔۔یاد آگئ ہے ماں کی۔۔شکوہ کیا۔۔

اپ ہی کر لیتے۔۔جواب شکوہ

ہم لوگ تمہارے گھر ائے تھے لیکن تم لوگ گھر ہی نہی تھے۔۔واپس اگئے۔۔وہ صفائی کر رہی تھیں ساتھ ساتھ

یہاں۔۔ہم لوگ تو کہیں گئے ہیں نہیں۔۔۔اس نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔پھر ایک دم سے عصام کا خیال ایا ہو سکتا ہے عصام نے کہا ہو۔۔کیونکہ اس کا موبائل بھی تو اسی کے پاس تھا

ہاں ایک دن ہم لوگ گئے تھے۔۔لاہور۔۔۔شاید اس دن عصام کی بات ہوئی ہو۔۔دماغ کی تپنگیں اڑاتے جواب دے ہی دیا۔۔

انہیں سٹی سفائے کرنے کے بعد بابا کا حال احوال لیا ریض کا پوچھا۔۔وہ لوگ انا چاہ رہے تھے عشوے نے انہیں تو کہہ دیا کہ اجائیں۔۔اب عصام جیسے شیر کی کھچار میں ہاتھ کون ڈالتا۔۔

پتہ نہی کون سے شوہر ہوتے ہیں جو بیویوں کی ساری باتیں مانتے ہیں۔۔ایک میرے ہی سڑیل بتمیز ہیں۔۔

ٹوں ٹوں۔۔ابھی ماما کی کال بند ہوئی تھی کہ عصام کی اگئ۔۔وہ اس سے ناراض تھی۔۔بس پک کر کے فون کان سے لگا لیا۔۔

اسلام و علیکم۔۔عصام اسے لپ ٹاپ پہ دیکھ رہا تھا۔۔وہ منہ سجائے بیٹھی تھی۔۔جو حالات اس کے ماں باپ پہ گزر چکے تھے اس کے بعد اتنی سیکوئرٹی تو جائز تھی کہ وہ پورے گھر میں کیمرے لگوا تا ۔۔

سلام کا جواب دینا فرض ہے۔۔اور پھر اگر شوہر کرے تو لازمی دینا چاہیے۔۔ایزی چئر پہ بیٹھے لیپ ٹاپ گود میں رکھا ہوا تھا۔۔

واعلیکم السلام۔۔۔عشوے نے بھی بس سلام کا جواب ہی دیا۔۔

یہ ناراضگی وہاں اکے ہی ختم کروں گا۔۔وہ سیریس ہوا۔۔

عشوے خاموش رہی۔۔

کال کر لی گھر۔۔سکون مل گیا ہو گا۔اب عشوے کی انکھیں کھلیں۔۔اسے کیسے پتہ چلا۔۔۔

ا۔اپ کو کیسے پتہ چلا۔۔دائیں بائیں دیکھا۔۔

اپ کی ہر حرکت پہ نظر ہے میری۔۔۔

اچھا۔۔لیکن کیسے۔۔

وہ چھوڑیں۔۔یہ بتائیں کس کی اجازت سے کال کی ہے گھر۔۔وہ اس کا چہرا دیکھ رہا تھا۔۔جہاں واضع پریشانی دیکھی جا سکتی تھی۔۔

وہ۔۔مماکا اگیا۔۔

جھوٹ۔۔۔اپ نے خود کال کی ہے۔۔بات کاٹی۔۔۔

تو نہیں کر سکتی۔۔میری ماما ہے جب دل کرے گا کال کروں گی جب دل کرے گا ان سے ملوں گی ۔۔وہ ایک دم سے پھٹ پڑی۔۔اپ کی وجہ سے میں ان سے رشتہ نہیں ختم کر سکتی۔۔اللہ حافظ۔۔۔ ساتھ ہی فون بند کر دیں۔۔

اپ کی یہ مرضیاں میں ابھی ختم کرتا ہوں۔۔لپ ٹاپ زور سے بند کرتے وہ اپنی پیکنگ کرنے کے لیے اٹھ گیا۔۔اس کے بنا وہاں دل نہی لگ رہا تھا۔۔لیکن یہ بات عصام ماننے کو تیار نہیں تھا

وہ رات کو چار بجے گھر پہنچا تھا۔۔کمرے میں جانے کی بجائے سیل (جیل) کی طرف گیا۔۔وہاں آج ایک نیا شکار لایا گیا تھا۔۔اسے ایک نظر دیکھا۔۔بے ہوشی کی حالت میں اوندھے پڑے جسم میں ابھی زندگی کی رمق باقی تھی۔۔

یہ مجرم نہیں ہے۔۔وہ پہلی نظر میں ہی پہچان گیا تھا پھر رفاقت کو ٹیکسٹ کر کے دروازہ لاک کیا۔۔ کمرے میں انے تک اسے پانچ منٹ لگے تھے۔۔عشوے گہری نیند میں ہلکا سا مسکرا رہی تھی۔۔

وہ فریش ہو کے کپڑے چینج کیے پھر سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔اگلے دن ایک بجے جا کے اس کی آنکھ کھلی تو عشوے کمرے میں نہیں تھی۔۔کچھ دیر تو ایسے ہی لیٹا رہا پھر اٹھ کے باہر ایا گفٹ بھی ساتھ ہی لے ایا۔۔۔وہ باہر ٹجوی۔لاونج میں لگے جھولے کے پاس کھڑی تھی۔۔یہ جھولا آبان کے لیے تھا۔۔اسے دیکھتے صوفے پہ آ کے بیٹھ گئ۔۔عصام ایسے ہی نائٹ ڈریس جو کے سفید کاٹن کے شلوار قمیض تھا میں ملبوس نیچے آیا تھا۔۔

اسلام و علیکم۔۔وہ صوفے پہ اس کے قریب بیٹھا۔۔عشوے جواب دیے بنا دوسری طرف گھومی

میں نے کل کیا کہا تھا۔۔اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

مجھے نہیں یاد۔۔۔روٹھا روٹھا انداز

جب سلام کیا جائے تو جواب لازمی دیتے ہیں۔۔میں تو پھر اپ کا شوہر ہوں۔اور شوہر اپ کو اتنی پیاری دعا دے رہا ہے۔۔اور اپ ہیں کہ۔۔

اگر بیوی ناراض ہو تو کیا کرتے ہیں۔۔اس سے پہلے کے وہ بولتا جاتا۔۔جلدی سے مدعا بیان کیا۔۔

رومینس۔۔پیٹ سے شرٹ پکڑتے اسے اپنے قریب گھسیٹا جو تھوڑا تھوڑا کر کے دور ہو چکی تھی۔۔

ہاتھ مت لگائیں۔۔۔اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے پیچھے کرنا چاہا۔۔۔مجھے اپ سے بات نہیں کرنی۔۔

بات کہاں کر رہا ہوں۔۔اب اس کی کمر کو پکڑتے پھر رخ اپنی طرف کیا

پیچھے ہوں۔۔۔

اچھا انکھیں بند کریں۔۔

نہی

کھلی آنکھوں سے دیکھیں گی تو۔۔

تو۔۔

بلش اون ہو جائیں گے گالوں کے۔۔گال پہ ہونٹ رکھتے واقع عشوے کے گال سرخ ہوئے۔۔

بتمیز۔۔گال صاف کرتے اسے گھورا

یہ لیں اپ کا گفٹ۔۔پھر گفٹ اٹھا کے سامنے کیا۔۔

یہ کیا ہے۔۔اسے دیکھتے پوچھا۔۔

کھول کے دیکھیں۔۔وہ اس کے کانپتے ہاتھ اور لرزتی پلکیں دیکھ رہا تھا۔۔قربت کے لمحات میں یہی حیا جان ڈال دیتی تھی۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا بس وہ اسے ہی دیکھے جائے۔۔لیکن اتنے اچھے دن کہاں اس کے۔۔

واو۔۔۔مالا ناول کو دیکھ کے اس کی چیخ نکل گئ۔۔حسام جو اسے فرصت سے دیکھ رہا تھا بدمزہ ہوا۔۔

تھینکیو۔۔کہاں سے ملا۔۔وہ کھول کے دیکھ رہی تھی۔۔پھر لاسٹ پیج کھولا جہاں۔۔جاری ہے لکھا ہوا تھا۔۔

یہ کیسے۔۔۔حیرانگی سے دیکھا۔۔کیونکہ انکمپلیٹ ناول پبلش تو نہیں ہو سکتا۔۔

جہان سکندر اگر پوری دنیا کے کمپیوٹر ہیک کروا سکتا ہے تو عصام شیخ بھی ان کمپلیٹ ناول پرینٹ کروا سکتا ہے۔۔وہ اس کی آنکھوں میں چمکتے ستارے دیکھ رہا تھا۔۔اس کی ایکسائٹمینٹ بتا رہی تھی کہ وہ کتنا خوش ہے اس ناول کو پا کے۔۔

میں نے سنا تھا کہ۔۔پونی سے نکلتے بالوں کو کان کے پیچھے کیا۔۔اس کی انگلیاں اس کی گردن سے ٹچ ہوئیں تو پھر سے پیچھے سرکی۔۔

ک۔۔کیا سنا تھا۔۔وہ کچھ دیر کے لیے بھول گئ تھی کہ وہ اس کے اتنے قریب بیٹھی ہے۔۔

کہ لڑکیاں ناولز کی دیوانی ہوتی ہیں۔۔اور۔۔وہ رکا

اور۔۔۔

اور آج دیکھ بھی لیا کہ میری اپنی بیوی کتنی پاگل ہے۔۔

اپ ان ڈائریکٹلی مجھے پاگل کہہ رہے ہیں۔۔وہ اب کافی حد تک دوبارہ دور ہو چکی تھی اور عصام بخوبی نوٹ کر رہا تھا اس کا پیچھے ہونا۔۔

نہیں۔۔۔میں ڈائرکٹ بھی کہہ سکتا ہوں۔۔پیچھے ٹیک لگاتے پھیل کے بیٹھا۔۔عشوے ساتھ ساتھ ناول بھی دیکھ رہی تھی بلکل ناول جیسا پرینٹ تھا جیسے اصلی ناول پبلش کیا جاتا ہے بس لاسٹ پہ جاری ہے لکھا ہوا تھا۔۔

اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ اپ ناول کے لیے اتنی دیوانی ہیں تو میں اپنی سٹڈی روم میں بس ناول ہی رکھتا۔۔

اب یہ زیادہ ہو رہا ہے۔۔

نہیں۔۔ابھی تو شروع ہی نہیں کیا۔۔

عصاام۔۔۔وہ اسے دوبارہ اپنی طرف کھینچنے لگا تھا۔۔جب عشوے اٹھ گئ۔۔

اپ کو کھینچنے کی بیماری ہے۔۔

جی جیسے اپ کو مجھ سے دوری بنانے کی ہے۔۔معنی خیزی سے کہتے وہ اسے اور چڑا گیا تھا۔۔

میں جا رہی ہوں۔۔اپ یہیں سڑیں۔۔پاؤں پٹختے چلی گئ۔۔

بہت بتمیز ہیں۔۔بڑبڑائی

اپ کو دیکھنکے ساری تمیز ختم ہو جاتی ہے کہا کروں یار۔۔وہ چلایا

پر عشوے اسے دیکھے بنا سیڑھیاں چڑھنے لگی

ہاں ہاں۔۔اپ کو اب ناول جو مل گیا ہے۔۔میری کہاں فکر ہو گی۔۔۔

خود ہی لا کے دیا ہے ۔۔جاتے جاتے واپس گھومی۔۔

اس لیے تو نہیں لا کے دیا کے مجھے ہی اگنور کرنے لگ جائیں۔۔اب وہ ناراض شکل بنا رہا تھا۔۔

اچھا نا۔۔اپ ناشتہ۔۔بلکہ لنچ کر لیں۔۔پھر آؤں گی۔۔وہ جان چھڑوانا چاہ رہی تھی۔۔پھر عصام نے بھی کچھ نہیں کہا۔۔وہیں آنکھوں پہ بازو رکھے لیٹ گیا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ناشتہ کر لو دیر ہو رہی ہے۔۔پریشے لحاف لپیٹے سو رہی تھی جب قدسیہ نے اسے آ کے جگایا۔

نہیں جانا اج۔۔وہ اندر سے ہی بولی

کیوں طبعیت ٹھیک ہے۔۔چادر ہٹاتے اس کا ماتھا چھوا۔۔

جی جی۔۔ٹھیک ہوں۔۔بس کام کر کر کے تھک گئ تھی اس لیے دو چھٹیاں لی ہیں۔۔آرام کرنا چاہتی ہوں۔ماں کی تسلی کروائی۔۔

ٹھیک ہے۔۔تم آرام کرو۔۔پھر بعد میں ناشتہ کر لینا۔۔ابھی شہیر کو بھیجا ہے مارکیٹ چاول لانے کے لیے۔۔ناشتہ کر کے پکا لینا۔۔

ٹھیک ہے امی۔۔فکر نا کریں میں اٹھوں گی تو پکا لوں گی۔۔پھر وہ تو چلی گئیں لیکن اسے نیند نہی آئی ۔۔کافی دیر انتظار کرتی رہی پھر اٹھ گئ۔۔ناشتہ کیا چاول چنے اور بھگو دیے۔۔پھر پیاز وغیرہ کاٹے لہسن ادرک اور سوکھے دھنیے کا پیسٹ بنایا۔۔چاول پکانے میں اسے ادھا گھنٹہ لگا تھا۔۔بارہ ہونے والے تھے ڈوپہر کا کھانا دو بجے جا کے وہ لوگ کھاتے تھے۔۔اس لیے دیگچا بند ہی رہنے دیا۔۔

اور کمرے میں آگئ۔۔نہا کے کپڑے چینج کیے بال بنائے اور لیپ ٹاپ اون کیا۔یہ چھٹیاں اس نے آرام کرنے کے لیے نہیں بلکہ عصام شیخ کی ہسٹری سرچ کرنے کے لیے لی تھیں۔۔وہ کون تھا کیا کرتا تھا اور اگے اس کے ساتھ کیا ہونا تھا۔۔یہ وہ طے کرنے والی تھی۔۔۔

لیکن بدقسمتی سے اس کے یہ دو دن بس ایک ہی چیز نکال سکے تھے کہ اس نے ریسنٹلی شادی کی ہے ۔۔اس گھر میں موجود تمام افراد سے اس کا کیا رشتہ ہے یہ بھی اسے پتہ نہیں چل سکا تھا۔۔یہ سب

جاننے کے لیے اسے کئی ماہ بھی لگ سکتے تھے۔۔جتنا وہ آسان سمجھ رہی تھی عصام کی زندگی اتنی ہی الجھی ہوئی تھی۔۔

وہ یہ سب کیوں کر رہی تھی خود بھی نہیں جانتی تھی شاید۔۔وہ اس بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتی تھی جو عصام اس کی دو دفعہ کی ملاقات میں کر چکا تھا۔۔

دانیہ کا کردار

وہ سولہ سترہ سال کی تھی جب اس کے باپ سیٹھ علی جو کہ نیا نیا بنا تھا نے اسے اس حویلی میں بھیجا تھا۔۔وہ سیٹھ کیسے بن گیا تھا یہ ایک الگ کہانی تھی۔۔

وہ وہاں ایک مقصد کے لیے بھیجی گئ تھی اور وہ مقصد تھا عصام کو شکست دینا۔۔لیکن اس کھیل میں عصام شامل ہی نہیں تھا تو شکست اور جیت کیسے ہوتی۔۔۔

اس کے ساتھ ایک آنٹی تھیں جو گھر کے کام کرتی تھیں۔وہاں کا خرچہ پانی علی بھیجتا تھا۔۔کیونکہ وہاں اس کی بیٹی تھی۔۔وہ اتنی زیادہ دولت کا مالک بن گیا تھا۔۔جتنی حمید اتنا عرصہ کام کر کے بھی نہیں بنا تھا۔۔

دانیہ نے اٹھ سال وہاں اکیلے راج کیا۔۔اصل بدمزگی تب پھیلی جب ایک روز عصام واپس آگیا۔۔ ایک ہاتھ میں سوٹ کیس۔۔دوسرے میں۔۔۔؟۔۔

آنکھوں پہ لگے گاگلز۔۔بلیک پینٹ بلیک شرٹ اور بلیک ہی شوز کف مڑے ہوئے تھے مضبوط بازو جن پہ بال بھی نمایاں تھے۔۔ماتھے پہ شکنیں اور انداز میں کوفت۔۔اس کا وہاں آنا دانیہ کی آزادی کو ختم کر گیا۔۔

پہلی فرصت میں اس نے دانیہ کو وہاں سے جانے کا کہہ دیا۔۔لیکن دانیہ نے جتن کر کے وہیں رہنا تھا سو رہ لیا۔۔۔

بابا۔۔کیا میں ماما سے مل سکتا ہوں۔۔وہ سٹڈی میں تھا جب آبان میڈ کے ساتھ وہاں آیا۔۔اس نے چئیر پیچھے گھسیٹتے بیڈ پہ دیکھا۔۔وہ وہاں نہیں تھی۔شاید باتھروم میں تھی۔۔

ماما۔۔کون سی ماما۔۔

وہ۔۔جو اپنی مسسز ہیں۔۔وہ پزل ہوا۔۔کیونکہ عصام نے اسے ماما کہنے سے منع کیا تھا۔۔

اچھا اچھا۔۔وہ عشوے۔۔وہ تو اپنسے بس آٹھ نو سال ہی بڑی ہوں گی۔۔

پھر۔۔میں انہیں کیا کہوں۔وہ الجھا

آپ۔۔۔عصام نے کچھ سوچا۔

آپی کہہ لیا کروں۔۔ابان نے خود ہی حل پیش کیا۔۔عصام اس کے اتنے سیریس انداز پہ مسکرایا۔۔

نہیں۔۔وہ اپ کی ماما ہیں۔۔تو اپ انہیں ماما ہی کہیں گے۔۔عشوے بیڈ پہ آکے بیٹھی تھی۔۔عصام کی اواز پے مڑ۔کے سٹڈی روم میں دیکھا۔۔

آبان ایا ہے۔۔بیٹھنے کی بجائے وہاں چلی ائی۔۔

بابا۔۔کہہ رہے ہیں۔۔میں اپ کو مما کہا کروں۔۔اس کے قریب اتے معصومیت سے اسے دیکھا۔۔

عشوے ساکت ہوئی۔۔پھر عصام کو دیکھا جو سر جھکائے فائل پہ کام کر رہا تھا۔۔

میں اپ کی ماما۔

ہیں۔۔عصام سیریس انداز میں دونوں کو دیکھا۔۔

یہ آپ کا بیٹا ہے۔۔اب آپ کے حوالے۔۔وہ اس کے احساسات سے بے خبر اس کے دل کے کئی ٹکڑے کر گیا۔۔یعنی دانیہ کی بات سچ تھی۔۔

Welcome in to prime urdu novels & publications.

پرائم اردو ناولز میں خوش آمدید۔

پرائم اردو ناولز میں بحیثیت لکھاری شمولیت اختیار کریں اور اپنی تحریروں، ناولز، افسانوں کا پی ڈی ایف لنک حاصل کریں۔اور دنیا بھر میں ہماری ویب سائیٹ کے لاکھوں قارئین تک اپنی تحریر ایک کلک میں پہنچائیں۔

اگر آپ اپنی تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو خصوصی ڈسکاؤنٹ پر آپ کی مرضی کی تعداد میں کتابیں بنا کر دیں گے۔

ہمارے گروپ میں اپنی تحریر اپنے پیج لنک کے ساتھ پوسٹ کریں اور اپنے پیج کی پروموشن کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

اپنے پیج پر ہماری ویب سائیٹ کا پی ڈی ایف لنک شیئر کر ک اپنے ریڈرز کو پی ڈی ایف سے آف لائن ناولز پڑھنے کی سہولت فراہم کریں۔

اپنے ناولز کو ویبسائیٹ کے ساتھ ساتھ دیگر سٹریمنگ پلیٹ فارمز جیسے یوٹیوب پر بھی پڑھنے کی سہولت فراہم کریں اپنے ریڈرز کو۔

اپنی تحریروں کے لئے دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل اور پروموشنل پوسٹ بنوانے کے لئے ہمارے گرافک ڈیزائنر کی خدمات مفت حاصل کریں۔

اگر آپ کو اپنی تحریروں کو لکھنے میں راہنمائی کی ضرورت ہو تو ہماری ٹیم میں موجود سینئر لکھاری آپ کو مکمل راہنمائی فراہم کریں گے۔

تو پھر دیر کس بات کی، ابھی ہمارے گروپ کو جوائن کریں اور اپنی تحریر پوسٹ کریں اور ہماری ٹیم کا حصہ بن جائیں۔کیوں کہ ہم اپنے سب لکھاریوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے ہمیں میسنجر پر انبکس کریں یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

Whatsapp : 03335586927

Prime Urdu Novels Group Link

https://www.facebook.com/groups/517883045059344/

وہ اس کا بیٹا ہی تھا۔۔اس کی دوسری شادی عصام سے ہوئی تھی۔۔ عشوے آبان کا ہاتھ جھٹک کے بیڈ پہ آگئی۔۔

آبان کبھی عصام کو دیکھتا کبھی عشوے کو۔۔پھر چلتا ہوا عشوے کے پاس آیا۔۔

اگر اپ کو مما کہنا برا لگا ہے تو میں آپکو مسسز بابا بھی۔۔مطلب مسز عصام بھی بلا سکتا ہوں۔۔اس کے ہاتھوں پہ اپنا ننھا سا ہاتھ لگایا۔۔

نہی۔نہیں۔۔اپ مجھے مما۔کہہ۔سکتے ہیں۔۔اسے اٹھا کے اپنے پاس بیٹھایا۔۔آپ کے بابا کا سارا قصور ہے اپ کا تھوڑی ہے۔۔اپ تو بہت اچھے بچے ہیں۔۔

اس کے پھولے گال۔پہ پیار کیا۔۔اپ کے بابا ہی سڑیل مزاج ہیں۔۔اسے عصام پہ غصہ ارہا تھا۔۔

وہ اپ سے پیار کرتے ہیں۔۔۔اس کے کان کے قریب ہوا۔۔

نہیں۔۔بلکہ مجھے مارتے ہیں۔۔ عشوے نے بھی جھک کے اس کے کان میں کہا۔۔

مجھے مارتے نہیں ہیں۔۔لیکن۔مجھ سے پیار بھی نہیں کرتے۔۔آبان نے گردن سینے سے لگاتے بیچارگی سے بتایا۔۔

نہیں نہیں۔۔وہ آپ سے پیار کرتے ہیں اسی لیے تو اپ کو مارتے نہیں ہیں۔۔۔

اپ نے کبھی بابا کو غصے میں دیکھا ہے۔۔اس سے پوچھا۔۔
نہیں۔لیکن اس کے ذہن میں موبائل والا سین آیا تھا جب وہ بیمار بھی ہو گئی تھی۔۔

بابا جب غصے میں ہوتے ہیں نا تو ایسے سپائڈر مین کی طرح بن جاتے ہیں۔۔۔

اچھا۔۔سپائڈر مین تو اچھا ہوتا ہے نا۔۔

ہاں۔۔میرے بابا بھی اچھے ہیں۔۔وہ دونوں باتیں کر رہے تھے عصام نے پیچھے ہو کے ان دونوں کو دیکھا۔

بس ایک بیٹی کی کمی ہے۔۔وہیں سے اونچی اواز میں کہا۔۔عشوے جو اس سے باتیں کر رہی تھی اس کی اواز پہ دل دھک سے رہ گیا۔۔وہ اس کی بات سمجھ گئ تھی

---سٹیپ ون---

ماہ بیر کے پاس عشوے سے ملنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔۔اگر وہ اس کے گھر جاتا تو عصام کو پتہ چل جاتا۔۔اور عشوے وہاں آتی نہیں تھی۔۔یا تو وہ اس سے فون پہ بات کرتا۔۔یا وہ اپنے درمیان کسی تیسرے بندے کو لاتا۔۔

لیکن اس بار وہ تیسرے بندے کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا پچھلی بار بھی تیسرے بندے نے ہی ان کو الگ کیا تھا۔۔بس ایکبار کنفرم ہو جائے عشوے کے جذبات کیا ہیں میرے لیے پھر اسے میرا ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

۔پھر اگر عصام کو راستے سے ہٹانا پڑا تو اس سے بھی گریز نہیں کروں گا۔۔

۔۔۔۔۔۔سٹپ ٹو۔۔۔۔

عشوے عصام۔۔عصام شیخ کی بیوی۔۔۔عصام تک پہنچنے کے لیے مجھے عشوے کا سہارا لینا ہے۔۔میں عصام شیخ کے گلے میں ہاتھ ڈال کے رہوں گی۔۔

پھر چاہیے اس کی بیوی کے راستے سے ہی کیوں نا جانا پڑے۔۔وہ ابھی اس بات سے بے خبر تھی کہ وہ عصام سے نفرت نہیں بلکہ محبت کرنے لگی تھی۔۔

وہ عصام کو حاصل کرنے کے لیے عشوے کا قتل بھی کر سکتی تھی

۔۔۔۔۔۔سٹیپ تھری۔۔۔۔۔

؟؟

ہائے۔۔وہ لان میں اکیلی بیٹھی تھی جب دانیہ اس کے پاس ائی۔۔

اسلام و علیکم دانیہ آپی۔۔

واعلیکم اسلام۔۔کیا کر رہی ہو یہاں۔۔سامنے والی کرسی پہ بیٹھتے پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں۔بس چائے اور ناول۔۔گود میں رکھی بک کی طرف اشارہ کیا۔۔

تمہیں بھی شوق ہے۔۔بکس کا۔۔وہ شاید اس کا۔موڈ جانچ رہی تھیں۔۔

باقی بکس کا تو نہی بس ناولز کا۔۔سپ لیتے انہیں دیکھا

اچھا۔۔تم سے کچھ پوچھنا تھا۔۔دراصل۔۔وہ ہچکچائیں۔۔یا ایکٹنگ کی

دراصل عصام کی سٹڈی میں میرے کچھ نوٹس رکھے ہیں اسے دیے تھے چیک کرنے کے لیے۔۔وہ اٹھانے تھے مجھے ضرورت تھے ابھی۔۔تم دیکھ دو۔۔

اوکے۔۔آئیں میں نکال دوں۔۔۔وہ۔کپ رکھ کے فورا کھڑی ہو گئ۔۔

اگر تم چائے پی رہی ہو تو پی لو ٹھنڈی ہو جائے گی۔۔میں خود لے سکتی ہوں۔۔تم بس چابیاں بتا دو ۔۔کہاں رکھی ہیں۔۔

چابیاں۔۔حیرانگی سے پوچھا۔۔

ہاں۔۔لاک ہوتی ہے نا۔۔تم نے نہی دیکھا۔۔انہیں غصہ ایا۔۔

ن۔۔نہیں پتہ مجھے تو میں کبھی وہاں گئ ہی نہیں۔۔۔بےچارگی سے انہیں دیکھا۔۔

اچھا۔۔چلو۔۔پھر عصام سے پوچھ لو۔۔اچانک سے زہن میں آیا۔۔

ہم۔۔میں پوچھتی ہوں۔۔پھر اوپر کمرے میں آئی موبائل چارج سے اتارا۔۔عصام کا نمبر بتمیز کے نام سے سیو تھا یہ اس نے شادی سے پہلے کیا تھا۔۔۔فون ملا کے کان سے لگایا۔۔۔بیل جا رہی تھی۔۔چھ دفعہ ٹوں کے بعد بھی کال رسیو نہیں ہوئی۔۔دوبارہ ملائی۔۔پھر اسی طرح۔۔

شاید بزی ہوں۔۔آخری دفعہ ملاتے سوچا۔۔

جی۔۔مصروف سی آواز۔۔وہ سائڈ پہ تھا۔۔ورکر کام۔کر رہے تھے۔۔انہیں سمجھانا کون سا آسان کام تھا۔۔

و۔۔وہ سٹڈی کی چابی کہاں رکھی ہے۔۔لمبی چوڑی بات کی بجائے اس نے ڈائریکٹ پوچھا۔۔۔

کیا کرنی ہے۔۔وہ ٹھٹکا۔۔

کچھ نہیں۔۔وہ نوٹ۔۔۔اس سے پہلے کہ پورا کہتی دانیہ آپی جو ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی انہوں نے سر اور ہاتھ ہلاتے نہیں کا اشارا کیا۔۔کوئی اور بہانہ بناو۔۔پھر قریب اتے آہستہ سے کہا۔۔

کیا کرنا ہے۔۔بولیں۔۔عصام وہاں پہلے ہی مشکل سے دھوپ میں کھڑا تھا۔۔

ن۔۔ناول اندر رہ گیا تھا۔۔وہی لینا ہے۔۔ جھوٹ بولا۔۔

اپ کا کوئی ناول نہیں ہے وہاں۔۔اگر ہے بھی تو واپس اکے نکال دوں گا۔۔سپاٹ لہجے میں کہتے کال بند کر دی۔۔ عشوے منہ کھولے اتنی بتمیزی پہ تلملا کے رہ گئ۔۔کیا عزت رہ جائے گی اپی کے سامنے اب اس کی۔۔

و۔۔وہ کہہ رہے تھے کہ ان کے پاس ہی ہے۔۔چابی۔۔ظاہری سی بات ہے اگر لاک ہوتا ہے تو چابی ساتھ ہی رکھیں گے۔۔

نہیں ہوتی۔۔یہیں کہیں رکھتا ہے۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔وہ خود پورے کمرے کی تلاشی لے لیتی۔۔

شام میں لے لیجیے گا نا۔۔ائی ایم سوری۔۔

اہاں۔۔کوئی بات نہیں۔۔بس میں خود ہی عصام سے بات کر لوں گی۔۔پھر وہاں سے چلی گئ۔۔

دوسری طرف۔۔عصام نے موبائل میں کمرے کی فوٹیج دیکھ لی تھی۔۔ساری بات سمجھ گیا تھا۔۔لیکن اس بےوقوف لڑکی کو کون سمجھاتا جو اس کی بیوی کے عہدے پہ فائز تھی

اسلام و علیکم۔۔عشوے میں ماہبیر ہوں۔۔اس سے پہلے کہ وہ کال کاٹتی جلدی سے نام بتایا۔۔

واعلیکم اسلام۔۔اس نے خوف زدہ نظروں سے عصام کو دیکھا۔۔

شوہر کو جواب نہیں دیتیں باقی سب کو فورا سے دیا جاتا ہے۔۔وہ کام کر رہا تھا۔۔

میں اپ سے ملنا چاہتا ہوں۔۔جگہ اور وقت بتا دیں۔۔پلیز انکار نہی کرنا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔میں نہیں مل سکتی۔۔عصام کو دیکھتے جواب دیا۔۔وہ جانتی تھی اس کے کان اسی کی طرف ہیں۔۔۔

پلیز۔۔زیادہ لمبی بات نہیں کر سکتا۔۔اپ کا وہ سو کالڈ شوہر اپ کو ہی نقصان پہنچائے گا۔۔اگر اسے پتہ چل گیا تو۔۔۔

آ۔۔اچھا۔۔۔اپ۔۔اپ بتا دیں کہاں۔۔میں آجاؤں گی۔جلدی کال بند کرنا چاہتی تھی۔۔۔پھر ماہ بیر نے اسے جگہ بتا کے کال بند کر دی۔۔۔

میں بھی ساتھ جاوں گا۔۔جہاں بھی جائیں گی۔۔عصام نے لیپ ٹاپ بند کیا۔۔

ک۔۔کیوں۔۔میری کالج فرینڈ ہے۔۔اپ۔کیوں۔۔گھبراہٹ پکڑے جانے کی صاف چہرے پہ نظر ارہی تھی۔۔

میں نہیں مل سکتا۔۔وہ اس کے چہرے کو پڑھ رہا تھا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔ہاں۔۔مل سکتے ہیں۔۔لیکن میں ان کے گھر جاوں گی۔۔

میں خود ڈراپ کر دوں گا۔۔شوہر ڈرائیور ہی ہوتے ہیں۔۔

نہیں۔۔میں اکیلی جاوں گی۔۔اسے غصہ اگیا۔۔۔عصام خاموش رہا۔۔

پھر اگلے دن وہ جگہ عشوے سے پہلے موجود تھا۔۔جہاں وہ کسی سے ملنے والی تھی۔۔ہوٹل میں ان سے تھوڑا فاصلے پہ بیٹھتے اس نے کسی کو اتے دیکھا تھا۔۔غصے سے مٹھیاں بھینچتے وہ اپنی جگہ سے اٹھا ۔۔اس سے پہلے کہ پریشے عشوے کے پاس اکے بیٹھتی۔۔عصام اس کے سامنے ایا

تم اب میری بیوی کا استعمال کر رہی ہو۔۔ماتھے پہ ان گنت شکنیں تھیں۔۔جبڑے بھینچتے اس نے ایک نظر اپنے پاس اتے عشوے کو دیکھا۔۔اس کا رنگ بھی لٹھے کہ مانند ہو رہا تھا۔۔پریشے جو وہاں کسی اور کام سے ائی تھی۔۔ایک لمحہ لگا تھا اسے سیچوئیشن سمجھنے میں۔۔

میرا ایسا کوئی مقصد نہی ہے اور نا ہی میں تمہاری بیوی۔۔

ع۔۔عصام۔۔ا۔۔اپ اسے جانتے ہیں۔۔یہی ہیں میری کالج فرینڈ۔۔اس سے پہلے کہ وہ اگے کچھ کہتی عشوے بھاگ کے اس کے کندھے سے الگی۔۔پریشے نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔عشوے نے نا محسوس طریقے سے پریشے کا ہاتھ دبایا۔۔جیسے کہہ رہی ہو پلیز۔۔کچھ۔مت کہنا۔۔اور پریشے کو تو موقع چاہیے تھا۔۔بہت تسلی سے سینے پہ بازو باندھتے اس نے عصام کو دیکھا۔۔

اپ کے طور طریقوں پہ زندگی نہیں گزار سکتے نا اب ہم۔۔اپنی۔مرضی سے جئیں گے۔۔ہم لوگ تو پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔چیڑانے والی مسکراہٹ۔۔عصام لب بھینچ کے رہ گیا۔۔

دوسری طرف ماہبیر۔۔جو اینٹرس سے داخل ہو رہا تھا عصام کو عشوے کے ساتھ دیکھ کے وہیں سے واپس مڑ گیا۔۔اسے لگا شاید عشوے عصام کو جان بوجھ کے ساتھ لائی ہے۔۔

آئندہ میری وائف کے آس پاس بھی مت بھٹکنا۔۔عشوے کا بازو پکڑتے اسے اپنی طرف گھسیٹا۔۔
نیکسٹ اگر تم۔مجھے نظر آئی۔۔تو جو بچھی کچھ عزت ہے وہ بھی جائے گی۔۔اسے وارن کرتے وہ عشوے کو زبردستی وہاں سے لے آیا۔۔

کس سے ملنے گئ تھیں۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی کلاس شروع ہوئی۔۔

عشوے نے جواب دینے کی بجائے خاموشی سے چادر اتار کے سائڈ پہ رکھی۔۔وہ ان سوالوں سے بچنا چاہتی تھی جو عصام اس سے پوچھنے والا تھا۔۔

اپ میں عقل نہی ہے۔۔ایسے ہی کسی نے بلایا تو منہ اٹھا کے چل دیں۔۔

و۔۔وہ میری دوست ہے۔۔واپس گھومی۔۔اس نے کبھی اپنی زندگی میں اتنا بڑا جھوٹ نہی بولا تھا ایک عصام کا خوف اوپر سے جھوٹ کا۔۔بے چینی اس کی رگ رگ میں سرائیت کر رہی تھی

اپ کو میں بچہ لگتا ہوں۔۔پریشے آپ سے چھ سات سال بڑی ہے۔۔۔وہ اپ کی دوست کیسے ہو گئ ۔جوتے اتار کے ریک میں رکھتے وہ اس کے قریب آیا۔۔

و۔وہ سکول میں نہیں پڑھتی تھی ساتھ۔۔ایکچولی

سچ سچ۔۔سننا ہے مجھے۔۔اس کے علاوہ کچھ بھی نہی۔۔کندھوں سے پکڑ کے اسے اپنے سامنے سٹریٹ کھڑا کیا۔۔

س۔۔سچ ہی۔۔بتا ر۔۔ہی۔۔۔اس کی آواز حلق میں پھنسنے لگی تھی۔۔

ماہ بیر وہاں کیا کرنے آیا تھا۔۔

اب عشوے کے پیروں سے زمین کھسکی۔۔ماہ بیر۔۔

جی۔

ماہ بیر۔۔وہ وہاں کیا کرنے آیا تھا۔اس کی آواز اونچی ہوئی

م۔۔میں۔۔نے تو نہیں دیکھا۔۔

لیکن میں نے تو دیکھا ہے نا۔۔اور مجھے اندازہ ہے وہ وہاں کیوں آیا تھا۔۔عصام کی پیشانی کی شکنیں بڑھتی جا رہی تھیں۔۔اور عشوے کی ہاتھ اب کانپنا شروع ہو چکے تھے۔۔ایک لمحے میں عصام بدلتا تھا ۔۔اس کا رویہ۔۔رعب۔۔اتنا۔حاوی ہو جاتا کہ کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی نا رہتی تھی اگلے بندے میں۔۔اور یہی حال ابھی عشوے کا تھا۔۔

ک۔۔کیو۔۔وہ پیچھے سرکی۔۔

آپ سے ملنے اور آپ بھی وہاں اسی سے ملنے گئ تھیں۔۔پریشے کا بس بہانہ بن گیا۔۔اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہلکا سا دبایا۔۔

م۔۔میں نہیں۔۔ملنے۔۔

اپ پھر جھوٹ بول رہی ہیں۔۔ہاتھوں کی سختی بڑھی۔۔

س سچ میں۔۔میں نہیں جانتی۔۔

وہ آپ سے ہی ملنے آیا تھا۔۔جبڑے بھینچتے اس کے ہاتھوں کو چھوڑ دیا۔۔اگر تھوڑا سا اور سختی سے پکڑتا تو ساری انگلیاں ٹوٹ جانی تھیں۔۔

آپ کو موبائل اسی لیے نہیں دیتا میں۔۔مجھے پہلے ہی اندازہ تھا۔۔ایسا ہی کچھ ہو گا۔۔اس ماہ بیر کو تو میں نہیں چھوڑوں گا۔۔اور اپ بھی۔۔اپنا بیگ پیک کر لیں۔۔جانے کیوں اسے اتنا غصہ آگیا تھا۔۔ اگر وہ سچ بول دیتی توآئندہ میری وائف کے آس پاس بھی مت بھٹکنا۔۔عشوے کا بازو پکڑتے اسے اپنی طرف گھسیٹا۔۔نیکسٹ اگر تم۔مجھے نظر آئی۔۔تو جو بچھی کچھی عزت ہے وہ بھی جائے گی۔۔اسے وارن کرتے وہ عشوے کو زبردستی وہاں سے لے آیا۔۔

کس سے ملنے گئ تھیں۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی کلاس شروع ہوئی۔۔

عشوے نے جواب دینے کی بجائے خاموشی سے چادر اتار کے سائڈ پہ رکھی۔۔وہ ان سوالوں سے بچنا چاہتی تھی جو عصام اس سے پوچھنے والا تھا۔۔

اپ میں عقل نہی ہے۔۔ایسے ہی کسی نے بلایا تو منہ اٹھا کے چل دیں۔۔

و۔۔وہ میری دوست ہے۔۔واپس گھومی۔۔اس نے کبھی اپنی زندگی میں اتنا بڑا جھوٹ نہی بولا تھا ایک عصام کا خوف اوپر سے جھوٹ کا۔۔بے چینی اس کی رگ رگ میں سرائیت کر رہی تھی

اپ کو میں بچہ لگتا ہوں۔۔پریشے آپ سے چھ سات سال بڑی ہے۔۔۔وہ اپ کی دوست کیسے ہو گئ ۔جوتے اتار کے ریک میں رکھتے وہ اس کے قریب آیا۔۔

و۔وہ سکول میں نہیں پڑھتی تھی ساتھ۔۔ایکچولی

سچ سچ۔۔سننا ہے مجھے۔۔اس کے علاوہ کچھ بھی نہی۔۔کندھوں سے پکڑ کے اسے اپنے سامنے سٹریٹ کھڑا کیا۔۔

س۔۔سچ ہی۔۔بتا ر۔۔ہی۔۔۔اس کی آواز حلق میں پھنسنے لگی تھی۔۔

ماہ بیر وہاں کیا کرنے آیا تھا۔۔

اب عشوے کے پیروں سے زمین کھسکی۔۔ماہ بیر۔۔

جی۔

ماہ بیر۔۔وہ وہاں کیا کرنے آیا تھا۔اس کی آواز اونچی ہوئی

م۔۔میں۔۔۔نے تو نہیں دیکھا۔۔

لیکن میں نے تو دیکھا ہے نا۔۔اور مجھے اندازہ ہے وہ وہاں کیوں آیا تھا۔۔عصام کی پیشانی کی شکنیں بڑھتی جا رہی تھیں۔۔اور عشوے کی ہاتھ اب کانپنا شروع ہو چکے تھے۔۔ایک لمحے میں عصام بدلتا تھا ۔۔اس کا رویہ۔۔رعب۔۔اتنا۔حاوی ہو جاتا کہ کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی نا رہتی تھی اگلے بندے میں۔۔اور یہی حال ابھی عشوے کا تھا۔۔

ک۔۔کیو۔۔وہ پیچھے سر کی۔۔

آپ سے ملنے اور آپ بھی وہاں اسی سے ملنے گئ تھیں۔۔پریشے کا بس بہانہ بن گیا۔۔اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہلکا سا دبایا۔۔

م۔۔میں نہیں۔۔ملنے۔۔

اپ پھر جھوٹ بول رہی ہیں۔۔ہاتھوں کی سختی بڑھی۔۔

س سچ میں۔۔میں نہیں جانتی۔۔

وہ آپ سے ہی ملنے آیا تھا۔۔جبڑے بھینچتے اس کے ہاتھوں کو چھوڑ دیا۔۔اگر تھوڑا سا اور سختی سے پکڑتا تو ساری انگلیاں ٹوٹ جاتی تھیں۔۔

آپ کو موبائل اسی لیے نہیں دیتا میں۔۔مجھے پہلے ہی اندازہ تھا۔ایسا ہی کچھ ہو گا۔۔اس ماہ بیر کو تو میں نہیں چھوڑوں گا۔۔اور اپ بھی۔۔اپنا بیگ پیک کر لیں۔۔جانے کیوں اسے اتنا غصہ آگیا تھا۔۔اگر وہ سچ بول دیتی تو شاید نا آتا۔۔لیکن وہ اپنے جھوٹ پہ اڑ گئ تھی۔۔

ن۔۔نہیں عصام۔۔میں اپنے گھر نہی جاوں گی۔۔م۔۔میں یہاں سے کہیں نہیں جاوں گی۔۔

اپ کو ماہ بیر سے محبت ہے نا تو اسی کے پاس جائیں پھر۔۔یہاں میرے گھر میں کیوں ہیں۔۔اسے کندھوں سے تھامتے جھنجھوڑ ہی دیا۔۔۔غصے کی شدت سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔آپ کو۔میں نے پہلے بھی کہا تھا ماہ بیر کو بھائی کہنا ہے۔۔اس کا۔مطلب سمجھ نہی آیا تھا اپ کو۔۔وہ غرایا ۔۔اس کے یوں خوفزدہ ہونے پہ اسے اور غصہ آرہا تھا۔۔کیونکہ انسان خوف زدہ تب ہی ہوتا ہے جب اس کے دل میں چور ہو۔۔۔اور عشوے کے دل میں اس وقت چور تھا۔۔۔

آ۔۔ایا تھا۔۔

پھر۔۔جان بوجھ کے یہ حرکت کی ہے۔۔

ن۔۔نہیں بس آخری بار۔۔میں کلئیر کرنا چاہتی تھی۔۔سوکھتے گلے کو تر کیا۔۔میں۔۔اس سے کوئی تعلق نہی رکھنا چاہتی۔۔۔میں نے چھوڑ دیا ہے۔۔سب۔۔آنکھوں سے آنسو نکل کے گال پہ پھسلے۔۔

ابھی تو اپ اپنے گھر جائیں نا۔۔اگر میں نے کچھ الٹا سیدھا کر دیا تو زیادہ نقصان ہو جائے گا۔۔اور یہ آنسو بہانا بند کریں۔۔۔اس کے آنسو اسے اور بھی برے لگے۔۔

یہ۔۔اس ماہ بیر کے لیے۔۔اس کے گالوں کو اپنے انگوٹھوں سے زور سے رگڑا

ن۔۔نہیں۔۔۔اس کے ہاتھوں کو پکڑتے روکا۔۔وہ بہت خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔

تو پھر کیوں رو رہی ہیں۔۔گہری سانس لیتے وہ دور ہوا۔۔اب اس کی ہچکیاں بندھ رہی تھی۔۔عصام جواب کا انتظار کیے بنا ہی ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔اسے اپنی سمجھ نہی اتی تھی وہ اس سے محبت کرتا تھا یا نہیں۔۔کپڑے نکالتے اس کے جبڑے ہنوز بھینچے تھے

\-----------------

عشوے حمید

انیس سے بیس سال کے درمیان۔۔اونچا قد۔۔تیکھے نین نقش۔۔بڑی بڑی آنکھیں۔۔سمپل بی اے کی ڈگری۔۔ایک بہن اور ایک بھائی۔۔اور اب ایک شوہر۔۔عصام شیخ۔۔ریوالونگ چئیر پہ گھومتے پریشے کی نظریں سکرین پہ مرکوز تھیں جہاں عشوے کا سٹرکچر گھوم رہا تھا۔۔

عشوے کو عصام نے بہت پہلے ہی اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔۔یعنی ان کا رشتہ کافی مضبوط بھی ہو سکتا ہے۔۔لیکن اس دوران کوئی رابطہ نہی ہوا۔یعنی کمزور ترین بھی ہو سکتا ہے۔۔۔اس کا ٹارگٹ اب عصام نہی عشوے تھی۔۔عشوے عصام کو اب شیشے میں اتارنا تھا۔۔نوٹ پیڈ پہ تاریخ لکھی ساتھ نام لکھا۔۔پھر پیج کھینچ کے مونیٹر کے پیچھے بنی دیوار پہ چپکا دیا۔۔ایک مہنے میں عشوے کو عصام سے الگ کرنا تھا۔۔پھر عصام اس کا۔۔اسے عصام سے محبت ہو گئ تھی۔۔وہ کسی بھی حد تک جا سکتی تھی کسی بھی حد تک۔۔۔اگر وہ عشوے کا انکاؤنٹر بھی کر دیتی تو اسے کوئی پوچھنے والا نہی تھا۔۔۔لیکن عصام جیسے شوہر کی موجودگی میں وہ یہ رسک نہی لے سکتی تھی۔۔عشوے کا نمبر موبائل پہ لکھتے کال ملائی

ٹوں۔۔۔ٹوں۔۔۔دوسری طرف بیل جا رہی تھی لیکن کوئی رسیو نہی کر رہا تھا۔۔کچھ دیر کان سے لگائی رکھا۔۔پھر میسج چھوڑ دیا

عشوے۔۔کیا تم مجھے مل سکتی ہو۔۔۔میں پریشے۔۔اس دن جو ہوٹل میں ملی تھی۔۔پھر مسکراتے ہوے موبائل سامنے ٹیبل پہ رکھ دیا

\---------------

دو دن بعد

اگر مجھ سے ملنے آنا ہی تھا تو ساتھ اپنے شوہر کو کیوں لے کے آئیں۔۔۔تاکہ وہ میری بے عزتی کرے۔۔عصام نے ابھی عشوے کا موبائل اون کیا تھا۔۔ساتھ ہی ٹیکسٹ موصول ہوا۔۔جو یقینا دو دن پہلے کا ہی تھا۔۔

میں دوبارہ ملنا چاہتی ہوں۔۔اسی نمبر پہ رپلائے کیا۔۔وہ سٹڈی میں بیٹھا تھا۔۔عشوے نے دو دن سے اس سے بات نہیں کی تھی اور اس نے بھی اسے منانا ضروری نہیں سمجھا۔۔اس سے دوبارہ موبائل لے لیا تھا۔۔پہلے لینے کا مقصد اپنے باپ سے بات نا کرنا تھا اب ماہ بیر سے رابطہ ختم کروانا تھا۔۔

تاکہ پھر شوہر کو ساتھ لے آؤ۔۔پانچ منٹ بعد رپلائے ایا۔۔

عصام نے کوئی رپلائے نہی کیا۔۔دس منٹ بعد دوبارہ میسج آیا

کہاں ملنا ہے۔۔

جہاں پہلے ملے تھے۔۔عصام نے رپلائی کیا

ٹھیک ہے۔۔آج شام چھ بجے۔۔ماہ بیر نے وقت بتایا

عصام نے ٹیکسٹ کا سکرین شاٹ لے کے ڈلیٹ کر دیے۔۔پھر باہر آیا۔عشوے دوسری طرف رخ کیے سو رہی تھی۔۔دو بج رہے تھے۔۔

بات سنیں۔۔اس کے قریب آتے آواز دی۔۔

جی۔۔اتنی آہستہ آواز تھی کہ عصام نے بمشکل ہی سنا۔۔

شام کو ڈنر ہے ریڈی رہیے گا۔۔ساڑھے پانچ بجے۔۔اس کی لزرتی پلکوں کو دیکھا جو ابھی بھی بھیگی بھیگی سی تھی

اچھا۔۔یہ لفظی جواب دیتے اس نے کمفرٹر سیدھا کیا۔۔

عصام اور کچھ کہے بنا چلا گیا۔۔

عشوے کتنی دیر ایسے ہی وہاں لیٹی رہی۔۔ایک بار بھی اسے عصام نے سوری نہی کہا تھا۔۔اب تو اس نے توقع ہی چھوڑ دی تھی۔۔شام کو پھر وہ پانچ بجے ہی تیار ہو گئ۔۔سرخ رنگ کی لونگ فراک اور پجامے کے ساتھ سکن کلر کا سرخ نگوں سے مزین دوپٹہ سر پہ ٹکائے وہ بہت دلکش لگ رہی تھی ۔۔ہلکا سا میک اپ۔۔روئی روئی انکھیں۔۔۔بریسلٹ گھماتے وہ عصام کا انتظار کر رہی تھی جو ڈریسنگ روم میں چینج کر رہا تھا۔۔کچھ ہی دیر میں وہ بھی سفید کاٹن کے شلوار قمیض میں باہر نکلا۔۔اسے دیکھ کے ایک لمحے کے لیے دل ڈگمگایا۔۔۔آئینے میں بال سیٹ کرتے اسے دیکھا۔۔وہ سر جھکائے بریسلٹ سے کھیل رہی تھی

چلیں۔۔جوتے پہنتے اسے دیکھا

ہمم وہ بھی اٹھ گئ۔۔پانچ پچپن پہ وہ لوگ مطلوبہ ہوٹل میں پہنچے۔۔عصام اسے اپنی جگہ پہ بیٹھ کے غائب ہو گیا۔۔کچھ دیر بعد ہی وہیں ماہ بیر ایا۔۔وہ چلتا ہوا سیدھا عشوے کے پاس آ کے رکا ۔۔عصام۔جو دور سے دیکھ رہا تھا اس کے کرسی سنبھالتے ہی باہر نکلا۔۔اور ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔ماہ بیر کی اس کی طرف پیٹ تھی سامنے عشوے تھی۔۔جس کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں اور ماہ بیر سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔عصام کے قریب آتے ہی یک دم وہ کھڑی ہوئی۔۔خوف ایک بار پھر اس کے پورے وجود میں سرائیت کر گیا۔۔ماہ بیر نے واپس گھوم کو اسے دیکھا۔۔وہ بھی کھڑا ہو گیا۔۔

تم آج بھی اس خبیث انسان کو لے کے آئی ہو۔۔ماہ بیر کا تو پارہ ہائی ہوا۔۔عشوے پہ چلاتے ہوئے اسے دیکھا

نہیں نہیں۔۔آج میں لے کے ایا ہوں اپنی بیوی کو۔۔اسے تسلی سے دیکھتے کرسی پہ بیٹھا۔۔عشوے اور ماہ بیر دونوں کھڑے تھے۔۔

دراصل میں چاہتا تھا میں خود عشوے کے سامنے تم سے ایک ہی بار بات کر لو۔۔۔سو آرام سے بیٹھ جاو۔۔ساتھ ہی عشوے کا ہاتھ پکڑ کے بیٹھایا۔۔ماہ بیر بھی غصے میں ناچاہتے ہوئے بھی بیٹھ گیا۔۔

میں جانتا ہوں تم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو۔۔بلکہ جس طرح کی تڑپ دیکھاتے ہو نا ۔۔لگتا ہے عشق کرتے ہو۔۔دونوں کی آنکھوں میں جھانکا۔۔دونوں نے نظریں چرائیں۔۔

لیکن مسلہ یہ ہے کہ عشوے تمہیں اب نہی ملے گی۔۔

کیوں نہیں ملے گی۔۔میں تمہیں چھین کے دیکھاو۔گا۔۔ماہ بیر نے عزم سے کہا۔۔

نہیں۔۔میں نے اسے خریدا ہے۔۔ابھی تو میں نے اسے چھواب شاید نا آتا۔۔لیکن وہ اپنے جھوٹ پہ اڑ گئ تھی۔۔

ن۔۔ نہیں عصام۔۔میں اپنے گھر نہی جاوں گی۔۔م۔۔میں یہاں سے کہیں نہیں جاوں گی۔۔

اپ کو ماہ بیر سے محبت ہے نا تو اسی کے پاس جائیں پھر۔۔یہاں میرے گھر میں کیوں ہیں۔۔اسے کندھوں سے تھامتے جھنجھوڑ ہی دیا۔۔۔غصے کی شدت سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔آپ کو۔میں نے پہلے بھی کہا تھا ماہ بیر کو بھائی کہنا ہے۔۔اس کا۔مطلب سمجھ نہی آیا تھا اپ کو۔۔وہ غرایا ۔۔اس کے یوں خوفزدہ ہونے پہ اسے اور غصہ آرہا تھا۔۔کیونکہ انسان خوف زدہ تب ہی ہوتا ہے جب اس کے دل میں چور ہو۔۔۔اور عشوے کے دل میں اس وقت چور تھا۔۔

آ۔۔ایا تھا۔۔

پھر۔۔جان بوجھ کے یہ حرکت کی ہے۔۔

ن۔۔ نہیں بس آخری بار۔۔میں کلئیر کرنا چاہتی تھی۔۔سوکھتے گلے کو تر کیا۔۔میں۔۔اس سے کوئی تعلق نہی رکھنا چاہتی۔۔۔میں نے چھوڑ دیا ہے۔۔سب۔۔آنکھوں سے آنسو نکل کے گال پہ پھسلے۔۔

ابھی تو اپ اپنے گھر جائیں نا۔۔اگر میں نے کچھ الٹا سیدھا کر دیا تو زیادہ نقصان ہو جائے گا۔۔اور یہ آنسو بہانا بند کریں۔۔۔اس کے آنسو اسے اور بھی برے لگے۔۔

یہ۔۔اس ماہ بیر کے لیے۔۔اس کے گالوں کو اپنے انگوٹھوں سے زور سے رگڑا

ن۔۔نہیں۔۔۔اس کے ہاتھوں کو پکڑتے روکا۔۔وہ بہت خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔

تو پھر کیوں رو رہی ہیں۔۔گہری سانس لیتے وہ دور ہوا۔۔اب اس کی ہچکیاں بندھ رہی تھی۔۔عصام جواب کا انتظار کیے بنا ہی ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔اسے اپنی سمجھ نہی اتی تھی وہ اس سے محبت کرتا تھا یا نہیں۔۔کپڑے نکالتے اس کے جبڑے ہنوز بھینچے تھے

انیس سے بیس سال کے درمیان۔۔اونچا قد۔۔تیکھے نین نقش۔۔بڑی بڑی آنکھیں۔۔سمپل بی اے کی ڈگری۔۔ایک بہن اور ایک بھائی۔۔اور اب ایک شوہر۔۔عصام شیخ۔۔ریوالونگ چیئر پہ گھومتے پریشے کی نظریں سکرین پہ مرکوز تھیں جہاں عشوے کا سٹرکچر گھوم رہا تھا۔۔

عشوے کو عصام نے بہت پہلے ہی اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔۔یعنی ان کا رشتہ کافی مضبوط بھی ہو سکتا ہے۔۔لیکن اس دوران کوئی رابطہ نہی ہوا۔۔یعنی کمزور ترین بھی ہو سکتا ہے۔۔۔اس کا ٹارگٹ اب عصام نہی عشوے تھی۔۔ عشوے عصام کو اب شیشے میں اتارنا تھا۔۔نوٹ پیڈ پہ تاریخ لکھی ساتھ نام لکھا۔۔پھر پیج کھینچ کے مونیٹر کے پیچھے بنی دیوار پہ چپکا دیا۔۔ایک مہنے میں عشوے کو عصام سے الگ کرنا تھا۔۔پھر عصام اس کا۔۔اسے عصام سے محبت ہو گئ تھی۔۔وہ کسی بھی حد تک جا سکتی تھی کسی بھی حد تک۔۔۔اگر وہ عشوے کا انکاؤنٹر بھی کر دیتی تو اسے کوئی پوچھنے والا نہی تھا۔۔۔لیکن عصام جیسے شوہر کی موجودگی میں وہ یہ رسک نہی لے سکتی تھی۔۔ عشوے کا نمبر موبائل پہ لکھتے کال ملائی ٹوں۔۔۔ٹوں۔۔۔دوسری طرف بیل جا رہی تھی لیکن کوئی رسیو نہی کر رہا تھا۔۔کچھ دیر کان سے لگائی رکھا۔۔پھر میسج چھوڑ دیا

عشوے۔۔کیا تم مجھے مل سکتی ہو۔۔۔میں پریشے۔۔اس دن جو ہوٹل میں ملی تھی۔۔پھر مسکراتے ہوے موبائل سامنے ٹیبل پہ رکھ دیا

دو دن بعد

اگر مجھ سے ملنے آنا ہی تھا تو ساتھ اپنے شوہر کو کیوں لے کے آئیں۔۔۔تاکہ وہ میری بے عزتی کرے۔۔عصام نے ابھی عشوے کا موبائل اون کیا تھا۔۔ساتھ ہی ٹیکسٹ موصول ہوا۔۔جو یقینا دو دن پہلے کا ہی تھا۔۔

ایک اور بھی انون نمبر سے میسج تھا۔۔اسے اگنور کیا

میں دوبارہ ملنا چاہتی ہوں۔۔اسی نمبر پہ رپلائے کیا۔۔وہ سٹڈی میں بیٹھا تھا۔۔عشوے نے دو دن سے اس سے بات نہیں کی تھی اور اس نے بھی اسے منانا ضروری نہیں سمجھا۔۔اس سے دوبارہ موبائل لے لیا تھا۔۔پہلے لینے کا مقصد اپنے باپ سے بات نا کرنا تھا اب ماہ بیر سے رابطہ ختم کروانا تھا۔۔

تاکہ پھر شوہر کو ساتھ لے آؤ۔۔پانچ منٹ بعد رپلائے ایا۔۔

عصام نے کوئی رپلائے نہی کیا۔۔دس منٹ بعد دوبارہ میسج آیا

کہاں ملنا ہے۔۔

جہاں پہلے ملے تھے۔۔عصام نے رپلائی کیا

ٹھیک ہے۔۔آج شام چھ بجے۔۔ماہ بیر نے وقت بتایا

عصام نے ٹیکسٹ کا سکرین شاٹ لے کے ڈلیٹ کر دیے۔۔پھر باہر آیا۔۔عشوے دوسری طرف رخ کیے سو رہی تھی۔۔دو بج رہے تھے۔۔

بات سنیں۔۔اس کے قریب آتے آواز دی۔۔

جی۔۔اتنی آہستہ آواز تھی کہ عصام نے بمشکل ہی سنا۔۔

شام کو ڈنر ہے ریڈی رہیے گا۔۔ساڑھے پانچ بجے۔۔اس کی لزرتی پلکوں کو دیکھا جو ابھی بھی بھیگی بھیگی سی تھی

اچھا۔۔یہ لفظی جواب دیتے اس نے کمفرٹر سیدھا کیا۔۔

عصام اور کچھ کہے بنا چلا گیا۔۔

عشوے کتنی دیر ایسے ہی وہاں لیٹی رہی۔۔ایک بار بھی اسے عصام نے سوری نہی کہا تھا۔۔اب تو اس نے توقع ہی چھوڑ دی تھی۔۔شام کو پھر وہ پانچ بجے ہی تیار ہو گئ۔۔سرخ رنگ کی لونگ فراک اور پجامے کے ساتھ سکن کلر کا سرخ نگوں سے مزین دوپٹہ سر پہ ٹکائے وہ بہت دلکش لگ رہی تھی ۔۔ہلکا سا میک اپ۔۔روئی روئی انکھیں۔۔۔بریسلٹ گھماتے وہ عصام کا انتظار کر رہی تھی جو ڈریسنگ روم میں چینج کر رہا تھا۔۔کچھ ہی دیر میں وہ بھی سفید کاٹن کے شلوار قمیض میں باہر نکلا۔۔اسے دیکھ کے ایک لمحے کے لیے دل ڈگمگایا۔۔۔آئنے میں بال سیٹ کرتے اسے دیکھا۔۔وہ سر جھکائے بریسلٹ سے کھیل رہی تھی

چلیں۔۔جوتے پہنتے اسے دیکھا

ہمم وہ بھی اٹھ گئ۔۔پانچ پچپن پہ وہ لوگ مطلوبہ ہوٹل میں پہنچے۔۔عصام اسے اپنی جگہ پہ بیٹھ کے غائب ہو گیا۔۔کچھ دیر بعد ہی وہیں ماہ بیر ایا۔۔وہ چلتا ہوا سیدھا عشوے کے پاس آ کے رکا ۔۔عصام۔جو دور سے دیکھ رہا تھا اس کے کرسی سنبھالتے ہی باہر نکلا۔۔اور ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔ماہ بیر کی اس کی طرف پیٹ تھی سامنے عشوے تھی۔۔جس کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں اور ماہ بیر سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔عصام کے قریب آتے ہی یک دم وہ کھڑی ہوئی۔۔خوف ایک بار پھر اس کے پورے وجود میں سرائیت کر گیا۔۔ماہ بیر نے واپس گھوم کو اسے دیکھا۔۔وہ بھی کھڑا ہو گیا۔۔

تم آج بھی اس خبیث انسان کو لے کے آئی ہو۔۔ماہ بیر کا تو پارہ ہائی ہوا۔۔عشوے پہ چلاتے ہوئے اسے دیکھا

نہیں نہیں۔۔آج میں لے کے ایا ہوں اپنی بیوی کو۔۔اسے تسلی سے دیکھتے کرسی پہ بیٹھا۔۔عشوے اور ماہ بیر دونوں کھڑے تھے۔۔

دراصل میں چاہتا تھا میں خود عشوے کے سامنے تم سے ایک ہی بار بات کر لو۔۔۔سو آرام سے بیٹھ جاو۔۔ساتھ ہی عشوے کا ہاتھ پکڑ کے بیٹھایا۔۔ماہ بیر بھی غصے میں ناچاہتے ہوئے بھی بیٹھ گیا۔۔

میں جانتا ہوں تم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو۔۔بلکہ جس طرح کی تڑپ دیکھاتے ہو نا ۔۔لگتا ہے عشق کرتے ہو۔۔دونوں کی آنکھوں میں جھانکا۔۔دونوں نے نظریں چرائیں۔۔

لیکن مسلہ یہ ہے کہ عشوے تمہیں اب نہی ملے گی۔۔

کیوں نہیں ملے گی۔۔میں تمہیں چھین کے دیکھاو۔گا۔۔ماہ بیر نے عزم سے کہا۔۔

نہیں۔۔میں نے اسے خریدا ہے۔۔ابھی تو میں نے اسے چھوا بھی نہیں ہے اور تمہیں دے دوں۔۔ ایک نظر عشوے کو دیکھا جس کا۔وجود ایک لمحے میں دھواں دھواں ہوا۔۔

اوہ۔۔میں جانتا تھا کچھ نا کچھ تو ہوا ہے۔۔اب سمجھا۔۔ماموں نے لالچ میں آ کے اپنی بیٹی کو فروخت کر دیا۔۔وہ دونوں وہاں بیٹھے اس کی ذات کی دجھیاں بکھیر رہے تھے اور وہ ساکت بیٹھی ان کے چہرے دیکھ رہی تھی۔۔

اب سمجھ گئے نا۔۔تو اپنا راستہ بدل لو۔۔کیونکہ یہ تو میرے جیتے جی ممکن نہی ہو گا کہ تم میری بیوی کو لے جا سکو۔۔

اور عشوے۔۔ بھی آج کے بعد تم سے کسی قسم کا رابطہ نہیں رکھے گی۔۔

یہ تم نہیں طے کر سکتے۔۔ماہ بیر کھڑا ہوا

۔عشوے کو میں واپس لے کے رہوں گا۔۔چاہے خریدنا پڑے واپس۔۔اور۔۔اگر نہیں چھوا تو بہت اچھی بات ہے۔۔میرا تو فائدہ ہے اس میں۔۔ڈھکے چھپے الفاظ میں وہ اسے باور کروا گیا۔۔

یہ تمہاری بھول ہے۔۔ تسلی سے جواب دیتے ماہ بیر کو گھورا۔۔۔ عشوے بمشکل ہی وہاں بیٹھی تھی ۔۔اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ یوں دو مردوں کے درمیان کھلونا بنے گی

چلو ایک ڈیل کرتے ہیں۔

ٹیبل پہ بازو ٹکاتے عصام اگے ہوا۔۔

تم جا کے حمید صاحب سے کہو کہ۔۔میں عشوے کو خریدنا چاہتا ہوں۔۔اگر وہ مان گئے تو۔۔یہ تمہاری ۔۔اس کی آنکھیں دیکھتے اٹل لہجے سے کہا۔۔ایک لمحے کے لیے عشوے کو لگا کہیں وہ واقع کوئی کھلونا تو نہی ہے۔۔جسے یوں بار بار فروخت کیا جانے والا ہو۔۔۔

مجھے منظور ہے۔۔ماہ بیر نے بھی ڈن کر دیا۔۔

یہ کیمرا۔۔جو تم اس وقت اپنی پاکٹ یا گیربان پہ لگا کے رکھو گے۔۔

کیوں۔۔چھوٹے سے بٹن نما کمیرے کو دیکھا۔۔

اگلے بندے کے ایکسپریشن بھی تو دیکھنے ہیں نا۔۔ سمجھا کرو۔۔وہ عشوے کو بلکل فراموش کر چکا تھا۔۔

ہمم۔۔پھر چلتا ہوں میں۔۔بس اپنی ڈیل کو یاد رکھنا۔۔ماہ بیر کیمرا لیتے اٹھ گیا۔۔پیچھے سے عصام نے عشوے کو دیکھا جو۔۔ایسے بیٹھی تھی کہ ہاتھ لگاؤ تو ریت کے بت کی طرح ڈھے جائے گی اس کا ہاتھ

پکڑتے زبردستی کھڑا کیا۔۔پھر گاڑی میں بیٹھا کے خود ڈرائیورنگ سیٹ پہ آیا اس کا بیلٹ اور اپنا بیلٹ باندھتے وہ اسی کو ہی دیکھ رہا تھا جو بلکل خاموش تھی ایک لفظ بھی زبان سے ادا نہی کیا۔۔سارا راستہ خاموشی میں کٹ گیا۔۔آدھے پونے گھنٹے میں ان کی میٹنگ مکمل ہوئی تھی۔۔ابھی رات کے نو بجنے والے تھے۔۔عصام سیدھا ابان کے روم میں چلا گیا اور عشوے اپنے روم میں

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

کیا ہو رہا تھا۔۔وہ جو ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا آبان ایک دم سیدھا ہوا۔۔عصام کو سامنے دیکھ کے اس کا رنگ اڑا۔۔

کیا کر رہے تھے آپ۔۔عصام چلتا ہوا اس کے قریب ایا۔۔

ک۔۔کچھ نہی بابا۔۔کھیل رہا تھا۔۔نا محسوس طریقے سے تکیہ دبا رہا تھا

کس چیز سے۔۔اس کے پاس بیٹھا۔۔

ا۔۔ایسے ہی۔۔ہاتھوں سے۔۔ہتھیلیاں سامنے پھیلائیں۔۔جنہیں حسام نے پکڑ لیا۔۔

لیکن ہاتھوں سے تو نہیں کھیلا جاتا۔۔اب اس کی نظر تکیے کی جانب تھی۔۔پھر دونوں ہاتھوں کو ایک ہاتھ سے پکڑتے تکیہ اٹھایا۔۔اس کے نیچے تصویر تھی۔۔اسے اٹھاتے سامنے کیا۔۔وہ۔تصویر۔۔

مما کو مس کر رہا تھا۔۔سر نیچے گرایا

وہ تصویر آبان کی ماما یعنی عصام کی پہلی وائف کی تھی۔۔جب آبان دو سال کا تھا تو سیون منتھ کی پریگنسی میں ان کا بےبی پیٹ میں ہی ڈیڈ ہو گیا۔۔بچے کی ڈیتھ کا صحیح ٹائم پتہ نہیں چل سکا ۔۔ڈیلوری کے دوران ہی آبان کی ماں اس دنیا سے رخصت ہو گئ۔۔

تصویر کو دیکھ کے بہت کچھ یاد آیا۔۔

اپ ان کو مس کرتے رہیں گے تو نیو ماما کو ٹائم کون دے گا۔۔

وہ اپ کی مسسز ہیں۔۔ان کا تو موڈ ہی اچھا نہی ہوتا۔۔شکوہ کیا۔۔

آپ کیا کریں نا ان کا موڈ اچھا۔۔ان۔کے پاس جایا کریں۔۔ان کے ساتھ کھیلا کریں۔۔

وہ اپنے روم سے باہر ہی نہی آتیں۔۔۔اور دانیہ پھپو کہتی ہیں کہ۔۔وہ سانس لینے کے لیے رکا۔۔

وہ میری سٹیپ ماما ہیں وہ بڑے ہو کے مجھے ماریں گی۔۔ایک بار اپ نے بھی کہا تھا۔۔

ایسے ہی ماریں گی۔۔آپ بہادر بیٹے ہیں نا۔۔تو اپ مقابلہ کرنا۔۔

مطلب جب مما ماریں گی تو میں بھی ماروں۔۔اشتیاق سے پوچھا

ن۔نہیں۔۔وہ گڑبڑایا۔۔اپ ماریں نہیں۔۔لیکن اپ انہیں تنگ نہی کریں۔۔وہ جو بات کہیں آپ مانیں۔۔۔ایسے وہ آپ کو نہیں ماریں گی۔۔بلکہ بہت سارا پیار کریں گی۔۔وہ اسے آہستہ آہستہ سمجھا رہا

تھا۔۔آبان اس کی باتیں سنتے سنتے وہیں تکیے پہ سر رکھے سو گیا۔۔اس کے سونے کے بعد وہ روم میں آیا تو عشوے سامنے کہیں نظر نہیں ائی ۔۔

ڈریسنگ روم میں جھانکا وہاں بھی نہیں تھی۔۔پھر باتھروم چیک کیا اس کا دروازہ بھی انلاک تھا۔۔ سٹڈی روم میں آیا۔۔وہاں۔۔۔دروازہ کھول کے دیکھا۔۔سامنے کہیں نہیں تھی لیکن وہیں بک ریکس کے پیچھے بیٹھی جیسے عصام سے بلکہ پوری دنیا سے چھپنا چاہتی تھی۔۔عصام کی نظر اس پہ پڑی تو قریب ایا۔۔

یہاں کیوں بیٹھی ہیں۔۔اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے پوچھا۔۔وہ جو سر گھٹنوں پہ گرائے بیٹھی تھی ایک دم ڈر گئ۔۔

اٹھیں یہاں سے۔۔زبردستی اسے اٹھایا۔۔۔وہ گسیٹتی ہوئی اس کے ساتھ باہر آئی تھی۔۔حالت اتنی خراب تھی کے دیکھنے والا یہ سمجھتا شاید کوئی بہت پیارا وفات پا گیا ہے اس کے غم میں اتنی بری حالت ہو۔۔لیکن اس کا تو اس سے بھی بڑا دکھ تھا

چھوڑیں مجھے۔۔خود کو اس سے چھڑوایا۔۔

ا۔۔اپ کو میں انسان نہی لگتی۔۔

ا۔اپ کو بس میرا جسم ہی چاہیے نا۔۔

یہ لیں۔۔دوپٹہ جو پہلے ہی زمین سے لگ رہا تھا اتار کے دور پھینکا۔۔

یہ لیں۔۔حاضر ہوں۔۔جو کرنا ہے کریں میرے جسم کے ساتھ۔۔ل۔۔لیکن مجھے انسان تو سمجھیں۔۔ تیز تیز ابھرتا سینہ اس کی سانسوں کی بے ترتیبی کا پتہ دے رہا تھا۔۔عصام نے اسے دیکھا۔۔پھر زبردستی پکڑ کے سینے سے لگایا۔۔وہ تڑپ رہی تھی اپنی ناقدری پہ۔۔اور عصام جیسا پتھر انسان اپنے بھیگتے سینے کو پگھلتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔

ماما میرا ایک کام کریں گی۔۔خالی چائے کا مگ شیلف پہ رکھتے پریشے کرسی کھینچ کے بیٹھی۔۔۔قدسیہ کچن میں شام۔کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔۔

ہاں۔۔کہو۔۔کریلے میں سے بیج نکالتے اسے دیکھا۔۔

ایک لڑکی ہے۔۔اس کے گھر جانا ہے۔۔اور یہ پیکٹ اسے دینا ہے۔۔اس کے اوپر میرا فل ایڈریس اور نام سب لکھا ہے۔۔

میرا جانا ضروری ہے۔۔اس کی بات کاٹی

جی۔۔کیونکہ اگر میں ٹی سی ایس کرواوں گی تو وہ پہلے اس کے شوہر کے پاس جائے گگ جو کہ میں نہیں چاہتی۔۔

اور ایسا کیوں نہی چاہتی تم۔۔وہ اکثر اس کے ایسے کام کر دیا کرتی تھیں انویسٹیگیشن میں تھوڑی بہت ہیلپ۔۔یا کسی کے پاس کچھ چھوڑنا ہو تو۔۔

کیونکہ اس کا شوہر اس پہ ظلم کرتا ہے۔۔اس نے کمپلین کروائی تھی لیکن ثبوت نا ہونے کی وجہ سے ہم اسے اریسٹ نہیں کر سکے۔۔وہ ظالم انسان اسے موبائل بھی نہی رکھنے دیتا کے کچھ ریکارڈ کیا جا سکے۔۔وہ بلکل بے بس ہے ماما۔۔آپ کو یہ اینویلپ اس تک پہنچانا ہی ہے ہر حال میں۔۔۔انہیں کنوینس کرتے ہوئے پیکٹ سیدھا کیا۔۔۔اس میں ایک موبائل اور سم کارڈ ہے ۔۔جس میں میرا نمبر سیو ہے۔۔یہ جا کے اپ نے سیدھا اسی کو دینا ہے۔۔

لیکن میں جاوں گی کیسے۔۔کیونکہ وہ لوگ تو مجھے پہچانیں گے ہی نہیں۔۔کریلا کاٹا

ہاں۔۔لیکن آپ وہاں کام والی بن کے جائیں گی۔۔

شاباش

پلیز ماما۔۔وہاں کی سکیورٹی بہت ٹائٹ ہے۔۔وہاں آپ ایسے ہی بنا کسی کو جانے نہیں جا سکتی سوائے اس ایک آپشن کے۔۔اس طرح آپ کو گھر کے اندر موجود لوگوں سے بھی ملنے کی پرمیشن مل جائے گی۔۔

اوکے۔۔کب جانا ہے۔۔

جتنا جلدی ہو سکے۔۔

کل ہی جا سکوں گی۔۔اب تو وقت بھی نہی بچا۔۔کوڑے والی ٹوکری اٹھا کے سائڈ پہ رکھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔آپ نے وہاں جا کے گارڈ کو کہنا ہے کہ۔۔مسز عصام نے بلایا ہے کام کے لیے۔۔ایسے وہ زیادہ پوچھے گا نہی۔۔ٹھیک ہے۔۔وہ انہیں آہستہ آہستہ سمجھا رہی تھی۔۔

میرا قصور کیا تھا۔۔میرے ساتھ ہی یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔۔وہ اس کے سینے سے لگی بلک رہی تھی اور عصام اسے خود میں بھینچے تسلی کے دو لفظ بھی نہیں بول پا رہا تھا۔۔اسے یہ سب اس کے سامنے نہیں کہنا چاہیے تھا لیکن۔۔وہ یہ بات بھی برداشت نہی کر پاتا تھا کہ اس کی بیوی کسی اور مرد کو چاہتی ہے۔۔اسے عشوے کا کسی اور کے لیے یوں سوچنا اندر سے جلا رہا تھا۔۔

ماہ بیر سے دور رہیں۔۔جب جب وہ ہمارے درمیان آنے کی کوشش کرے گا ایسا ہی ہو گا۔۔اپ کو تکلیف ہو گی جو میں برداشت نہی کر سکوں گا۔۔

میرے علاوہ آپکے ذہن میں بھی کوئی اور بھٹکا نا۔تو میں اس کی جان لے لوں گا۔۔اپ کے دل اور دماغ۔۔دونوں کا فوکس صرف مجھ پہ ہونا چاہیے۔۔اسے خود سے الگ کرتے سرخ انکھوں سے دیکھا --

انڈر سٹینڈ۔۔کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے دوبارہ قریب کیا۔۔

آپ صرف میری ہیں۔۔نکاح ہوا ہے آپ سے۔۔۔صرف میرا حق ہے اپ پہ۔۔کوئی بھی تیسرا شخص اگر بیچ آنے کی کوشش کرے گا تو جان سے جائے گا۔۔اپنے انگوٹھوں سے اس کے گال صاف کیے جو بے تحاشا بھیگ چکے تھے۔۔پھر جھک کہ ان پہ لب رکھے۔۔یہاں کبھی آنسو نا گریں۔۔تکلیف دیتے ہیں مجھے۔۔

میں جانتا ہوں کسی کے لیے فیلنگز ہونا اپنے بس کی بات نہی ہوتی۔۔لیکن میں چاہتا ہوں کہ۔۔اپ ان احساسات کو ختم کر دیں۔۔اپ کا محرم میں ہوں۔۔یہ سب صرف میرے لیے ہونا چاہیے۔۔کسی بھی مرد کو یہ چیز برداشت نہی ہوتی کہ اس کی بیوی کسی اور سے تعلق۔۔

میرا کوئی تعلق نہی ہے ان سے۔۔ن۔۔نا ہی مجھے ان سے محبت ہے۔۔بمشکل اپنی ہچکیاں کنٹرول کرتے وہ اس سے دور ہٹی۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔

آ۔۔اپ نے ان کے سامنے مجھے اتنا انسلٹ کیوں کیا۔۔اسے بس اس بات کا دکھ تھا کہ عصام نے اسے ماہ بیر کے سامنے دو کوڑی کا کر دیا تھا

اس کے پیچھے ایک وجہ ہے جو اپ کو ابھی نہی بتا سکتا۔۔۔بھیگی قمیض کو دیکھتے کہا

جو بھی تھا۔۔لیکن بیوی کی عزت کرنا اور کروانا شوہر کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔۔اپ نے مجھے اتنا رسوا کیا۔۔میں زندگی میں اتنی شرمندہ نہی ہوئی۔۔

اپ کو ان باتوں کا دکھ نہی ہے۔۔اپ۔کو اس بات کا دکھ ہے کہ یہ باتیں ماہ بیر کے سامنے کی گئ ہیں۔۔اس کی چلتی زبان نے اسے پھر تیش دلایا۔۔عشوے خاموش ہو گئ۔۔وہ۔کیا کہتی۔۔۔اگر کچھ کہتی تو بھی عصام نے غلط ہی مطلب لینا تھا سو خاموش بہتر تھی۔۔عصام نے بھی گہرا سانس لیتے خود کو پرسکون کیا۔۔پھر روم فریزر سے پانی کی بوتل نکال کے عشوے کو پانی دیا۔۔وہ بھی رو رو کے تھک گی تھی۔۔خاموشی سے گلاس پکڑ لیا

کھانا کھائیں گی۔۔گلاس واپس لیتے عصام نے پوچھا۔۔

نہیں۔۔گردن نفی میں ہلاتے لیٹ گئ۔۔بھوک تو مر ہی گئ تھی۔۔عصام بھی زیادہ کچھ کہنے کی بجائے سٹڈی روم میں چلا گیا

اسلام و علیکم مامی۔۔ماموکہاں ہیں۔۔ماہ بیر حمید سے ملنے ان کے گھر ایا تھا۔۔عائشہ چیزیں سمیت رہی تھیں۔۔اسے مڑ کے دیکھا۔۔

کمرے میں ہونگے۔۔انہیں اب اس کے انے سے کوئی حیرانی نہی ہوتی تھی۔۔

وہ خاموشی سے اندر چلا ایا۔۔سامنے ہی وہ بک ریک سے بک۔نکال رہے تھے۔۔

ماموں مجھے اپ سے بات کرنی ہے۔۔ان کے سامنے ایا

بیٹھو۔۔اسے تعجب سے دیکھتے وہ خود بھی بیڈ پہ بیٹھ گئے۔۔ماہ بیر پاس پڑے صوفے پہ ٹکا

میں اپ سے اپ کی بیٹی خریدنا چاہتا ہوں۔۔انکی انکھوں میں دیکھا۔۔جہاں پہلے حیرت اور پھر نمی نمودار ہوئی

ک۔۔کیا مطلب ہے تمہارا۔۔زبان نے بھی ساتھ چھوڑنا شروع کیا

مطلب یہ کہ میں عشوے کو خریدنا چاہتا ہوں۔۔عصام سے زیادہ رقم

چٹاخ۔۔۔تمہاری جرات کے تم میری بیٹی کے بارے میں بات کرو۔۔ایک تھپڑ ماہ بیر کو زمین پہ لایا

یہی تھپڑ اگر اپ عصام کو مارتے نا تو اج اپ کی بیٹی وہاں اتنی اذیت میں نا جی رہی ہوتی۔۔۔وہ وہاں کیسے زندگی گزار رہی ہے اپ نہیں جانتے۔۔

حمید خاموش ہو گئے۔۔وہ اسے کیا کیا بتاتے

کل اس کا شوہر اسے میرے سامنے ذلیل کر کے گیا ہے۔۔اس کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔۔اگر اپ سامنے ہوتے تو اس کی حالت دیکھ کے زندہ دفن ہونے کی خواہش کرتے

خاموش ہو جاو۔۔تم نہیں جانتے کچھ بھی۔۔عشوے کبھی اتنی تکلیف میں نا ہوتی اگر بیچ میں تم نا ائے ہوتے۔۔سارے فساد تمہاری وجہ سے شروع ہوئے ہیں۔۔میری بیٹی ایسی نہی تھی کہ یوں بغاوت کرتی۔۔وہ تمہاری وجہ سے میرے منہ کو آرہی تھی۔۔

اپ نے اسے جہنم میں دکھیلا ہے۔۔بات کاٹی۔۔وہ۔کیسے برداشت کرتا۔۔سارا الزام اس پہ کیوں آرہا تھا۔۔

میں نے اسے تمہاری جہنم سے بچایا ہے۔۔اگر اتنی ہی محبت تھی تو اپنے ماں باپ کو پہلے راضی کرتے ۔۔ائے بڑے خریدنے والے۔۔اگر ایسی ذہنیت ہے تمہاری تو بہت اچھا ہوا کے تمہیں نہیں سونپا۔۔

واہ ماموجی واہ۔۔میری ذہنیت نظر آرہی ہے۔۔اپنی نہیں ائی۔۔

بس۔۔ تمیز سے بات کرو۔۔۔ ورنہ دفعہ ہو جاو یہاں سے۔۔ دور بیٹھا عصام وہ تمام منظر مونیٹر پہ دیکھ رہا تھا۔۔اسے حیرت بھی ہوئی حمید کے رویئے پہ۔۔اسے لگا تھا وہ شرمندہ ہونگے لیکن وہ تو ماہ بیر کو شرمندہ کر رہے تھے۔۔

مجھے اپ کی بیٹی چاہیے۔۔۔۔

اپ عصام سے بات کریں۔۔

کیوں کروں۔۔ تاکہ تمہاری ماں اسے روز ٹارچر کرے

وہ تو عصام بھی کر رہا ہے۔۔

اس کی دی ہوئی اذیت کم ہو گی۔۔۔

اپ کو اپنے بھتیجے سے زیادہ اس پہ بھروسا کیوں ہے۔۔

وہ پچھلے کئ سالوں سے اس کی منکوحہ ہے۔۔یہ چند ماہ نہیں ان کے رشتے کے بلکہ بہت سال ہو چکے ہیں۔وہ اس کی امانت تھی۔۔جو میں نے اسے سونپ تھی۔۔یہ رشتہ عصام کے باپ نے بنایا تھا۔۔جو

میرے پاس ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے دوست بھی تھے۔۔اور جن روپوں کی تم بات کر رہے ہو۔۔۔وہ میرے نہیں عشوے کے ہیں۔۔ عشوے اور عصام کے۔۔میں بس ایک پل تھا جس نے ایک کنارے کو دوسرے کنارے سے جوڑا ہے۔۔اب تم سے گزارش ہے میری۔۔ہاتھ جوڑے۔۔تم عشوے اور عصام سے دور رہو۔۔وہ جیسے بھی ہیں ٹھیک ہیں۔۔بہت سی چیزیں جنہیں تم نہیں جانتے ان دونوں کے ساتھ ہونے سے ٹھیک ہو رہی ہیں۔۔

دوسری طرف عصام حیرت کا بت بنا وہ سب سن رہا تھا اور دیکھ رہا تھا۔۔اسے تو کچھ اور پتہ تھا ۔۔اسفند کے خطوں میں جو لکھا تھا وہ تو کچھ اور لکھا تھا۔۔جو ابھی حمید کہہ رہے تھے وہ کچھ اور تھا۔۔ کیا وہ جھوٹ بول رہے تھے۔۔یا وہ خط اسفند کے نہیں تھے۔۔اگر اسفند کے نہی تھے تو کس کے تھے ۔۔۔بہت ساری کڑیاں تھی جو الجھتی جا رہی تھیں۔۔

اپ نے یہ سب پہلے کیوں نہی بتایا۔۔ماہ بیر انہیں حیرت اور افسوس سے دیکھنے لگا

کیونکہ ہر بات بتانے والی نہی ہوتی۔۔میں اس کا باپ ہوں۔۔میں اپنی بیٹی کے لیے بہتر فیصلہ کر سکتا ہوں اس کے لیے مجھے کسی کی ضروت نہی ہے۔

اگر ایسا تھا تو پہلے رشتہ کرنا چاہتے تھے نا۔۔وہ کون سا ناٹک تھا۔۔

ناٹک نہی تھا۔۔تمہاری مامی کی خواہش تھی۔۔اور تب عصام بھی نہی تھا۔۔اگر شوہر لا پتہ ہو جائے تو قانون کے مطابق۔۔عدت گزار کے عورت بیوہ کہلاتی ہے۔۔اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔۔۔لیکن اگر شوہر واپس آجائے تو دوسرا نکاح خود بخود ٹوٹ جاتا ہے۔۔یہ تو اچھا ہوا کہ وہ سہی وقت پہ آگیا ۔۔ورنہ جانے کتنی بدنامی اور کتنی زندگیاں خراب ہوتیں۔۔

ہمم۔۔۔حمید نے ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑا تھا جہاں سے ماہ بیر عشوے کو لے کے نکل سکتا۔۔خالی ہاتھ گیا تھا خالی ہاتھ ہی واپس پلٹ ایا

ماما اپ کیا کر رہی ہیں۔۔عشوے کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی گھر پہ اس کے علاوہ اور کوئی تھا۔۔ آبان سو رہا تھا شاید ابھی ابھی اٹھ کے نیچے ایا تھا۔۔

چائے بنا رہی ہوں۔۔اس دیکھ کے مسکرائی۔۔آپ پیئں گے۔۔

نہیں ۔میں بابا کی طرح کافی پیتا ہوں۔۔بلیک والی۔۔بات کرتے بازو پھیلائے

اچھا جی۔۔اسے اٹھا کے شیلف پہ بیٹھایا۔۔

پھر اپ ناشتے میں کیا کیا لیں گے۔۔اس کی ننھی سی ناک دبائی

ایک مینگو کاٹ کے کیوبز میں۔۔ایک کافی کا مگ اور ایک بریڈ۔۔فنگر ٹپس پہ مطلوبہ چیزیں گنوائیں۔۔

اووو کے۔۔اپ وہاں چیئر پہ بیٹھیں۔۔میں ابھی اپ کو دیتی ہوں۔۔چائے کی اگ دھیمی کرتے اسے نیچے اتارا۔۔پھر مینگو کاٹ کے پلیٹ میں رکھا ساتھ بریڈ۔۔

کافی یہ چھوٹے مگ میں۔۔چاکلیٹ کلر کا مگ اس کے سامنے لہرایا۔۔

جی۔۔یہ آبان کا ہے۔۔

ہوں ہوں۔۔ ابان تو بہت سیانے بچے ہیں۔۔

لیکن بابا کہتے ہیں میں ابھی اتنا جینئیس نہیں ہوں جتنے وہ خود ہیں۔۔

ہاں ان سے زیادہ تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔۔ عشوے کے اندر تک کڑواہٹ گھلی۔۔

انہیں سب کچھ اتا ہے۔۔وہ ہورس رائڈنگ بھی کر لیتے ہیں اور۔۔اور پسٹل بھی چلا لیتے ہیں۔۔ان کا نشانہ بہت اچھا ہے۔۔ایک بار انہوں نے ہمارے گھر میں ایک چور گھس ایا تھا۔۔اسے مارا۔۔وہ وہیں مر گیا۔۔

افففف۔۔ عشوے نے کافی اس کے سامنے رکھی۔

جی۔۔اور وہ بہت بریو ہیں۔۔

بس بہت ہو گئی باتیں۔۔ناشتہ کریں۔۔اسے عصام کی یوں تعریف ہونا برا لگ رہا تھا شاید۔۔۔

اپ کی ماما کا نام کیا تھا۔۔اس نے بات چینج کی

ان کا نام مریم تھا۔۔۔وہ بہت پیاری تھیں بلکل بابا کی طرح۔۔

اوففففففففف۔۔پھر بابا۔۔

اپ کے بابا کہاں سے پیارے ہیں۔۔

فیس سے۔۔وہ ڈیشنگ ہیں۔۔۔ہینڈ سم ہیں۔۔بہت ساری لڑکیاں ان سے شادی کرنا چاہتی تھیں ۔۔لیکن بابا نے اپ سے کر لی۔۔وہ ساتھ ساتھ ناشتہ کر رہا تھا

آہ باپ کے ساتھ ساتھ بیٹے کو بھی خوش فہمیاں ہیں۔۔سوچا

اپ کو پتہ ہے۔۔یہ۔جو پھپھو ہیں میری۔۔دانیہ۔۔۔

جی۔۔وہ رازدرانہ انداز میں بتا رہا تھا

یہ بھی بابا سے شادی کرنا چاہتی تھیں۔۔۔لیکن بابا نے منع کر دیا۔۔

کیوں۔۔اتنی پیاری تو ہیں۔۔

نہیں۔۔اپ زیادہ پیاری ہیں۔۔وہ اچھی نہی ہیں۔۔وہ بابا کو ہرٹ کرتی ہیں۔۔اور وہ مجھے کہتی ہیں میں ان کو ماما کہا کروں۔۔لیکن بابا نے کہا کہ پھپھو کہوں۔۔

اوہ۔۔مطلب مجھے ان سے بچ کے رہنا چاہیے۔۔

جی۔۔وہ بہت چالاک ہیں۔۔

انہوں نے ایک بار مجھ سے بابا کے لاکر کا پاسورڈ پوچھنے کا کہا۔۔لیکن بابا نے مجھے سہی پاسورڈ نہی بتایا ۔۔نیکسٹ ڈے پتہ کیا ہوا۔۔

کیا ہوا۔۔

وہ نیکسٹ ڈے بابا کے روم میں گئیں۔۔اور ان کا لاکر کھولنے کی کوشش کی۔۔پاسورڈ جب غلط لگا تو الارم بجنے لگا گا۔۔بابا افس میں تھے۔۔جلدی سے گھر ائے۔۔دانیہ پھپھو ڈر کے بھاگ گئ۔۔بابا نے مجھ سے پوچھا کہ کس نے کیا ہے تو میں نے بتا دیا۔۔اس وقت بابا بہت غصے میں تھے۔۔انہوں نے دانیہ پھپو کو وارن بھی کیا کہ ائندہ ایسا کچھ کیا تو گھر سے نکال دیں گے۔۔وہ۔ناشتہ کم ہی کر رہا تھا۔۔۔

تو اپ کے بابا نے اپ کو ان سے دور رہنے کا نہیں بولا۔۔

بولا نا۔۔بہت بار۔۔پھر میرے لیے بے بی سٹر بھی لائے پر دانیہ پھپو نے انہیں بھگا دیا۔۔ابھی۔پھر وہ اپکو میرے لیے لائے ہیں۔۔ہونٹوں میں زبان پھیرتے مسکراتی انکھوں سے اسے دیکھا۔۔وہ۔جو بہت توجہ سے اس کی باتیں سن رہی تھی اس کی شرارت پہ مسکرائی۔۔

ہاں بلکل۔۔اب ہم دونوں مل کے دانیہ پھپھو سے اور اپ کے بابا سے فائٹ کریں گے۔۔چائے کا خال مگ دھوتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

نہیں۔بابا سے نہی۔۔وہ تو بہت اچھے ہیں۔۔اسے برا لگا مزاق کر رہی تھی ۔۔اسے گھورا جو سیریس لے گیا تھا

انہوں نے مجھے کہا کہ میں اپ کے پاس ایا کروں اور اپ سے باتیں کیا کروں۔۔اج میں انہیں بتاوں گا۔۔کہ مجھے ان کی مسز سے باتیں کر کے بہت اچھا لگا۔۔اپنی چیئر سے اٹھتے برتن اٹھا کے اسے پکڑائے۔۔

اپ کے بابا کو جیلسی فیل ہو گی پھر تو۔۔

نہیں۔۔انہیں اچھا لگے گا نا۔۔

کیا پتہ۔۔برا بھی تو لگ سکتا ہے۔۔

اچھا نیچے ہوں۔۔

وہ نیچے ہوئی۔۔

اوممماہ۔۔اس کے گال پہ پیار کرتے خود ہی اس کا گال صاف کیا۔۔

اوہ سو کیوٹ۔۔ عشوے نے واپس اسے پیار کیا۔۔لگتا ہے دونوں باپ بیٹے کو گال پہ پیار کرنے کی عادت ہے۔۔اس کا گال صاف کرتے وہ دل سے مسکرائی تھی۔۔

اپ کو بابا نے بھی کیا۔

عشوے کا دل دھڑکا

ن۔۔نہیں تو۔۔وہ میں نے تو ایسے ہی بات کی۔۔جلدی سے رخ بدلا۔۔

اوکے۔۔

عشوے نے جب تک کچن سمیٹا۔۔آبان وہی کھڑا رہا پھر دونوں ٹی وی لاونج میں آگئے۔۔وہاں انہوں نے ایک اچھی سی مووی لگا کے خوب انجوائے کیا۔۔یہ دن عشوے کا اس گھر میں ایک اچھا دن تھا۔۔کل رات وہ جتنا روئی تھی۔۔۔اج اتنی ہی پرسکون تھی

ماہ بیر کیوں ایا تھا۔۔رات کو جب وہ سونے کے لیے لیٹنے لگیں تو حمید سے پوچھا۔۔سارا دن اکیلے کام کر کر کے تھک جاتی تھیں ایک تو عمر بھی اب زیادہ ہو رہی تھی اوپر سے مدد کروانے والا بھی کوئی نہی تھا۔۔

بس ایسے ہی حال احوال پوچھنے کے لیے۔۔چشمے سے جھانک کے انہیں دیکھا۔۔۔اپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔۔

واپسی پہ اتنے غصے میں گیا۔۔

حال احوال لینا ہوتا تو اتنی دیر نا لگتی۔۔۔

بیگم بندے کی کوئی پرائویسی بھی ہوتی ہے۔۔اس لیے بس خاموش ہو جائیں۔۔اگر بتانا ہوتا تو میں خود ہی بتا دیتا۔۔۔

توبہ ہے۔۔ایک تو سارا دن کے یہ کام کاج اور رات کو باتیں سنو۔۔

ریض کے لیے کوئ لڑکی ڈھونڈھیں۔۔شادی کریں اس کی میں اکیلی گھر نہی سنبھال پا رہی۔۔وہ کافی اکتائی ہوئی لگ رہی تھیں۔۔۔

ابھی وہ پڑھ رہا ہے۔۔۔

پڑھتا رہے گا۔۔بس بہو ائے گی تو میری مدد ہو جائے گی۔۔

مطلب اپ کو نوکرانی چاہیے۔۔۔۔

توبہ اے۔۔گھر کے کام کرنے سے نوکرانی تھوڑی بن جاتا ہے بندا۔۔یہ تو ہر عورت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔۔کہ وہ اپنے گھر کو سنبھالے۔۔گھر والوں کو سنبھالے۔۔میری بوڑھی ہڈیوں میں اب اتنی جان نہی ہے۔۔کمفرٹر سیدھا کیا۔۔

اچھا صبح بات کریں گے ریض سے وہ کیا کہتا ہے۔۔وہ بک نہی پڑھ پا رہے تھے اس لیے بات کو ختم کیا۔۔۔اگلے دن ناشتے کے ٹیبل پہ حمید صاحب نے ریض سے شادی کا زکر کیا۔۔پہلے تو عمر اور پڑھائی کا بہانہ بنایا پھر ماما کی خواہش پہ حامی بھر لی۔۔ویسے بھی تو کرنی ہی تھی اچھا تھا ابھی سے انڈرسٹینڈنگ ڈیولپ ہو جاتی۔۔

چلیں ماما۔۔اب اگے اپ کا کام۔۔پریشے نے گاڑی سائڈ پہ کھڑی کی۔۔جس میں سے قدسیہ باہر نکلیں ۔۔۔میلے سے پرانے کپڑوں پہ پرانی چادر سے نقاب کیے انہوں نے پیکٹ بغل کے نیچے دبایا۔۔جوتا

بھی پرانا ہی پہنا ہوا تھا۔۔کسی بھی طرح گارڈ کو کنوینس کرنا ہے اپ نے۔۔اور یہ موبائل عشوے تک پہنچانا ہے۔۔

اوکے۔۔تم یہیں رہنا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ڈن کرتے وہ وہاں سے سیدھا عصام مینشن کے گیٹ تک ائیں۔۔۔گارڈ انہیں دیکھ کے باہر نکلا۔۔۔

جی بی بی۔۔کس سے ملنا ہے۔۔مشکوک نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔

اجی۔۔وہ ہمیں مسز عصام سے ملنا ہے۔۔کام کے لیے رکھا ہے انہوں نے۔۔انہوں نے آواز کافی حد تک مظلومانہ رکھی تاکہ سننے والا اسے سچ میں ایک نوکرانی ہی سمجھتا۔۔

مجھ سے تو اسی کوئی بات نہیں کہ سر نے۔۔میں کال کر کے پوچھتا ہوں۔۔وہ اندر جانے لگا۔۔

رکو۔۔ان سے کیوں پوچھ رہے ہو۔۔وہ بزی ہونگے۔۔تم عشوے سے پوچھ لو۔۔۔

اس کے نام لینے پہ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔وہ واقع سچ کہہ رہی تھی۔۔اگر جھوٹ بولتی یا فراڈ کرتی تو اسے عشوے کا نام نا پتہ ہوتا۔۔

رکو۔۔میں پوچھ کے اتا ہوں۔۔اسے وہیں کھڑا کر کے اندر چلا گیا۔۔بس اب عشوے کسی طرح ہاں کر دے۔۔لیکن عشوے نے تو اسے نہیں بلایا تھا۔۔ہو سکتا ہے عصام نے بھیجا ہو۔۔سوچتے ہوے گارڈ کو دیکھا جو اس سے پوچھنے ایا تھا۔۔پھر اسے اندر انے کا کہہ دیا۔۔کچھ ہی دیر میں قدسیہ اس کے سامنے بیٹھی تھیں۔۔

اپ۔۔کو کس نے بھیجا۔۔سلام دعا کے بغد عشوے نے پوچھا۔۔

مجھے یہاں۔۔اپ کی ایک دوست نے بھیجا ہے بی بی جی۔۔اپ کو کچھ دینے کے لیے۔۔

بی بی مت کہیں۔۔عشوے نام ہے میرا۔۔اسے عجیب لگا

جی جی۔۔

کون سی دوست میری تو کوئی ایسی دوست نہی ہے

پریشے۔۔جو اپ کو ہوٹل میں ملی تھی۔۔اسے یاد کروایا یہ اسے پریشے نے سمجھایا تھا کہ کیسے کیسے سب ہوا تھا۔۔جھوٹ میں کچھ سچ مکس کر کے۔۔۔

اوہ۔۔اچھا وہ۔۔ان کی کیا لگتی ہیں اپ۔۔اسے یاد ایا

میں ان کے گھر کام کرتی ہوں جی۔۔۔یہ اپ کے لیے انہوں نے بھیجا ہے۔۔انویلپ نکالتے اسے چپکے سے پکڑایا۔۔یہ اپ سنبھال کے رکھیے گا۔۔اور عصام سر کو مت دیکھایئے گا۔۔رازداری سے کہتے وہ کچھ دیر رک کے چلی گی۔۔عشوے نے پیکٹ کھول کے دیکھا تو اس کے اندر انڈرائید فون اور ایک سم کارڈ تھا۔۔اسے دیکھ کے تو ایک لمحے کے لیے اس کے ہاتھ کانپ گئے۔۔کیونکہ اگر یہ عصام دیکھ لیتا تو پکا۔۔اس بار وہ گھر جاتی۔۔جلدی سے سب چیزیں واپس ڈالتے وہ باہر آئی۔۔لیکن وہ عورت جا چکی تھی۔۔اس سے پہلے کوئی اور دیکھتا۔۔وہ اینولپ اپنی طرف بڈ شیٹ پہ بنے ایک بلیک کلر کے بڑے سے چاند میں چھپا دیا۔۔یقینا یہاں سے سوائے عشوے کے اور کوئی نا ڈھونڈھ پاتا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

عصام شام کو گھر ایا تو ابان اور عشوے دونوں ٹیوی لاونج میں پڑے صوفے پہ سو رہے تھے۔۔

نائیس۔۔میرے بعد عیاشیاں ہوتی ہیں۔۔ایک لمحہ رک کے ان دونوں کے معصوم چہروں کو دیکھا۔۔۔ پھر جھک کے ریموٹ اٹھایا اور اواز اونچی کر دی۔۔اس سے پہلے کے وہ لوگ اواز سے جاگتے وہ اپنے کمرے میں پہنچ چکا تھا۔۔دروازہ بند کرتے کھڑکی سے پردہ ہٹایا۔۔سامنے ٹیوی لاونج کا منظر نظر ارہا تھا ۔۔شرٹ کے بٹن کھولتے عشوے کے چہرے پہ فوکس کیا۔۔جو اب انکھیں کھولتے دائیں بائیں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ابان بھی کسمسا رہا تھا۔۔عصام مسکراہٹ چھپاتے ان دونوں کو دیکھنے میں مصروف ساتھ ساتھ جوتے اور ٹائی اتارنے لگا۔۔۔

پھر کپڑے چینج کر کے نیچے ایا۔۔وہ دونوں ڈر کے بیٹھے ہوئے تھے۔۔انہیں شاید لگ رہا تھا کوئی بھوت وغیرہ اگیا ہے۔۔ابان تو اس کی گود میں منہ چھپاے بیٹھا تھا۔۔عصام ارام سے پیچھے سے گیا۔۔پھر عشوے کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔عشوے ساکت ہوئی۔۔اس نے پیچھے مڑ کے نہیں دیکھا تھا۔۔ہاتھ پھسلتا ہوا گلے تک ایا۔۔پھر تھوڑا سا نیچے۔۔عشوے کی سانسیں اٹکیں۔۔اس سے پہلے کی اس کی چیخ نکلتی عصام نے دوسرا ہاتھ اس کے ہونٹوں پہ جمایا۔۔۔

جلدی نیند پوری کر لی اج تو۔۔۔رات کو جاگنے کا پلین ہے کیا۔۔۔پھر اس کے کان کے پاس اتے کہا ۔۔اس کی پہلے حیرت سے انکھیں کھلیں۔۔پھر عصام کا ہاتھ پکڑا جو نیچے سرک رہا تھا۔۔۔

اپ کو شرم نہیں اتی۔۔ایک دم سے پیچھے مڑی۔۔ابان بھی پیچھے ہوا۔۔۔

نہیں اپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں۔۔وہ پر تپش نگاہوں سے اس کے دہکتے گال دیکھ رہا تھا

بچے کے سامنے ہی سٹارٹ ہو جاتے ہیں۔۔گالوں سے سیک نکلنے لگا تھا اس کی حرکت پہ۔۔

ابھی تو کچھ کیا ہی نہی ہے۔۔اور اپ کا یہ حال ہے۔۔

کیا کرنا ہے بابا۔۔ابان کب سے خاموش تھا۔۔

کچھ نہیں۔۔بس اپ کو ایک پیاری سی بہنا لا کے دینے کا پلین ہے۔۔۔

واٹ۔۔۔ عشوے اپنی جگہ سے اچھلی۔۔

سچ بابا۔۔ کہاں سے لے کے ائین گے۔۔وہ تو خوش ہو گیا۔۔

بیٹا ہم لوگ ڈاونلوڈ کریں گے۔۔ عشوے نے عصام کو گھورنا چاہا لیکن اس کی نظروں نے دوبارہ نظریں جھکانے پہ مجبور کر دیا۔۔

اپ اپنے کمرے میں جائیں۔۔۔ پھر عصام نے اسے نیچے اتار۔۔

نہیں۔۔میں بھی دیکھوں گا بہنا کیسے ڈاونلوڈ ہوتی ہے۔۔

ہاہاہا۔۔عصام ایک دم قہقہہ لگا کے ہنسا۔۔ عشوے حیا سے بس سمٹی جا رہی تھی اور وہ دونوں باپ بیٹا اس کی واٹ لگا رہے تھے۔۔

میں جا رہی ہوں۔۔اس سے پہلے کہ وہ لوگ اور بے شرمی کرتے وہ وہاں سے اٹھی لیکن عصام نے اس کا بازو پکڑتے واپس روکا۔۔۔

کہاں جا رہی ہیں۔۔ابان کو بہنا۔۔

چپ کر جائیں۔۔اپ کم سے کم بچے کا تو خیال کر لیں۔۔

اسی کا خیال ہی تو کر رہا ہوں۔۔بیٹھیں یہاں۔۔زبردستی اپنے پاس بیٹھایا۔۔

اپ کتنی گندی باتیں کرتے ہیں۔۔

اس میں گندی کون سی بات ہے۔۔اس کی گردن سے بال ہٹاتے وہ ابان کو دیکھ رہا تھا جو نیچے ٹیبل کے پاس بیٹھا گاڑی سٹ کرنے میں مصروف تھا ساتھ ساتھ۔۔

بابا۔۔بہنا کھیلے گی بھی۔۔واپس مڑ کے انہیں دیکھا۔۔

ہاں کیوں نہیں۔۔۔عشوے کو دیکھا۔۔جس کی انکھوں میں اب نمی ابھرنے لگی تھی۔۔اسے سمجھ نہی ارہی تھی وہ عصام کی زبان کیسے بند کرے جو چھوٹے سے بچے کے سامنے چل رہی تھی۔۔

\-------------

بابا ہم لوگ دو ہو جائیں گے تو زیادہ مستی کریں گے نا۔۔ابان گاڑی ٹھیک کر چکا تھا۔۔

ہاں خوب ساری۔۔اس کی انگلیاں ہنوز اس کی گردن پہ سرک رہی تھی۔۔۔اور عشوے دھڑکتے دل کے ساتھ وہاں بیٹھی ان کے ٹاپک چینج ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

اگر تین ہوں تو پھر اور بھی زیادہ مستی ہو سکتی ہے۔۔۔آبان کو لگ رہا تھا یہ بس چٹکی بجانے کا کام ہے۔۔

ہاں۔۔ہاں۔۔ بلکل یہ کی نا میرے بیٹے والی بات۔۔ٹوینز بھی تو ہو سکتے ہیں نا۔۔عشوے کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھا۔۔جو بڑے تحمل سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

ا۔۔اپ کو بلکل بھی۔۔زبان کو تالہ لگا۔۔کیونکہ وہ عصام کی شوخی سے بھری آنکھوں میں دیکھ ہی نہی پائی۔۔

مجھے نہی کرنی آپ لوگوں سے باتیں۔۔ناراضگی سے رخ پھیرا

ہم آپ سے کر بھی کب رہے ہیں۔۔میں اور آبان کر رہے ہیں باتیں۔۔وہ اسے تنگ کر رہا تھا اور وہ ہو رہی تھی

اپ میرا ذکر کیوں کر رہے ہیں پھر۔۔بے چارگی سے دیکھا۔۔

ہم تو بچوں کی پلیننگ کر رہے ہیں۔۔اس میں آپ کا ذکر کہاں ہے۔۔۔اس کی انگلیاں بالوں کے ساتھ ساتھ نیچے کی طرف سرک رہی تھیں۔۔۔

پہلے اپنا یہ ہاتھ کنٹرول کریں۔۔اس کا ہاتھ پکڑ کے روکا۔۔پھر بچوں کا سوچنا۔۔

یار مما۔۔۔ابان کو عشوے کا یہ انداز اچھا نہی لگا۔۔۔

اپ کیوں تنگ ہو رہی ہیں۔ہم مل کے اسے سنبھالیں گے نا۔۔ہے نا بابا۔۔ساتھ ہی تصدیق کے لیے عصام کو بھی ملایا۔۔

میں جا رہی ہوں۔۔ہمیشہ کی طرح عشوے نے اٹھنے میں ہی عافیت جانی۔۔پیچھے ابان اور عصام کافی دیر ساتھ بیٹھ کے باتیں کرتے رہے۔۔۔عصام بدل رہا تھا شاید۔۔۔ابان کے ساتھ اس کا رویہ نارمل رہتا تھا۔۔

مجھے لگتا ہے اس نے سم موبائل میں نہی ڈالی۔۔کیونکہ اگر موبائل اون ہوتا تو مجھے پتہ چلتا۔۔اج پانچواں دن تھا موبائل عشوے کو دیئے۔۔لیکن ابھی تک وہ اون نہی ہوا تھا۔۔۔

تم کہو تو میں دوبارہ جا کے پتہ کروں۔۔۔وہ لوگ لان میں بیٹھیں چائے پی رہی تھیں۔۔

نہیں نہیں۔۔دوبارہ وہاں جانا ٹھیک نہی ہو گا۔۔بلکہ میں خود اس کے شوہر کے پاس جاوں گی ۔۔وہ۔کچھ سوچ رہی تھی۔۔

دھیان سے۔۔کوئی نقصان ہی نا کروا لینا۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

ٹوں۔۔ٹوں۔۔

ہو گا۔۔ساتھ ہی اس کا موبائل بجا۔۔۔

کون ہے۔۔قدسیہ نے سکرین دیکھنی چاہی۔۔

یہ۔۔اس نے سامنے کیا۔۔سکرین پہ بھنی لکھا آرہا تھا۔۔

شکر ہے اس کی بھی کال آئی ہے۔۔میری بات کرواؤ۔۔۔ان کی چھوٹی بیٹی کی کال تھی۔۔

اسلام و علیکم میری جان۔۔یاد آگئی آج ماں کی۔۔

کیا کروں۔۔ مما مصروفیت ہی اتنی ہے۔۔کوئی کام سکون سے نہیں ہوتا۔۔سپیڈ لگی ہوئی ہے سب کی ۔۔وہ انڈر ایجنٹ تھی۔۔گھر میں کم ہی رہتی تھی۔۔

چلو کوئی بات نہی۔۔بس تم اپنی صحت کا خیال رکھنا۔۔ اور نیند لازمی پوری کیا کرو۔۔

کیا کروں۔۔کام ہی ایسا ہے۔۔ کبھی بھی جانا پڑ جاتا ہے۔۔۔

سمجھ سکتی ہوں۔۔پھر وہ دونوں باتیں کرتی رہیں۔پریشے اٹھ کے اندر چلی گئ۔۔اسے تیار ہونا تھا۔۔اج عصام سے ملنے جانا تھا۔۔

ہائے۔۔کہاں گم ہوتی ہیں آج کل۔۔ریض چھت پہ کپڑے پھیلانے ایا تھا۔۔عزت دوسری طرف کال پہ کسی سے بات کر رہی تھی۔۔ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کرتے فون پہ بات جاری رکھی۔۔

پھر کال بند کر کے دیوار کے پاس ائی وہ بھی کپرے تقریباً پھیلا چکا تھا۔۔

کہیں نہیں۔۔جاب کا انٹرویو دیا تھا۔۔ابھی انہیں کی کال تھی۔۔

کیا بنا پھر۔۔دوپٹہ جھاڑتے پوچھا۔۔جب سے عشوے گئ تھی کچھ خالصتاً عورتوں والے کام اسے کرنے پڑ رہے تھے۔۔

سلیکٹ کر لیا ہے۔۔منڈے کو جانا ہے۔۔خوش نظر آرہی تھی۔۔

مبارک ہو پھر تو۔۔بالٹی اٹھاتے ریض بھی دوسری طرف دیوار کے قریب آیا۔۔

خیر مبارک۔۔تم کیا کر رہے اج کل۔۔

کچھ نہی۔۔بس ابھی ایگزیمز کے بعد شادی کرنے کا ارادہ ہے۔۔

ہاہا۔۔ماموں مامی سے بھی پوچھنا۔۔اسے لگا وہ مزاق کر رہا ہے۔۔

مامی ماموں ہی کہہ رہے ہیں۔۔لاپرواہی سے ادھر ادھر دیکھتے اس کے ہوش اڑائے۔۔

ت۔۔تم۔۔جھوٹ بول رہے ہو۔۔اسے یقین نہی آرہا تھا۔

نہیں۔جھوٹ کیوں بولوں گا۔۔مما کام نہیں کر سکتیں۔۔تو۔۔

کام والی رکھ لیں۔۔شادی کرنا ضروری ہے۔۔۔بے ساختہ کہا

کام والی کا مشورہ دیا تھا۔۔لیکن وہ کہتی ہیں جیسے ایک بہو گھر سنبھالتی ہے ویسے کام والی نہی سنبھالتی۔۔

وہ ذمیداری سے تھک گئ ہیں۔۔

اور تم شادی کے لیے تیار ہو گئے ہو۔۔

ہاں تو اور کیا کر سکتا ہوں۔۔کرنی تو ویسے بھی ہے۔۔بعد میں۔۔تو ابھی کر لیتا ہوں۔۔اس کے احساسات سے بے خبر اپنی بولے جا رہا تھا۔۔عزت گم سم سی کھڑی اسے سن رہی تھی۔۔وہ کیا کر سکتی تھی اپنے لیے۔۔ریض سے شادی ہونا۔۔ناممکن تھا شاید۔۔

تم۔۔کسی کو پسند۔۔وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی شاید اسے کوئی پسند ہو۔

نہی۔۔کسی کو بھی نہی کرتا۔۔کوئی ایسی ملی ہی نہی۔۔

کس طرح کی ہونی چاہیے۔۔

اپ جیسی تو بلکل بھی نا ہو۔۔اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کا دل توڑا۔۔

کم سے کم مجھ سے دو سال چھوٹی ہو۔۔ناول پڑھنے کی عادت تو بلکل بھی نا ہو۔۔گھر کے کام بھی کر لیتی ہو۔۔اور خوبصورت بھی ہو۔۔وہ نارمل انداز میں بتا رہا تھا اور عزت کی آنکھوں میں نمی بھر رہی تھی۔۔

ہمم پھر تو چراغ لے کے ڈھونڈھنی پڑے گی۔۔

ہاں۔۔یہ کام امی خود ہی کر لیں گی۔۔بتا دی ہیں انہیں ساری باتیں۔۔

ریض۔۔۔نیچے آجاؤ اب۔۔نیچے سے عائشہ کی آواز ائی

اچھا۔۔اب میں چلتا ہوں۔۔بائے بائے کرتا وہ نیچے بھاگ گیا۔۔پیچھے عزت خاموشی سے کھڑی خالی آسمان کو دیکھ رہی تھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ویسے آپ کو کیسے پتہ چلا تھا میں مالا ناول ڈھونڈ رہی ہوں۔۔عصام آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا۔۔ عشوے بیڈ پہ بیٹھی چائے پی رہی تھی سائڈ ٹیبل پہ ناول پڑا تھا جس کا پیج فولڈ کر کے نشانی لگائی گئی تھی۔۔

بس ایسے ہی۔۔۔بال بناتے اسے دیکھا۔۔

ایسے تو کسی کو بھی نہیں پتہ چلتا۔۔اپ کو ریض یا عزت نے بتایا ہو گا۔۔

میری ان دونوں سے کبھی بات چیت ہی نہی ہوئی۔۔وہ ہنوز بالوں سے کھیل رہا تھا

تو پھر اپ نے ہمیں باتیں کرتے سنا ہو گا۔۔۔اس دن آپ گھر پہ ہی تھے نا۔۔جب وہ لوگ آئے تھے ناول لے کے۔۔سپ لیتے کہا

ہاں۔۔لیکن میں اپ کی باتیں تھوڑی سن رہا تھا۔۔میں تو کمرے میں تھا۔۔وہ اب ریک سے جوتے نکال رہا تھا۔۔

پھر بتائیں نا۔۔کیسے پتہ چلا۔۔۔اب اسے زیادہ تجسس ہو رہا تھا۔۔

اپ میری بیوی ہیں۔۔اپ پہ میں گہری نظر رکھتا ہوں۔۔اس کے لہجے میں عجیب سا رعب تھا۔۔ جیسے وہ عشوے کو یہ باور کروانا چاہ رہا تھا کہ وہ اس سے کچھ بھی نہی چھپا سکتی۔۔اور عشوے کا خیال سب سے پہلے اپنے پیچھے بیڈ پہ بنے پھول پہ گیا جہاں وہ اینویلپ رکھا تھا جس میں موبائل اور سم تھی ۔۔۔اگر عصام یہ دیکھ لیتا تو اس کا کیا حشر ہوتا۔۔

ا۔۔اپ جا رہے ہیں۔۔بے چین ہوتے بات بدلی۔۔

اپ کہیں تو رک جاتا ہوں۔۔دروازے سے نکلتے نکلتے واپس ایا۔۔

ن۔۔نہیں جائیں۔۔۔چائے کا خالی مگ اٹھاتے کھڑی ہوئی۔۔

اوکے۔۔میں چلتا ہوں۔۔ مسکراہٹ اچھالتے وہ باہر نکل گیا۔۔عشوے نے گہرا سانس لیتے اس کی پیچھے قدم بڑھائے۔۔اسے دروازے تک چھوڑ کے وہ کچن تک ائی۔۔اج کل کام والی آنٹی بھی نہی آرہی تھیں۔۔دانیہ بھی کسی ٹور پہ گئی تھی وہ اور آبان ہی گھر ہوتے تھے یا شام کو عصام آجاتا تھا۔۔دن تیزی سے گزر رہے تھے۔۔ماہ بیر سے رابطہ ختم ہونے کے بعد اس کی زندگی پر سکون تھی۔۔پتہ نہیں اس نے بابا سے کوئی بات کی تھی بھی یا نہی۔۔برتن واش کرتے اس کی سوچیں بھٹک رہی تھیں ۔۔کچن صاف کر کے کمرے میں آئی تو موبائل نکالا۔۔اسے عصام کی نظر پڑنے سے پہلے وہ وہاں سے غائب کرنا تھا۔۔لیکن وہ ایک بار سم ڈال کے دیکھنا چاہتی تھی آخر یہ کیوں بھیجا گیا ہے۔۔سم ڈال کے آن کرنے میں تین منٹ لگے تھے۔۔موبائل اون ہوتے ہی میسج رسیو ہونا شروع ہوئے

"میں پریشے ہوں۔۔تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔۔پلیز موبائل اون کرتے ہی مجھ سے رابطہ کرنا"

میں پریشے۔۔کیا تم نے ابھی تک۔موبائل اون نہیں کیا"

میں تمہیں عصام کی اصلیت بتانا چاہتی ہوں "

عشوے تم مجھے اپنی دوست سمجھ سکتی ہو "

اس کے علاوہ اور بھی بے شمار مسیجز تھے۔۔وہ حیرانی سے تمام میسج دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

کتنی دیر وہ فیصلہ نہی کر پائی کہ اس سے رابطہ کرے یا نہیں۔۔

لیکن پھر عصام کی اصلیت جاننے پہ سوئی اٹک جاتی۔۔آخر کار کال کر ہی دی۔۔دوسری طرف پریشے تو جیسے تیار ہی بیٹھی تھی۔۔

شکر ہے تم نے رابطہ کیا۔۔سلام کیے بنا پہلا جملہ سنائی دیا۔۔

آ۔۔اپ کیسے جانتی ہیں مجھے۔۔عشوے ہچکچا رہی تھی۔۔

عصام کی وجہ سے۔۔پریشے عصام سے ہی ملنے جا رہی تھی۔۔

ل۔۔لیکن۔۔۔مجھے اپ نے ایسے کیوں کہا۔۔

کیونکہ میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔دیکھو میں بھی ایک عورت ہوں اور نہیں چاہتی کہ تم عصام کے ظلم کا نشانہ بنو۔۔

لیکن وہ تو بہت اچھے ہیں انہوں نے کبھی۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔میں تمہارے اور عصام کے بارے میں سب جانتی ہوں۔۔۔یہاں تک بھی کہ اس نے تمہیں خریدا۔۔

جسٹ شٹ اپ۔۔۔اسے ایک دم سے غصہ اگیا۔۔یہ بات ہر کسی کو کیسے پتہ چل سکتی ہے۔۔اسے عصام پہ بھی غصہ ایا۔۔۔کال کاٹتے سم نکال دی۔۔نہیں چاہیے اسے کسی کی بھی مدد نا ہی وہ کسی کی غلام تھی۔۔عصام اس کے ساتھ اتنا کچھ کر رہا تھا وہ کچھ نہی کہہ رہی تھی اس کا۔مطلب یہ تو نہیں تھا کہ ہر کسی کو بتاتا رہے۔۔

مما۔۔نیچے چلیں۔۔آبان نے اسے سوچوں سے نکالا۔۔

نہیں۔۔میرا موڈ نہی ہے۔۔بے رخی سے جواب دیتے کہا۔۔

بابا نے کہا تھا مما کو موڈ نا بھی ہو تو بھی ان سے باتیں کیا کرو۔۔

ہاں بابا تو مہان ہیں آپ کے۔۔بس مجھے تنگ کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔۔

کیا ہوا۔۔آپ اتنی غصے میں کیوں ہیں۔۔وہ اسکے پاس اکے بیٹھ چکا تھا۔۔

نہیں ہوں۔۔

کیا بابا نے بہنا ڈاون لوڈ نہیں کرنے دی۔۔اسے لگا شاید یہ وجہ ہو غصے کی۔۔

ک۔۔کیا۔۔

اپ نے کہا ہو گا۔۔لیکن بابا نے منع کر دیا ہو گا۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔عشوے نے اسے گھورا۔۔

اور یہ ڈاونلوڈ کیا ہوتا ہے۔۔ایسا ویسا کچھ نہی ہوتا۔۔وہ الجھ رہی تھی۔۔آبان کا وہاں بیٹھنا اسے اچھا نہی لگ رہا تھا اور اوپر سے ایسی باتیں۔۔

میں اپ کا بیٹا ہوں نا۔۔

نہی۔۔اپ۔کچھ نہی لگتے میرے۔۔

لیکن بابا نے کہا تھا۔۔چھوٹی گول انکھوں میں پانی جمع ہوا۔۔لیکن عشوے اسے دیکھ ہی نہی رہی تھی

آپ کے بابا بہت کچھ کہتے ہیں۔۔لیکن وہ سب سچ نہی ہوتا۔۔

بابا نے کہا تھا اپ میری سٹیپ ماما ہیں۔۔

اور سٹیپ مما اچھی نہی ہوتیں۔۔اپ بھی بری ہیں۔۔وہ ایک دم سے سسکی لیتے بیڈ سے نیچے اترا۔۔

میں اب آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔۔کیونکہ اپ بھی سٹیپ ماما ہیں۔۔اور مجھ سے ویسے پیار نہیں کرتیں۔۔جیسے میری ماما کرتی تھیں۔۔وہ رو پڑا تھا

اپ کا کبھی بے بی نہیں ہو گا۔۔کیونکہ اپ مما جیسا پیار نہی کرستیں۔۔۔دروازے سے نکلتے وہ عشوے کو شرمندہ کر گیا تھا

عشوے سکتے میں بند دروازہ دیکھ رہی تھی

وہ عصام۔کے پاس جانے کی بجائے گھر اگئ تھی۔۔اسے کچھ اور سوچنا تھا۔۔اسے کسی بھی طرح عشوے کو عصام کے خلاف کرنا تھا اتنا خلاف کے وہ خود اسے چھوڑ دیتی۔۔اسے کچھ سمجھ نہی آرہا تھا کیا کرے۔۔اسے سامنے بھی نہی آنا تھا۔۔۔وہ چاہتی تھی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے

--

یا تو وہ عصام کا استعمال کرے۔۔یا عشوے کو باغی۔۔لیکن کیسے۔۔وہ اکیلی کیا کیا کر سکتی تھی۔۔وہ عصام کو حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔۔کسی بھی حد تک

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

فیکٹری دوبارہ کھڑی ہو چکی تھی۔۔بس کچھ بجلی کا کام رہتا تھا۔اس کے بعد وہ وہاں کام شروع کر سکتے تھے۔۔رفاقت چوبیس گھنٹے وہیں رہتا تھا۔اس دن کے بعد کوئی رکاوٹ نہیں ائی تھی ایسی خاموشی تھی جیسے طوفان آنے سے پہلے کی ہوتی ہے۔۔بارہ کروڑ کا ٹوٹل خرچہ ہوا تھا۔۔فلحال زندگی پرسکون تھی۔۔۔

اسلام و علیکم سر۔۔وہ ابھی سائڈ پہ آیا تھا۔۔رفاقت بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا اور سلام کیا۔۔

واعلیکم اسلام۔۔کام کیسا چل رہا ہے۔کف فولڈ کرتے وہ اس سے دو قدم اگے چل رہا تھا۔۔

زبر دست۔۔بس تھوڑا بہت کام باقی ہے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔اب ایک اور کام کرنا ہے۔۔

جی سر۔۔حکم کریں۔۔

جہاں جہاں تک ایکسیس ہے۔۔جاب کے لیے بینرز دے دو۔۔اور انٹرویو سٹارٹ کرو۔۔ساتھ ساتھ یہ کام بھی ہو جائے گا۔۔

اوکے سر میں اج ہی کروں گا۔۔

اور ایک چیز کا دھیان رکھنا۔۔فیمیل کوئی بھی نا ہو۔۔۔خاص طور پے فیکٹری کے اندرونی کاموں کے لیے۔۔

جی سر۔۔

جتنا بھی سامان چاہیے۔۔وہ سب بھی مجھے حساب کر کے بتاؤ۔اس کے لیے بھی کانٹیکٹ کرنے پڑیں گے۔۔

جی سر۔۔وہ دونوں فیکٹری کے بیرونی حصے میں چل رہے تھے۔۔

اور۔۔آس پاس کہیں بھی۔۔کوئی بھی مشکوک چیز نظر آئے تو فورا انفارم کرنا۔۔کیونکہ۔۔اس جگہ اور اس فیکٹری کے بہت دشمن ہیں۔۔وہ تاک میں بیٹھے ہونگے۔۔۔بلکہ ایک کام کرو۔۔یہاں سے فارغ ہوکے ملو مجھے۔۔کچھ چیزیں کرنی ہیں۔۔سکیورٹی کے لیے۔۔گیراج کی طرف اتے گاڑی کے قریب ایا ۔۔

جی سر۔۔میں جلدی اپ کے پاس چکر لگاتا ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔پھر ملتے ہیں۔۔دروازہ بند کرتے۔۔گاڑی سٹارٹ کر دی

سیٹھ جی۔۔یہ لڑکی کیسی ہے۔۔فرحان (خاص آدمی) نے سیٹھ علی کو سامنے ناچتی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے متوجہ کیا۔۔۔

دکھنے میں تو کمال ہے۔۔بس۔۔ان چھوئی کلی ہو تو مزہ۔اجائے۔۔سیٹھ علی اس وقت کوٹھے میں موجود مجرا دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔بہت سے گھنگھروں کے درمیان ایک ملائی بدن والی نازک سی لڑکی جب پاوں چھنکاتی تو الگ سا سر بنتا تھا جو وہاں بیٹھے سب کے دلوں کو دھڑکا رہا تھا۔۔ہر کوئی اس نئی لڑکی کو اپنے بستر کی زینت بنانا چاہتا تھا۔۔سیٹھ علی کی آدھی زندگی عورتیں خریدنے میں گزرتی تھیں جن کے ساتھ وہ اپنی کچھ راتیں حسین بناتا اور پھر چھوڑ دیتا تھا۔۔۔آج وہ اس خوبصورت کم عمر لڑکی کو اپنے ساتھ لے جانے کی سوچ رہا تھا۔۔لیکن اس کی قیمت بھی بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ کچھ کنفیوز ہوا۔۔مجرے کے بعد وہ ملکہ خانم کے پاس آیا۔۔بہت سارے مرد اس کی قیمت پوچھتے اور وہاں سے چلے جاتے۔۔کیونکہ چاہتا تو ہر کوئی تھا۔۔لیکن اپنی جیب ہلکی کوئی نہی کر پا رہا تھا۔۔

سیٹھ صاحب۔۔ آپ ابھی صبر کریں۔۔جب سب چلے جائیں گے تب آپ آجانا۔۔کیونکہ جب ملکہ خانم کو کوئی بھی نہی ملے گا تو آخر کار وہ اپ کو ہی سونپیں گی۔۔فرحان اس کے کان میں بڑبڑایا۔۔

ہمم۔وہ خاموش ہو گیا۔۔۔کیونکہ وہ کہہ تو ٹھیک ہی رہا تھا

ایک بجے کے قریب جب سب ہی خالی ہاتھ لوٹ گئے تو وہ اپنی قسمت آزمانے کے لیے آیا۔۔

دو لاکھ صرف ایک رات کے۔۔ بلکل ان چھوئی ہے۔۔خوبصورت بھی ہے۔۔گداز بدن والی ہے۔۔ اس کی خوبیاں گنوا گنوا کے ملکہ خانم بھی تھک چکی تھی۔۔پانچ لاکھ سے دو لاکھ تک اتے سیٹھ کو دیکھا ۔۔

ٹھیک ہے۔۔اگر پسند آگئی تو۔۔زیادہ دنوں کے لیے قیمت وصول کر لینا۔۔دولاکھ اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرتے موبائل اس کے سامنے لہرایا۔۔

ٹھیک ہے۔۔تالی بجاتے لڑکیوں کو بلایا۔۔

نوشین کو بھیجو۔۔اس کی قمت لگ گئ ہے۔۔

نوشین نام ہے۔۔سیٹھ کمینگی سے مسکرایا۔۔پھر کچھ ہی دیر میں وہ مجرے والی لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی لچک دار سفید کمر چھوٹی کرتی سے جھانک رہی تھی۔۔۔

یہ لو۔۔اب چاہے جیسے مرضی کھیلو اس سے۔۔لیکن یاد رہے۔۔یہ بس ایک رات کی قیمت ہے۔۔۔ ملکہ خانم نے مسکراتے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔اپ بے فکر رہیں۔۔۔کھڑے ہوتے اس کی کمر میں بازو ڈالا۔۔وہ لڑکی بت بنی کھڑی رہی ۔۔جب کسی عورت کی قیمت لگتی ہے تو وہ ایسے ہی ساکت ہوجاتی ہے۔۔جیسے ابھی یہ مجرا کرنے والی ان چھوئی کلی۔۔اج کی وحشہ کہلائی جانے والی تھی۔۔جو بے شمار مردوں کے بستر کی زینت بننے والی تھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

کچھ نہی ہو سکتا۔۔عشوے نے بات ہی نہی کی سیدھے منہ۔۔کچھ اور سوچنا پڑے گا۔۔وہ پریشان تھی ۔۔عصام کو کھونے کا خوف دل میں ہلچل مچا رہا تھا۔۔۔مما سے بات کر لوں۔۔شاید وہ کچھ بتائیں۔۔

کیا پتہ وہ منع کر دیں۔۔وہ کنفیوز بھی تھی۔۔لیکن مما اس کی دوست تھیں۔۔وہ ضرور کچھ اچھا سجیسٹ کرتیں۔۔کچھ دن اسی میں گزر گئے کہ بتائے نا بتائے۔۔پھر اخر مما کو بتا ہی دیا۔۔پہلے تو وہ ناراض ہوئیں۔۔پھر بیٹی کی خوشی کے لیے مان گئیں۔۔اب پلین کرنا تھا اخر وہ عصام کو کیسے حاصل کرے گی۔۔عشوے سے وہ رابطہ کر بھی لیتی تو عصام اسے چھوڑ بھی دیتا۔۔لیکن وہ پریشے کو کیسے اپناتا۔۔

یہ مسلہ تھا سارا۔۔بہت سوچنے کے بعد ان ماں بیٹی نے پلین بنایا۔۔جس کے مطابق ۔۔ابان اور عشوے کو کڈنیپ کیا جانا تھا۔۔اس کام کے لیے اس نے اپنی چھوٹی بہن کی مدد لی تھی۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

مورے۔۔میں ماموں سے مل آؤں۔۔اسے کب سے بے چینی ہو رہی تھی۔۔وہ سمجھ نہی پا رہی تھی خود کو۔۔کیا وہ اسے چھوڑ دیتی۔۔یا اپنے ماں باپ کو کنوینس کرتی۔۔بابا نے تو مان جانا تھا لیکن مورے ۔۔پہ اکے اس کی سوچیں رک جاتی تھیں۔۔

وجہ۔۔وہاں تو اب عشوے بھی نہی ہے۔۔اسے گھورا

ماموں سے ملنے جانا ہے۔۔وہ بھی تو کچھ لگتے ہیں نا۔۔اسے اپنی ماں کی یہی چیز بری لگتی تھی۔۔کسی کو اپنے سامنے کچھ نا سمجھنے والی۔۔

ماموں کبھی آئے ہیں جو تم جا رہی ہو۔۔

میں پھر بھی جا رہی ہوں۔ادھی بات سنے بنا ہی باہر نکل ائی۔۔ساتھ والے گھر کا دروازہ بجایا۔۔کچھ دیر بعد مامی نے کھولا۔۔

شکر ہے تم اگی۔۔اسے دیکھ کے خلاف معمول وہ خوش ہوئیں۔۔۔

خیریت تھی۔۔وہ ان کے پیچھے چلتی ہوئی اندر ائی۔۔

ہاں۔۔۔بس تھوڑی سی مدد کر دو۔۔اسے لیے کچن میں ائیں جہاں انتہا کی خوشبو ارہی تھی۔۔

یہ کیا کر رہی ہیں۔۔۔اتنا کچھ کیوں۔۔سب لوازمات کو دیکھتے پوچھا۔۔۔

بس کچھ مہمان ارہے ہیں۔۔ان کے لیے یہ سب اہتمام کر رہی ہوں۔۔

اوکے۔۔سب چیزوں کو دیکھا۔۔چلیں۔۔پھر بتائیں۔۔۔کیا کیا بنانا ہے۔۔وہ شروع ہوئی۔۔ان کی مدد کرواتے وقت کا پتہ ہی نہی چلا۔۔وہ جو ریض سے بات کرنے ائی تھی۔۔کاموں میں مصروف ہو کے بھول چکی تھی کہ وہ وہاں کرنے کیا ائی تھی۔۔شام ساڑھے چھ بجے جا کے وہ لوگ فارغ ہوئے۔۔

یہ سب برتن سٹ کر دو یہیں۔۔پھر گھر چلی جانا۔۔باقی کام میں خود ہی کر لوں گی۔۔اسے دیکھا جو تھک چکی تھی۔۔

اوکے مامی۔۔پھر برتن سارے صاف کر کے سیٹ کیے۔۔ڈیزرٹ وہ پہلے ہی برتن میں نکال کے فرج میں رکھ چکی تھی۔۔پلاؤ بھی تیار تھا بس کباب تلنے والے تھے رائتہ اور سلاد بھی تیار تھا۔۔چپاتیاں ریض باہر سے لے اتا۔۔

مامی خود کپڑے چینج کرنے چلی گئیں وہ وہیں کھڑی برتن ٹھیک کر رہی تھی۔۔جب ریض ہاتھ میں شاپر لیے وہاں ایا۔۔

یہ لیں۔۔روٹیاں۔۔اسے دیکھ کے ٹھٹکا۔۔پھر بات مکمل کی۔۔عزت کے ہاتھ لرزے

یہاں اپ۔۔۔چاند کہاں سے نکلا ہے اج۔۔اسے دیکھ کے چھیڑا۔۔کیونکہ عشوے کے بعد وہ وہاں نہیں ائی تھی۔۔

ہاں۔۔وہ مامی کی ہلپ کروا رہی تھی۔۔اسے دیکھ کے بات بھی یاد آگئ۔۔۔

اوہ اچھا۔۔ٹھیک ہے بئ۔۔اپ بھی ہمیں سولی پہ چڑہانے والوں میں شامل ہو جائیں۔۔دروازے سے ٹیک لگاتے اداس ہوا۔۔

مطلب۔۔سولی پہ۔ناسمجھی سے دیکھا۔۔

یہ جو اپ سب تیاریاں کر رہی ہیں نا۔۔یہ۔میرے ہونے والے سسرالیوں کے لیے ہیں۔۔ایک بمب تھا جو اس عزت کے دل و دماغ پہ پھٹا تھا۔۔اس کے ہاتھ سے پلیٹ چھوٹتے چھوٹتے بچی۔۔۔

کیا ہو گیا ہے۔۔ایسے ساکت کیوں ہو گئ ہیں۔۔ریض نے اس کے کانپتے ہاتھ سے پلیٹ پکڑ کے شیلف پہ رکھی۔۔وہ سانس لینا بھول گئ تھی۔۔وہ جو یہ سب اتنی خوشی خوشی سے کر رہی تھی اپنا دل اجڑنے کی دعوت کے لیے۔۔دل بیٹھا

عزت۔۔کیا ہو گیا ہے۔۔اس کے سامنے ہاتھ ہلاتے وہ پریشان ہوا۔۔

تم۔۔شادی سے انکار کر دو۔۔دل ڈوب کے ابھرا۔۔

کیوں۔۔اسے کچھ کلک ہوا۔اس کا انداز نارمل نہی تھا۔۔وہ خوفزدہ نظر ارہی تھی

ب۔۔بس ایسے ہی۔۔رخ بدلتے اپنے انسو چھپائے۔۔

ایسے کیسے۔۔اس کا بازو پکڑتے اپنے سامنے کیا۔۔وہ اس سے بڑی تھی لیکن اس لمحے اسے لگا وہ کوئی معصوم سے بچی ہے جو اپنے دل کی بات چاہتے ہوئے بھی نہیں سمجھا پارہی۔۔اور وہ کوئی بہت بڑا ہے جو لمحے میں سمجھ گیا تھا کہ یہ آنسو اور ہاتھوں کی کپکپاہٹ کیوں ہے۔۔

کیوں انکار کروں۔۔وہ۔جو سوچ رہا تھا سمجھ رہا تھا اس کی تصدیق بھی چاہتا تھا لیکن عزت کیسے خود اپنا اپ اس کے سامنے کھولتی وہ عورت تھی اور عورت کا تو مطلب ہی چھپی ہوئی چیز ہے۔۔وہ۔اپنے جزبات کو اپنے دل کے اندر اتار گئ۔۔

م۔۔میں مزاق کر رہی تھی۔۔اپنا بازو کھینچا۔۔۔لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے دل کو چپ کروایا ۔

نہیں۔۔اپ۔سچ کہہ رہی ہیں۔۔وجہ بتائیں مجھے۔۔میں انکار کر دوں گا۔۔۔تھا تو وہ مرد ہی ہی ۔۔عورت کے منہ سے اعتراف چاہتا تھا

پہ۔۔پہلے عشوے چلی گئ۔۔اب تمہاری شادی ہو جائے گی تو میں اکیلی رہ جاوں گی۔۔اپنے ہاتھوں میں چہرا چھپاتے خود پہ بے تحاشا ضبط کیا۔۔

ریض نے گہری سانس لی۔۔بس اتنی سی بات پہ اتنا پریشان۔۔اپ میری بیوی سے دوستی کر لینا۔۔اور میں نے کون سا کہیں جانا یہیں رہوں گا نا۔۔ریلکس تو وہ ابھی بھی نہی تھا۔کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔مجھے وہ اچھی نہیں لگے گی۔۔سرخ ناک دوپٹے سے صاف کی۔۔

کیوں نہی لگے گی۔۔اپ کو میں اچھا لگتا ہوں نا۔۔اس کی روئی روئی انکھوں میں دیکھا۔۔جو پلکیں چھپک چھپک کے انسو اندر دھکیل رہی تھیں۔۔تو میری بیوی بھی اچھی لگے گی۔۔۔

نہیں۔وہ زہر لگے گی مجھے۔۔

اللہ کرے تمہاری بیوی کی ملاقات کبھی مجھ سے نا ہو۔۔اسے گھورا۔۔

کیوں۔۔حیرانگی سے بدلتے موسم کو دیکھا۔۔

نہیں تو تمہاری بیوی کے بال میرے ہاتھوں میں ہونگے۔۔

وارن کیا۔۔ ریض اس کی ادا پہ کھل کے ہنسا۔۔ عورت ہر عمر میں پاگل کرنے کا ہنر جانتی ہے۔۔ اگر وہ اس سے ایک ڈیڑھ سال بڑی بھی تھی تو کیا فرق پڑتا تھا۔۔ تھی تو وہ لڑکی ہی۔۔

رات کے دس بج رہے تھے ۔۔ پارکینگ میں گاڑی روکتے عصام باہر نکلا۔۔ اسے کورٹ میں کچھ کام تھا جج سے ملنے کے لیے وہ وہاں ایا تھا۔۔ ٹوٹل پندرہ منٹ میں مطلوبہ ڈاکومنٹس لے کے وہ جج کے گھر سے نکلا۔۔ وہ۔ نہیں جانتا تھا اس وقت اس کی گاڑی میں اس کے علاوہ بھی کوئی ہے۔۔ جونہی گاڑی مین روڈ پہ ائی۔۔ پیچھے سے کسی نے گن اس کی کنپٹی پہ رکھی۔۔

جہاں میں کہوں گا گاڑی ادھر گھماتے جانا۔۔ عصام کو سمجھنے میں چند سیکنڈ لگے تھے۔۔

کیا چاہتے ہو۔۔ ایک نظر بیک مرر سے دیکھا۔۔ وہ کوئی ہٹا کٹا مرد بڑی بڑی مونچھیں لیے اسے گھور رہا تھا۔۔

پہنچ کے پتہ چل جائے گا۔۔گن کا ٹریگر دباتے غصے سے کہا۔۔

عصام خاموشی سے اس کے بتائے ہوئے راستے پہ چلتا رہا۔۔ادھے گھنٹے میں گاڑی ایک فارم ہاوس کے سامنے رکی۔۔

چلو اترو۔۔تیزی سے موٹا ادمی گاڑی سے اترا۔۔۔پھر اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔۔اس سے پہلے کہ عصام حملہ کرتا۔۔بہت سارے ایسے ہی دکھنے والے ادمی گن سمیت آس پاس بکھرے۔۔۔۔یعنی جو کوئی بھی تھا اسے بہت اچھے طریقے سے جانتا تھا۔۔

میں چل رہا ہوں۔۔گاڑی لاک کرتے ان کے درمیان چلنا شروع ہوا۔۔اندر داخل ہوتے ہی ایک الگ دنیا۔ل کا گمان ہوا۔۔ہر طرف پھولوں کی خوشبو۔۔ناسمجھی سے چاروں طرف دیکھا۔۔

چلو۔۔رکو نہیں۔۔ایک زور سے چلایا۔۔تو عصام دوبارہ سے چلنا شروع ہو گیا۔۔اسے غصہ تو بہت ارہا تھا۔۔لیکن چپ رہنے میں ہی مصلیحت تھی۔۔اوپر اتے ہی سامنے بڑے کمرے میں ایک دلہن بیٹھی تھی پاس ایک نکاح خوان اور کچھ اور لوگ بیٹھے تھے جو یقیناً گواہان کے طور پہ موجود تھے۔۔

اووہ۔۔یعنی شادی ہو رہی ہے کسی کی۔۔بڑبڑایا۔۔

کسی کی نہیں۔تمہاری۔۔پیچھے سے کوئی بولا۔۔وہ قدسیہ بیگم تھیں جو اسے دیکھ کے مسکرائیں۔۔

اچھا۔۔میری۔۔واو۔۔یعنی ایسی شادی۔۔

ہاں۔ایسی شادی۔۔۔

اپ کو کیوں لگا کہ میں یہ شادی کر لوں گا۔۔۔

کیونکہ تمہاری بیوی اور تمہارا بیٹا۔۔اس وقت ہماری تحویل میں ہیں۔۔

میں کیوں یقین کروں۔۔۔عصام کے ماتھے پہ کئی شکنیں بکھریں۔۔۔

کرنا پڑے گا۔۔۔نہیں تو کال کر کے پوچھ لو۔۔۔

چی چی چی۔۔تم کال نہیں کر سکتے۔۔۔کیونکہ تمہاری بیوی کے پاس موبائل ہی نہی ہے۔۔وہ ہنسیں

لیکن عصام نے گارڈ کو کال کی۔۔جس نے کچھ ہی دیر میں بتا دیا کہ گھر میں موجود نہی ہیں وہ دنوں۔۔

یقین اگیا۔۔قدسیہ اس کے سامنے ائیں۔۔۔

یہ سب کر کے کیا ملے گا۔۔۔

میری بیٹی کو تمہارا ساتھ۔۔اسے بازو سے پکڑ کے پاس بیٹھایا۔۔وہ عشوے اور ابان کو کس کسی بھی خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔۔

پہلے وہ میرے حوالے کرو۔۔

کر دیں گے۔۔کر دیں گے۔۔لیکن پہلے نکاح۔۔پھر وہ دونوں۔۔قدسیہ بیگم مزے سے اس کمزور شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔وہ۔نہیں جانتی تھی اس کی بیٹی کی زندگی جہنم بنے والی ہے۔۔

عصام ان لوگوں کو بلکل بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔اگر کسی ایک کو بھی جانتا ہوتا تو۔۔حشر کر دیتا۔۔۔وہ اب بھی کر سکتا تھا لیکن بات اس کی فیملی کی تھی۔۔۔اس نے اپنی ساری زندگی اکیلے گزاری تھی اب اگے وہ ایسا کچھ نہیں چاہتا تھا۔۔

اگلے چند منٹوں میں عصام کو پتہ چل گیا تھا نکاح کس سے ہوا ہے۔۔

یہ گھٹیا حرکت۔۔۔بہت مہنگی پڑے گی۔۔۔میری بیوی اور بچہ میرے حوالے کرو۔۔نکاح ہوتے ہی اس نے پاس بیٹھی پریشے کے سر سے دوپٹہ کھینچ کے اتارا۔۔۔

آ۔۔پنوں کی وجہ سے بالوں میں کھینچاو پیدا ہوا۔۔۔

تم نے جو بھی کیا ہے۔۔یہ تمہارے اپنے سر پڑے گا۔۔دیکھ لینا تم۔۔اسے نفرت سے دیکھتے چلایا۔۔

میری بیوی کہاں ہے۔۔اب وہ قدسیہ کی طرف گھوما۔۔

وہ اپنے گھر ہی ہے۔۔اسے موبائل دیلا دو۔۔تاکہ تمہیں گارڈ کا سہارا نا لینا پڑے اسے پہ طنز کرتے وہ ہنسی۔۔

سہی ہے۔۔بلکل سہی ہے۔۔وہ ریلکس ہوا۔۔یعنی اسے ٹرپ کیا گیا تھا۔۔اپ لوگوں نے یہ ڈرامہ کیا ہے۔۔۔

صرف اس دن کا بدلہ لینے کے لیے۔۔ہے نا۔۔پریشے کی طرف گھوما۔۔

ہاں ہاں۔ بلکل۔۔وہ اترائی۔۔

تو پھر تم یہ ابھی سے سمجھ لو کہ تم شدید پشتانے والی ہو۔۔اس کی ٹھوڑی سے پکڑتے جھٹکا دیا ۔۔تمہارے ساتھ بہت برا کروں گا۔۔پناہ مانگو کی عصام کے عذاب سے لیکن ملے گی نہیں۔۔۔

تم ایسا کچھ نہی کر سکتے۔۔۔میں ایک پولیس افیسر ہوں۔۔تم۔اگر اپنی بیوی پہ ہاتھ اٹھاو گے تو سیدھا لاک اپ میں۔۔۔

پہلے تو تمہارا یہ عہدہ جائے گا۔۔پھر تمہارا یہ سو کالڈ گھمڈ توڑوں گا۔۔ٹیبل کو پاوں مارتے اسے دیکھا ۔۔کنپٹیاں ابھری ہوئی شدید تیش کا پتہ دیتی تھیں۔۔۔

بچ جنئ رہنا اب۔۔پاس پڑا واز اٹھاتے اسے دیکھا۔۔ایسے توڑوں گا۔۔اسے زور سے دیوار پہ مارتے وہ باہر کی طرف بڑھا۔۔چھناکے کی اواز پہ پریشے ہلکا سا ڈری تھی۔۔لیکن خود پھر کنٹرول کرتے اس کے قدم پھر روکے۔۔۔

کہاں جا رہے ہیں میاں جی۔۔اج ہی تو نکاح ہوا ہے۔۔اج سہاگ رات ہے۔۔اپ اپنی بیوی کو چھوڑ کے کا رہے ہیں۔۔بہت افسوس کی بات ہے۔۔

تھوکتا ہوں تم جسی عورت پہ۔۔نخوت سے کہتا وہ باہر نکل گیا۔۔

ارے سنو تو۔۔میں تمہارے بچوں کی ماں بنا چاہتی ہوں۔۔وہ چلائی۔۔عصام واپس نہیں پلٹا تھا ۔۔۔پریشے خوشی سے پھولے نہی سما رہی تھی۔۔کیونکہ اس کے خیال میں اس نے اپنی محبت حاصل کر لی تھی

وہ گھر ایا تو عشوے سو رہی تھی۔۔ابان کو ایک نظر دیکھ کے ٹیوی لاونج میں ایا۔۔پہلی فرصت میں گارڈ کو فارغ کرنا تھا جو اسے دھوکہ دینے والوں کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔۔

بالوں پہ ہاتھ پھیرتے وہ اپ سیٹ تھا۔۔جس لڑکی کو وہ ناپسند کرتا تھا وہ اس کی بیوی بن چکی تھی۔۔ اگر یہ بات عشوے کو پتہ چلتی تو وہ جانے کیسا ریئکٹ کرتی۔۔فلحال تو وہ اس موڈ میں نہیں تھا کہ اسے کچھ بتاتا۔۔وہیں صوفے پہ ٹانگیں پھیلاتے کشن سر کے نیچے رکھا۔۔ویسے بھی اب کچھ ہی وقت تھا صبح ہونے میں۔۔وہیں لیٹے اس کی انکھ لگ گئی۔۔دوسری طرف عشوے کمرے میں محو خواب تھی اگلی صبح معمول کے مطابق تھی اج کام والی انٹی نے بھی واپس آ جانا تھا۔۔

ناشتہ کر لیں۔۔ناشتہ ٹیبل پہ لگا کے وہ اوپر عصام کو بلانے ائی۔۔جو اس کے نیچے انے پہ کمرے میں چلا گیا تھا۔۔

بھوک نہی ہے۔۔اپ کر لیں۔۔رخ دوسری طرف بدلا۔۔اس کی انکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔شاید یہی چھپانا چاہ رہا تھا۔۔عشوے نے بھی زیادہ فورس نہیں کیا اور واپس نیچے آگئی۔۔

ناشتہ کر کے کچن سمیٹا۔۔ابان کے لیے سامان سامنے رکھ کے وہیں بیٹھ گئ۔۔اج گھر میں خاموشی سی تھی ورنہ اس وقت عصام نیچے بیٹھا اس کے ساتھ ناشتہ کر رہا ہوتا تھا ساتھ ساتھ چھوٹی موٹی باتیں

۔۔۔کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی پھر باہر لان کی طرف نکل ائی۔۔پودے تروتازہ بہت پیارے لگ رہے تھے۔۔ایک طرف امر بیل لگی تھی جو بہت سارے پودوں پہ پھیلی تھی۔۔اسے سیٹ کی گیا تھا بس کچھ ہی درختوں پہ پھیلی وہ انہیں خوفناک بنا رہی تھی۔۔اج پہلی بار وہ اتنی توجہ سے سب دیکھ رہی تھی۔۔۔ہر قسم کے پھول تھے گھاس کی کٹینگ بھی پیاری تھی۔۔آس پاس دیکھا۔۔مالی کہیں نظر نہیں ارہا تھا۔۔شاید وہ کسی کام سے گیا ہو۔۔سوچتے گیٹ کی طرف آئی۔۔عصام جو اٹھنے کے بعد کافی لینے کے لیے نیچے ایا تھا۔۔لیونگ روم کے مرر ڈور سے باہر گارڈ کی طرف جاتی عشوے کو دیکھا ۔۔۔کچن سے سارا کچھ نظر اتا تھا۔۔وہ مسلسل وہاں کھڑی ہو کے باتیں کر رہی تھی اور عصام ہونٹ بھینچے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔چند منٹ وہ برداشت کرتا رہا۔۔پھر مگ شیلف پہ رکھتے سیدھا ان دونوں کے پاس ایا۔۔

اج سے تم فارغ ہو۔۔عشوے کا ہاتھ پکڑتے گارڈ سے کہا۔۔۔

جی سر۔۔۔اس نا سمجھی سے دیکھا۔۔

یو آر ڈیسمس ناؤ۔۔سپاٹ لہجہ۔۔

لیکن کیوں۔۔۔وہ پریشان ہوا۔۔

ائی سیڈ۔۔گو۔۔وہ جو عشوے کا بازو پکڑے واپس مڑا تھا۔۔۔اسے مڑ کے دیکھتے سخت انداز سے کہا ۔۔

اس نے کیا کیا ہے۔۔عشوے بھی حیران تھی۔۔یوں اچانک کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔

اپ خاموش رہیں۔۔اس کی کلائی دبائی۔۔۔

دوبارہ یہاں نظر نا انا۔۔اور یہ یونیفارم۔۔یہ سب کچھ یہیں رکھ کے جانا۔۔گن کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

اسے فائر کر کے جیسے دلی سکون ملا تھا اسے۔۔

سر۔۔ائی ایک سوری اگر اپ کو مسز عصام سے بات کرنا برا لگا۔۔میں نکسٹ احتیاط کروں گا۔۔ گارڈ وہاں سے جانا نہی چاہتا تھا۔۔عشوے حیرانی سے عصام کو دیکھ رہی تھی یہ شدید رد عمل عمل بس اس وجہ سے تھا۔۔

کمرے میں جائیں۔۔ عشوے کا ہاتھ چھوڑتے اسے اندر بھیجا اور خود گارڈ کے پاس آیا۔۔

تمہیں اس وجہ سے نہیں نکال رہا کہ تم میری بیوی سے بات کر رہے تھے۔۔اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔۔ایک مکا اس کے جبڑوں سے ٹکڑایا تھا۔۔ گارڈ لڑکھڑاتا ہوا زمین پہ گرا۔۔

اتنا عرصہ میرے ساتھ رہے ہو۔۔میرے لیے کام کیا۔۔اج کیسے کسی اور کے پیچھے کتوں کی طرح دم ہلانے لگ گئے۔۔

س۔۔سر۔۔بات۔۔سنیں۔۔اپ۔۔غلط۔۔۔وہ عصام کو تیش میں دیکھ کے پیچھے سرک رہا تھا

میں غلط نہی ٹھیک سمجھ رہا ہوں۔۔۔تم نے پریشے کے کہنے پہ جھوٹ بولا تھا کل مجھ سے۔۔اگر تم سچ کہہ دیتے تو اج۔۔وہ خاموش ہوا۔۔

کون پریشے سر۔۔میں کسی کو نہیں جانتا۔۔اور نا ہی میری اپ سے بات ہوئی ہے کل۔۔۔

بکواس کرتے ہو۔۔ایک۔اور مکہ اس کے ناک کی زینت بنا۔۔

سر مجھے میرے ماں باپ کی قسم۔۔میں نے اپ سے بات نہی کی۔۔اور نا کسی پریشے کو جانتا ہوں۔۔وہ اب اٹھ کے کھڑا ہو رہا تھا۔۔۔

اپنا موبائل دو مجھے۔۔اس کی جیب سے اگے ہو کے موبائل نکالا۔۔

اور مجھے دوبارہ نظر نا آؤ۔۔وہ۔موبائل لے کے اندر کی طرف بڑھ گیا

کیوں سر۔۔۔میرا یقین کریں۔۔میں نے کچھ نہی کیا۔۔اندر جاتے عصام کو دوبارہ پکارا۔۔لکن وہ لیونگ روم کا دروازہ بند کر چکا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ضرورت تھی گارڈ کے پاس جانے کی۔۔۔وہ کمرے میں ایا تو ماتھے پہ شکنیں ابھی بھی موجود تھی ۔۔

اپ کو کیا ضرورت تھی اسے فائر کرنے کی۔۔کون سا اس نے میرے ساتھ مس بی ہیو کیا تھا ۔۔عجیب ہے۔۔۔

زیادہ زبان چلانے کی ضرورت نہی ہے میرے سامنے۔۔اسے کہنی سے پکڑتے اپنے سامنے کیا۔۔

اپ کو بھی کوئی ضرورت نہی ہے مجھ پہ نظر رکھنے کی۔۔وہ بھی دوبدو بولی۔۔

میں حق رکھتا ہوں۔۔۔اپ پہ نظر رکھنے کا بھی اور اپ کی خبر رکھنے کا بھی۔۔اس کی کنپٹیاں ابھری ہوئی تھیں۔۔

کس خوشی میں۔۔اور گارڈ سے ایسی کون سی۔۔۔

شوہر ہونے کی خوشی میں۔۔دوسرے بازو کی کہنی پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔

آ۔۔اپ۔۔وہ اس کے اتنے قریب ہونے پہ سٹپٹائی۔۔

پیچھے ہو کے بات کریں۔۔ایسے کون کرتا ہے۔۔

میں۔۔

ہاں۔۔ہر بات بکری کی طرح میں میں پہ ختم۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اور کچھ کہتی عصام نے جھکتے اس کے ہونٹوں پہ کفل لگائے۔۔

نیچلے ہونٹوں پہ دانت گاڑتے وہ عشوے کو ساکت کر گیا تھا۔۔اس میں سانس لینے کی بھی سکت نہی رہی تھی۔۔

مٹھیاں بھینچے عشوے کی انکھیں مکمل پھیلی تھیں۔۔۔سانسیں اکھڑ اکھڑ کے کے چلتیں۔۔عصام کو اور مدہوش کر رہی تھیں۔۔اور عشوے کو سمجھ نہیں ارہا تھا وہ خود کو کیسے چھڑوائے۔۔

انکھوں میں جمع ہوتی نمی آنسو بن کے گال پہ لڑکھڑائے تو عصام پیچھے ہوا۔۔۔

سوری۔۔موچھیں سیٹ کرتے سر جھکائے عشوے کو دیکھا۔۔۔جو اتنی سی قربت پہ کانپ رہی تھی۔۔۔

ہو گئے بچے ڈاؤن لوڈ۔۔اس کی حالت دیکھتے عصام واش روم چلا گیا۔۔اور عشوے شرم سے سر جھکائے سرخ ہونے میں مصروف تھی

فیکٹری مکمل ہو گئ ہے۔۔۔بس اب کام شروع ہونے والا ہے۔۔دور سے کھڑا سیٹھ علی اپنے ادمیوں کے ساتھ اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں عصام نے اپنا نیا کاروبار شروع کرنا تھا۔۔پتہ نہیں اس کے پاس ایسی کون سی گیدڑ سنگھی ہے جو دن با دن اس کا بزنس بڑھتا ہی جا رہا ہے۔۔سوچتے سیٹھ علی دیکھ رہا تھا۔۔

اسلام و علیکم بابا۔۔چند منٹ بعد وہاں دانیہ حاضر ہوئی۔۔

واعلیکم اسلام۔۔او میری شہزادی۔۔اسے گلے سے لگاتے پیار کیا۔۔۔

کیسے ہیں۔۔ان سے الگ ہوتے پوچھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں تم سناو۔۔کیسا جا رہا ہے کام۔۔۔

بہت اچھا۔۔بس اب سیگنیچر لینے ہیں۔۔اور یہ کام عشوے سے کروانا کوئی مشکل کام نہی ہے۔۔وہ اٹھارہ سال کی ہو چکی ہے۔۔۔وہ حویلی بینک بیلنس عصام سے پہلے ہم پنے نام کروائیں گے۔۔

جیو میری شیرنی۔۔ایک بار پھر خوشی سے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔

اگر عصام کو پتہ چل گیا تو پھر۔۔وہ خصف زدہ بھی تھی کیونکہ پہلے بھی وہ دو تین بار پھنس چکی تھی ۔۔اب اسے بہت احتیاط سے کام لینا تھا۔۔اگر اب کچھ گڑ بڑ ہو جاتی تو وہ کہیں کی نا رہتی۔۔

تم وہاں اپنا کام تسلی سے کرو۔۔یہاں میں کروں گا۔۔میں بھی اس عصام۔کے بچے کو پر سکون زندگی نہی گزانے دوں۔ گا۔۔پہلے س کا باپ کمینہ تھا اب یہ مہا کمینہ ہے۔۔گالہ سے نوازتے دانت پیسے۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔میں نام کروا کے اس حویلی سے نکل اوں گی۔۔اس کے بعد کچھ عرصہ غائب رہوں گی تا کہ کوئی مجھے ڈھونڈھ نا سکے۔۔یہ کاغزات میں انے ساتھ لے کے جاوں گی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔مجھ سے رابطہ رکھنا۔۔

ضرور بابا۔۔اپ تو میرا سہارا ہیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔اب نکلو۔۔اگر کسی نے دیلھ لیا تو گڑبڑ ہو جائے گی۔۔

اوکے۔۔مئں چلتی ہوں۔الودائی مصافحہ کرتے وہ وہاں سے واپس چلی گئ۔۔

سیٹھ علی کچھ فیر وہاں کھڑا جائزہ لیتا رہا پھر وہ بھی اپنے گھر کی طرف ہو لیا

بابا۔۔اپ کی وائف میرے ساتھ بتمیزی کرتی ہیں مجھ سے پیار نہیں کرتیں۔۔اور مجھے کہتی ہیں میں ان کا بیٹا نہیں ہوں۔۔ناشتے کی ٹیبل پہ اج ابان سپیشل اس کی شکائت لگانے کے لیے موجود تھا۔۔ عشوے جو خاموشی سے ناشتہ کر رہی تھی سر اٹھا کے اس ننھے فسادی کو گھورا۔۔

دیکھیں۔۔اب کیسے دیکھ رہی ہیں۔۔گھور گھور کے۔۔۔پراٹھے کا نوالہ توڑتے عصام کو اس کی طرف متوجہ کیا۔۔

میرا موڈ خراب تھا۔۔اس لیے۔۔صفائی پیش کرتے چائے کا سپ لیا۔۔

بابا اپ نے کہا تھا مما کا۔موڈ خراب ہو تب بھی ان کے پاس جایا کرو۔۔۔اگلا شکوہ۔۔

عشوے خاموش رہی۔۔واقع اس دن اس کا بی ہیوئیر اچھا نہی تھا۔۔

انہوں نے مجھے کہا کہ میں ان کا کچھ نہی لگتا۔۔عصام خاموشی سے انہیں سن رہا تھا۔۔

اپ نے بھی تو مجھے کہا تھا کہ اپ کا کبھی بے بی نا ہو۔۔اور یہ ہی کہ اپ مما جیسا پیار نہیں کر سکتیں۔۔۔مجھے بھی ہرٹ ہوا تھا۔۔ عشوے کی بات پہ عصام کے ہاتھ رکے۔۔پھر ابان کو دیکھا۔۔۔جو سر جھکائے اب دودھ کے کپ میں چمچ ہلا رہا تھا۔۔

اپ نے ایسا کہا ہے۔۔۔اس کا چہرا اوپر کرتے اسے دیکھا۔۔

جی۔۔معصومیت سے منہ بسورتے عشوے کو اداسی سے دیکھا۔۔کیونکہ وہ عشوے کو ڈانٹ پڑوانے ایا تھا۔۔پر یہاں اس کی اپنی کلاس ہونے والی تھی۔۔

اپ نے ایسا کہاں سے سیکھا ہے۔۔

مما نے سیکھایا ہے۔۔ جھوٹ بولا۔۔

میں نے۔۔غشوے نے حیرانی سے دیکھا۔۔میں بھلا کیوں سیکھاوں گی۔۔۔اسے غصے سے گھورا۔۔

کیونکہ اپ میں اتنا پیار نہی ہے جتنا مما میں ہوتا ہے۔۔اگر ہوتا تو ابھی اپ کے پاس بھی بابا کی طرح ایک بے بی ہوتا۔۔

چپ کر جائیں۔۔ایسا کچھ نہی ہوتا۔۔عصام ان دونوں کی لڑائی پہ حیران تھا۔۔وہ۔کیسے لڑ رہے تھے۔۔

دونوں سوری کریں ایک دوسرے کو۔۔ابھی۔۔نیپکین سے منہ صاف کرتے دونوں کو دیکھا۔۔

سوری۔۔۔پہلے عشوے نے بولا۔۔ابان خاموش رہا

ابان۔۔

سوری مما۔۔ناراضگی میں بھی وہ اسے مما کہہ رہا تھا عشوے نے مسکراہٹ چھپائی۔۔پھر اٹھ کے اس کے قریب ائی اور گال پہ پیار کیا۔۔

میں اپ سے مما جتنا پیار تو نہی کر سکتی۔۔لیکن اپ کے سڑیل بابا سے زیادہ کر سکتی ہوں۔۔۔اس کے کان میں کہتے دوسرے گال پہ پیار کیا۔۔

ہاہاہا۔ٹھیک ہے مما۔۔وہ کھلکھا کے ہنسا۔۔عصام نے سوالہ نظروں سے دیکھا۔۔

اٹس سیکرٹ۔۔ابان نے مسکراتے کہا۔۔

اوکے۔۔کندھے اچکاتے وہ اٹھ گیا۔۔اج اسے بہت کام تھا۔۔

ہیلو پیارے ہزبینڈ۔۔۔وہ ای میلز دیکھ رہا تھا جب پریشے افس میں داخل ہوئی۔۔۔

گیٹ لاسٹ۔۔وظ بدمزہ ہوا۔۔۔نکلو یہاں سے۔۔لپ ٹاپ کی سکین نیچے کرتے وہ کھڑا ہوا۔۔

ایسے کیسے۔۔ابھی تو ملنے ائی ہوں۔۔اس کے قریب اتے زبردستی گلے سے لگنا چاہا۔۔عصام نے جھٹکے سے اسے دور کیا۔۔

ڈانٹ کراس یور لمٹ۔۔نکلو یہاں سے۔۔باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

اگر تم میرے ساتھ ایسے ہی ہیو کرتے رہے تو میں یہاں سب کو بتا خوں گی۔۔۔پھر مجھے کچھ مت کہنا ۔۔

ڈرتا نہیں ہو کسی سے۔۔۔چاہے علان کر دو۔۔پھر سب کے سامنے طلاق دوں گا۔۔۔۔

تم ایسا کچھ نہی کرو گے۔۔

میں کر سکتا ہوں۔۔ابھی اور اسی وقت۔۔میں تمہیں۔۔

جا رہی ہوں۔۔پاوں پٹختے واپس پلٹی۔۔چپ تو میں بھی نہی رہوں گی۔۔

تمہیں طلاق کے کاغزات مل جائیں گے جلد ہی۔۔اس نے اسی دن وکیل سے کہہ دیا تھا۔۔بس کچھ پروسیجر باقی تھا۔۔جس کے کمپلیٹ ہوتے ہی کاغزات تیار ہو جانے تھے۔۔

عجیب بد دماغ عورت ہے۔۔سارا موڈ خراب کر دیا۔۔واپس کرسی پہ بیٹھتے اس کا موڈ اف ہو چکا تھا۔۔

پریشے وہاں سے سیدھا عصام مینشن ائی تھی۔۔شدید تیش میں وہ بھول گئ تھی کہ کچھ دن پہلے اس نے عشوے کو مدد کے لیے بولا تھا۔۔

بی بی۔۔۔اندر نہی جاسکتیں اپ۔۔گارڈ نے اسے روکا۔۔جو دو دن پہلے ہی اپوائنٹ ہوا تھا۔۔۔

ارام سے پیچھے ہٹ جاو۔۔اسے دھکا دیتے وہ اندر داخل ہوئی۔عشوے اور ابان اوپر ٹھرس پہ بیٹھے لڈو کھیل رہے تھے۔۔۔

عشوے۔۔۔

عشوے۔۔پریشے نے اندر داخل ہوتے ہی اسے پکارنا شروع کیا۔۔

بی بی میں ابھی پولیس۔۔۔

میں خود پولیس سے ہوں۔۔تم مجھے دھمکاو مت۔۔سیڑھیاں چڑھتے اسے گھورا۔۔

عشوے۔۔باہر نکلو جہاں بھی ہو۔۔

لگتا ہے باہر کوئی ہے مما۔۔ابان نے دور سے اتی اواز سنی۔۔

اپ کو بلا رہا ہے کوئی۔۔میں دیکھ کے اوں۔۔نکر شرٹ میں وہ کیوٹ لگ رہا تھا۔۔۔

دونوں چلتے ہیں۔۔عشوے بھی اس کے ساتھ روم اے باہر نکلی۔۔دور ایک کڑکی کھڑی تھی جو انہیں باہر نکلتا دیکھ کے تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔۔۔عشوے نے نا محسوس طریقے سے ابان کو اپنے پیچھے کیا۔۔جس طرح کے اس کے تیور تھے لگ رہا تھا سیدھا اٹیک کرے گی۔۔نیچے کھڑے گارڈ نے عصام کو فورا انفارم کیا تھا۔۔

سر کوئج عورت ائی ہے۔۔میم صاحب کو بلا رہی ہیں۔۔بہت غصے میں ہیں۔۔مہربانی کریں۔۔اجائیں۔۔

اوکے۔۔میں اتا ہوں۔۔وہیں رہنا تم۔۔وہ تیزی سے باہر نکلا۔۔عجیب تماشہ بن گیا تھا۔۔

ا۔۔اپ کون۔۔عشوے نے اس کے قریب اتے ہی پوچھا۔۔

میں۔۔پریشے۔۔وہی جسے تم نے اس دن دوست بنا لیا تھا۔۔یاد ایا۔۔اور اب پتہ ہے کون ہوں۔۔ تمہاری سوکن۔۔وہ چلا چلا کے بتا رہی تھی۔۔عشوے کے پیروں تلے سے زمین سرکی۔۔پیچھے کھڑے ابان نے اس کی شرٹ کو مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔۔۔

تمہارے اس شوہر کی دوسری بیوی۔۔وہ اسے دیکھتے طنزیہ مسکرائی۔۔۔

بکواس بند کرو۔۔۔اور نکلو یہاں سے۔۔عشوے نے خود پہ قابو کیا۔۔ایسے کیسے وہ کسی بھی عورت پہ یقین کر لیتی۔۔

بکواس نہی سچ ہے۔۔۔یہ ہے نکاح نامہ۔۔پھر اپنے پرس سے نکاح نامہ نکال کے دیکھایا۔۔

خود دیکھ لو۔۔یہ لکھا ہے عصام شیخ۔۔نظر ایا۔۔انگلی سے اس جگہ پہ دباو دیتے کہا۔۔

عشوے سفید ہوتے چہرے کے ساتھ وہ دیکھ رہی تھی۔۔اسے یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔کاش یہ جھوٹ ہو۔۔

ایا اب میری بکواس پہ یقین۔۔

عشوے خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔۔وہ کیا کہتی۔۔اس کی زبان پہ تالا لگ چکا تھا۔۔وہ کچھ بھی سمجھ نہی پا رہی تھی ۔۔ابان پیچھے کھڑا تھا اور عشوے اسی کے سہارے اپنے قدموں پہ ساکت تھی۔۔

نکلو یہاں سے۔۔پھر اس نے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے عصام کو دیکھا۔۔

ابھی کے ابھی۔۔نکلو یہاں سے۔۔بے رحمی سے سے اس کا بازو پکڑتے اسے سیڑھیوں کی طرف دھکہ دیا۔۔

تم میرے صبر کو مت آزماؤ ۔۔اس کے سنبھلنے سے پہلے ایک اور دھکہ دیا۔۔وہ لڑکھڑا کے سیڑھیوں تک ائی۔۔اگر ریلنگ کا سہارا نا لیتی تو ابھی وہ لڑکھ رہی ہوتی۔۔

ع۔۔عصام۔۔عشوے اتنے غصے میں پہلی بار عصامنکو۔دیکھ رہی تھی۔۔بھاگ کے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔انہیں چوٹ لگے گی۔۔

میری بلا سے جہنم میں جائے۔۔پریشے کو زلیل ہونا کیا ہوتا ہے ابھی سمجھ ایا تھا۔۔

ت۔۔۔تم اس لڑکی کے لیے مجھے۔۔۔

تم اس کی جوتی برابر بھی نہی ہو۔۔خود کا موازنہ اس سے کبھی خواب میں بھی نا کرنا۔۔اسے زبردستی سیڑھیوں سے اتارا۔۔۔

تم غلطی کر رہے ہو۔۔اس پہ محبت لٹا کے۔۔یہ عورت دھوکے باز ہے۔۔اس نے موبائل بھی رکھا ہے۔۔۔تم سے چھپ کے۔۔

دور کھڑی عشوے کا دل دھک سے رہ گیا۔۔عصام نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔

تمہیں دھوکا دے رہی ہے۔۔تم خود او گے میرے پاس۔۔پریشے چیختے ہوئے رونے لگی۔۔وہ اس کا جسم بھی حاصل نہی کر پار رہی تھی اس کا دل کیسے حاصل کرتی۔۔

اسے باہر کرو۔گارڈ کو اشارہ کیا۔۔وہ جو سارا تماشہ دیکھ رہا تھا دوڑتا ہوا قریب ایا اور اس کا بازو پکڑنا چاہا۔۔پریشے نے اسے جھٹکتے ایک درد بھری نگاہ عصام پہ ڈالی تھی۔۔وہ۔پاگل۔ہوتی جا رہی تھی ۔۔اس کے پاگل پن کی وجہ عصام تھا۔۔

مجھے سی وی بنا دیں گی۔۔عزت لان میں پودوں کے پاس کھڑی تھی جب ریض گیٹ سے داخل ہوا۔۔۔

ہاں۔۔۔دوپٹہ سر پہ جمایا۔۔

کتنے دنوں میں بن جائے گی۔۔وہ اس کے قریب آیا

رات سونے سے پہلے۔۔مجھے اپنے ڈاکومنٹس دے دو۔۔وہ اسے دیکھ نہی رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے ۔۔میں اپ کو میل کر دوں گا۔۔اس کی جھکی پلکوں کو دیکھا۔۔

اپ ائیں گی عشوے کی طرف۔۔میں جا رہا تھا۔۔

نہیں۔تم۔جاو۔۔انکار کیا۔۔مورے نے اجازت دینی نہی تھی۔۔

جلدی واپس آ جائیں گے۔۔

نہی نا۔۔میرا دل نہی کر رہا۔۔۔

ناول ابھی لے لینا۔۔وہ اسے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔۔اس لیے افر کی۔۔

اتنی عنایتیں کیوں۔مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔۔

کیونکہ اپ مجھے سی وی بنا کے دے رہی ہیں نا اس لیے۔۔سوچا میں بھی اپ پہ کچھ۔۔

نہیں۔میں کسی معاوضے کے بنا کام کر دوں گی۔۔تم جاو۔۔

اجائیں نا یار۔۔نخرے نہیں کریں۔۔

مورے اجازت نہی دے گی۔۔

میں لے دیتا ہوں۔۔

نہیں۔۔میں خود پوچھ لوں گی۔۔اسے اندر جانے سے روکا۔۔

مورے سے بمشکل اجازت لے کے وہ اس کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوئی تھی

آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔وہ لوگ مین روڈ پہ آچکے تھے۔۔ہمیشہ کی طرح اپنے اور اس کے بیچ فاصلہ قائم رکھا۔۔

ہاں۔۔پوچھو۔۔دوپٹہ قابو کرتے وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔۔

اپ نے مجھے کیوں کہا تھا شادی سے انکار کر دوں۔۔اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔۔

ویسے ہی۔۔دل کر رہا تھا۔۔وہ تھوڑا اونچا بول رہے تھے۔۔

آپ کا دل نہی کر رہا تھا۔۔میرا تو کر رہا ہے نا۔۔مرر سے اسے دیکھا۔۔

ہاں تو کر لو۔۔کس نے روکا ہے۔۔

پتہ۔۔مجھے نا آپ سے۔۔وہ رکا۔۔

عزت اونچا ہو کے اسے شیشے سے دیکھا۔۔اس کے چہرے پہ الوہی سی چمک تھی۔۔جیسے وہ کسی خوشی میں ڈوبا ہوا ہو۔۔

مجھے آپ سے پیار ہو گیا ہے۔۔وہ۔لوگ شہر کے بیچ سے گزر رہے تھے اور ریض کی آواز اتنی اونچی تھی کہ آس پاس سے گزرے لوگوں نے انہیں مڑ مڑ کے دیکھا۔۔

عزت سن سی بیٹھی تھی بے ساختہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا نہی۔تو زمین پہ رگڑا لگ جانا تھا۔۔

ہوش میں تو ہیں نا۔۔اپنے کندھے پہ رکھا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

اور ہم لوگ عشوے کے پاس نہی جا رہے۔۔بائیک ہواوں میں اڑ رہی تھی ڈبل روڈ کی وجہ سے وہ مست ہو کے چلا رہا تھا

ہیلو۔۔۔سن رہی ہیں۔۔کہیں گر ور تو نہیں گئیں۔۔

نہیں۔۔۔وہ بے یقین تھی۔۔اسے الہام ہوا تھا۔۔یا دل نے دل پہ دستک دی تھی۔۔وہ کیسے اسے جان گیا تھا۔۔۔

ت۔۔تمہاری تو شادی ہو رہی تھی نا۔۔پھر۔۔

ہاں تو وہ اب بھی ہو رہی ہے۔۔شادی امی کی پسند سے کروں گا۔۔لیکن۔۔۔محبت تو آپ سے ہی۔۔

ایسے کیا فائدہ۔۔وہ فوراً سے محبوبہ کے رتبے پہ فائز ہوئی تھی۔۔منہ پھلایا۔۔

تو کیا شادی بھی آپ سے کروں۔۔

ہاں۔۔اب شرم ورم غائب ہو چکی تھی۔۔۔محبت مجھ سے کرتے ہو تو شادی بھی مجھ سے کرو نا۔۔

امی نہی مانیں گی۔۔یہ مسلہ بھی تھا۔۔

مناو موئ۔۔اتنا دم نہیں ہے۔۔کہ۔۔

دم تو بہت ہے بات کاٹی۔۔مسلہ یہ ہے کہ اپ کی والدہ نے انکار کر دیا تو کیا ہو گا۔۔۔

ان کی فکر نا کرو۔انہیں میں ہینڈل کر لوں گی۔۔

اوکےےےے۔۔اب سے پردہ شروع کریں پھر۔۔اسے چھیڑا۔۔میرے سامنے بھی نہیں انا۔۔

کیوں۔۔

کیونکہ شادی سے پہلے دلہن دلہے سے چھپ کے رہتی ہے نا۔۔

ہاہا۔۔وہ۔ہنسی

ائیسکریم کھائیں گی۔۔

ہاں۔۔۔اگر تم اپنے پیسوں سے لو گے تو۔۔

ہاں ہاں۔۔ظاہری سی بات ہے۔۔میرے تو بزنس چل رہے ہیں۔۔آپ سے چھوٹا ہوں۔۔اپ کو دینے چاہیں پیسے۔۔

میرے پاس پیسے نہیں ہیں اج تم کھلا دو نکسٹ میں کھلا دوں گی۔۔

مزاق کر رہا ہوں۔۔اسے اندر سیٹنگ ایریا میں بٹھا کے وہ خود ریسپشن کی طرف آ گیا۔۔ائس کریم لینے کے لیے

موبائل کہاں رکھا ہے۔۔۔اسے نکالنے کے بعد سیدھا اس کے پاس ایا۔۔

ن۔۔ نہی ہے۔۔۔وہ جھوٹ بول کے گئی ہے۔۔۔وہ پھر جھوٹ بول رہی تھی۔۔

مجھے اگر کہیں سے مل گیا نا۔۔تو بہت برا ہو گا آپ کے ساتھ۔۔کمرے میں آتے اس نے سائڈ ٹیبلز چک کیے۔۔۔ہر چیز کی تلاشی لی۔۔عشوے کی سانس اٹکی ہوئی تھی۔۔

ن۔۔ نہی ہے وہاں۔۔۔عصام اس کے تکیے کے پاس گیا تو عشوے کانپ سی گئ۔۔اس کی ہوائیاں اڑتی دیکھ کے اسے یقین ہو گیا۔۔۔

کہاں رکھا ہے پھر۔۔اس کے پاس آیا وہ دروازے کے پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ۔۔اس روز کے اندر۔۔خود ہی بتا دیا۔۔عصام نے ہاتھ ڈال کے باہر نکالا۔۔

یہ۔۔اتنا مہنگا فون۔۔اپ۔۔کے پاس کہاں سے ایا ہے۔۔غصے سے بھری انکھیں اس پہ گاڑھیں

اپنا بیگ پیک کریں۔۔موبائل دیوار سے مارتے اسے کہا۔۔ایک تو پہلے وہ پریشے۔۔اور اب یہ۔۔اس کا دماغ سوا نیزے پہ پہنچا ہوا تھا۔۔افس کا کام چھوڑ کے وہ گھریلو مسلے سلجھا رہا تھا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔میں نہی۔۔جاوں گی۔۔

آپ جائیں گی اپنے والدین کے گھر۔۔یہ میرا فیصلہ ہے۔۔جب دماغ ٹھیکانے اجائے گا۔۔پھر واپس آ جایئے گا۔۔

پلیز کوئی اور سزا دے لیں۔۔لیکن میں وہاں نہیں جاوں گی۔۔۔

میں نے اپ سے پوچھا نہی ہے جو کچھ بھی ہے آپ کا یہاں۔۔سمیٹ لیں۔۔نہیں تو خالی ہاتھ چھوڑ کے آؤں گا۔۔

عصام۔۔میں وہاں نہیں رہ سکوں گی۔۔

رہ لیں گی۔۔وہ بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔وہ سکون چاہتا تھا اور عشوے کو سزا بھی دینا چاہتا تھا۔۔وہ اس سے چیزیں کیوں چھپاتی تھی۔۔

اپ کو نہیں پتہ۔۔نہیں رہ سکتی۔۔میں نے وعدہ کیا تھا نہیں جاوں گی وہاں۔۔۔وہ کرلائی۔۔

توڑ دیں۔۔ویسے بھی تو میرا اعتماد توڑتی رہتی ہیں۔۔۔

عصام پلیز۔۔میں نہیں جاوں گی۔۔اپ۔کی بیوی ہوں۔۔

اگر آپ کو۔اس رشتے کا اتنا ہی لحاظ ہوتا تو ایسی حرکتیں نا کرتیں۔۔

مجھ پہ اعتماد کرنے کی بجائے اپ نے پریشے کو بتانا ضروری سمجھا۔۔

آپ کو۔مجھ سے ذرا بھی محبت نہی ہے ہر دوسرے دن آپ میرے ساتھ ایسے ہی کرتے ہی۔۔۔وہ اسے روک نہی پا رہی تھی۔۔

نہیں ہے۔۔مجھے کسی سے بھی محبت نہی ہے۔۔اور جو میرا بھروسہ توڑتا ہے ان سے تو شدید نفرت کرتا ہوں میں۔۔

ائی ایم سوری۔۔اسے کچھ سمجھ نہی آیا تو اس کے پیروں میں بیٹھی۔۔وہ اپنے گھر واپس نہی جانا چاہتی تھی۔۔اس شخص کے پاؤں پڑ سکتی تھی لیکن جس گھر سے سے اتنی نفرت اور حقارت کے ساتھ نکالا گیا تھا وہاں وہ دوبارہ نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

سوری کا کیا کروں میں عشوے ۔۔۔سوری کے بعد آپ وہ عمل نا دہرائیں تو پھر مانے لیکن اپ نے یہ تیسری دفعہ کیا ہے۔۔اب نہیں سنوں گا میں۔۔وہ بھی سفاک بن گی تھا

میں مر جاؤں گی۔۔وہ اس کے قدموں میں بیٹھی تھی۔۔اس کا دل بند ہو رہا تھا۔۔وہ۔کہیں کی نہیں تھی۔۔نا عصام کی نا اپنے ماں باپ کی۔۔

میری بلا سے ابھی مر جائیں۔۔وہ اسے دیکھ نہی رہا تھا۔۔بہت کڑا وقت تھا۔۔عشوگ کے لیے۔۔خود کو کسی کے قدموں میں لا کے رکھنا کتنا ازیت ناک ہوتا اس وقت وہ سمجھ سکتی تھی۔۔۔

ع۔۔عصام۔۔تڑپ کے ہچکی لی۔۔اس کے گھٹنے پہ رکھا عشوے کا ہاتھ نیچے ڈھلکا تھا۔۔گہری۔سانس لیتے سانس بہال کرنے کی کوش کی۔۔لیکن اس کی سانس اکھڑ گئی۔۔سر عصام کے پاوں پہ گرا تھا۔۔

عشوے۔۔اس کے پاؤں لرزے۔۔

عشوے۔۔جھک کے اسے اٹھایا۔۔نہیں بھیج رہا۔۔اس کی سانسیں اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھیں۔۔اپنے سینے سے لگاتے اس کی کمر سے ہلکا سا پش کیا۔۔ایک اور سانس لی اس نے۔۔

کہیں۔۔ نہی جائیں گی یہی ہیں۔۔اسے بیڈ پہ بٹھا کے تکیہ سیدھا کیا۔۔۔وہ ڈر گیا تھا۔۔

وہ گہری گہری سانسیں لیتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔اس کا سر کندھے سے لگاتے وہ اسے تسلی بھی نہی دے پا رہا تھا۔۔پتہ مہی کیوں اس کا ردعمل اتنا شدید ہوتا تھا

ٹیوی لاونج سے اونچا اونچا بولنے کی آوازیں ارہی تھیں۔۔پتہ نہیں کون تھا۔۔عزت اپنے کمرے میں ریض کی سی وی بنا رہی تھی لپ ٹاپ کھلا چھوڑ کے باہر جھانکا۔۔

اووہ۔۔بھابھی۔۔واپس جانے کی بجائے باہر آئی۔۔اور بینش کے گلے لگی۔۔ساتھ ماہ بیر بھی تھا۔۔مورے کچن میں شاید ریفریشمنٹ کا کہہ رہی تھیں۔۔

آج کیسے چکر لگا لیا۔ان کے پاس بیٹھتے پوچھا۔۔

بس بہت دل کر رہا تھا۔۔اپ۔لوگوں سے ملنے کا۔۔ماہ بیر بھی گھر آنا چاہ رہے تھے تو میں نے کہا مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔۔تو بس اب تمہارے سامنے۔۔

گڈ کیا۔۔ عزت ویسے ہی ریض کی وجہ سے خوش تھی۔۔موڈ۔اچھا ہونے کی وجہ سے وہ بینش سے کھل کے گپ شپ کرنے لگی

ماہ بیر انہیں مصروف دیکھ کے اپنے کمرے میں آگیا۔۔

ماموں سے بات ہونے کے بعد اس نے عصام سے بلکل رابطہ ختم کر دیا تھا۔اور خاموشی سے ان کے بیچ سے ہٹ گیا تھا اگر عشوے اس کی ہوتی تو پہلے ہی مل جاتی۔۔اب جو تھا اسی پہ خوش رہنا تھا فریش ہوکے وہ نیچے آیا تھا

مورے بھائی کی شادی کر دیں۔۔

پہلے تمہاری کریں گے۔۔

کیوں۔۔میری کیوں۔۔۔میں بھائی سے چھوٹی ہوں تو اصولاً بھائی کی ہی پہلے ہونی چاہیے۔۔

ہاں تاکہ تم روز اپنی بھابھی سے لڑو۔۔

میں اپ کی طرح نہیں ہوں۔۔بڑبڑائی۔۔پلوشہ نے اسے گھورا۔۔
چلیں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔۔کچھ دیر بیٹھنے کے بعد ینش عزت کے ساتھ اس کے روم میں آگئی۔۔

تمہاری بات کہیں طے نہیں ہوئی۔۔باتوں باتوں میں ایسے ہی پوچھا
نہیں۔۔فلحال تو نہیں۔۔ساتھ ساتھ وہ ریض کے ڈاکومنٹس دیکھ رہی تھی۔۔

کوئی۔۔پسند۔۔ جھجکتے اسے دیکھا۔۔عزت نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔۔

نہیں۔۔ نفی میں سر ہلایا۔۔

ہمم وہ خاموش ہو گئی۔۔

اور۔۔سنائیں۔۔۔

میں ایک مشورہ دوں۔۔

جی۔۔

اگر کوئی پسند ہو نا تو اس سے ڈائریکٹ بات کرنا۔۔کمزور بن کے بیٹھی مت رہنا کیونکہ زندگی تمہاری ہے۔۔

لڑکا تو مان جائے گا۔۔لیکن والدین۔۔

والدین کو بھی مناؤ۔۔باپ اور بھائی کی عزت کی خاطر خود کو اپنے دل کو قربان کرنے کی کوئی ضرورت نہی ہے۔۔۔

بچے تمہارے باپ یا بھائی نے پیدا نہی کرنے۔اس شخص کے ساتھ تم نے سونا ہے۔۔اپنے لیے خود آواز اٹھاؤ تمہاری پوری زندگی کا سوال ہے۔۔۔تم شخص کے ساتھ سو تو جاؤ گی۔۔۔لیکن تمہارا دل راضی نہی ہو گا۔۔تو پھر یہ زنا سے بھی بد ترین عمل ہے۔۔نا تم اپنے شوہر سے وفا کرو گی۔۔نا اپنے اللہ سے۔۔یہ جسم فروشی ہو گی۔۔ایک ذن چاہے مرد کے ساتھ سونا ایسا ہی ہے جیسے ایک خار دار جھاڑی پہ ریشم۔کا کپڑا پھینک دیا جائے اور اور اسے کھینچ لیا جائے۔۔تکلیف ایسی ہوتی ہے کہ تم سوچ نہی سکتی۔۔

وہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔۔

میں اپ کو کچھ بتاؤں۔۔عزت نے اسے دیکھا۔۔

ہاں۔۔ضرور۔۔

میں اپنے ماموں کے بیٹے سے پیار کرتی ہوں۔۔اور وہ بھی۔۔لیکن ہماری فیملیز۔۔عزت نے ایک ایک کر کے ساری بات اسے بتائی۔۔

مشکل مرحلہ ماؤں کو منانے کا ہے۔۔ساری بات سمجھنے کے بعد اسے دیکھا۔۔

جی۔۔وہ راضی ہو جائیں تو سب ٹھیک سے ہو جائے گا۔۔

اوکے۔۔اپنی امی کو منانا مجھ پہ چھوڑ دو۔۔انہیں میں سنبھال لوں گی۔۔

عزت کے لیے وہ دن بہت اچھا تھا

کیسی ہیں۔۔ڈئیر وائف۔۔۔وہ تیز تیز چلتا ہوا ہوٹل میں داخل ہوا تھا

زہے نصیب۔۔اج خود سے یاد کیا۔۔پریشے اپنے آفس میں بیٹھی تھی۔۔

جی جی۔۔بس کچھ کام تھا۔۔اگر اپ اس وقت فری ہیں تو الزمر ہوٹل (فرضی نام) میں تشریف لے ائیں۔۔وہ وہاں میٹنگ کے سلسلے میں آیا تھا۔۔اج ان کی ایک جانی مانی کمپنی کے ساتھ ڈیل تھی ۔۔فیکٹری کی تمام مشینری لگ چکی تھی آج شام کو اس کا افتتاح تھا۔۔اور وہ یہ نیک کام تمام پریشانیوں کو ختم کر کے کرنا چاہتا تھا۔۔

ہائے۔۔فون بند کرتے وہ مطلوبہ ٹیبل کے سامنے رکا پھر سر ہلاتے کرسی سنبھالی۔۔

میٹنگ میں آدھا گھنٹہ لگا تھا اور آج ڈیل فائنل ہو گئی تھی۔۔ان کے جانے کے بعد عصام نے ریسپشن سے روم کی چابی لی تھی۔۔پھر پریشے کو روم نمبر ٹکس کر کے دوسرے ایریا میں آیا جس طرف رہائش تھی۔۔

پریشے کی گاڑی کو اینٹرس سے داخل ہوتے دیکھا۔۔پھر اپنی گاڑی طرف آتے فائل نکالی۔۔وہ اس کے روم میں پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ چکی تھی۔۔

اسلام و علیکم۔۔پریشے پرپل کلر کی شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراوزر پہنے فریش فریش لگ رہی تھی۔۔

وعلیکم اسلام۔۔آؤ۔۔روم فریزر چیک کرتے اس میں سے جوس نکالا۔۔اور نکال کے پریشے کو دیا ۔۔وہ۔حیران ہو رہی تھی۔۔

یہ لو۔۔اسے پکڑاتے خود صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔ٹانگ پہ ٹانگ رکھتے ٹیک لگائی۔پریشے بھی جوس پکڑتے اس کے سامنے بیٹھی۔۔

آج۔۔خیر تو ہے۔۔کب سے جو ذہن میں ارہا تھا اب زبان پہ آیا۔۔

ہاں۔۔بلکل خیر خیریت ہے۔۔پھر سامنے ٹیبل سے فائل اٹھائی جو اس نے آتے ہوئے رکھی تھی۔۔

یہ تمہارے لیے۔۔۔اور اس کی طرف بڑھائی

یہ کیا ہے۔۔اس کے ہاتھ سے فائل لی۔۔

خود دیکھ لیں۔۔

واٹ۔۔۔وہ۔پلکیں نا جھپک سکی۔۔اپ ایسا کیسے۔۔کر سکتے ہو۔۔۔میری جاب۔۔۔نہیں۔۔۔یہ غلط ہے ۔۔وہ جاب سے فائر کے پیپرز تھے۔۔اسے سرکاری جاب سے ہٹا دیا گیا تھا۔۔

ایک اور سرپرائز بھی ہے۔۔فائل آگے کھولیں۔۔۔وہ مزے سے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اس نے پیج پلٹے۔۔اگے ڈیورس پیپر تھے۔۔

عصام۔۔اپ میرے ساتھ ایسا نہی کر سکتے۔۔وہ چیخی۔۔پیپر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئے تھے۔۔

یہ تمہارے کیے کی سزا ہے۔۔خود ہی نکاح کیا تھا۔۔شرٹ سیدھی کرتے وہ کھڑا ہوا۔۔اور تمہارے یوں چلانے سے کچھ نہی ہو گا۔۔

میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گی۔۔عصام آپ میرے ساتھ ایسا نہی کر سکتے۔۔پلیز۔۔وہ اس کے قریب آئی۔۔

پیچھے ہٹو۔۔اسے جھٹکتے وہ سائڈ پہ ہوا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔میں۔۔اپ کو کہیں کا نہی رہنے دوں گی۔۔ا۔آپ میرے علاوہ کسی کے نہیں ہو سکتے۔۔ اس نے تیزی سے اپنی شرٹ پھاڑی۔۔پھر کھینچ کے عصام کی شرٹ کے بٹن بھی کھول دیے۔۔ ۔اپ۔میرے ہیں۔۔ہر قیمت پہ حاصل کروں گی۔۔وہ ہزیانی ہوئی چلا رہی تھی

یہ کیا بےہودہ حرکت ہے۔۔اسے خود سے دور کرتے۔۔وہ باہر کی طرف لپکا۔۔کیونکہ وہ اب اس پہ نیا الزام لگانے والی تھی۔۔۔

مجھے نہیں عشوے کو طلاق دینی تھی۔۔۔یہ پیپر اسے۔۔پھر اس کے پاس آئی۔۔کندھے سے چپکی

شٹ اپ۔۔دور ہٹیں مجھ سے۔۔خون خوار نظروں سے دیکھتے وہ غرایا

اس نے پینترا بدلا۔۔

اپ نے میرا ریپ کیا ہے۔۔وہ پھٹے کپڑوں میں اپنا جسم چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔اونچی اواز میں کہتے وہ اسے شاک کر گئ۔۔عورت کے کیسے کیسے روپ ہوتے ہیں

جسٹ شٹ اپ۔۔تم جیسی بازاری عورتوں کے ڈراموں میں نہیں اتا۔۔اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے وہ باہر کی طرف لپکا

کیونکہ اس کی آواز اونچی تھی اور لوگ اکٹھے ہو سکتے تھے۔۔

م۔۔میں خودکشی کر لوں گی۔۔ت۔۔تمہیں اسے طلاق دینی پڑے گی ہر حال میں۔۔وہ اس کے سامنے آئی۔۔۔

میں اسے نہیں تمہیں طلاق دوں گا۔۔اسے دھکا دیتے سائڈ پہ کیا

تم میرے ساتھ ایسا نہی کر سکتے۔۔

میں ایسا کر چکا ہوں۔۔بہت شوق تھا نا میرے بچے کی ماں بنے کا۔۔تو اب بنو۔۔

میں نہیں مانتی انہیں۔۔پریشے نے پیپرز اٹھا کے پھینکے۔۔۔آپ۔۔میرے ساتھ یہ ظلم۔۔اس کا دل بند ہو رہا تھا۔۔وہ۔کیا کر رہی تھی نہیں جانتی تھی۔۔

چلو فیس ٹو فیس سن۔لو پھر۔۔سکون ہو جائے گا۔۔وہ رکا

میں عصام شیخ۔۔پورے ہوش وحواس میں میں اپ کو طلاق دیتا ہوں۔۔

اس نے خوف زدہ نظروں سے اس شخص کو دیکھا جس سے اسے ان چند ماہ میں عشق ہو گیا تھا

میں اپ کو طلاق دیتا ہوں

ن۔۔نہیں۔۔۔عصام پلیز ۔۔میں مر جاوں گی

اپ کو۔طلاق دیتا ہوں۔۔وہ اسے مار گیا تھا۔۔

بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔م۔۔میں نے کہا تھا میں مر جاوں گی۔۔۔اس کے کندھے کو تھاما

میری بلا سے اپ جہنم میں جائیں۔۔۔خود سے چپکتے اس لڑکی کو دور کیا۔۔اس نے ابھی ہاتھ لگایا تھا اور وہ پورے قد سے زمین بوس ہوئی۔۔لیکن اس ستم گر نے مڑ کے بھی اسے نہیں دیکھا۔۔اور باہر نکل گیا

ہم لوگ عشوے کی طرف ہو آتے۔۔ساتھ ریض کی شادی کا بھی بتا دیں گے۔۔حمید صاحب ابھی کام سے واپس ائے تھے۔۔عائشہ نے پانی کا گلاس پکڑاتے انہیں دیکھا۔۔

ابھی چلنا ہے۔۔انہیں گھورا۔۔۔مطلب ابھی تھکا ہوا گھر آیا ہوں تو ابھی پھر نکل پڑو

ن۔۔نہیں۔۔پوچھ رہی ہوں۔اپ بس بندے کی بے عزتی کر دیا کریں منہ پہ۔۔خالی گلاس پکڑتے ناراضگی سے دیکھا۔۔۔

میں منہ ہاتھ دھو لوں روٹی پکاو تم۔۔وہ اٹھ کے اندر چلے گئے۔۔عائشہ بیگم کچن میں اگئ۔۔پانچ روٹیاں بنانی ہوتی تھیں۔۔جو بنانے میں بمدس سے پندرہ منٹ لگے۔۔حمید صاحب لاونج میں واپس اچکے تھے کھانے کے انتظار میں۔۔جب ریض کہیں باہر سے ایا

اسلام و علیکم۔۔اکے انکے ساتھ بیٹھا۔۔

واعلیکم اسلام۔۔کیسا رہا انٹرویو۔۔

اچھا ہو گیا تھا۔۔وہ صبح نو بجے گیا تھا۔۔دو بجے واپس اگیا تھا۔۔لیٹ کچھ دنوں میں ملنجائے شاید۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔تم کام شروع کرو گے تو سہارا ہو گا۔۔

کھانا کھا لیں۔۔اتنی دیر میں کھانا لگ چکا تھا۔۔پھر ان لوگوں نے ساتھ بیٹھ کے کھانا کھایا۔۔کھانا کھا کے عائشہ کچن میں برتن دھونے لگیں تو ریض نے موقع ملتے بابا سے بات کرنے کا سوچا۔۔

اپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔اگر وہ مما سے کرتا تو انہوں نے صاف انکار کر دینا تھا۔۔بابا شاید کچھ مدد کر دیتے۔۔

ہاں بولو۔۔وہ نیوز چینل لگا رہے تھے

مما شادی کا کہہ رہی ہیں۔۔

ہاں پتہ ہے مجھے اسے چنبھے سے دیکھا۔۔

تو۔۔۔میں سوچ رہا تھا۔۔وہ رکا۔۔ایک دم سے کہہ دینا بھی اسان نہیں تھا۔۔پتہ نہی کیا ریئکشن ہوتا ان کا۔۔

کیا سوچا۔۔وہ اب اسے دیکھ رہے تھے

کہ اگر کرنی ہی ہے تو پھپھو کے گھر۔۔۔سے۔۔اننکے تاثرات دیکھتے وہ اٹک گیا

عزت بڑی ہے تم سے۔۔۔انہیں شاید برا لگا۔۔

بڑی ہیں تو کیا ہوا ہے۔۔شادی تو ہو سکتی ہے نا۔۔اس کے لہجے میں جانے کیاں تھا کہ وہ ٹھٹکے۔۔

تم اسے پسند۔۔۔کرتے ہو۔۔جانچتے ہوئے پوچھا۔۔

جی۔۔اور اچھا ہے نا۔۔انہیں کام بھی کرنے اتے ہیں۔۔باہر سے کیا پتہ وہ مما کی ہلپ کرے نا کرے الٹا مما کو اس کی خدمت کرنی پڑ جائے۔۔

اب تم ڈرا رہے ہو۔۔وہ۔ہنسے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔تمہاری ماں سے خود بات کروں گا میں۔۔تم۔کچھ مت کہنا۔۔ایسے ہی ہتھے سے اکھڑ جائے گی۔۔

اوکے۔۔اسی لیے اپ سے بات کی ہے پہلے۔۔اور بہت شکریہ۔۔مدد کے لیے۔۔اسے واقع سکون ملا۔۔

اگے پڑھائی کا بجی سوچو۔۔بس شادی اور جاب کا نہی۔۔حمید صاحب نے اسے کھینچا۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔اس بارے میں بھی سوچ رہا ہوں انہیں تسلی دی۔۔پھر کچھ دیر انکے ساتھ بیٹھا رہا۔۔پھر اٹھ کے چلا گیا۔۔

وہ بہت خوفزدہ ہو گئ تھی عصام کے اس برتاؤ سے۔۔اسے کوئی فرق نہی پڑتا تھا اس کے ہونے یا نا ہونے سے اسی لیے وہ اسے وہاں سے بھیج دینا چاہتا تھا۔۔پتہ نہیں وہ کبھی کسی مرد کے دل پہ راج بھی کر سکے گی بھی یا نہی۔۔بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ لٹکتے فانوس کو دیکھ رہی تھی۔۔اور وہ ان کی سیکنڈ وائیف۔۔انہوں نے ایک اور شادی کر لی۔۔۔اور۔۔افف

میرا کیا ہو گا۔وہ۔مجھے واپس بھیج دیں گے۔۔عجیب عجیب سوچیں بھٹک رہی تھیں۔۔۔کاش عصام کو قس سے محبت ہو جاتی۔۔ویاے تو بڑی جیلسی ہوتی ہے نواب صاحب کو جب ماہ بیر کا نام لوں۔۔اور خود۔۔اسے اب الجھن کے ساتھ غصہ بھی ارہا تھا۔۔

اصولاً تو مجھے بات نہی کرنی چاہیے اور محترم خود میرے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔۔اب میں ایسا کروں گی

--

اج ائیں۔۔زرا دیکھنا۔۔کیسے تنگ کرتی ہوں۔۔

ہاں میں تنگ تو کر لوں گی۔۔لیکن کیسے۔۔انہیں ہرٹ بھی ہو نا ساتھ۔۔کیسے۔۔کیسے۔۔وہ سوچ رہی تھی۔۔

لپ ٹاپ پہ دیکھتی ہوں۔۔جلدی سے ابان کے روم میں ائی۔۔

ہیلو۔۔وہ کوئی گیم کھیل رہا تھا۔۔

جی مما۔۔ائیں۔۔وہ اپنی گیم سے اٹھا۔۔۔

وہ۔۔بیٹا۔۔میں یہ لے لو۔۔مجھے ضرورت ہے۔۔سائڈ پہ پڑے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

جی جی۔۔لیپ ٹاپ ابان کا تھا جو عصام نے خود لے کے دیا تھا۔۔تا کہ وہ نیو نیو چیزیں سرچ کرے ۔۔اس میں جو جی میل لگا تھا وہ جی میل عصام کے پاس بھی یوز ہو رہا تھا۔۔

عشوے لیپ ٹاپ لیے اپنے روم میں ائی۔۔پھر کروم پہ یوٹیوب اوپن کیا۔۔

پھر سرچ بار پہ لکھا

Ways to annoy husband

شوہر کو تنگ کرنے کے طریقے

بہت ساری ویڈیو سامنے شو ہوئں۔۔کچھ تو بہت رومینٹ طریقے تھے۔۔تقریبا سب ہی اسے تھے۔۔اور کچھ بہت شرارتی ٹائپ کے اس کا اور عصام کا اتنا فری ریلیشن شپ نہی تھا کہ وہ یوں چھیڑنے والی حرکتیں کرتی۔۔بس ایسا کچھ کے وہ ہرٹ ہو اسے بھی تکلیف ہو۔۔بہت ساری ویڈیوز دیکھنے کے بعد اسے ایک ائڈیا پسند اہی گیا تھا۔۔اب اس کی تیاری کرنی تھی۔۔پہلے لپ ٹاپ ابان کو واپس کیا۔۔پھر عصام کے لیے تیاری شروع کی۔۔

رات کو عصام کے انے سے پہلے وہ تیار ہو چکی تھی۔۔عصام دس بجے گھر ایا۔۔لاونج میں نظر دوڑائی سامنے کوئی بھی نہیں تھا۔۔تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے میں آیا۔۔کمرہ بھی خالی تھی۔۔۔ وائلٹ اور کیز سائڈ ٹیبل پہ رکھتے ٹائی کھولی پھر جوتے اتارے شرٹ تار کے وہ ڈریسنگ روم میں گیا تاکہ کپڑے لے سکے۔۔۔لیکن یہ کیا۔۔اس کے سارے کے سارے کپڑے کٹے ہوئے تھے۔۔ٹوٹلی ساری واڈروب بکھری الجھی۔۔کچھ کہاں کچھ کہاں۔۔

واٹ از دیس وہ صدمے میں سب کچھ دیکھ رہا تھا۔۔

عشوے۔۔وہاں سے باہر نکلا۔۔

یہاں بھی۔۔پھر اس کی نظر ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑی۔۔کہاں اس کی سب پرفیونز کی بوٹلز خالی۔۔جیل کریمز سب کچھ خالی۔۔ساتھ ہی عشوے کی تمام چیزں ٹھیک ٹھاک اپنی اصلی حالت میں رکھی ہوئی تھیں۔۔

عشوے۔۔کہاں ہیں۔۔دروازہ کھولتے اواز لگائی پھر پورا گھر دیکھ لیا عشوے کہیں نہیں ملی۔۔باہر لان میں اتے دوبارہ اواز لگائی۔۔لیکن وہ کہیں نہی تھی۔۔وہ۔پریشان ہوا۔۔کہاں جا سکتی ہے۔۔ایک بار پھر سارے رومز کچن یہاں تک کی گیراج بھی چک کر لیا۔۔لیکن وہ وہاں ہوتی تو نظر اتی نا۔۔

دوسری طرف عشوے سب کچھ خراب کر کے خود عصام کی سب سے فیورٹ شرٹ پہن کے اسی کے شورٹس جو اس کے گھٹنوں کے نیچے تک ارہے تھے پہنے سٹڈی روم میں بک ریکس کے پیچھے کھڑی تھی۔۔اور عصام پاگلوں کی طرح کئ چکر پورے گھر کے لگا چکا تھا۔۔اس کے پاس موبائل بھی نہیں تھا۔۔

اووہ۔۔پھر کچھ یاد ایا۔اسے وہ کیوں بھول جاتی تھی۔۔پھر موبائل نکال کے عشوے کی لوکیشن جی کی جو جی پی ایس اس کی گردن کے پیچھے لگا تھا اس سے وہ کبھی بھی اسے ٹریس کر سکتا تھا۔۔

لوکیشن اس کے روم کی ہی ارہی تھی۔۔کمرے میں ایا۔۔پھر ایک واحد جگہ تھی جو اس نے چک نہی کی تھی سٹڈی روم۔۔

اگر یہاں ہوئیں نا تو۔۔اسے شدید ایریٹیشن ہوئی۔۔ایک۔تو اس کا سب کچھ خراب کیا اور اوپر سے غائب بھی تھی۔۔اور اب ملی بجی تو اپنے ہی روم میں۔۔۔

سٹڈی چک کرتے اس نے ریک۔کے پیچھے جھانکا۔۔وہ مزے سے کھڑی جانے کیا سوچ رہی تھی ۔۔عصامنے لائٹ اون کی۔۔لیکن پھر بھی وہاں اندھیرا ہی لگ رہا تھا۔۔

عشوے نے انکھیں بند کر کے اگے ہو کے دیکھا کہ عصام کہاں ہے۔۔لیکن وہ دوسری طرف سے ایا۔۔اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔عشوے کی چیخ نکل گی۔۔

آ۔۔اپ۔۔اپ کب ائے۔۔۔وہ اپنا حلیہ بھول چکی تھی۔۔تیزی سے باہر نکلی۔۔روشنی میں آتے ہی وہ اب واضع عصام کو نظر ارہی تھی۔۔دوپٹے سے بے نیاز وہ عصام کو بہکانے کی کوشش میں تھی شاید۔۔اسے دیکھ سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا۔۔

یہاں کیا۔کر رہی تھیں۔۔۔اسے بازو سے پکڑ کے سٹڈی اے باہر ایا۔۔وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی ۔۔

و۔۔وہ۔۔چور گھس ائے تھے۔۔انہوں نے۔۔سارے کپڑے خراب کر دیے۔۔اور۔۔وہ بنا شرٹ کے اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔

اور۔۔اس کی کلائی ہنوز اس کے ہاتھ میں تھی۔۔

اور۔۔اس کی انکھوں میں دیکھنا چاہا۔۔لیکن وہاں تو الگ ہی چمک تھی۔۔عشوے کو گڑ بڑ کا احساس ہوا ۔۔جلدی اے بازو کھینچا۔۔۔

اور۔۔اپ کے سارے کپڑے خراب کر دیے۔۔اور پرفیومز بھی۔۔دور ہوتے تیزی سے بول رہی تھی

اور اپ کے کپڑے نہی خراب کیے۔۔بس میرے سے ہی دشمنی تھی چور کی۔۔چوڑے سینے پہ پھیلے بال اور مضبوط کسرتی بازو۔۔عشوے پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

م۔۔مجھے کیا پتہ۔۔شاید۔۔۔ہاتھوں کو۔مسلتے اس وقت وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔عصام اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کرتے خود پہ ضبط کیے ہوئے تھا۔۔

اپ نے میرے کپڑے کیوں پہنے ہیں۔۔وہ اس کے قریب ہوا۔۔اس کی نظریں اس کے ہونٹوں پہ تھیں جن پہ زبان پھیرتے وہ خوفزدہ نظر ارہی تھی۔۔

و۔وہ میرے۔۔اسے کچھ سمجھ نہی ارہا تھا ہو کیا رہا ہے۔۔اوہ اسے تنگ کر رہی تھی الٹا خود کو ہی عذاب میں پھنسا چکی تھی۔۔

یہ میری شرٹ اتاریں۔۔میرے پاس اور کپڑے نہیں ہیں۔۔۔اس کے قریب ہوا عشوے پیچھے سرکی۔۔

ی۔یہاں۔۔اپ کے سامنے سرخ چہرے پہ ہاتھ پھیرتے پوچھا۔۔

جی۔۔یہاں میرے سامنے شرٹ اتاریں۔۔اور پیچھے ہوتی عشوے کو پیٹ سے شرٹ پکڑ کے روکا۔۔

م۔۔میں کیسے اتاروں۔۔ایسے سامنے۔۔شرم نہیں اتی اپ کو۔۔

نہیں اتی شرم۔۔بہت بار بتا چکا ہوں۔۔بازو سے پکڑتے دروازے کے ساتھ لگایا۔۔پھر دروازہ پیچھے سے لاک کر دیا۔۔لاک کی کلک پہ عشوے کا دل بند ہوا۔۔اسے پیچھے دھکیلنے نکے لیے اپنے ہاتھ اس کے سینے پہ جمائے

ک۔۔کیا۔کر رہے ہیں۔۔۔اپنے دونوں اطراف عصام کے مضبوط بازو پھیلتے دیکھ کے وہ حواس باختہ ہوئی۔۔

ابھی شرٹ اتاریں۔۔اس کے ہاتھ پکڑے۔۔

ن۔۔نہیں۔۔میں ڈریسنگ روم۔۔وہ سر جھکا گئ۔۔اس کے ہاتھوں کو الگ الگ ہاتھ میں پکڑ کے دونوں بازو پیچھے کی طرف گھماتے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔عشوے کے ہونٹ اس کے سینے سے ٹچ ہوئے۔۔۔تو سلگ کے رہ گئے

چ۔۔چھوڑیں مجھے۔۔م۔۔میں۔۔سر پیچھے کرتے وہ خود کو اس سے دور کرنا چاہتی تھی ۔۔عصام اس کی پھولتی سانسو کو سنتے جھکا اور اس کی نک بون پہ ہونٹ رکھے جو خوف کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی باہر نکلی ہوئی تھی۔۔

یہ نک بون۔۔صرف میرے ہونٹوں کے لیے بنی ہے۔۔اپنا لمس چھوڑتے وہ اسے ساکت کر گیا۔۔

اب خود اتاریں گی یا میں اتاو۔۔۔بالوں کو کیچر سے ازاد کرتے اس کے لال ٹماٹر گال دیکھے۔۔اس کی انکھیں ایک جگہ پہ ساکت ہو چکی تھی۔۔

م۔۔مجھے جانا ہے۔۔ایک بار پھر زور لگایا۔۔عصام نے اسے اور مظبوتی سے خود میں قید کیا تھا وہ پھڑ پھڑا کے رہ گئ۔۔

گردن پہ بکھرے بالوں کو پیچھے کرتے وہ پھر جھکا تھا۔۔عشوے پچھتا رہی تھی کاش وہ یہ حرکت نا کرتی۔۔ہمشہ وہ خود ہی کیوں پھنس جاتی تھی۔۔اس کے بازوں میں کانپتے وہ بے بسی سے عصام کی محبت خود پہ نچھاور ہوتے محسوس کر رہی تھی

اگلے دن صبح وہ عصام کے اٹھنے سے پہلے ہی وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔۔عصام نے ابھی وہ شورٹس پہنی تھی جو کل عشوے کے ن پہنی ہوئی تھی۔۔۔اج ڈھونڈھنے سے پہلے ہی اس نے موبائل پہ اسے کی لوکیشن دیکھ لی تھی وہ اسے ٹریس کرتا ہوا ابان کے روم میں ایا۔۔اس کے ساتھ بستر پہ سوئی ہوئی عشوے ابھی بھی نارنگی ہو رہی تھی۔۔موچھوں تلے لب مسکرائے۔۔ابان بھی سو رہا تھا۔۔وہ چلتا ہوا ان کے قریب ایا۔۔

گڈ مورنیگ۔۔جھکتے عشوے کے گال پہ لب رکھے۔۔پھر انگوٹھے سے صاف کیا۔۔عشوے کی پلکیں لزر رہی تھیں مطلب وہ جاگ رہی تھی۔۔اپنے روم میں چلیں۔۔یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔اس کے بال سہی کرتے کان میں بڑبڑایا۔۔عشوے کی انکھیں کھلیں۔۔عصام نے مسکراہٹ چھپائی۔۔

ن۔۔نہی۔۔ہرگز نہی۔۔کمفرٹر مظبوتی سے تھامتے نفی میں سر ہلایا۔۔

کیوں۔۔وہ اس کی حالت سمجھ رہا تھا۔۔

کچھ نہی کہوں گا۔۔ابھی ابان سو رہا ہے اسے ڈیسٹرب نہی کرنا چاہیے۔۔خود ہی کھڑے ہوتے عشوے کو اپنے بازوں میں بھرا۔۔وہ کمفرٹر سمیت عصام کے بازوں میں جھول رہی تھی۔۔۔

ی۔۔یہ کیا کر رہے ہیں۔۔چھوڑیں مجھے۔۔وہ پریشانی سے چلائی۔۔ابان جو پہلے کسمسا رہا تھا ایک دم سے اٹھ کے بیٹھا۔۔پھر اپنی انکھیں مسلیں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔۔

بابا۔۔اپ نے ماما کو اٹھایا ہوا ہے۔۔جب یقین ہوا کے جو وہ دیکھ رہا ہے وہ سچ ہے تو پوچھا۔۔عصام اور عشوے اسی کو دیکھ رہے تھے عشوے خوف زدہ سی اور عصام سیرس انداز میں۔۔مطلب اب ابان جاگ گیا تھا تو انہیں پرائویسی نہی ملنی تھی۔۔وہ بدمزہ ہوا۔۔

میں اپ کی مما کو لے کے جا رہا ہوں۔۔اپ اجانا۔۔واپس مڑتے وہ کمرے سے باہر نکلنے لگا تھا

مجھے بھی ایسے ہی باہر لے جایا کریں۔۔اس کی اواز میں اداسی تھی یا کیا تھا۔۔عصام کے پاوں جیسے کسی نے قید کیے۔۔

پہلے مما مجھے ایسے باہر لے جاتی تھیں۔جب میں چھاٹا سا تھا۔۔حسرت تھی شاید جو ابان کے دل میں باقی تھی۔۔نا باپ کا پیار ملا تھا نا ماں کا۔۔

عصام نے عشوے کو نیچے اتار دیا۔۔پھر واپس اتے ابان کے پاس بیٹھا۔۔

مرد کو اٹھانا نہیں پڑتا۔۔بلکہ مرد خود سہارا بنتا ہے۔۔خود اپنے پاوں پہ کھڑے ہو سکتے ہیں تو کسی اور کے بازوں کی ضرورت نہیں پڑنی چاہیے۔۔اس کی انکھوں میں دیکھا۔۔عشوے خاموشی ڈے کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

میں ابھی مرد نہی ہوں۔۔اس نے پھر بھی بازو کھول دیے۔۔

اٹھا لیں۔۔۔عشوے سے دیکھا نہیں گیا تو بول پڑی۔۔بچہ ہے ابھی۔۔ابھی اسے محبت کی ضرورت ہے
۔۔

عصام نے اسے گھورا۔۔۔

اٹھا لیں۔۔نہی تو میں اٹھا لیتی ہوں۔۔۔وہ اگے بڑھی۔۔لیکن عصان نے روک دیا۔۔

میں اٹھا لوں گا۔۔پھر عصام اسے باہر لایا تھا۔۔نیچے ہی منہ ہاتھ دھوتے وہ لوگ ٹیوی لاونج میں آئے ۔۔۔انٹی ابھی تک نہی ائیں تھیں۔۔عشوے نے خود ہی ناشتہ بنایا۔۔تین پراٹھے اور بریڈ کے ساتھ جیم۔۔چائے تھرماس میں ڈالتے ان دونوں کو دیکھا۔۔ابان عام کے بازو کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔۔عصام بھی اب ٹھیک تھا۔۔اس کی باتوں کے جواب دیتا مسکرا رہا تھا۔۔

ہم لوگ فارم ہاوس دیکھنے چلیں دادا ابو کا۔۔ناشتہ کرتے ابان کے زہن میں خیال ایا۔۔۔

عصام نے عشوے کو دیکھا کہ وہ جانا چاہتی ہے۔۔عشوے نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

اوکے ڈن۔۔شام۔کو چلیں گے۔۔ابھی مجھے کام ہے۔۔ناشتہ کر کے وہ کمرے میں ایا۔۔کپڑے تو اور کوئی تھے نہیں۔۔وہی شرٹ پہنی نو رات کو عشوے نے پہنی تھی۔۔

اسے اس حالت میں جاتے ہوئے دیکھ کے ابان اور عشوے دونوں ہنس رہے تھے۔۔عصام۔انہیں گھورتا باہر نکل گیا۔۔افس میں اس کے کچھ ڈریسز رکھے ہوئے تھے وہ مینج کر لیتا۔۔لیکن اب نیو بھی لینے ہی تھی۔۔اس کا ارادہ تھا واپسی پہ لیتا ائے گا۔۔

\-

چھت پہ او۔۔وہ ناول پڑھ رہی تھی جب ریض کا میسج ایا۔۔وہ پیج فولڈ کرتے باہر نکلی۔۔صامے پلوشہ بیگم کشمش کھاتے ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔۔اسے اوپر کی طرف جاتے دیکھ کے گھورا

میں ابھی اتی ہوں۔چھت کی طرف جاتے انہیں کہا۔ان کی گھوری سمجھتے کہا۔۔پھر اوپر ائی تو ریض اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

ہائے۔۔خیرت۔۔دیوار کے قریب اتے پوچھا۔۔

ہاں۔۔ایک گڈ نیوز دینی تھی۔۔وہ دیوار کے اوپر بازو ٹکاتے ہوئے بولا۔۔

کیا۔وہ ایکسائٹڈ ہوئی۔۔

گیس کرو۔۔۔

نہیں پتہ نا۔۔خود بتاو۔۔

پھر بھی سوچو تو سہی۔۔انسیسٹ کیا۔۔

تمہیں جاب مل گئ۔۔خوشی سے کہا۔

نہی۔۔اتی اسانی سے نہی ملتی۔۔وہ اداس ہوا۔۔اس کے علاوہ۔۔

ہماری بات کی تم نے گھر۔۔سوچتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

ہاں۔۔بابا تو مان گئے ہیں۔۔

کیا۔۔سچ میں۔۔وہ خوشی سے اچھلی۔۔

ہاں سچ میں۔۔پہلے انہوں نے اعتراض کیا تھا کہ بڑی ہے۔۔لیکن پھر مان گئے۔۔

اور مامی۔۔انہوں نے کیا کہا۔۔۔وہ خوش تھی چلو کسی بڑے کے کانوں تک تو بات پہنچی۔۔

وہ۔۔انہیں ابھی نہیں بتایا۔۔بال کھجائے۔وہ بابا کہہ رہے تھے خود ہی بات کر لیں گے۔۔اگر ہم لوگوں نے کی تو ہو سکتا ہے وہ ضد میں اجائیں اور انکار کر دیں۔

ہاں۔۔ایسا بھی ہو سکتا ہے۔۔کیونکہ پہلے بھائی کے لیے کتنا انہوں نے چاہا تھا لیکن میری مما کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔۔اگر وہ مان جاتیں تو۔۔

اپ نے بات کی۔۔مورے سے یا بابا سے۔۔ریض نے پوچھا

نہیں۔۔میں نے ان دنوں سے بات نہیں کی البتہ بھابھی سے بات کی ہے۔۔وہ۔کہہ رہی تھی وہ مورے کو منا دیں گی۔۔بابا تو ویسے بھی مان جائیں گے۔۔سارا مسلہ ہی امیوں کا ہے۔۔

ہاں بلکل۔۔اچھا اب میں چلتا ہوں۔۔وہ بس یہی بتانے ایا تھا۔۔

اچھا جاب کا کیا بنا۔۔عزت نے اسے روکا

انٹریو دیا ہوا ہے۔۔لیٹر نہی ملا۔۔پتہ نہیں ملے گی جاب یا نہی۔۔

چلو مل جائے گی ٹینشن نا لو۔۔بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔۔اس مہنگائی کے دور میں جاب کے بنا گزارا بھی نہی ہے اور جاب ملتی بھی نہی ہے۔۔اتنی علیٰ ڈگریوں والے گھروں میں بیٹھے ہیں۔۔

ہاں۔۔ایسا ہی ہے۔۔ویسے اپ۔کی تو ہے ہی۔۔اپ ہی کما کے کھیلا دینا شوہر کو۔۔اسے چھیڑا۔۔

ہاں ہاں۔۔کیوں نہیں۔۔تم گھر کے کام کیا کرنا جھاڑو پوچا۔۔میں جاب پہ جایا کروں گی۔۔۔ٹھیک ہے
۔۔

تو پھر مجھے شادی کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔۔ایسے ہی کا کر لیتا ہوں گھر کا۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچ رہے تھے۔۔جب نیچے سے پلوشہ بیگم کی اواز ائی۔۔

نیچے اجاو اب۔۔سالن بنانا ہے۔۔

اتی ہوں مورے۔۔ایک تو تمہاری ساس مجھے سانس نہی لینے دیتی ہمیشہ کچھ نا کچھ کرتے رہو۔۔چھ دن سے ایک ایک ناول پڑھ رہی ہوں۔۔ابھی تک مکمل نہی ہوا۔۔۔

اچھا کرتی ہیں نا۔۔کام لگا کے رکھتی ہیں۔۔کیا پتہ سسرال والے بھی کاموں والی ہی۔۔

میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی ریض۔۔۔پاس پڑا پتھر اٹھا کے اسے ڈرایا۔۔

اوکے۔۔بائے فیوچر وائف۔۔فلائنگ کس اس کی طرف اچھالتا وہ نیچے بھاگ گیا۔۔۔عزت پیچھے کتنی دیر کھڑی ہنستی رہی۔۔پاگل

اب محبت ہو گئ ہے تو کیا کیا جاسکتا ہے۔۔وہ بھی نیچے اگئ۔۔سالن جو بنانا تھا

عصام کے انے میں ابھی وقت تھا وہ اور ابان لان میں نئے پودے لگا رہے تھے جو مالی لے کے ایا تھا ---

مما ہم لوگ جب فارم ہاوس جائیں گے تو وہاں سے اور بھی پودے لے کے ائیں گے۔۔وہاں سبزیاں بھی ہیں۔۔بابا اور میں کبھی کبھی جاتے ہیں۔۔وہ اسے بتا رہا تھا۔۔ننھے ہاتھ مٹی سے بھرے ہوئے تھے

۔۔ساتھ ساتھ وہ کپڑوں سے صاف کرتا انہیں بھی گندا کر رہا تھا۔۔وہ لوگ پودے لگا چکے تو عصام۔کی۔گاڑی بھی گیٹ سے انٹر ہوئی۔۔اسے پورچ میں کھڑا کرتے وہ سیدھا ان کی طرف ایا۔۔

کیا ہو رہا ہے لیڈیز اینڈ جینٹل مین۔۔وہ اب الگ کپڑوں میں تھا۔۔عشوے دیکھ کے چونکی۔۔

یہ افس میں تھے۔۔اس کی حیرانگی کو محسوس کرتے اسے بتایا۔۔

میں نے کچھ پوچھا۔۔منہ بناتے وہ ابان کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

اپ بلاوجہ بھی ناراض ہو سکتی ہیں۔۔۔کہتا وہ اپنے روم کی طرف چل دیا۔۔۔

اپ لوگ بھی چینج کر لیں اگر جانا ہے تو۔۔گلاس ڈور کھولتے انہیں بھی بلایا۔۔ابان اتھ پھر کپڑوں سے صاف کرتا اندر کی طرف بھاگا۔۔عشوے بھی اندر اگئ۔۔پہلے ابان کو۔کپڑے نکال کے دیے۔۔

خود باتھ لے لیتے ہیں۔۔

جی۔۔میں سب کچھ کر لیتا ہوں۔۔چھ سال کا ہونے والا ہوں۔۔سینہ چوڑا کرتے اسے دیکھا۔۔پھر شرٹ اتار کے باتھ روم۔میں گھس گیا۔۔۔اس کے باہر انے تک وہ وہیں رہی۔۔

مما میں تیار ہو جاؤں گا۔۔اپ جلدی سے ریڈی ہو جائیں۔۔اسے بھیجا پھر وہ خود تیار ہونے لگا۔۔دراصل عشوے اپنے کمرے میں انے سے جھجھک رہی تھی لیکن انا بھی تو ضروری تھا نا۔۔ناچار روم میں داخل ہوئی عصام سٹڈی سے نکل رہا تھا۔۔اسے دیکھ کے دھمی سی مسکراہٹ نے چہرے کا احاطہ کیا۔۔

کیسے انا ہوا مسیز۔۔اسے چھیڑا۔۔

میرا روم ہے۔۔یہیں آوں گی نا۔۔وہ اترائی۔۔

اچھا۔۔ چلیں۔۔اچھی بات ہے۔۔تیار ہو جائیں اپ بھی۔۔وہ شاید فریش ہو چکا تھا شرٹ ہلکی سی بھیگی بھیگی تھی

یہ۔۔اپ کے لیے۔۔شاپنگ بیگ اس کی طرف بڑھایا۔۔

یہ کیا ہے۔۔اسے پکڑتے کھولا۔۔

دیکھ لیں۔۔اس کے اندر ساڑھی تھی روئل بلو کلر کی۔۔عصام کے کوٹ کا کلر بھی روئل بلو ہی تھا۔۔

یہ ابھی باندھوں۔۔وہ ساڑھی دیکھ کے خوش ہو گئ۔۔

جی۔۔اثبات میں سر ہلاتے وہ موبائل چک کر رہا تھا۔ عشوے جلدی سے باتھ روم میں گھس گئ پانچ منٹ اسے نہانے میں لگے اور ادھا گھنٹہ ساڑھی باندھنے میں۔۔ بمشکل اسے اٹکا اٹکاکے سیٹ کرتے وہ باہر نکلی۔۔شکر ہے عصام سامنے نہی تھا۔۔سیفٹی پنیں نکالتے سامنے رکھیں۔۔

میں مدد کر دوں۔۔۔

وہ جو پلو کندھے پہ سٹ کر رہی تھی جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔۔

اپ کو ساڑھی باندھنا اچھا لگتا ہے۔۔وہ کف لنکس بند کرتے اس کے قریب ایا

جی۔۔وہ دو قدم پیچھے سرکی۔۔عصام نے جھٹکے سے اس کی کمر پہ ہاتھ ڈالتے قریب کیا۔۔

اس کا پلو جو ابھی پن اپ نہی ہوا تھا نیچے گرا۔۔عصام نے دوسرے ہاتھ سے اسے نیچے کھینچ لیا۔۔ عشوے نے شرم۔سے ہتھیلی انکھوں پہ جمائی وہ جن لمحوں سے بچتی تھی وہ بار بار انکے درمیان آرہے تھے۔۔

چھ۔۔چھوڑیں م۔میں کر لوں گی۔۔وہ اس کا پلو بلکل الگ کر چکا تھا۔۔عصام نے کلائی پکڑتے اسے کے ہاتھ پیچھے کیے۔۔

مجھے باندھنی اتی ہے۔۔جلتے گال پہ ہونٹ رکھتے وہ ایک بار پھر اسے بدحواس کر گیا تھا۔۔وہ شرم سے دوہری ہوتی سمٹنے کی نام کام کوشش کر رہی تھی جب ٹھک سے دروازہ کھلا۔۔عشوے کو عصام نے اپنے پیچھے چھپایا۔۔

ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ پریشے ہو گی۔۔

میں تمہیں اس کے ساتھ خوش نہیں رہنے دوں گی۔۔پسٹل عصام کی طرف تانتے وہ اگے بڑھی۔۔

تم کچھ نہی کرو گی۔۔پسٹل نیچے رکھو۔۔وہ اگے بھی نہیں بڑھ سکتا تھا۔۔عشوے نے کانپتے ہاتھوں سے پلو لپیٹا تھا۔۔

میں مار دوں گی تمہیں۔۔وہ قریب ارہی تھی۔۔

گولی چلی تھی۔۔لمحے کے ہزارویں حصے میں عصام نے اگے ہوتے پسٹل پکڑی۔۔لیکن اس کا نشانہ بہت اچھا تھا۔۔عصام کے ہٹتے ہی گولی سیدھی عشوے کو لگی تھی۔۔وہ ٹوٹتی ڈالی کی طرح زمین بوس ہوئ

عصام نے پریشے سے گن چھینی۔۔۔وہ ساکت کھڑی عشوے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔گولی تو نکل چکی تھی

عصام نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔وہ بھی ساکت ہوا۔۔عشوے کی کمر سے بے تحاشہ خون نکل رہا تھا۔۔

ن۔۔نہی۔۔وہ اس کے قریب بیٹھا۔۔قالین پہ خون بڑھتا جا رہا تھا۔۔گال تھپتھپاتے۔۔اسے بازوؤں میں اٹھایا

عشوے۔۔اٹھا کے بیڈ پہ ڈالا۔۔پھر چیک کیا گولی کہاں لگی ہے۔۔کچھ نہی ہوا بس کمر پہ ہلکی سی لگی ہے۔۔پھر اسے وہیں سیدھا لیٹاتے وہ تیزی سے اس کے کپڑے نکال کے لایا تھا۔۔ان کپڑوں میں تو وہ ہرگز اسے نہی لے کے جاسکتا تھا

پریشے پریشانی سے انہیں دیکھ رہی تھی پھر آہستہ سے قدم پیچھے موڑے اور باہر نکل گئی۔۔

انکھیں بند نہیں کرنی۔۔۔ساڑھی کے بلاؤز کے اوپر ہی قمیض پہناتے عصام نے عشوے کو آواز دی ۔۔مشکل سے اسے چینج کروائے۔۔۔پلیز انکھیں کھول کے رکھیں۔دو منٹ میں چینج کروا کے اسے اٹھائے وہ نیچے بھاگا تھا۔۔آبان جو باہر دروازے کے پاس خوف زدہ بیٹھا تھا انہیں جاتے دیکھ کے اٹھا۔

بابا۔۔۔وہ رو رہا تھا۔۔

آپ۔۔یہیں رکیں۔۔میں ابھی آتا ہوں۔۔اسے کمرے میں جانے کا کہہ کے وہ باہر نکلا۔۔

۔۔ہلکی سی لگی ہے۔۔۔عشوے کو گاڑی میں ڈالتے وہ خود کو تسلی دے رہا تھا۔۔پانچ منٹ میں وہ قریبی ہوسپیٹل پہنچا

نرسیز فوراً آگے آئیں تھیں۔۔عشوے کو سٹیچر پہ ڈالتے عصام ساتھ ساتھ تھا۔۔ایمرجنسی روم میں جاتے ہی ڈاکٹرز نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

کتنی دیر وہ ایسے ہی کھڑا رہا۔۔اس کی سفید شرٹ پہ خون لگا ہوا تھا۔۔کوٹ اتار کے سائڈ پہ کیا۔۔وہ۔لوگ کہاں کے لیے تیار ہو رہے تھے اور پہنچ کہاں گئے۔۔۔دل بے لگام دھڑک رہا تھا۔۔آنے والے لمحے کتنے اذیت ناک بنتے جا رہے تھے۔۔

پریشے۔۔ تمہیں تو چھوڑوں گا نہی میں۔۔موبائل نکالتے سوچا۔پھر رفاقت کو کال کر کے ساری بات بتائی۔۔

اگر پریشے ان کے ہاتھ سے جاتی تو وہ خود کو ساری زندگی معاف نا کر پاتا۔۔

دروازے کی چھوٹی سی جگہ جہاں آر پار نظر آرہا تھا۔۔وہاں سے اندر جھانکا۔۔ڈاکٹرز اپنے اوزاروں سے کھیلتے اپنا کام کررہے تھے۔۔۔

دروازے سے ذرا پیچھے ہٹیں ایک نرس باہر آرہی تھی۔۔

آپ پیشنٹ کے ساتھ ہیں۔۔

جی۔۔میں ہوں ان کے ساتھ۔۔

خون کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔اپ پلیز ارینج کریں۔ان کے کسی فیملی میمبر سے یا۔۔آپ ۔۔اپنا۔۔۔وہ بتا کے چلی گئ۔۔

عصام کے پاس فلحال حمید کا ہی نمبر تھا۔۔انہیں کال کر کے آنے کا کہا۔۔پھر خود ایک طرف ہو کے بیٹھ گیا۔۔

ہم ابھی آرہے ہیں۔۔حمید صاحب اپنے کمرے میں تھے جب عصام کی کال آئی تھی۔۔

عشوے کے پاس جانا ہے چادر لے لو۔۔موٹرسائکل کی چابی اٹھاتے انہوں نے عائشہ کو بلایا۔۔

خیریت۔۔کہاں جانا ہے۔۔وہ آٹا گوندھ رہی تھیں۔۔

جلدی کرو۔۔راستے میں بتاتا ہوں۔۔

اچھا۔۔ہاتھ دھوتے انہوں نے کمرے سے چادر لی۔۔

بتائیں۔۔بائک پہ بیٹھتے پوچھا۔۔۔

عشوے کی طبعیت خراب ہے ہوسپٹل جا رہے ہیں۔۔۔سیڈ بڑھاتے انہیں بتایا

یا اللہ خیر۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔

پتہ نہی جا کے ہی پتہ چلے گا۔۔۔

اپ کو کس نے بتایا ہے۔۔

عصام نے۔۔اب تم چپ کر کے بیٹھو۔۔انہیں ڈانٹتے سامنے دیکھا وہ مین روڈ پہ آچکے تھے۔۔پچیس منٹ بعد ہوسپٹل میں داخل ہوتے انہوں نے پارکینگ میں بائیک کھڑی کی۔۔۔

چلو۔۔تیزی سے بھاگتے انٹرینس سے روم نمبر پوچھا۔۔نیچے ہی تھا۔۔دائیں مڑ کے۔۔۔

دور سے ہی عصام نظر آگیا جو پریشانی سے ٹہل۔رہا تھا۔۔انہیں دیکھ کے رکا۔۔۔

ک۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔اس کے کپڑوں پہ لگا خون دیکھ کے وہ ڈر گئ تھیں۔۔عائشہ نے پریشان حال عصام سے پوچھا

گولی لگی ہے۔۔ایمرجنسی میں ہیں۔۔پتہ نہی۔۔سر پہ ہاتھ پھیرتے اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا ۔۔بس نہیں چل رہا تھا اندر جا کے خود غشوے کا آپریٹ کر لے۔۔

عائشہ ایک طرف بیٹھ گئی۔۔اور دعا کرنے لگیں۔۔حمید گلاس ڈور سے عشوے کو دیکھ رہے تھے جو غنودگی میں تھی شاید۔۔۔

ریض کہاں ہے۔۔عصام نے حمید سے پوچھا۔۔۔

وہ باہر گیا تھا۔۔اسے کال کرتا ہوں۔۔

نہیں میں کرتا ہوں نمبر دیں۔۔پھر اسے کال ملائی۔۔

میں عصام بات کر رہا ہوں۔۔اگر فری ہو تو۔۔اس دن جس لڑکی کے ساتھ آئے تھے اسے لے کے ہمارے گھر چلے جاو۔۔ابان اکیلا ہو گا۔۔۔ایک ہی سانس میں سب بتایا۔۔

خیریت بھائی۔وہ دروازہ کھول رہا تھا

ہاں۔۔بس تم جاو جتنا جلدی ہوسکے۔۔ساتھ کال کاٹ دی۔۔

کچھ نہی ہو گا اسے۔۔تم۔تسلی رکھو۔۔عصام کے سرخ چہرے کو دیکھتے وہ خود بھی پریشان تھے۔۔ڈاکٹر اپنا کام کر رہے تھے۔۔

پندرہ منٹ بعد ڈاکٹر باہر نکلا۔ پرفیشنلی مسکراہٹ آپریٹ ہو گیا ہے۔۔خون کی ضرورت ہے۔۔فیملی میمبرز ہیں تو۔۔ٹیسٹ کروائیں۔۔

میرا میچ ہوتا ہے۔۔حمید صاحب نے خون دیا تھا۔۔تین گھنٹے بعد اسے ایمرجنسی روم سے وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔ابھی تک وہ بے ہوش تھی۔۔بارہ گھنٹوں میں ہوش آنے کا ٹائم بتایا تھا ڈاکٹر نے

ہیلو لٹل بوائے۔۔کیا ہو رہا ہے۔۔عزت آبان کے روم کا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئی۔۔وہ بیڈ کی دوسری طرف زمین پہ سہما ہوا بیٹھا تھا۔۔

اوہو۔۔۔کیا ہوا۔۔چھپ کے کیوں بیٹھے ہیں۔۔وہ اس کے قریب آتے ساتھ بیٹھی۔۔۔

م۔۔ما۔۔وہ اس سے لپٹ گیا۔۔۔مما۔۔کو۔۔مار دیا۔۔میں نے دیکھا۔۔وہ اس سے لپٹے رو رہا تھا۔۔

ک۔۔کچھ نہی ہوا۔وہ ٹھیک ہیں۔۔اسے خود میں بھینچتے تسلی دی۔۔بابا ساتھ ہیں ان کے۔۔ان کا خیال رکھیں گے۔۔

مجھے بھی جانا ہے۔الگ ہوتے اسے دیکھا۔۔جانے وہ کب سے رو رہا تھا

ہاں ہم جائیں گے لیکن ابھی آپ رونا بند کرو ریض اندر ابھی وہاں آیا۔۔

چلیں وہ جلدی سے کھڑا ہوا۔۔۔

ابھی نہیں۔۔کچھ دیر میں۔۔اسے اٹھاتے وہ لوگ باہر آگئے تھے لیونگ روم میں آکے اسے صوفے پہ بیٹھایا۔۔کتنی دیر اسے بہلانے کی کوشش کرتے رہے۔۔عصام۔کی کال بھی آئی تھی اس نے آبان سے بات کر کے اسے بہادر بن کے رہنے کا کہا تھا۔۔

ساری کاروائی مکمل کر کے عصام روم میں آیا۔۔عائشہ اس کے پاس بیٹھی سر پہ انگلیاں پھیر رہی تھیں۔۔وہ بے ہوش پڑی تھی۔۔گولی چیسٹ کے نیچے پسلی پہ لگی تھی آپریٹ مشکل تھا۔لیکن شکر ہے اب سب ٹھیک تھا۔۔۔حمید صاحب ایک طرف بیٹھے اسی کو دیکھ رہے تھے۔۔وہ بھی خاموشی سے ان کے پاس جا کے بیٹھ گیا۔۔اس نے کبھی سوچا بھی نہی تھا اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ بیٹھے گا۔۔وہ تو اس شخص سے شدید نفرت کرتا تھا۔۔لیکن آج حالات اس موڑ پہ لے ائے تھے کہ اسے اس شخص کی ضرورت پڑی تھی۔۔انہوں نے کوئی گلہ نہیں کیا تھا نہ کوئی طنز۔۔بس خاموشی سے اس کی مدد کر دی تھی ٹھوڑی کے نیچے مٹھی بنائے وہ عشوے کو دیکھ رہا تھا۔۔کچھ ہی دیر میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔

آپ لوگ چلے جائیں۔۔میں یہیں ہوں۔۔عائشہ کو دیکھا۔۔جو کب سے وہاں بیٹھ بیٹھ کے تھک چکی تھیں۔۔

نہیں۔۔ہم یہی ہیں تم جاو۔۔آبان بھی پریشان ہو رہا ہو گا۔۔ان کی بیٹی تھی وہ تھک بھی جاتیں تو وہاں سے نہیں جاتیں۔۔

ہاں بیٹا۔۔ایک چکر گھر کا لگا لو تم۔۔بچہ پریشان ہو رہا ہو گا۔۔حمید صاحب نے بھی فورس کیا۔۔

اس کے ساتھ ریض اور دوسری لڑکی ہے۔۔۔وہ سنبھال لیں گے۔۔وہ وہاں سے جانے کے لیے تیار نہی تھا۔۔

دوسری لڑکی کون سی۔۔

پتہ نہیں۔۔عشوے کی دوست ہے۔۔نام نہیں جانتا۔۔

عزت ہو گی۔۔حمید صاحب نے اندازہ۔لگایا۔۔

ہاں شاید۔۔

چلو۔اچھا ہے۔۔لیکن عائشہ کو بلکل بھی اچھا نہی لگا۔۔خیر ابھی تو وہ کچھ کہہ نہی سکتی تھیں اس لیے خاموش بیٹھی رہیں۔۔سات گھنٹے بعد عشوے کو ہوش آ گیا تھا۔۔مما بابا کو سامنے دیکھ کے دل کو تسلی ہوئی۔۔عصام باہر کچھ کھانے پینے کے لیے لینے گیا ہوا تھا۔

کیسی ہے میری بیٹی۔۔حمید نے اس کے ماتھے پہ پیار کرتے پوچھا۔۔عشوے نے بس پلکوں سے جواب دیا تھا۔۔کہ ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسے ہیں۔۔

ہم بھی ٹھیک ہیں۔۔بس تم ٹھیک ہو جاؤ جلدی سے۔۔وہ کہہ رہے تھے دروازہ کھلا۔۔عشوے کی نظریں دروازے پہ ہی ٹکی تھیں۔۔لیکن وہاں عصام نہیں نرس تھی۔۔دل کو کچھ ہوا۔۔پتہ نہی کہاں تھا عصام۔۔پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔۔نرس بلڈ پریشر چیک کر کے چلی گئی۔۔عائشہ اور حمید سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے سو گئی تھی شاید دوائیوں کا اثر تھا اسے بہت نیند آ رہی تھی۔۔عصام جب دوبارہ روم میں آیا تو وہ سو چکی تھی۔۔حمید اور عائشہ بیگم سے اسے پتہ چلا تھا کہ وہ ہوش میں آ چکی تھی۔۔

اب تو گھر چلے جائیں۔۔اسے اندر ہی اندر غصہ بھی ایا۔۔وہ۔کب سے وہاں اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا اور۔۔

ہاں۔۔ہم جاتے ہیں۔۔تم خیال رکھنا۔۔حمید صاحب خاموشی سے اٹھ گئے۔۔عائشہ جانا تو نہیں چاہتی تھیں۔۔لیکن جانا پڑا۔۔

عشوے کے گھر چلتے ہیں۔۔۔ابان سے بھی مل لیں گے پریشان ہو رہا ہو گا۔۔عائشہ کو اصل میں عزت کی وجہ سے بے چینی ہو رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔بائیک سٹارٹ کرتے حمید صاحب نے حامی بھری۔۔

اور اگر۔۔اس کے ساتھ رکنا پڑا تو۔۔رک۔جائیں گے۔۔

دیکھتے ہیں نا۔۔عصام نے کچھ کہا نہی ہے۔۔عشوے کو تو ابھی ہوسپیٹل میں ہی رکھنا ہے تین دن۔۔ اگر ایسا ہوا تو گھر لے جائیں گے آبان کو اپنے ساتھ۔۔

ٹھیک ہے۔۔عصام سے پوچھ لینا۔۔اسی بارے میں ڈسکس کرتے وہ لوگ وہاں پہنچے تو ابان کو وہ لوگ کھانا کھلا کے سلا چکے تھے۔۔ریض اور عزت خود باہر لان میں ستاروں کی چادر ڈھلے بیٹھے انتظار میں تھے کہ اگلا کیا آرڈر ملے گا۔۔

لیکن وہاں مما اور بابا کو آتے دیکھ کے ریض کے تو ہوش اڑے۔۔اگر مما عزت کو ساتھ دیکھ لیتیں تو ضرور باتیں سناتیں۔۔

....

پوری رات وہ وہیں بیٹھا رہا تھا۔۔عشوے سو رہی تھے حمید اور عزت واپس گھر چلے گئے تھے۔۔

پ۔۔پانی۔۔عشوے کسمسائی

عصام نے پاس پڑی بوتل سے پانی نکال کے اس کے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔بس ہلکا سا سر اوپر کیا تھا ۔۔گولی ایسی جگہ لگی تھی کہ وہ بیٹھ بھی نہی سکتی تھی۔۔

درد ہو رہا ہے۔۔اس نے ابھی۔مکمل آنکھیں نہی کھولیں تھی شاید درد کی وجہ سے ہی اٹھی تھی۔۔

ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔۔سر بیڈ پہ ٹکتے بال سمیٹے۔۔

ن۔۔نہی۔۔نا جائیں۔۔۔اس نے ابھی عصام کو دیکھا بھی نہی تھا۔۔

یہیں ہوں لیکن ڈاکٹر کو تو بلانا ہے نا۔۔۔

اس کا ہاتھ تھامتے ماتھے پہ ہونٹ رکھے۔۔درد سے اس کا رنگ پیلا پڑ رہا تھا۔۔۔دو سیکنڈ میں واپس آرہا ہوں۔۔ہاتھ رکھتے۔۔وہ باہر آیا تھا۔۔بھاگتے ہوئے کوریڈ پار کیا۔۔ڈاکٹر کو انفارم کر کے واپس بھی اسی انداز میں پہنچا تھا۔۔

رو کیوں رہی ہیں۔۔قریب آتے دوبارہ ہاتھ پکڑا۔۔

درد ہو رہا۔۔بہت زیادہ۔۔عصام نے کپڑا اٹھا کے دیکھا تو خون نکل رہا تھا۔۔

او ہو۔۔ڈاکٹر اسی وقت روم میں داخل ہوا۔۔پھر جلدی سے اس کا خون صاف کرتے درد کا انجیکشن دیا۔۔۔

انہیں زیادہ حرکت مت کرنے دیں۔۔ابھی سٹیچز کچے ہیں۔۔زخم خراب بھی ہو سکتا ہے۔۔پلیز بہت سارا دھیان رکھیں۔۔۔

ڈاکٹر انسٹرکشن دیتا چلا گیا

ہم۔۔اثبات میں سر ہلاتے۔۔وہ عشوے کی ہتھیلی مسل رہا تھا۔۔

مجھے۔۔۔نہیں سونا۔۔وہ دوبارہ سے غنودگی میں جا رہی تھی

مجھے نہیں۔۔۔اس کی آواز بھی کافی حد تک بھاری تھی۔۔آنکھوں سے آنسو ابھی بھی نکل رہے تھے

۔۔

کچھ دیر بس۔۔پھر سب۔۔ٹھیک ہو گا۔۔اس سے عشوے کی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔کچھ ہی دیر میں وہ دوبارہ سو گئی۔۔دوبارہ شام کو جا کے جاگی تو عصام وہیں بیٹھا تھا۔۔اب کیسا فیل ہو رہا ہے

۔۔

ٹ۔۔ٹھیک۔۔ذرا سے ہونٹ ملے

درد تو نہی ہو رہا۔۔

نہیں۔۔سر ہلایا۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔کچھ کھائیں گی۔۔

نہیں۔دوبارہ نا میں سر ہلایا۔

کچھ کھائیں گی تو ٹھیک ہوں گی۔۔

کیسے۔۔کھاؤں۔۔۔پھر سے آنکھیں بھرنا شروع۔۔

پلیز عشوے روئیں مت۔۔۔ آنسو صاف کیے۔۔

گھر جانا ہے۔۔

جب تک مکمل ٹھیک نہی ہونگی گھر نہی جانا۔۔کافی دیر وہ اسے بہلاتا رہا۔۔پھر آبان اور عائشہ آگئیں۔۔سوپ عصام کے لیے کھانا اور عشوے کے کپڑے بھی ساتھ لائیں تھیں۔۔ابان پہلے تو عشوے کے سر پہ ماتھا ٹکا کے خوب سارا رویا۔۔ساتھ وہ بھی رو رہی تھی۔۔عصام باہر نکل گیا تھا

اپ بے شک میری سٹیپ مما ہیں لیکن مجھے آپ سے محبت ہے۔۔اس کے گال پہ ہونٹ رکھتے خود ہی صاف کیے۔۔جب تک عصام واپس آیا وہ دونوں نارمل حالت میں ا چکے تھے۔۔پھر عشوے کو سوپ پلایا۔۔کپڑے نہیں چینج کیے کیونکہ فلحال ایسا کرنا زخموں کے لیے نقصان دہ تھا۔۔۔

وہ تین دن عشوے کے لیے کسی سزا سے کم نہیں تھے۔۔تین دن بعد جب گھر آئیں تو سکون کا سانس لیا۔۔وہیل چیئر پہ تھی جو پیچھے سے کافی نیچے کی ہوئی تھی کہ ایسے کہ عشوے تقریباً لیٹی ہوئی تھی۔۔

گھر پہنچ کے اسے عصام نے اٹھا کے بیڈ پہ لٹایا۔۔نیچے روم سیٹ کر دیا گیا تھا۔

دانیہ بھی واپس آ گئی تھی۔۔گھر میں کافی لوگ جمع تھے عشوے کو اچھا لگ رہا تھا۔۔جب عشوے کو اچھا لگ رہا تھا تو عصام کو بھی اچھا ہی لگ رہا تھا۔۔ان سب کے ساتھ اسے چھوڑ کے خود وہ رفاقت کے پاس چلا گیا

وہ لوگ اس وقت فیکٹری کے کیبنز سیٹ کر رہے تھے جب عصام وہاں پہنچا۔۔

اسلام و علیکم۔۔رفاقت اسے دیکھ کے کھڑا ہوا۔۔

سب ٹھیک چل رہا ہے۔آس پاس دیکھتے پوچھا۔۔شرٹ پہ شکنیں تھکن زدہ لگ رہی تھیں۔۔۔ تین دن سے ہئیر سیٹ نا ہونے کے باوجود وہ ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔

یہاں کا سیٹ اپ کل تک مکمل ہو جائے گا ۔۔پھر پرسوں افتتاح۔۔رفاقت نے اسے بتایا

ہم۔۔ٹھیک ہے۔۔وہ بیسمنٹ کی طرف آ رہے تھے۔۔جس کا دروازہ پچھلی طرف بھی کھلتا تھا۔۔وہاں پیٹرول کی ٹینکیاں لگائی گئ تھیں۔۔

یہاں سب ٹھیک ہے۔۔

جی سر۔۔

ایک کام کرو۔۔اپنی جیب سے چھوٹے چھوٹے بٹن نما کیمرے نکالے۔۔جو تعداد میں بارہ تیرہ تھے۔۔

یہ سب یہاں لگاو۔۔سب کے سب۔۔ہر ہر کونا نظر آنا چاہیے۔۔اور سیکیورٹی رکھو یہاں۔۔۔کوئی بھی آس پاس حرکت ہو تو ایکشن لینا۔۔اگر میں بزی ہوں تو تم نے سب ہینڈل کرنا ہے سمجھ رہے ہو نا۔۔۔اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔۔

مجھے کچھ انفارمیشن ملی ہے۔۔۔اگلے کچھ دنوں تک یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔بس تمہیں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنے ہیں۔اگر ہو سکے تو رات کو بھی یہاں ہی رک جاو۔۔۔

انفارمیشن۔۔۔کیسی۔۔پوچھا

ایکچولی۔۔میں نے خود کچھ سنا ہے۔۔بس احتیاط کرو۔۔دشمنوں کی لائن لگی ہے۔۔۔کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔۔پہلے ہی کرائسز سے گزر رہا ہوں۔۔ہمت ختم ہو رہی ہے۔۔وہ واقع تھکا ہوا تھا۔۔پچھلے کئی گھنٹوں سے وہ سہی کر کے سو نہی سکا تھا۔۔عشوے جب تک ٹھیک نہی ہو جاتی تب تک سو بھی نہی سکتا تھا۔۔سوتے ہوئے کروٹ لینا اس کے لیے اچھا نہیں تھا اس لیے اسے دھیان رکھنا پڑتا تھا ۔۔بہت احتیاط سے ایک طرف ہی وہ رخ پھیر سکتی تھی۔۔

رفاقت اسے باہر تک چھوڑ کے گیا اس کے بعد وہ اپنے آفس کچھ دیر کے لیے گیا تھا وہاں وسیم تھا جو سب کچھ دیکھ رہا تھا۔۔۔آٹھ بجے وہ دوبارہ مینشن میں تھا لیکن اس جگہ جہاں پریشے تھی۔۔

ہائے۔۔کرسی کھینچ کے اس کے سامنے بیٹھا۔۔۔اوقز پہ پریشے نے جھکا سر اٹھایا۔۔۔اتنے دنوں میں اس کی محبت کا بھوت اتر چکا تھا شاید۔۔اس لیے خاموشی سے بیٹھی رہی۔۔

کیسے گزر رہے ہیں دن۔۔بازو گھٹنوں پہ ٹکاتے وہ زرا اگے ہو کے جھکا۔

کیسے گزر سکتے ہیں یہاں ۔۔۔کچھ بھی نہیں دیا کھانے کو۔پیاس لگی ہے ۔۔۔پانی نہی دیتے ۔۔۔اسے شاید ابھی بھی امید تھی عصام سے رحم دلی کی ۔۔

پانی چاہیے ۔۔پیچھے ہوا ۔۔۔اس پاس دیکھا ۔۔یہاں تو نہی ہے پانی ۔۔۔تمہیں پیاسا رہنا پڑے گا ۔۔وہ جیسے اس کا مزاق اڑا رہا تھا

پلیز ۔۔وہ سسکی

میں مر جاؤں گی ۔۔

میں مارنا ہی چاہتا ہوں ۔۔اتنا تو یقین رکھو اپنی محبت پہ ۔۔اگے ہو کے اس کے بال پیچھے کیے ۔۔

ع ۔۔عصام ۔۔پلیز تم مجھ سے دوبارہ شادی کر لو ۔۔پلیز ۔۔وہ واپس پرانی پریشے بنی ۔۔میں جانتی ہوں تم نفرت کرتے ہو مجھ سے ۔۔لیکن ۔میں تو محبت کرتی ہوں نا ۔۔پلیز ۔۔۔عصام ۔۔وہ اس کے گھٹنوں سے لپٹی ۔۔

نفرت نہی ہے مجھے تم سے۔۔نفرت بھی ایک جذبہ ہے اور میرا کوئی بھی جزبہ تم سے وابستہ نہیں ہے پریشے۔۔نیچے جھک کے چیئر کے نیچے لگی گن اتاری۔۔پریشے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی جو بلکل سپاٹ تھا۔۔۔خاموش اداس گہری انکھیں۔۔

میرے بس میں نہی ہے تم سے محبت نا کرنا۔۔۔قسم سے اگر ہوتا تو کبھی بھی نا کرتی۔۔اس کی آنکھوں سے اس کا دل بہہ رہا تھا۔۔ہر محبت کرنے والے کی طرح وہ بھی چاہتی تھی اپنے محبوب کے ساتھ رہنا۔۔لیکن

مجھے تم سے محبت ہو سکتی تھی۔۔اس کی انکھوں میں دیکھتے پیچھے سے پستول عین دل والی جگہ پہ رکھا ۔۔۔پریشے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔شاید عصام کچھ اچھا بولنے والا ہو۔۔

لیکن نہیں ہوئی۔۔ٹریگر دبایا۔۔پریشے کے جسم نے جھٹکا کھایا تھا۔۔پھر سے گولی چلی۔۔اور کئی گولیاں۔۔اس کے دل میں پیوست ہوتی گئیں۔۔اج پھر عصام کے کپڑوں پہ خون لگا تھا۔۔لیکن یہ خون اسے تکلیف نہیں سکون دے رہا تھا۔۔پریشے کا جسم وہیں اسے دیکھتے دیکھتے بے جان ہوا۔۔لیکن کھلی آنکھیں ابھی بھی عصام کو دیکھ رہی تھیں۔۔شاید اس کے لیے موت ہی آسانی تھی۔۔ورنہ

محبوب کے بنا جینا روز مرنے جیسا تھا۔۔اس کی موت تو بہت اچھی تھی جو محبوب کے ہاتھ اسی کی گود میں سر رکھے نصیب ہوئی تھی۔۔تم مجھ تک رہتی تو شاید معاف کر بھی دیتا۔۔تم میرے دل تک آگئیں تھیں۔۔اور میں برداشت نہیں کروں گا کوئی میری بیوی کو تکلیف دے۔۔کتنی دیر عصام وہیں بیٹھا رہا۔۔پھر پریشے کا سر گود سے اٹھا کے کرسی پہ رکھا۔۔اس کی انکھیں ہنوز کھلی ہوئی تھیں ۔۔عصام کو باہر نکلتے وہ کھلی انکھوں سے بھی نہی دیکھ پائی تھی۔۔

ایک ہفتہ بعد

پریشے کو ایک پولیس مقابلے میں جانبق قرار دے کے دفا دیا گیا تھا۔۔ہر دوسرے چینل پہ یہی نیوز تھی۔۔اس کی ماں حقیقت جانتی تھی لیکن کچھ نہی کر سکتی تھی کیونکہ غلطی انہیں کی تھی۔۔

عشوے کا زخم ٹھیک ہو رہا تھا کافی حد تک۔۔۔وہ اب اٹھ کے بیٹھ سکتی تھی۔۔ناشتہ عصام خود کرواتا تھا۔۔لنچ اور ڈینر عائشہ یا عزت کروا دیتی تھیں۔۔کبھی عزت وہاں آجاتی تھی کبھی عائشہ۔۔یہ ہفتہ بس اسی انے جانے میں گزرا تھا۔۔ابان کا زیادہ وقت عشوے کے پاس گزرتا کچھ نا کچھ اسے کھانے کو دیتا رہتا کہ جلدی ٹھیک ہو نگی۔۔

کپڑے عصام خود چینج کرواتا تھا عشوے کے۔۔زخم۔پہ بینڈیج سب کچھ خود ہی کرتا تھا۔۔فیکٹری کا افتتاح ابھی پینڈنگ پہ تھا کیونکہ عصام بے حد بیزی تھا اور اس کا ارادہ عشوے سے کروانے کا تھا اگر حالات ٹھیک ہوتے تو اب تک ہو چکا ہوتا۔۔

بابا۔۔مما بلا رہی ہیں۔۔وہ باہر لاونج میں بیٹھا کام کر رہا تھا ابھی عشوے کے پاس سے اٹھ کے ایا تھا اور وہ پھر بلا رہی تھی۔۔۔سارا دن اس کا یہی کام تھا۔۔اج سے وہ گھر رہ کے ہی کام کرنے والا تھا ۔۔وہ خود ہی عشوے کی کیئر کر سکتا تھا۔۔

کتنی دیر لگائی ہے۔۔مما تو پاس بیٹھی رہتی ہیں۔۔اسے دیکھتے ہی شکوہ کیا۔۔

میں ابھی اٹھ کے گیا تھا۔۔اسے گھورا

کیوں گئے تھے۔۔مجھ سے کوئی کام نہی ہوتا۔۔پتہ بھی ہے پھر بھی۔۔منہ پھلائے ناراضگی سے دیکھ رہی تھی

اچھا بتائیں کیا کام ہے۔۔لپ ٹاپ بند کرتے اس کے پاس بیٹھا۔۔

کچھ نہیں۔۔بس یہاں ہی بیٹھیں۔۔بلکہ ٹیوی چلا دیں۔۔

سوری میں نہیں دیکھ سکتا ڈرامے۔۔

مووی لگا دیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔اپ مووی دیکھ لینا میں کام کر لوں گا اندر سٹڈی میں۔۔ساتھ اشارہ کیا۔

نہیں۔۔بس مجھے نہیں دیکھنی۔اسے روکنے کے لیے بازو تھاما۔۔

عشووو۔۔باقی سب کو بھی ایسے ہی تنگ کیا تھا۔۔مسکراتی انکھوں سے دیکھا۔۔

نہیں ہر کسی کو نہی کرتے۔۔

تو مجھے بھی مت کریں نا۔۔کام کرنا ہے۔۔اب تو ڈبل کام ہیں۔۔

مجھے بھی کام سمجھ کے کر لیں۔۔یہاں درد ہو رہا ہے۔۔زخم۔کی طرف اشارہ کیا۔۔

اچھا۔۔پھر اپنی جہ سے اٹھتے گھوم کے اسکی طرگ ایا۔۔

شرٹ اوپر کریں۔۔۔

نہیں۔۔۔

اگر شرٹ اوپر نہی کریں گی تو میں کیسے دیکھوں گا۔۔

اپ بس ہاتھ لگا کے چک کر لیں۔۔وہ بضد تھی۔۔

ایسے کیسے پتہ چلے گا زخم خراب ہے یا ٹھیک۔۔زبردستی اس کی قمیض اوپر کی۔۔۔کچھ بھی نہیں تھا درد نظر تھوڑی آتا ہے۔۔دوبارہ قمیض سہی کرتے ناراضگی سے دیکھا۔۔۔

جی اپ جان بوجھ کے تنگ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور کچھ نہیں۔۔ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑے کاٹن کو اٹھا کے ڈرار میں رکھا۔۔

نہیں۔۔میں کیوں تنگ کروں گی۔۔

اگر درد ہوتا تو آپ کے چہرے سے پتہ چل جاتا ہے۔۔۔اسے دیکھا

تو ابھی کیا نظر آرہا ہے۔۔انکھیں سکیڑ کے بہانا بنایا۔

فلحال تو مجھے شرات ہی نظر آرہی ہے۔۔اس کے چہرے کو دیکھ کے عصام مسکرایا۔۔

ٹھیک ہے۔آپ کام کریں اپنا۔۔ہاتھ سے اشارہ کرتے اسے جانے کا کہا۔۔

جا رہا ہوں۔۔۔ویسے بھی بہت کام ہے۔۔وہ بھی اس کے پاس سے اٹھ کے صوفے پہ جا بیٹھا۔۔

یہ تو اٹھا لیں۔۔ہاتھ سے لپ ٹاپ کو اس کی طرف گھسیٹا

اوہ ہاں۔۔وہ جو اسے دیکھنے لگا تھا۔۔اٹھ کے لیپ ٹاپ اٹھایا۔۔ان۔کچھ دنوں میں وہ اس کی ہر ہر ادا ہر ہر انداز جان گیا تھا اسے کیسے کیا چاہیے۔۔کس حرکت کا کیا مطلب ہے۔۔اگر وہ کچھ الٹا سیدھا کر رہی ہے تو کیوں کر رہی ہے۔۔

مجھے بھوک لگی ہے۔۔ابھی اس نے دوبارہ کام شروع کیا ہی تھا کہ عشوے کی پھر آواز آئی۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ناشتہ کیا ہے۔۔بے چارگی سے اسے دیکھا۔۔

ہاں تو ناشتہ کیا ہے نا۔۔اس کے علاوہ بھوک لگی ہے۔۔کوئی سنیکس بسکٹ وغیرہ لا کے دیں۔۔کام بھی باہر جانے والا تھا۔۔

آپ بھی چلیں ساتھ پھر۔۔۔لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔

نہیں۔۔میں کیسے جاسکتی ہوں۔۔مجھے تو درد ہوتا ہے۔۔

اگر میں اکیلا جاوں گا تو اپ کا خیال کون رکھے گا۔۔

میں خود رکھ لوں گی۔۔آپ بس لا کے دیں۔۔ضد کی۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔اٹھ کے سائڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا۔۔پھر رفاقت کو کال کی۔۔

یار ایک کام کر دو گے۔۔سر کھجاتے شرمندگی سے بولا۔۔

جی جی سر۔۔وہ گاڑی میں تھا۔۔۔

اگر ہو سکے تو بچوں کے کھانے والی چیزیں تو لے کے دے جاؤ۔۔سنیکس بسکٹ ٹافیاں۔۔وغیرہ ۔۔عشوے اسے صدمے سے دیکھ رہی تھی۔۔کتنی چالاکی سے وہ بچ گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔پہنچ کے کال کرنا۔پھر فون بند کر کے واپس وہیں رکھا۔۔

آپ۔اپ کو میں بچی لگتی ہوں۔۔عشوے بے مشکل بولی۔۔

حرکتیں تو بچوں والی ہی ہیں۔۔مسکراہٹ چھپاتے دوبارہ صوفے پہ آیا۔۔عشوے صدمے سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔وہ اسے تنگ کرنے کے لیے کہہ رہی تھی الٹا خود صدمے میں پہنچ چکی تھی۔۔

اپ خود۔۔جاتے۔۔۔نا۔۔بے مشکل بولی۔۔

عصام نے سر اٹھا کے اسے دیکھا۔۔آپ کو جو چیزیں چاہیے تھیں۔۔وہ آجائیں گی۔۔اب آرام سے کام کرنے دیں۔۔سیریس ہوتے اسے گھورا۔۔

ٹھیک ہے۔۔آپ سے تو مما ہی اچھی ہیں۔۔کم سے کم میرے ساتھ تو بیٹھتی ہیں۔۔۔میری کنگھی کرتی ہیں اور میری ٹانگیں بھی دباتی ہیں۔۔سوچ سوچ کے بتایا۔۔

تو پھر کل سے مما کو ہی بلا لینا۔۔میں آفس چلا جاوں گا۔کم سے کم میرا کام تو مکمل ہو گا نا۔۔یہاں نا آپ خوش ہو رہی ہیں نا مجھے کچھ کرنے دے رہی ہیں۔۔اسے واقع غصہ آگیا تھا۔۔لیپ ٹاپ اٹھاتے باہر آگیا۔۔پیچھے عشوے خاموش رہ گئ۔۔دل ہی ٹوٹ گیا تھا بیچاری کا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ادھے گھنٹے میں اس نے زبردستی ساری فائلز بھیجی تھی ورنہ بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا عشوے کو ناراض کر کے وہاں بیٹھنا۔۔پر وہ وہاں بھی کون سا ایک جگہ بیٹھنے دے رہی تھی اسے۔۔رفاقت ابھی تک نہیں ایا تھا۔۔دوبارہ کال کر کے پوچھا تو وہ چیزیں ابھی لے رہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ ایا تو عصام نے خود اسے رسیو کیا۔۔

اسلام و علیکم۔۔سر۔۔وہیں دروازے سے چیزیں پکڑائیں۔۔

اندر اجاو۔۔سلام کا جواب دیتے اسے اندر انے کا کہا۔۔وہ بھی پیچھے پیچھے اندر ایا۔۔

کیا کھاو گے۔۔بیٹھنے کا اشارہ کرتے پوچھا

کچھ بھی نہیں۔۔بس میں چلتا ہوں۔۔وہ بس ایسے بیٹھا تھا جیسے ابھی اٹھ جائے گا۔۔

کچھ دیر تو رکو۔۔عصام خود ہی جوس لے ایا۔۔ایک تو اج کل کام والی انٹی بھی غائب رہتی تھیں۔۔

تھینکیو سر۔۔گلاس پکڑتے شکریہ کہا۔۔

یور ویلکم۔۔عصام بھی ساتھ ٹک گیا۔۔

بھابھی کیسی ہیں۔۔عشوے کا پوچھا۔۔

ٹھیک ہیں اب تو کافی حد تک۔۔بابیٹھنے میں زیادہ مسلہ ہوتا ہے۔۔

چلیں اللہ انہیں جلدی صحت دے۔۔گلاس ختم کر کے تیبل پہ رکھا۔۔

امین۔۔

ٹھیک ہے میں چلتا ہواں۔۔جنے کے لیے اٹھ گیا۔۔

کہاں تھے ابھی تم دیر کر دی انے میں جاتے جاتے پوچھا۔۔

وہ سر۔۔کام۔کروا رہا تھا بیسمنٹ کا۔۔وہیں بزی تھا ابھی لگا کے ایا ہوں کام پہ مزدوروں کو۔۔وہیں جاوں گا واپس۔۔تفصیلا بتانے کے لیے رکا۔۔

ٹھیک ہے الوداعی مصافحہ کرتے وہ چلا گیا۔۔واپس اکے عصام نے شاپر اٹھا جو سائز میں کافی بڑا تھا اور بھرا ہوا تھا۔۔چیزیں لیے وہ وپر کمرے میں ایا تو عزوے سو چکی فھی۔۔سوئی سوئی بھی غصے میں لگ رہی تھی۔۔پیپیکٹ ٹیبل پہ رکھ کے واپس چلا گیا۔۔اب وہ سکون سے کام کر سکتا تھا

اب ہمیں اپنا کام کر لینا چاہیے۔۔وہاں کام سٹارٹ ہو گیا ہے۔۔

جو حکم سیٹھ صاحب۔ سر جھکاتے اس کا آدمی واپس چلا گیا۔۔

پیٹرول کے ٹینکر نکالو۔۔اس نے باہر آتے ہی آگے اپنے آدمیوں کو کہا۔۔ساڑھے بارہ وہ فیکٹری کے باہر تھے۔۔پائپوں کے ذریعے فیکٹری کے چاروں طرف پیٹرول چھڑکنا تھا۔۔۔دو آدمی پچھلے راستے سے اندر گئے تھے۔۔ان۔کے ہاتھوں میں لوہے کے اوزار تھے جن کے ذریعے ٹینکوں کو لیک کیا جانا تھا۔۔وہ لوگ جب اندر پہنچے تو بدقسمتی سے ٹینک پیٹرول سے نہیں پانی سے بھرے ہوئے تھے ۔۔ لیکن وہ اپنی بدحواسی میں انہیں لیک کر چکے تھے پانی ہر طرف پھیل رہا تھا اس سے پہلے کے وہ باہر آ کے بتاتے رفاقت نے دونوں کو ہی دور سے شوٹ کر دیا۔۔وہ اندر کام کر رہا تھا جب اس کے موبائل پہ الارم بجنے لگا۔یہ تب بجتا تھا جب کوئی بیسمنٹ کا دروازہ کھولتا تھا۔۔پہلی فرصت میں اس نے اندر لگے کیمرے اون کیے اور امید کے مطابق واقع وہ گڑ بڑ تھی۔۔ تیزی سے عصام کا نمبر ملایا ۔۔اور اسے انفارم کیا۔۔

تھوڑے ہی وقت میں عصام کی گاڑی انٹرینس پر رکی۔۔وہاں سے پیٹرول کی خوشبو آرہی تھی لیکن آس پاس کہیں بھی کچھ نہی تھا۔۔وہاں آگ لگنے کے لیے بس ایک ماچس کی تیلی کی ضرورت تھی ۔۔سامنے سے رفاقت بھاگتا ہوا آرہا تھا۔۔

سر دو کو تو مار دیا ہے۔۔لیکن لگتا ہے باقی بھاگ گئے ہیں۔۔نیچے بیسمنٹ میں پانی بھر رہا ہے بتائیں کیا کریں۔۔

ایک کام کرو۔۔پانی کھینچنے والی موٹروں کا بندو بست کرو۔۔بیسمنٹ سے وہ پانی نکال کے یہاں چھڑکاؤ کرنا ہے۔۔آس پاس ہر طرف سیکیورٹی پھیل چکی تھی۔۔گولی مارنے کے اجازت کسی کو بھی نہی تھی ۔۔سب کو سخت احتیاط کا کہہ کے وہ خود نیچے آیا تھا۔۔پانی میں بھیگتے جو کے اس کے پیٹ تک آچکا تھا۔۔ٹینکیوں کے شگاف ڈھونڈھے۔۔انہیں بند کرنا آسان نہیں تھا۔۔بہت صفائی سے جگہ جگہ سوراخ کیے گئے تھے۔۔ٹینک تو بلکل بیکار ہو چکے تھے۔۔خیر یہ چھوٹا نقصان تھا بڑا نقصان ہونے سے بچت ہو گئ تھی۔۔یہاں پانی بھی اس نے خود ڈلوایا تھا۔۔کیونکہ کچھ دن پہلے اس نے دانیہ کو کسی سے فون پہ بات کرتے سنا تھا جس میں وہ بیسمنٹ کے بارے میں بات کر رہی تھی۔۔پہلے بھی اس نے عصام کے ساتھ دھوکہ کرنے کی کوشش کی تھی سو اس لیے وہ اس سے تو چوکنا رہتا تھا۔۔دانیہ کے پیچھے کون تھا۔۔اس کا پتہ لگانا باقی تھا۔۔

وہ ساری رات عصام نے وہیں گزاری تھی اگلے دن بھی مکمل یقین کے بعد کہ وہاں اب پیٹرول کے اثرات ختم ہو چکے ہیں تو واپس گھر آیا تھا۔۔اس نے صرف دو دن عشوے کے ساتھ گھر میں گزارے تھے۔۔اب پھر آفس جانا ضروری ہو گیا تھا۔۔

سنو۔۔یہ پرپل کلر کی فراک تو پریس کر دو۔۔عزت سامنے بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی جب عشوے نے اسے متوجہ کیا۔۔

اچھا۔۔کہہ کے وہ واپس ناول میں غرق ہوئی۔۔

قسم سے یار جو بھی میرے پاس ہوتا ہے وہ کہیں اور ہی ہوتا ہے۔۔اکتائے ہوئے اسے دیکھا

نہیں تو تم کیا چاہتی ہو۔۔ہر وقت عشوے عشوے کرتے رہیں۔۔اگے سے وہ بھی دوبدو بولی

ہاں تو اور کیا کرنے آتے ہو یہاں۔۔میرے لیے ہی آتے ہو تو مجھ سے باتیں بھی کیا کرو یہ کیا مما ہوں تو وہ بس یہاں آ کے نصیحتیں شروع کر دیتی ہیں تم اور ریض ایک موبائل اٹھائی رکھتا ہے اور ایک ناول لے کے بیٹھ جاتی ہے۔۔اسے ساتھ لے جاو اور وہیں پڑھ لینا۔۔لیکن یہاں میرے ساتھ بیٹھ کے باتیں کیا کرو۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔تھینکیو سوچ شرمندہ ہونے کی بجائے اس نے ناول اپنے بیگ میں رکھا۔۔تمہارا شوہر تو تمہیں ناول کا پرینٹ نکلوا کے دے سکتا ہے۔۔لیکن میرے والا تو کہتا ہے ناول یا میں۔۔بے دھیانی میں وہ بولے چلی گئ اور عشوے جو پہلے اترانے کا سوچ رہی تھی منہ کھولے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔

کیا مطلب میرے والا۔۔وہ ابھی زیادہ حرکت نہی کر سکتی تھی ورنہ ایک جمپ لگا کے اس کے پاس پہنچ چکی ہوتی۔۔

نہ۔نہی۔۔میرا۔مطلب کیا پتہ وہ ایسا کہے۔۔

جی نہی۔۔تم اب بات کو دوسری طرف مت گھماو۔شاباش بتاو۔۔کون ہے وہ بد نصیب جو میری دوست کے ساتھ سٹ ہے۔۔

ابھی نہی پھر کبھی بتاؤں گی۔۔پتہ نہی عشوے کا کیا ریئکشن ہوتا۔۔ریض کا سن کے

ابھی ابھی ابھی۔۔زخم پہ ہاتھ رکھتے وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔۔

عشوے۔۔پلیز یار۔۔پھر کبھی بتاوں گی۔۔ابھی مجھے گھر جانا ہے۔۔مغرب ہو رہی ہے۔بابا لینے آر ہے ہونگے۔۔جلدی سے بیگ میں اپنا موبائل رکھا۔۔

عزت۔۔عشوے اس کے پاس بیٹھنے لگی تھی کہ عزت اٹھ گئ۔۔

اپنی دوست کو نہیں بتاو گی۔۔خفگی سے دیکھا ایک تو اتنی مشکل سے وہ چل کے ائی تھی اور اگے سے عزت محترمہ۔۔خود وہاں سے نکل پڑی تھی۔۔

بتاوں گی۔۔ضرور بتاوں گی۔۔لیکن ابھی نہیں۔۔جھک کے اس کے گلے لگی۔۔پھر ملتے ہیں۔۔اور ناول کے لیے شکریہ۔۔عشوے کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ باہر نکل گئ۔۔

عجیب ہے۔۔مرضی ہے۔۔وہیں کشن پیچھے سٹ کرتے لیٹ گئ۔۔

عصام انے والا تھا۔۔اسے سونے کا ناٹک بھی کرنا تھا۔۔اور یہ ناٹک اس دن سے چل رہا تھا جب اس نے سنیکس منگوائے تھے اور عصام اس کا دل توڑ کے چلا گیا تھا۔۔

سر یہ ان دونوں کے آئی ڈی کارڈ۔۔اور یہ موبائل۔۔۔وسیم نے چاروں چیزیں لفافے میں بند اس کے سامنے ٹیبل پہ رکھیں۔۔

ہمم اگے ہو کے لفافہ اٹھایا۔۔پھر کھولا۔۔ایک کا نام حسیب تھا اور ایک کا نام معید تھا۔۔۔

یہ دنوں نیوز میں دو۔۔ساتھ سٹیٹمنٹ ٹیکسٹ کرتا ہوں۔۔

جی سر۔۔

جاؤ۔۔تم۔میں دیکھ لوں گا۔

اوکے سر۔۔وہ سر ہلاتا باہر چلا گیا۔۔

موبائل نکال کے اون کیے تو دونوں خالی تھے نا نمبر نا میسجیز نا ہی کچھ اور۔۔جیسے ابھی نیو لیے ہوں۔۔لیکن ان کی بیرونی حالت استعمال شدہ لگ رہی تھی۔۔یعنی کسی نے بعد میں سب ڈیٹا ڈیلیٹ کیا ہے۔۔

پھر اپنے موبائل سے کسی کو کال لگائی۔۔

ہاں۔۔سنو اگر فری ہو تو میرے آفس آ سکتے ہو۔۔

ہاں۔۔شام میں ملتے ہیں۔۔اگلے کی بات سنتے جواب دیا۔۔۔

آفس سے نکلنے سے پہلے سلیم اسے ملا تھا۔۔جیسے دونوں موبائل دے کے ان کا سارا ڈیٹا ریکور کرنے کا کہا تھا۔۔وہ دونوں آدمی کون تھے اور کس کے لیے کام کرتے تھے یہ سب معلوم کرنا بہت ضروری تھا۔۔

پھر اپنے روم سے باہر نکلا افس والا حصہ تقریباً خالی ہو چکا تھا۔۔ورکینگ ایریا میں اکثر و بیشر لوگ ابھی موجود تھے۔۔گھر اتے ہوئے وہ مارکیٹ سے تازہ فروٹس اور فرنچ فرائز خرید کے لایا تھا۔۔اج بھی کام والی انٹی نہیں تھیں۔۔

چیزیں کچن میں رکھ کے اوپر ایا۔۔دروازہ کھولا تو سامنے صوفے پہ عشوے پھر سے سو رہی تھی۔۔

اج کل کچھ زیادہ ہی نیند نہیں اتی۔۔جوتے اتارتے سوچا۔۔پھر سلیپرز پیروں میں اڑستے ابان کے روم میں ایا۔۔

ہائے کیا ہو رہا ہے۔۔

کچھ نہیں بابا۔۔میں گھر سارا دن فری ہوتا ہوں۔۔مما کو بھی تنگ نہیں کرتا۔۔سوچ رہا ہوں سکول چلا جایا کروں۔۔

بڑی سمجھداری کی بات کرتے اسے دیکھا۔۔

کیا اپ پانچ سال کے ہو گئے ہیں۔۔اسے گود میں اٹھاتے کھڑکی کے پردے پیچھے کیے۔۔

جی میں چھ سال کا ہونے والا ہوں۔۔۔آواز میں خوشی نمایا تھی۔۔

اوکے۔۔یہ تو پھر بڑی اچھی بات ہے۔۔اٹھائے اٹھائے باہر لایا۔۔اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا۔۔

جی بابا۔۔

اچھا ایک کام کریں گے۔۔۔

جی۔۔بولیں۔۔

اپ کی مما سو رہی ہیں۔۔تو۔۔روم میں داخل ہوا۔۔۔

جی۔۔

ہاں میں کیا کہہ رہا تھا۔۔دروازہ ارام سے بند کرتے اسے نیچے اتارا

اپ کہہ رہے تھے کہ مما سو رہی ہیں۔۔

ہاں۔۔تو مما سو رہی ہیں تو۔۔کیوں نا ہم فارم ہاوس چلیں۔۔عشوے جو ان کی بات بخوبی سن رہی تھی ۔۔ماتھے پہ شکنیں ابھریں۔۔عصام اسے دیکھ رہا تھا۔۔

مما کے بنا مزا نہی ائے گا نا۔۔ابان سچ سمجھ رہا تھا۔۔کہ جانا ہے۔۔

نہیں۔۔مما کے بنا زیادہ مزہ ائے گا۔۔کیونکہ وہاں ہم دنوں اکیلے ہونگے خوب مزے کریں گے۔۔ گھوڑے پہ بھی بیٹھیں گے۔۔اور۔۔

اور وہاں جو وہ خوبصورت انٹی ہیں۔۔نمرہ انٹی۔۔ان سے بھی ملیں گے۔۔۔عشوے کی پلکیں لزر رہی تھیں

ہاں۔۔وہ مجھے کہتی ہیں۔۔کاش میں ان کا بیٹا ہوتا۔۔عشوے جو بمشکل انکھیں بند کیے لیٹی تھی پٹ سے انکھیں کھولیں۔۔

میں بھی جاوں گی۔۔۔ایک دم سے اٹھ کے بیٹھنے کی وجہ سے درد ہوا۔۔لیکن کنٹرول کر کیا۔۔۔

او ہو۔۔اپ ارام کریں۔۔مسکراہٹ چھپاتے ابان کو بھی دیکھا جو پریشانی سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

اب تو یہ اٹھ گئ ہیں۔۔پھر کچھ سوچتے بولا۔۔

ہاں۔۔تو مطلب ہمیں جانا کینسل کرنا پڑے گا۔۔سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

نہیں۔۔ماما اپ سو جائیں یار۔۔ابان اٹھ کے اس کے قریب ایا۔۔

نہیں۔۔میں بھی جاوں گی۔۔اور اپ کی اس خوبصورت نمرہ انٹی سے بھی ملوں گی۔۔

میرے کپڑے پریس کریں وہ پرپل والے۔۔پھر عصام کو کہا۔۔عصام۔نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

کیا۔۔میں کروں۔۔

جی۔۔میں نہیں کر سکتی۔۔ورنہ۔کر۔لیتی۔۔پاون جھلاتے سر جھکایا۔۔

عصام کی انکھیں اسی پہ ٹکی تھیں۔۔ابان اج نہیں جاتے۔۔پھر کبھی جائیں گے۔۔

اج ہی جائیں گے۔۔میں خود کپڑے پریس کر لوں گی۔۔بمشکل اٹھ کے کپڑے نکالے۔۔پھر آہستہ آہستہ چلتے باہر نکلنے لگی۔۔

مجھے دیں۔۔راستے میں اس سے کپڑے پکڑ لیے۔۔میں کر کے لاتا ہوں۔۔اور فلحال ہم کہیں نہی جا رہے۔۔اپ ٹھیک ہو نگی تو پھر جائیں گے۔۔

بابا ہم پھر بھی چلے جائیں گے۔۔۔ابھی بھی جاتے ہیں۔۔پلین کینسل ہوتے دیکھ کے ابان جلدی سے اگے ایا۔۔۔

ہاں۔۔ابھی بھی جائیں گے۔۔اور بعد میں بھی۔۔ابان ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔عصام اپنے کہے پہ خود ہی پھس گیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔کندھے اچکاتے کپڑے پریس کرنے چلا گیا۔۔

کیسے کیسے دن اگئے ہیں۔۔عصام شیخ کو کپڑے پریس کرنے پڑ رہے ہیں۔۔اونچا بڑبڑاتے وہ عشوے کو سنا رہا تھا۔۔

کوئی بات نہیں۔۔بیوی بیمار ہو تو اس کی خدمت کرنے میں کوئی برائی نہی ہے۔۔

ہاں۔۔بس ایسی خدمتیں ہی کروائیں گی۔۔کچھ اور بھی کرنے والے کام ہوتے ہیں۔۔

جن میں شرم سب سے پہلا کام ہے۔۔عشوے بولی

شرم ایک واحد کام ہے جو عصام کو نہی اتا۔۔وہ دونوں اونچا اونچا ایک دوسرے کو سنا رہے تھے۔۔

شرم کے علاوہ بھی کچھ نہی اتا۔۔ابان وہاں سے بھاگ گیا تھا کیونکہ اسے تیار ہونا تھا۔۔۔

آتا ہے۔۔بس اپ کرنے نہی دیتیں۔۔

میں نے کیا نہیں کرنے دیا۔۔حیرت سے اسے دیکھا۔۔

پیار۔۔محبت۔رومینس۔۔اور

بس بس بس۔۔کاش میں بہری ہو جاوں۔۔

بہری ہو جائیں پھر بھی میں کروں گا۔۔

کاش اپ کو شرم اجائے۔۔۔

پھر اپ کو بے شرم بنا دوں گا۔۔وہ ساتھ ساتھ کپڑے بھی پریس کر رہا تھا۔۔

عشوے تلماتے وہیں دروازے سے اسے گھور رہی تھی

پھر آپ کو بے شرم بنا دوں گا۔۔وہ ساتھ ساتھ کپڑے بھی پریس کر رہا تھا۔۔

عشوے تلماتے وہیں دروازے سے اسے گھور رہی تھی۔۔

میں نے آپ کو اپنا غلام بنا لینا ہے۔۔وہیں دروازے سے ہاتھ ہلا ہلا کے کہا۔۔۔

میں آپ کے پاوں چومنے کے لیے بھی تیار ہوں۔۔اس نے ہنستے آئرن کا سوئچ نکالا۔۔۔

میرے پاؤں پچھلے دس دن سے گندے ہیں۔۔اور ان سے سمیل بھی آ رہی ہے۔۔۔عصام قریب آرہا تھا وہ دروازے سے پیچھے ہوئی۔۔

میرے ہونٹوں سے لگیں گے تو خوشبو دینے لگیں گے۔۔کپڑے بیڈ پہ سیدھے کر کے رکھے۔۔

بابا۔۔میں تیار ہو گیا ہوں۔۔عصام واپس عشوے کی طرف گھوما ہی تھا کہ آبان تشریف لے آیا۔۔

گڈ۔۔شاباش۔۔میرا بیٹا تیار ہو گیا ہے۔۔عشوے بازو سینے پہ باندھے عصام کو دیکھ رہی تھی۔۔

چلیں اب آپ نیچے جا کے بیٹھیں۔۔میں آپ کی مما کو تیار کرلوں۔۔۔

جی بابا۔۔وہ اچھے بچوں کی طرح واپس چلا گیا عشوے اسے گھور رہی تھی۔۔۔

میں خود تیار ہو سکتی ہوں۔۔۔دو قدم چل کے وہ کپڑوں کے پاس آئی۔۔

آپ کو درد ہو گا نا۔۔میں کرواتا ہوں چینج۔۔۔دروازہ لاک کرتے لائٹ بند کی۔۔

ع۔۔عصام۔۔میں کر لوں گی۔۔ایک دم اندھیرا ہونے سے اس کی انکھیں چندھیائیں۔۔پھر جونہی مانوس ہوئیں تو عصام اپنی شرٹ اتار رہا تھا۔عشوے کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے۔۔۔بے اختیار پیچھے ہوتے وہ بیڈ پہ چڑھی۔۔

کہاں جا رہی ہیں۔۔بھاری آواز پہ اس کا دل لرزا۔۔

میں خود چینج کر لوں گی۔۔پیچھے ہوتے وہ دوسری طرف سے نیچے اتری۔۔

آپ کے پیچھے پتہ ہے کیا ہے۔۔

نہیں۔۔۔اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا دیوار پہ کچھ عجیب سا چپکا ہوا تھا۔۔۔شاید کوئی کیڑا۔۔

۔۔

میں اس سے نہیں ڈرتی۔۔ساتھ وہ آگے کھسکی۔۔عصام کپڑے ہینگر سے نکال رہا تھا۔۔

وہ ابھی اڑ کے آپ کے اوپر ائے گا۔

نہیں۔۔۔عصام۔۔میں جمپ نہیں لگا سکتی۔۔وہ بھاگتے ہوے اس کے پاس آئی تھی۔۔

اسی لیے کہہ رہا ہوں۔۔۔آپ کپڑے بھی نہی چینج کر سکیں گی ۔۔اسے کندھوں سے پکڑ کے سامنے کھڑا کیا۔۔

مجھے کون سا کچھ نظر آرہا ہے۔۔گلے کی ڈوریاں کھولی جو اگے کی طرف تھیں۔۔وہ بازو اوپر نہی کر سکتی تھی۔۔پہلے ایک طرف سے اتارا۔۔پھر دوسری طرف سے احتیاط سے دوسرا بازو نکالا۔۔

میں نے چینج کرنے تھے تو اپ نے شرٹ کیوں اتاری ہے۔۔وہ اسے گھور بھی نہیں پا رہی تھی ۔۔چہرے پہ ہاتھ رکھتے خود کو چھپانے کی کوشش کی۔۔

گرمی لگ رہی تھی اس لیے۔۔اس کے لب مسکرائے۔۔پرپل کلر کی لونگ فراک پہناتے پہناتے رکا ۔۔

ویسے اپ نے یہ کپڑے کہاں سے بنوائے ہیں۔۔فراک کو گھمایا۔۔

یہ۔۔مما نے لا کے دیے تھے۔۔کچھ دن پہلے۔۔ہاتھ ہٹا کے فراک کو دیکھا۔۔

اسی طرح کا میرے پاس ڈریس کوٹ بھی ہے۔۔سیم یہی کلر۔۔وہ اسے بتا رہا تھا۔۔

واو۔۔۔ابھی وہی پہنیں پلیز۔۔اور عشوے محترمہ بھول چکی تھیں کہ وہ کس حالت میں کھڑی ہیں

ہاں ہاں۔۔بلکل۔۔اسے شرارت بھری آنکھوں سے دیکھتے۔۔اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے خود قریب ہوا ۔۔اسے کھینچتا تو درد ہوتا نا۔۔۔

ع۔۔عصام۔۔ا۔۔آپ۔۔سانسیں حلق میں اٹکیں۔۔

جی میرا بچہ۔۔بال پیچھے کیے جو شرٹ اتارتے الجھ گئے تھے۔۔

بابا۔۔جلدی کریں نا۔۔آبان باہر دروازے پہ کھڑا تھا شاید۔۔۔

یہ نہیں ہونے دے گا کچھ بھی۔۔جبڑے بھینچتے پیچھے ہوا۔۔پھر فراک اٹھا کے پہنانے لگا۔۔

کاش اس کی کوئی پھپھو ہوتی۔۔اسے جوان ہونے تک وہیں اس کے پاس چھوڑ دیتا جلے دل کے ساتھ بڑبڑایا۔۔

باقی۔۔میں کر لوں گی۔۔آپ تیار ہو جائیں۔۔صرف قمیض پہنا مشکل تھا۔۔

اوکے۔۔ لائٹ جلائی۔۔

بابا۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔جلدی کریں۔۔دیر ہو رہی ہے۔۔آبان نے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے دروازہ پیٹا۔۔

آرہا ہوں میرے باپ۔۔تمہارے ہوتے ہوئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔ابھی تمہیں کہیں اور بھیجتا ہوں ۔۔سفید کاٹن کا کرتا پجامہ نکال کے باتھ روم چلا گیا۔۔پیچھے سے عشوے نے جلدی سے کپڑے سمیٹے ۔۔ہلکی سی لپ سٹیک لگائی۔۔بالوں کی اونچی سی پونی بنا کے دوپٹہ کندھے پہ ڈالا۔۔ہیل وہ پہن نہیں سکتی تھی۔۔سفید کلر کے کھسے نکالے۔۔۔جو جہیز میں ملے تھے۔۔

اتنی دیر میں عصام بھی باہر نکل آیا۔۔

اپ کو ایک بات بتاوں۔۔وہ بال صاف کر رہا تھا عشوے نے جوتے پہنتے اسے دیکھا۔

ہاں جی۔۔آپ دو بتائیں۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اتے آئینے سے اسے دیکھا۔

اپ کا وہ جو پرپل کلر کا کوٹ تھا نا۔۔۔

ہاں وہ آپ نے کاٹ دیا تھا۔۔اس کی بات مکمل کی۔۔

اپ کو پتہ تھا۔۔دوپٹہ۔کندھے پہ سیٹ کیا۔۔

جی پتہ تھا۔۔پرفیوم چھڑکا

پھر آپ نے اس وقت کیوں کہا تھا۔۔

تاکہ کچھ دیر اور آپ کو دیکھ سکوں۔۔پیچھے مڑ کے ایک سپرے اس پہ کیا۔۔

آ۔۔اپ۔۔کو نظر آرہا تھا۔۔وہ پریشان ہوئی۔۔

ہاں ظاہری سی بات ہے۔۔اتنی دور سے وہ کیڑا نظر آگیا تھا اپ تو پھر پاس تھیں۔۔اپ تو بلکل صاف صاف نظر آرہی تھیں۔۔جھک کے اس کے بلش کرتے گال پہ ہونٹ رکھے پھر۔۔انہیں خود ہی صاف کیا۔

ا۔۔آپ کو شرم۔۔

نہی اتی۔۔ بلکل بھی نہیں اتی۔۔اور نا ہی کبھی ائے گی۔۔اپ کے سامنے تو بلکل بھی نہیں ائے گی

۔۔اس کی بات کاٹتے انفارمیشن میں دوبارہ تازہ کی۔۔

مما۔۔آپ ہی آجائیں۔۔ورنہ میں دروازہ توڑ دوں گا۔۔آبان بیچارا کب سے باہر کھڑا تھا۔۔

آرہے ہیں بس۔۔ساتھ ہی دروازہ کھولا۔۔۔

اوہو۔۔میچنگ۔۔آبان نے بھی لائٹ پرپل شرٹ کے ساتھ وائٹ نکر پہنی تھی۔۔اس کی کبڈ چھوٹی سی تھی جہاں سے وہ خود بھی کپڑے نکال لیتا تھا۔۔بقول عصام کے یہ اس کے سائز کے مطابق بڑی ہوتی جائے گی۔۔اپنے کپڑے نکالنا۔۔اپنے آپ کو مینج کرنا۔۔عصام نے اسے سیکھایا تھا۔۔اسے اکیلے جینے کا طریقہ۔۔اپنے لیے خود ہی کافی کیسے ہوا جاتا ہے یہ سب سیکھانے والا عصام تھا۔۔

چلیں۔۔بھی۔۔اس کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا۔۔ایک طرف سے عشوے کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔۔ان کا کمرہ اج کل نیچے شفٹڈ تھا اس لیے وہ جلدی ہی پورچ تک پہنچ گئے۔۔گاڑی میں بیٹھتے اندر سے عشوے کے لیے دروازہ کھولا۔۔پھر پیچھے مڑ کے آبان کے لیے کھولا۔۔

میں مما کی گود میں بیٹھ جاوں گا نا۔۔وہ بھی اگے بیٹھنا چاہتا تھا۔۔

نہیں۔وہ نہیں بیٹھا سکتیں۔۔

آجاؤ۔یہاں سائڈ پہ ساتھ بیٹھا لوں گی تھوڑا کلوز ہوتے اسے بھی ساتھ بیٹھا لیا۔۔یوں ان کا چھوٹا سا قافلہ فارم ہاوس کی طرف رواں دواں ہوا

کیا ماموں نے مامی سے بات کی۔۔ہمارے بارے میں۔۔۔عزت اپنی چھت پہ کھڑی تھی۔۔

نہیں۔۔لیکن انہیں شک ہو گیا ہے۔۔اور وہ اس رشتے کے لیے راضی بھی نہیں ہو نگی۔۔وہ اپنی طرف کھڑا آڑو کھا رہا تھا۔۔

پھر۔۔پریشانی سے اسے دیکھا۔۔

پھر کیا۔۔اگر مما نا مانی تو میں تو کچھ نہی کر سکوں گا۔۔کیونکہ پہلے عشوے کے لیے آپ لوگوں نے کتنی پرابلمز کھڑی کی ہیں۔۔اب ان کا اس طرح ریئکٹ کرنا تو بنتا ہے نا۔بائٹ لیتے اسے یاد کروایا۔۔

ہاں۔۔لیکن اس میں عشوے کی بھلائی تھی۔۔مما اسے کبھی ایکسپٹ نا کرتیں۔۔پتہ تو ہے۔۔

تو اب ایسے تو اس میں تمہارے لیے بھی بھلائی ہی ہے۔۔کیونکہ میری مما بھی کبھی تمہیں ایکسپٹ نہی کریں گی۔۔

اچھا۔۔وہ خاموش ہو گئی۔۔

میں کچھ نہی کر سکتا۔۔سچ میں۔۔بابا اگر راضی کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہی ہے۔۔لیکن اگر مما نا مانیں تو۔۔میں تم سے شادی نہی کروں گا۔۔وہ اس کا دل توڑ رہا تھا۔۔

کل تک تو بڑی محبت تھی۔اب ختم ہو گئ ہے۔۔غصے سے دیکھا۔۔

وہ تو اب بھی ہے۔۔لیکن مما پہلے ہیں۔۔میں ان کی بات تو نہی رد کر سکتا نا۔۔ویسے بھی پڑوس میں ایک لڑکے نے ایسا ہی کیا تھا۔۔پھر اس کی آج تک اولاد نہی ہوئی۔۔۔روہانسی ہوتی عزت کو دیکھ کے بات بدلی۔۔۔

اگر میں نے بھی مما کی بات نا مانی تو میرے بھی بچے نہیں ہوں گے۔۔بات کو سمجھو۔۔انداز سیریس ہی تھا۔۔

واہ واہ۔۔کیا ڈرامہ ہے۔۔وہ ہنسی

تو تم کیا یہی چاہتی ہو کہ میرے ننھے ننھے پیارے پیارے گولو مولو بچے نا ہوں۔۔اداس شکل بنائی۔۔۔

ہاں۔۔میں چاہتی ہوں تمہاری اولاد نا ہو اور تم دوسری شادی کے لیے میرا انتخاب کرو۔۔وہ شاید بات کو دل پہ لے رہی تھی لینا بھی چاہیے تھا۔۔آخر لڑکی تھی اور محبت تو وہ بھی کرتی تھی نا شدید والی۔۔

حد ہے حد ہے لڑکی۔۔اپنے محبوب کو بد دعائیں دے رہی ہو۔۔

تو میرا محبوب ایسے کام نا کرے۔۔سچ کہہ رہی ہوں۔۔اگر تم نے میرے علاوہ کسی اور سے شادی کی نا۔۔تو میں خود اسے ماروں گی۔۔

ہائے ہائے۔۔بھری جوانی میں میں بیواہ ہو تا اچھا لگوں گا۔۔

شٹ اپ۔۔اپنی مما کو مناو۔۔ورنہ میں نے خودکشی کر لینی ہے۔۔اسے دھمکاتے وہ دوپٹہ جھاڑتے واپس مڑی۔۔

اچھا ناراض تو مت ہوں۔۔دوسری شادی آپ سے کروں گا۔۔پیچھے سے ہنستے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔۔عزت نیچے جا چکی تھی

سامنے پلوشہ بیگم بیٹھی اج کل اس کے چھت کی طرف لگتے چکر بخوبی نوٹ کر رہی تھیں۔۔کچھ نا کچھ تو دال میں کالا ضرور تھا

ٹوں ٹوں۔۔ٹووں ٹوووں

دانیہ سو رہی تھی جب تکیے کے پاس رکھا ہوا موبائل بجا۔۔۔ہاتھ مار کے اٹھایا۔۔

ہیلو۔۔کون۔۔بند آنکھوں سے جواب دیا۔۔

تم سو رہی ہو پاگل لڑکی۔۔وہ لوگ گھر پہ نہی ہیں۔۔جا کے پیپرز اٹھاؤ۔۔

کون گھر نہیں ہے۔۔اور تم کون ہو۔۔۔

تمہارا باپ ہوں۔۔ہوش کے ناخن لو۔۔اور اٹھو جلدی سے۔۔سیٹھ علی کے بندوں نے بھی اسے کال کر کے بتایا تھا کہ عصام ود فیملی گھر سے نکلا ہے۔۔انہیں بس موقعے کی تلاش تھی جو مل گیا تھا ۔۔۔اس کی غیر موجوگی میں تمام چیزیں انہوں نے حاصل کرنی تھیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔وہ اٹھ کے باہر نکلی۔۔ایک دفعہ ہر طرف دیکھا کہ کوئی ہے تو نہیں۔۔پھر عصام کی سٹڈی روم میں آئی۔۔جو کہ لاک تھی۔۔یہ عجیب تھا۔۔جس پہ اسے تپ بھی چڑھتی تھی۔۔وہ کبھی بھی یہ دروازہ نہیں کھول پائی تھی۔۔

دوبارہ سیٹھ علی کو کال کر کے سیچوئیشن بتائی۔۔اس پہ فنگر پرنٹس لگتے تھے۔۔اگر عصام ہینڈل گھماتا تو خود ہی دروازہ کھل جاتا تھا۔۔۔لیکن اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں کھول سکتا تھا۔۔لیکن اج کل عشوے کے فنگر پرینٹس بھی لگتے تھے۔۔اس نے اپنے بہت سارے راز رکھے تو سٹڈی میں ہوئے تھے لیکن عشوے کو بھی وہ نہی مل سکتے تھے۔۔

تم ہینڈل کو ہاتھ مت لگاؤ۔۔اس دروازے کی کوئی نا کوئی چابی تو ہو گی۔۔وہیں تلاش کرو ۔۔

دانیہ نے پورا کمرہ چھان مارا لیکن اسے چابی نہی ملی۔۔

بہت خبیث انسان ہے یہ۔۔

لیکن۔۔چھوڑوں گی تو نہیں۔۔اس نے تلاش چھوڑ دی۔۔کچھ دن پہلے جب عصام نے اسے فون پہ بات کرتے سنا تھا تو اس نے پلین چینج کر لیا تھا۔۔انہیں بڑا ہاتھ مارنا تھا فیکٹری کو جلا کے انہیں کچھ نا ملتا۔۔انہیں فیکٹری ہی لینی تھی۔۔تاکہ ان کی محنت کا انہیں پھل تو مل سکے۔۔یہ پلین دانیہ کا تھا ۔۔جس پہ ان دونوں باپ بیٹی نے عمل کرنا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ایک بات تو بتائیں۔۔۔یہ نمرہ باجی کہاں ہیں۔۔وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے آبان پیچھے مالی بابا کے ساتھ پودوں پہ ڈسکشن کر رہا تھا۔۔

ہاں اسے میں نے بھیج دیا ہے۔۔انہیں وہاں آئے گھنٹہ ہونے کو تھا۔۔

کیوں۔۔وہ زمین پہ دیکھ رہی تھی سر اٹھا کے اسے دیکھا۔

کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ آپ اسے دیکھیں۔۔اسے ملیں۔۔ٹینشن ہو گی آپ کو۔۔

کیوں۔۔وہ اتنی خوبصورت ہے۔۔منہ بسورا۔۔

ہاں نا۔۔آپ ایسے ہی اسے دیکھ کے جیلس ہوں گی۔۔چلتے چلتے وہ کافی دور آچکے تھے۔۔۔

نہیں میں کسی سے جیلس نہیں ہوتی۔۔میں آپ کی نا پہلی بیوی سے جیلس ہوئی ہوں کبھی نا آپ کی مجھ سے بعد والی بیوی سے اور نا ہی اپ کی کسی گرل فرینڈ سے ہونگی۔۔تیزی سے بولتے قدم بھی تیز کیے۔۔

اسے دیکھ کے پھر بھی ہوتی۔۔اس کا ہاتھ پکڑ کے آہستہ کیا۔۔۔کیونکہ ایسے چلنا اس کے لیے ہی تکلیف دہ تھا۔۔

اس کا کلر اپ کی طرح ڈل نہی ہے۔۔یہ جیسے اپ کا سانولا سا تیکھا سا رنگ ہے۔۔دو قدم اگے ہوکے اس کی طرف گھوما۔۔وہ رک گئی۔۔۔پلکیں ساکت ہوئیں۔۔اسے کبھی اپنا رنگ اتنا برا نہی لگا تھا جتنا اب اس ایک لمحے میں لگا تھا۔۔

اچھا۔۔نظریں چراتے وہ سائڈ پہ ہوئی۔۔اسے ہرٹ ہوا تھا۔۔

اس کے ہونٹ بھی بہت پیارے ہیں۔۔گورے رنگ پہ گلاب کی پتیوں جیسے ہونٹ تو بس۔۔قتل کر دیتے ہیں بندے کو۔۔وہ ابھی بھی بول رہا تھا۔۔عشوے کچھ کہے بنا پلکیں چھپک چھپک کے آنسو اندر دھکیل رہی تھی۔۔دل اتنا بھاری ہو گیا تھا کہ کچھ بولا ہی نہی جا رہا تھا۔۔

اب چپ کیوں ہو گئی ہیں۔۔ذرا جھک کے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو پانی سے لباب بھری ہوئی تھیں۔۔۔

مما۔۔مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا۔۔پیچھے سے آبان دوڑتا ہوا آرہا تھا۔۔

لو جی۔۔یہ ہڈی تو ہر حال میں شامل ہوتی ہے۔۔ایک دفعہ پھر عصام بدمزہ ہوا۔۔

بابا۔۔آپ لوگ آبان کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں۔ان کے درمیان آتے ہاتھ چھڑوائے۔۔پھر دونوں کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

چلیں اب۔۔عشوے اتنی دیر میں آنسو صاف کر چکی تھی۔۔

میں تھک گئی ہوں۔واپس گھر چلتے ہیں۔۔اداسی سے کہتے واپسی کے لیے مڑی۔۔

چلیں ٹھیک ہے ماما۔۔اپ کی طبعیت بھی تو ٹھیک نہی ہے نا۔۔آبان نے سمجھداری سے اس کے ساتھ قدم بڑھائے عصام بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔۔واپسی پہ آبان ہی بولتا آیا تھا۔۔لیونگ ایریا میں آتے ابان نے عشوے کا ہاتھ چھوڑا تھا۔۔

میں پانی لے کے اتا ہوں۔۔آپ بیٹھیں۔۔عشوے کو بیٹھنے کا کہہ کے وہ خود بھاگ گیا۔۔

مما کی خدمتیں۔۔ہلکا سا بڑبڑایا۔۔

ویسے اپ کیوں اداس ہیں۔۔پھر عشوے کو مخاطب کیا۔۔

نہیں تو۔۔بس ایسے ہی درد ہو رہا تھا۔۔۔کمر پہ ہاتھ رکھتے بتایا۔۔۔

زیادہ ہو رہا ہے تو واپس چلتے ہیں۔۔۔

نہیں۔۔بس ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔وہ پیچھے سیدھی ہو کے لیٹ گئی۔۔اصل درد تو دل میں ہو رہا تھا۔۔

یہ لیں مما۔۔پانی کا گلاس اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑے وہ آہستہ آہستہ چلتا آ رہا تھا۔۔آبان نے اگے ہو کے پکڑا۔۔پھر عشوے کو سہارا دے کے اٹھایا۔۔۔

یہ لیں۔۔گلاس ہونٹوں سے لگاتے کندھوں سے تھاما ہوا تھا۔۔

پھر خالی گلاس ٹیبل پہ رکھا۔۔۔

چلیں۔۔بیٹا۔۔اب گھر چلتے ہیں۔۔پھر کبھی آئیں گے۔۔ابھی آپ کی مما کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے ۔۔گاڑی کی چابیاں۔۔اور باقی سامان اٹھایا جو ساتھ لائے تھے۔۔پھر وہ باہر گاڑی میں رکھنے چلا گیا۔۔آبان عشوے کے پاس ہی بیٹھا رہا۔۔عصام باہر مالی کو ہدایت دے رہا تھا۔۔۔

ماما۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔عشوے کو لگا پاس کوئی نہی ہے اس لیے انسو جو کب سے نکلنے کو بے تاب تھے انہیں بہنے دیا۔۔آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے وہ آبان کو نہی دیکھ پائی تھی۔۔اس کی اواز پہ ہربڑائی۔۔

آبان۔۔جی میں ٹھیک ہوں۔۔بس درد ہو رہا تھا۔۔

میں بابا کو لے کے اتا ہوں۔۔

نہیں۔۔رکو۔۔اسے پکڑ کے روکا۔۔میں ٹھیک ہوں ۔۔اب۔۔ویسے بھی ابھی گھر ہی تو جانا ہے۔۔اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔۔

اچھا۔۔وہ خاموش ہو گیا۔۔

اچھا۔۔اپ کو بابا نے وہ نوز پن دی۔۔کچھ یاد آنے پہ بولا۔۔

کون سی۔۔

وہ بابا۔۔نے اپ کے لیے منگوائی تھی نا۔۔انہوں نے کہا تھا مما کو دینی ہے۔۔لیکن اپ کے تو نوز میں سوراخ ہی نہیں ہے۔۔آگے ہو کے دنوں سائڈوں کو دیکھا۔۔

پتہ نہی۔۔کون سی مما کو دینی ہے۔۔شاید پریشے کو دینی ہو۔۔خود ہی سوچا۔۔اسے نہی پتہ تھا پریشے مر چکی ہے۔۔

چلیں۔۔وہ کچھ اور سوچتی۔۔عصام نے آنے کا اشارہ کیا۔۔پھر گھر آتے واپسی پہ انہوں نے ہوٹل میں ہی ڈنر کیا تھا

عشوے اسکائی بلو شوٹ کے ساتھ وائٹ کلر کی کیپری پہنے آبان کے ساتھ قالین پہ بیٹھی کھیل رہی تھی جب دانیہ اس کے پاس آئی۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔عشوے۔۔کیسی ہے اب طبعیت۔۔صوفے پہ ٹکی

ٹھیک ہوں۔۔پاس پڑا دوپٹہ اٹھا کے سر پہ کیا۔۔

اچھا۔۔چلیں۔۔یہ تو اچھی بات ہے۔۔اپنا خیال رکھا کرو۔۔۔

ماما۔۔میں کچن سے پانی لے کے آتا ہوں۔آبان نے کھیل چھوڑتے اسے دیکھا۔۔۔

اوکے۔۔

عصام کیسا ہے کب سے اس سے ملاقات نہی ہو سکی میری۔۔

ٹھیک ہیں وہ بھی۔۔بس مصروف ہوتے ہیں۔۔ڈبل ہو گیا ہے کام۔۔تفصیلا بتایا۔۔

ہاں۔۔یہ تو ہے۔۔دوسرا ایمپائر کھڑا کرنا کون سا آسان ہوتا ہے سالوں لگ جاتے ہیں۔۔۔

جی۔۔وہ سر جھکائے ٹرین کی پٹڑی جوڑ رہی تھی۔۔

اچھا۔۔ تمہیں پتہ ہے یہ گھر تمہارے نام ہے۔۔اور عصام کہ پہلی فیکٹری بھی۔۔راز داری سے جھکتے اسے کہا۔۔آبان بھی آچکا تھا اسے دانیہ اب اچھی نہی لگتی تھی

کیا مطلب۔۔اسے لگا وہ مزاق کر رہی ہے۔۔

مطلب یہ کہ اس گھر کی اصل مالکن تم ہو۔۔ مسکراتے دوستانہ انداز میں بتایا۔۔

نہیں۔۔ بلکل بھی نہی یہ تو عصام کا گھر ہے۔۔میں۔۔اسے شاک لگا تھا۔۔

اگر یقین نہی آرہا تو ابھی سٹڈی روم میں جا کے دیکھتے ہیں۔۔

ن۔۔ نہی۔۔ عصام سے پوچھ لوں گی۔۔وہ سنبھلی۔۔

نہیں۔میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں نا یار۔۔۔اسے لگا تھا عشوے ایک بار میں ہی مان جائے گی۔۔

نہیں پلیز۔۔میں ان کی غیر موجودگی میں ان کی چیزیں نہیں چھیڑتی۔۔سختی سے کہا۔۔

ہم۔۔سوری تمہیں برا لگا۔۔میں تو بس ایسے ہیں۔۔۔

آنٹی آپ کی بات ختم ہو گئی ہے تو ہم کھیل لیں۔۔آنکھیں پٹپٹاتے دانیہ کو دیکھا۔۔

دانیہ بمشکل مسکراتے اٹھ گئی۔۔یعنی۔۔عشوے تو نہیں بتائے گی۔۔۔

کیا کروں۔۔۔کیا۔۔۔اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔۔

مجھے وہ فائلز لینی ہی ہیں ہر حال میں۔۔اپنے کمرے کی طرف آئی۔۔

پچھلی بار بھی تو دو لوگ مرے تھے۔۔ذہن نے کام کرنا شروع کیا۔۔اس بار ایک مر گیا تو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ویسے بھی کون سا میرا نقصان ہو گا۔۔

ایسے نہیں تو ایسے سہی۔۔بیڈ پہ لیٹتے چھت کو گھورا۔۔

میں گھر جا رہا ہو۔۔تم مجھے وہیں مل لو۔۔کان سے فون لگائے وہ پورچ کی طرف آ رہا تھا

اوکے سر۔۔

کان سے فون ہٹاتے دور سے بٹن دباتے گاڑی اون کی۔۔پھر بیٹھتے اپنا والٹ جو اتنا بڑا تھا کہ اس میں ٹیبلٹ بھی آ سکتا تھا کو ڈیش بورڈ پہ رکھا۔۔

مین سڑک پہ آتے ہی اس نے گاڑی کا رخ مارکیٹ کی طرف موڑا۔۔کچھ سامان خریدا پھر گھر کی طرف روانہ ہوا۔۔آدھے گھنٹے مین وہ اپنے لیونگ روم میں کھڑا تھا۔۔سامنے ہی آبان اور عشوے دونوں نیچے صوفے سے ٹیک لگائے کوئی بک پڑھ رہے تھے۔۔مغرب کا وقت تھا باہر اندھیرا پھیل رہا تھا۔۔وہ آہستہ سے ان کے پیچھے سے نکلا اور اپنے روم میں داخل ہوتے دروازہ بند کر دیا۔۔۔دوبارہ جب دروازہ کھلا تو کمرے کا حلیہ ہی بدل چکا تھا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔سفید شرٹ کے ساتھ بلیک ٹراوزر میں باہر نکلا تو وہ دونوں اب نیچے زمین پہ کچھ دیکھ رہے تھے۔۔

ہائے۔۔دونوں ہربڑائے۔۔

آپ۔۔آپ کب ائے۔۔ عشوے کھڑی ہوئی ساتھ آبان بھی اٹھ کے عصام سے سلام کر رہا تھا۔

ابھی۔۔کچھ دیر پہلے بس چینج کیا ہے تو یہاں آ گیا ہوں۔۔

اوکے۔۔پھر عشوے نے اسے پانی لا کے دیا۔۔جیسے اس کی مما ہر شام بابا کو لا کے دیتی تھیں۔

بابا۔۔اپ کو پتہ ہے ہم لوگ زمین پہ کیا دیکھ رہے تھے۔۔

کیا۔۔خالی گلاس عشوے کو پکڑایا۔۔۔

ہم نے ایک چیونٹی قید کی پھر اس کی فرینڈز اسے لینے آئیں۔۔ہم نے اسے نہیں چھوڑا۔۔وہ پریشان ہو کے باکس کے اس پاس ہی پھرتی رہیں۔۔اور پھر روتے ہوئے گھر واپس چلی گئیں۔۔ہاتھ ہلا کے باتیں کرتا وہ بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔۔

قید کس نے کیا تھا۔۔۔ماما نے یا آپ نے۔۔

قید میں نے کیا تھا۔۔لیکن آئیڈیا مما کا تھا۔۔ مما کہتی ہیں۔۔سانس لی۔۔ مما کہتی ہیں کہ جب وہ چھوٹی سی تھی۔۔ہاتھوں کے اشارے سے بتایا۔۔تو وہ ایسے ہی انہیں قید کر لیتی تھیں۔۔پھر رکا۔۔عصام عشوے کو دیکھ رہا تھا جو کچن میں جانے کیا بنا رہی تھی۔۔

اپ نے کھانا کھا لیا۔۔اسے دیکھتے سوال آبان سے پوچھا۔۔

نہی۔۔ مما نے کہا بابا کے ساتھ کھائیں گے۔۔

اوہ۔۔لیکن میں تو کھا ایا ہوں۔۔

اچھا بابا۔۔میں مما کو بتا کے اتا ہوں۔۔وہ کچن کی طرف بھاگ گیا۔۔عصام نے نیوز چینل لگاتے وہیں ٹانگیں پھیلاتے ٹیک لگائی۔۔اس کے پاس عشوے کے لیے سرپرائز تھا۔۔

رات کو دس بجے تک وہ لوگ لاؤنج میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔۔پھر آبان اپنے رقم چلا گیا تو وہ لوگ بھی اٹھ گئے۔۔

اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے عشوے اگے اگے تھی اور عصام پیچھے تھا۔۔

جونہی دروازہ کھولا تو قدم رکے۔۔عصام جو اس کے پیچھے پیچھے تھا وہ بھی رک گیا۔۔

چلیں۔۔

اندھیرا ہے۔۔اندر تو۔۔ہاتھوں سے سوئچ بورڈ ٹٹولتے وہ اندر آ چکی تھی۔۔پھر لائٹ جلائی۔۔ایک دم سے کمرا روشن ہوا۔۔سامنے ٹیبل پہ پیزا اور ساتھ کیچپ اور ڈرنکس رکھی تھیں۔۔پورا کمرا کینڈلز سے سجا ہوا تھا بیڈ پہ پھولوں کے ساتھ عشوے لکھا تھا۔۔عین سے عشوے اور عین سے عصام۔۔۔وہ منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔۔

یہ کیا۔۔پیچھے مڑی۔۔عصام دروازہ لاک کر چکا تھا۔۔

یہ ہماری رومینٹک نائٹ کا سامان۔۔

تو آپ سے کس نے کہا میں رومینس کروں گی۔۔اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔

رومینس میں کروں گا۔۔اپ بس انجوائے کرنا۔۔

وہ خاموش ہو گئ۔۔

چلیں اب بیٹھیں۔۔پہلے پیزا انجوائے کرتے ہیں پھر رات۔۔ معنی خیز انداز۔۔۔

عصام اپ کو اس سب کے علاوہ کچھ اور کام نہی ہوتا۔۔اسے چڑ ہوئی۔۔

نہیں۔۔۔وہ بنا برا منائے بولا۔۔

لیکن مجھے ہوتی ہے۔۔مجھے اچھا نہیں لگتا اپ کا یہ سب کرنا۔۔ہر وقت ہر ٹائم۔۔بس نارمل رہا کریں ۔۔کوئی سینس ایبل یا میچور انسان ایسا نہی کرتا۔۔وہ اس کا دل توڑ رہی تھی۔۔

اچھا۔۔مسکراتے لب سکڑے تھے۔۔پھر وہ بنا کچھ کہے خاموشی سٹڈی میں بند ہو گیا۔۔۔کینڈلز وہیں پگھل گئیں پیزا ٹیبل پہ پڑا رہ گیا۔۔عشوے بیڈ پہ آکے لیٹ گئ۔۔پتہ نہی اس نے اچھا کیا تھا یا برا۔۔لیکن اب اسے برا لگ رہا تھا۔۔

کچھ نہی ہوتا عشوے۔۔اگر وہ تمہارا دل توڑ سکتے ہیں تو تم بھی کر سکتی ہو۔۔۔خود کو تسلی دی۔۔کل جب عصام نے اس کے کمپلیکشن پہ چوٹ کی تھی اسے بھی برا لگا تھا۔۔اس کا دل بھی ٹوٹا تھا۔۔تکیہ سیدھا کرتے کمفرٹر تان لیا۔۔۔دوسری طرف عصام سپاٹ چہرا لیے کرسی پہ بیٹھا تھا۔۔انکھوں کی پتلیاں ساکت تھیں۔۔جبڑے بھیچے ہوئے جیسے خود پہ شدید ضبط کیا ہو۔۔وہ پوری رات اس نے ایسے ہی اکڑو بیٹھے گزار دی تھی۔۔اگلے دن عشوے کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ مینشن سے جا چکا تھا

اگلی صبح معمول کے مطابق تھی۔۔وہ اٹھی ناشتہ بنایا۔۔پھر حمید صاحب اور ریض کو بلایا۔۔جو تقریبا پانچ دس منٹ بعد ائے تھے

اج ریض کا جاب کا پہلا دن تھا اسی لیے وہ تیار بیٹھا تھا۔۔جلدی سے ناشتہ کرتے وہ ٹائم بھی دیکھ رہا تھا۔۔

ارام سے کرلو۔۔کچھ نہی ہوتا ابھی ٹائم ہے۔۔عائشہ نے نوالہ توڑتے اسے ٹوکا۔۔

پہلا دن ہے مما۔۔جلدی ہی پہنچوں تو بہتر ہے۔۔چائے کا بڑا سا گھونٹ لیا۔۔

اچھا چلو۔۔پھر بھی ارام سے۔۔پھر وہ بھی ناشتہ کرنے لگیں اس کے جانے کے بعد۔۔انہوں نے حمید صاحب کو مخاطب کیا جو دوسرا کپ چائے کا پی رہے تھے۔۔

اگر اپ کہیں سے لون لے سکتے ہیں تو لے لیں۔۔اور جو ہمارے پاس سیونگ ہے وہ بھی نکلوا لیں۔ میں چاہتی ہوں ریض کے لیے سامان لینا شروع کر دوں جو سوٹ بنوانے اس کی دلہن کے باقی بھی کافی چھوٹی موٹی چیزیں ہوتی ہیں۔۔

میں لا تو دوں گا۔۔لیکن ایک بار ریض سے بھی پوچھ لینا۔۔اسے لڑکی پسند ہے بھی یا نہیں کیونکہ زندگی اس نے گزارنی ہے۔۔

پسند ائے گی۔۔کیوں نہی ائے گی۔۔

ویسے میں ایک مشورہ دوں۔۔کپ ٹیبل پہ رکھا۔۔

کیوں نا عزت کو بہو۔۔

اہاں۔۔ کبھی نہی۔۔سوچنا بھی مت۔۔

وجہ۔۔

ایک تو وہ میرے بیٹے سے بڑی ہے۔۔

اچھی بات ہے نا۔۔ میچور ہو گی تو گھر کو سنبھالے گی۔۔

ٹھیک ہے۔۔لیکن میں کیوں کروں۔۔اگر میرے بیٹے کے پاس اور اپشن ہیں۔۔تو میں اپا کی بیٹی کیوں کروں۔۔ انہوں نے کیا تھا۔۔

انہوں نے نہی کیا تھا کیونکہ تمہاری بیٹی کا نصیب کہیں اور جڑا تھا۔۔

ہمارے بیٹے کا نصیب بھی کہیں اور جڑا ہے۔۔اور یہ باتیں اپ کو کس نے سیکھائی ہیں۔۔اپا نے کہا ہے نا۔۔وہ ہتھے سے اکھڑ گئیں۔۔

جانتی تھی میں۔۔انہوں نے ہی اپ سے کہا ہو گا۔۔انہیں ہی اب اپنی بیٹی کے لیے اچھے رشتے کی پڑی ہو گی اب انہیں۔۔انہیں میرے بچے ہی ملے ہیں۔۔ان کی اواز اونچی ہونے لگی

بس کر دو۔۔میں نے تو بس ایسے ہی بات کی ہے اور تم شروع ہو گئ ہو۔۔۔

بات بھی نا کریں۔۔انہیں میری بیٹی سے کتنی نفرت تھی میں دیکھتی رہی ہوں۔۔اور اب میں ان کی بیٹی کو گودوں میں بیٹھاوں۔۔اتنی اچھی تو میں بھی نہی ہوں۔۔بے شک میرا بیٹا ایسے ہی بیٹھا رہے ۔۔نوکرانی رکھ لوں گی۔۔پلوشہ بیگم کی بیٹی بیاہ کے نہیں لاوں گی۔۔

اور اگر تمہارا بیٹا چاہتا ہوا تو۔۔

بے شک چاہتا رہے۔۔میری بیٹی بھی چاہتی تھی۔۔نہیں ہونے دی نا۔۔جب بیٹی قربان ہو سکتی ہے تو بیٹا کیوں نہی۔۔ تلخ انداز سے کہتیں وہ انہیں شرمندہ کر گیئں۔۔۔

اگر اپ لوگوں نے میرے بیٹے کو ورغلانے کی کوشش کی ناقسم سے مار دوں گی سب کو۔۔پہلے میری بیٹی کو جانے کس کے ساتھ بیاہ دیا ہے۔۔اور اب بیٹے کے لیے اپا کی بیٹی یاد اگئ ہے۔۔اپ کی اپا کی چالیں سمجھ ارہی ہیں مجھے۔۔میں بتا رہی ہوں۔مر جاوں گی لیکن عزت اس گھر میں نہی ائے گی۔۔

حمید صاحب خاموشی سے انہی دیکھ رہے تھے۔۔کچھ دیر بیٹھے رہے پھر اٹھ گئے۔۔وہ واقع شرم سار تھے۔۔انہیں عصام سے ملنا تھا۔۔بائک سٹارٹ کرتے وہ عصام کے افس ایے۔۔وہاں سے انہیں پتہ چلا تھا کہ وہ ابھی ایا نہی ہے۔۔بائک ان کے گھر کی طرف موڑ لی۔۔لیکن وہ گھر بھی نہی تھا۔۔

کوئی ضروری کام تھا۔۔عشوے ان کے پیچھے پیچھے چلتی ڈرائنگ روم تک ائی۔۔

ہاں۔۔تھا تو سہی۔۔صوفے پہ بیٹھتے اسے دیکھا۔۔جو پریشان تھی۔۔

ہمم۔۔وہ بھی سامنے والے صوفے پہ بیٹھ گئ۔۔۔اسے لگا تھا عصام افس گیا ہو گا۔۔لیکن وہ افس بھی نہی تھا تو کہاں گیا تھا۔۔گھر پہ تو نہیں تھا۔۔دل ایک دم سے پریشان ہوا۔۔

کیا ہوا۔۔تم خوش ہو۔۔اسے پریشان دیکھ کے رہا نہی گیا تو حمید صاحب نے پوچھ لیا۔۔

ہو سکتی ہوں۔۔ایک شکوہ کناں نظر سے دیکھا۔۔

معاف کر دو بیٹا میں نے۔۔

چھوڑیں بابا۔۔پہلے زبردستی عزتوں کا ڈروا دے کے کسی سے بھی نکاح پڑھوا دیتے ہیں پھر پوچھتے ہیں خوش ہو۔۔خوشی تو چھین لی جاتی ہے نا پہلے ہی۔۔وہ پریشانی میں زیادہ ہی بول رہی تھی۔۔حمید صاحب پہلے عائشہ سے سن کے ارہے تھے اور اب عشوے کی باتیں انہیں شرمندہ کر رہی تھیں۔۔

خاموشی سے دو منٹ اور بیٹھے پھر اٹھ کے واپس اگئے۔۔انہیں اپنی زندگی ختم ہونے سے پہلے پہلے عصام کو ساری سچائی بتانی تھی۔۔۔لیکن کیا زندگی انہیں اتنی مہلت دیتی کہ وہ اب کے دلوں اے اپنے لیے جو نفرت تھی وہ نکال سکتے۔۔ہائی بلڈ پریشر کے ساتھ وہ بائک پہ سوار ہوئے

وہ افس جانے کی بجائے فارم ہاوس ایا تھا۔۔گھوڑے پہ بیٹھتے گھوڑے کی لگام کو جھٹکا دیتے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔

انکھوں میں گہری خاموشی نظر اتی تھی مسکراہٹ جو پچھلے کچھ ماہ سے اس کے ہونٹوں پہ نظر انا شروع ہوئی تھی وہ سمٹ گئ تھی۔۔گھوڑا تیز ہو رہا تھا۔۔

اس کی زندگی میں دو عورتیں ائی تھیں۔۔۔اور دونوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔

"مریم۔۔اس کی پہلی بیوی "

جو ہر وقت اس کے قریب رہنا چاہتی تھی۔۔مریم سے شادی اس کی بائیس سال کی عمر میں ہوئی تھی ۔۔اس وقت وہ یونیورسٹی میں تھا۔۔ساتھ جاب بھی کرتا تھا۔۔جس کے ہاں جاب کرتا تھا اس کی بیٹی تھی۔۔

مریم کے بابا کو عصام اتنا پسند تھا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی عصام سے کر دی۔۔اور مریم کو بھی عصام سے عشق ہو گیا تھا۔۔مریم ایک اچھی اور سلجھی ہوئی لڑکی تھی سو عصام کو بھی کوئی اعتراض نہی تھا اس سے شادی میں۔۔۔

لیکن اس کے بعد عصام نے مریم کے بابا کے پاس کام کرنا چھوڑ دیا۔۔دوسری جگہ جاب مشکل سے ہی ملی تھی۔۔لیکن مل گئ۔۔پڑھائی مکمل ہونے تک وہ کچھ سیونگ کر چکا تھا۔۔اس نے اپنا چھوٹا سا بزنس شروع کیا۔۔۔

اسے اپنے پاوں پہ کھڑے ہونے میں چار سال لگے تھے۔۔اس دوران اللہ نے انہیں ابان جیسی نعمت سے نوازا تھا۔۔مریم ابان اور عصام۔۔چھوٹی سیفیملی بہت خوش تھے۔۔ابان چار سال کا تھا جب میریم ایک بار پھر ایکسپیکٹ کرنے لگی۔۔وہ بہت خوشی تھے۔۔بس ایک ننھی پری کی کمی تھی۔۔جو یقینا انے والی تھی۔۔

لیکن انفارچونیٹلی ڈیلیوری کے دوران ایسے کمپلیکشن ہوئے کہ مریم اپنی جان ہار گئ۔۔وہ چھوٹی سی بچی بھی کچھ ہی گھنٹے زندہ رہ سکی۔۔عصام کی زندگی ایک بار پھر اجڑ گئ تھی ۔۔اب کی بار اسے تھوڑا وقت لگا تھا خود کو سنبھالنے میں۔۔

لیکن ابان۔۔وہ ماں کو کیسے بھولتا۔۔اسے سنبھالنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔۔لیکن عصام نے ہمت نہی ہاری۔۔اٹھائیس سال کی عمر میں عصام نے دوبارہ اس مینشن میں قدم رکھا۔اب اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔۔اسے اس کی توجہ کی ضرورت تھی جو عصام نے زرا مختلف طریقے سے دیناشروع کی ۔۔وہ اسے خود گھر میں پڑھاتا تھا۔۔اسے اکیلے رہنے کی عادی ڈالنی تھی۔۔ایک۔ل مضبوط انسان بنانا تھا۔۔وہ اسے رونے نہیں دیتا تھا۔۔اسے اپنے اپ کو کیسے مینج کرنا ہے سب سیکھایا تھا۔۔

پہلے پہلے وہ بہت پریشان ہو جاتا تھا۔۔پھر آہستہ آہستہ وہ سمجھنے لگا۔۔اسے ماں کے ساتھ ساتھ باپ کی کمی بھی محسوس ہونے لگی تھی۔۔یہ نہی تھا کہ عصام اس سے پیار نہی کرتا تھا۔۔بس وہ اظہار نہیں کرتا تھا۔۔کبھی اسے پیار سے گلے نہی لگایا۔۔۔گھوڑا ہواوں سے باتیں کررہا تھا۔۔لگامیں مضبوطی سے تھامے وہ تیر کی تیزی سے فارم ہاوس کے گرد چکرکاٹ رہا تھا۔۔

عشوے اس سے بہت مختلف تھی۔۔اسے عصام کو خود ٹریٹ کرنا پڑتا تھا۔۔وہ خود اس کے قریب جاتا تھا۔۔عشوے اس سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتی تھی۔۔اور اس کی ایک بڑی وجہ ماہ بیر تھا ۔۔جس سے وہ محبت کرتی تھی۔۔

اس نے ابان کے لیے کئی بے بی سٹر بھی رکھیں لیکن وہ کچھ دنوں میں ہی عصام کے رویے سے تنگ اجاتی تھیں ابان تنگ نہی کرتا تھا عصام چاہتا تھا اسے کسی کی عادت نا ہو۔۔وہ چاہتا تھا کوئی بھی ابان سے محبت سے بات نا کرے کہ بعد میں اسے مشکل ہو۔۔

پھر اس نے دوسری شادی کا سوچا۔۔یعنی ابان کے لیے سٹیپ مدر۔۔ابان کو سیکھایا کہ سیٹپ مدر کبھی بھی رئیل مدر جیسا پیار نہیں کرتیں۔۔وہ۔ہمیشہ جھوٹ بولتی ہیں۔۔وہ اسے پہلے ہی عشوے سے دور کر رہا تھا۔۔تاکہ بعد میں ابان۔کو اس کی بھی عادت نا پڑے۔۔لیکن یہاں عشوے نے اسے غلط ثابت کیا تھا۔۔اس کا بی ہیوئیر اچھا تھا ابان۔کے ساتھ شروع شروع میں وہ الجھتی تھی۔۔لیکن پھر اسے وہ بچہ اچھا لگنے لگا یوں ان کی دوستی ہوگئ۔۔۔

عشوے اس کی دوسری نہی پہلی بیوی تھی۔۔یہ بات عشوے خود نہی جانتی تھی

عصام نے دوبارہ گھر واپس نا جانے کا فیصلہ لیا تھا۔۔اور وہ اپنے فیصلوں سے پھیرنے والوں میں سے نہی تھا اگر عشوے اس کے قریب انے سے تنگ ہوتی تھی تو وہ اس سے دور چلا جائے گا۔۔

آگ آگ۔۔۔مما آگ۔۔

بچاو۔۔بچاووو۔۔۔بابا۔۔

مما۔۔بابا۔۔۔

وہ کمرے میں تھی جب باہر سے اسے چیخنے کی اواز ائی۔۔وہ بھاگتے ہوئے باہر ائی تھی۔۔۔کچن کو چاروں طرف سے اگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

مما۔۔میرے کپڑے جل رہے ہیں۔۔

ع۔۔عصام۔۔۔درد تھا جو عصام نے سٹڈی روم میں سنا تھا۔

مما ابان کو بچا لیں

بابا

سانس نہی لے رہا ابان

م۔۔ما۔۔ابان کا جسم جل رہا تھا۔

وہ بھاگتا ہوا باہر نکلا۔۔

ماما کی جان۔۔وہ سسکی

و۔۔وہ وہاں۔۔ عشوے دور سے ہی دہشت زدہ انکھوں سے کچن کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔عصام دوڑتا ہوا اگے گیا تھا۔۔۔لیکن شاید بہت دیر ہو چکی تھی۔۔

ا۔۔ابان۔۔اگ پھلانگتے وہ اندر گیا۔۔۔ابان۔۔۔میرا بیٹا۔۔

لیکن وہ ننھا وجود جل کر خاکستر ہو چکا تھا۔۔۔عصام کی دل دہلا دینے والی چیخ نے مینشن کے درو دیوار ہلا دیے تھے۔۔

وہ ہڑبڑا کے اٹھی۔۔

پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔ابان۔۔دوسری طرف دیکھا وہاں کوئی نہی تھا۔۔وہ اکیلی سو رہی تھی ۔۔اٹھ کے باہر نکلی۔۔پھر ابان۔۔کے روم کی طرف اتے وہ بہت خودفزدہ تھی۔۔دل کانپ رہا تھا ۔۔۔دروازہ کھول کے اندر ائی ابان سو رہا تھا۔۔وہ بھی پاس لیٹ گئ۔۔اس وقت وہ اور ابان گھر میں اکیلے تھے۔۔سوچ کے ہی رونگٹے کھڑے ہوئے۔۔اس کے پاس موبائل بھی نہی تھا کہ وہ عصام سے رابطہ کرتی۔۔ہول اٹھ رہے تھے

بھائی۔۔کیا آپ اپنا موبائل دیں گے۔۔صبح صبح عشوے گارڈ کے پاس کھڑی تھی۔۔

جی بی بی جی۔۔اس نے اپنی جیب سے موبائل نکال کے دیا۔۔

اس میں عصام کا نمبر ہے۔۔

جی جی۔۔دیں میں ملا دیتا ہوں۔۔اس سے موبائل لیا پھر عصام کو کال کی۔۔وہ جم میں تھا۔۔

ہاں بولو۔۔پھولتے سانس کے ساتھ جواب دیا۔۔

سر۔۔وہ۔۔

مجھے دو۔۔عشوے نے اس سے موبائل لیا۔۔

ع۔۔۔عصام۔۔سوری۔۔۔پلیز گھر آجائیں۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا اکیلے۔۔پلیز سوری۔۔تیزی سے کہا کہیں فون بند ہی نا کر دے

آپ کا موبائل سٹڈی روم میں رائٹنگ ٹیبل کے تھرڈ ڈرار میں رکھا ہے نکال لیں۔۔دوبارہ گارڈ سے موبائل لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ٹھک سے فون بند۔۔

ہیلو۔۔عصام۔۔عشوے بس اسے پکارتی رہ گئی۔۔۔پھر اسے موبائل دے کے واپس کمرے میں اگئ۔۔

ٹھیک ہے۔۔نہیں تو نا سہی۔۔سٹڈی روم کا دروازہ کھولتے اپنا موبائل نکالا۔۔میں اکیلی رہ سکتی ہوں ۔۔فلحال وہ جذبات میں تھی۔۔اسے نہیں پتہ تھا اگے اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔۔پورا ہفتہ اس نے آبان کے ساتھ وہاں اکیلے گزارا تھا۔۔اور ساتویں دن وہاں دانیہ آئی تھی۔۔اسے جب پتہ چلا کہ عصام وہاں نہیں ہے۔۔اس کی خوشی کی انتہا نا رہی۔۔

کب سے نہیں ہیں۔۔ مسکراہٹ آنکھوں میں نظر آتی تھی۔۔ عشوے پریشان تھی بھی اور نہیں بھی تھی۔۔ گروسری کا سامان گارڈ روز لا دیتا تھا۔۔ ہر چیز ویسے ہی چل رہی تھی جیسی اس کی موجودگی میں تھی۔۔ بس ایک وہ خود نہیں تھا۔۔

کچھ دن سے۔۔۔ عشوے کو دانیہ کا آنا بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔

اوکے۔۔ چلیں آپ پریشان نا ہوں۔ میں بھی یہیں ہوں۔۔ اسے مکاری سے دیکھا۔۔

ہمم۔۔

چلو۔۔ پھر میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔۔ تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتانا۔۔

ہوں۔۔ بمشکل اسے برداشت کر رہی تھی۔۔ اس کے جانے کے بعد عشوے نے روٹی بنائی تھی مغرب کا وقت تھا۔۔

ماما۔۔بابا کب آئیں گے۔۔آبان باہر تھا ابھی اندر ایا۔۔

مجھے کیا پتہ بیٹا۔۔۔آپ خود بات کر لیں۔۔

ایسے بات کرنے میں مزہ نہیں آتا نا مما۔۔میں نے ان سے کہا تھا۔۔وہ آجائیں۔۔اس کی ایک بار عصام سے بات ہوئی تھی سرسری سی۔۔

آجائیں گے۔۔انہیں کام ہے نا بہت اس وجہ سے۔۔ہر بار کی طرح کا جواب۔۔

اوکے۔۔وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔۔کر بھی کیا سکتا تھا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

فائیلز ساری یہاں رکھو۔۔اور۔۔میٹنگ رکھو۔۔منیجر کو آرڈر دیتے اپنا لیپ ٹاپ بند کیا۔۔

جی سر۔۔راجا کمپنی کا کانٹریکٹ ہمیں ملا ہے۔۔اس کے بارے میں بھی ڈسکس کرنا ہے۔۔

اوکے۔۔مجھے اس کی ڈیٹیلز بھی بھیج دو۔۔ان دنوں اس کا فل ٹائم صرف بزنس کے لیے تھا۔۔وہ وہیں اسی شہر میں تھا لیکن اپنی فیملی سے دور تھا۔۔وہ۔ہمیشہ عشوے کو سزا دیتا آیا تھا۔۔درحقیقت سزا کا حقدار تو وہ خود تھا۔۔اتنی مصروفیت میں بھی وہ عشوے کو اپنے ذہن سے نہیں نکال پایا تھا۔۔شاید وہ اس سے محبت۔۔

وہ اس شاید سے اگے کچھ سوچنا ہی نہی چاہتا تھا۔۔اسے محبت سے خوف نہیں تھا۔۔اصل خوف اس بات کا تھا کہ وہ عشوے کو جب بتائے گا تو کیا ہو گا۔۔وہ اس کی بیوی تھی۔۔اس سے محبت کرنا اس کا حق تھا۔۔لیکن وہ اس کے دل کو چاہ کے بھی اپنی طرف مائل نہی کر سکتا تھا۔۔اس لیے اس کا منظر سے ہٹ جانا شاید دونوں کے لیے بہتر تھا لیکن اس بہتری میں اسے خود تکلیف ہو رہی تھی۔

ساری ساری رات جاگنے کے بعد صبح پاگلوں کی طرح کام کرنا اور تھکاوٹ کے باوجود پھر وہی ساری رات جاگنا۔۔کبھی جو اس کی آنکھ لگ جائے۔۔۔

سر سب میٹینگ روم میں جمع ہو چکے ہیں۔۔مینجر دروازہ ناک کر کے اندر آیا۔۔

اوکے۔۔تم چلو میں آتا ہوں۔۔وہ اپنا موبائل اور فائل اٹھاتا اس منیجر کے ساتھ میٹنگ روم میں آیا۔۔

گڈ مورنینگ ایوری ون۔۔اپنی۔جگہ سنبھالی۔۔۔آپ کو پتہ ہے ہم یہاں کس مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں۔۔

جی سر۔۔سب نے کہا۔۔

اوکے۔۔گڈ۔۔تو چلیں ہم ڈسکس کرتے ہی۔۔جو رحیم کمپنیز کا کانٹریکٹ ہے وہ ہمارے لیے بہت زیادہ ایمپورٹنٹ ہے۔۔وجہ یہ ہے کہ اگر ہم اسے حاصل کر لیتے ہیں۔۔تو ہم لوگ بزنس کی دنیا میں ٹاپ لسٹ کے سٹارٹ میں آجائیں گے۔۔جس سے ہماری ویلیو بڑھے گی اور ہمارا مارکیٹینگ لیول بھی اپ ہو گا۔۔۔

آپ سمجھ رہے ہیں نا۔میری بات۔۔

جی سر۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔تو میں چاہتا ہوں۔۔ہم سب دل لگا کے کام کریں۔۔۔اگر کچھ سمجھ نا آئے ائے تو آپ لوگ بلاجھجک مجھ سے پوچھ سکتے ہیں۔۔لیکن۔۔کام کے علاوہ میں کسی اور قسم کی ایکٹویٹی برداشت نہی کروں گا۔۔انڈر سٹینڈ۔۔۔

اوکے سر۔۔

کسی کو کچھ پوچھنا ہے۔۔

جی۔۔ایک نے ہاتھ کھڑا کیا۔۔پھر میٹنگ کچھ دیر ہی اور چلی تھی۔۔ختم کر کے وہ ابھی دروازہ کھول رہا تھا موبائل بجا۔۔

میری طبعیت بہت خراب ہے۔۔اپ پلیز اجائیں۔۔عشوے تھی اواز بھی اتنی دھمی تھی کہ بمشکل سمجھ پایا

مجھے چکر آرہے ہیں۔۔مجھے لگتا ہے میں ایکسیپٹ کر رہی ہوں۔۔ڈائریکٹ مدے پہ آئی۔۔عصام کے لبوں نے مسکراہٹ کو چھوا۔۔

اچھا۔۔کنگرجولیشن۔۔آپ ریسٹ کریں پھر۔۔کان کھجایا

پلیز۔۔میری طبعیت سچ میں خراب ہے عصام۔۔اسے لگا ہ جان چھڑوا رہا ہے

ٹھیک ہے۔۔میں کسی کو بھیجتا ہوں۔۔۔کال بند کر دی۔۔۔

مجھے آپ کی ضرورت ہے۔۔دوبارہ کال کی۔۔

وہ خاموش ہو گیا۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔۔آپ ریسٹ کریں۔۔

مجھے نہیں کرنا ریسٹ۔۔آبان آپ کو مس کر رہا ہے۔۔

ٹھیک ہے میں اس سے مل لوں گا۔۔بلکہ ابھی میں رفاقت کو بھیجتا ہوں۔۔اپ اسے تیار کر دیں وہ اسے پک کر لے گا۔۔

اچھا۔۔اسے سے کچھ کہا ہی نہیں گیا۔۔وہ اسے بتا ہی نہی سکی کہ آبان سے زیادہ وہ اسے مس کر رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔

اللہ حافظ۔۔اس نے بھی فون بند کر دیا۔۔۔

آبان۔۔۔اس کے کمرے کی طرف آئی۔۔

جی مما۔۔وہ ہوم ورک کر رہا تھا جو اسے عشوے نے دیا تھا۔۔

بابا بلا رہے ہیں آپ کو۔۔تیار ہو جائیں۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔وہ۔خوشی سے اٹھا۔۔آپ تیار کر دیں گی آبان کو۔۔آبان خوش ہو تو کام نہی کرتا۔۔۔

اب یہ کہاں سے سیکھا ہے۔۔ہمارے پیارے آبان نے۔۔

کہیں سے نہیں۔۔بس میں انٹیلیجنٹ ہوں نا۔۔تو خود ہی دماغ میں آجاتا ہے۔۔

ہاہا۔۔وہ۔ہنسی۔۔پھر اسے تیار ہونے میں مدد کی۔۔

آپ بھی تیار ہو جائیں نا۔۔

نہیں۔۔انہوں نے بس آپ کو بلایا ہے۔۔

آپ بھی ساتھ چلیں مما۔۔ایسے مزہ نہیں ائے گا۔۔

میری طبعیت نہی ٹھیک نا۔۔

اب بابا کو دیکھیں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔۔

وہی تو وجہ ہیں طبعیت خرابی کی۔۔بس سوچا۔۔

آئیں مما۔۔اب میں ہیلپ کرتا ہوں آپ کی تیار ہونے میں۔۔زبردستی اسے کھینچتے ہوئے ساتھ لایا

۔۔۔

اس دن بابا نے کیسے ہیلپ کی تھی۔۔مجھے بتائیں۔۔۔مزے سے واڈروب کھولا۔۔۔

آبان۔۔۔

عشوے کا دماغ سنسنا اٹھا۔۔

جی مما۔۔وہ باہر نکلا۔۔

آپ اکیلے جا رہے ہیں۔میں نہی جا رہی۔۔ٹھیک ہے۔۔اسے پیار سے سمجھایا۔۔

ماما کیوں۔۔بابا کو مس نہیں کرتیں آپ۔۔۔وہ اداس ہوا۔۔

کرتی ہوں۔۔بہت زیادہ۔۔لیکن انہوں نے صرف آپ کو ہی بلایا ہے ۔۔اور پھر آفس میں اتنے سارے مرد ہونگے۔۔آپ کے بابا کو اچھا نہی لگے گا۔۔

ہاں۔۔اچھا تو مجھے بھی نہیں لگے گا۔۔سوچتے ہوئے بولا۔۔ٹھیک ہے۔۔میں انہیں کہہ دوں گا وہ اپ کے لیے بھی ٹائم نکالیں۔۔گھر نہی انا تو نا آئیں۔۔کسی ہوٹل۔۔

اپ کچھ نہی کہیں گے۔۔دیکھیں باہر رفاقت انکل آئے ہیں۔۔گاڑی کے ہارن پہ متوجہ کیا۔۔

ٹھیک ہے مما۔۔آپ خیال رکھنا اپنا۔۔پھر اوپر ہو کے اس کے گال پہ پیار کیا ساتھ ہی صاف بھی کیا۔۔اسے عصام یاد آگیا۔۔بہت ساری چیزوں میں وہ اس کی کاپی تھا۔۔جیسے ایک دم سے اگلے بندے کا دل توڑ دینا۔۔لیکن پھر دوبارہ نارمل ری ایکٹ کرنا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔اسے عصام کی کمی اذیت دیتی تھی۔۔شاید اس سے محبت ہو رہی تھی۔۔۔اگر عصام سے محبت ہو رہی تھی تو ماہ بیر سے کیا تھا۔۔۔

آبان جا چکا تھا وہ ابھی سے بیڈ پہ بیٹھی سوچ رہی تھی

ماہ بیر کے دن رکھنے کے لیے انہوں نے بینش کے گھر جانا تھا لیکن اس سے پہلے بھائی اور بھابھی کو بھی راضی کرنا تھا۔۔ایسا کرنے کے لیے انہیں قطب خان نے کہا تھا۔۔وہ نہیں چاہتے تھے یہ دشمنیاں ساری زندگی کے لیے بن جائیں۔۔پلوشہ بیگم نے بھی کچھ خاص اعتراض نہیں کیا اور ان کے

ساتھ حمید صاحب کے گھر چلی آئیں۔۔رات کے وقت آئے تھے تاکہ حمید صاحب سے بات ہو سکے ۔۔عائشہ بیگم نے بڑی مشکل سے صبر کے گھونٹ پی رکھے تھے انہیں بلکل بھی اچھا نہی لگ رہا تھا لیکن حمید صاحب کی وجہ سے خاموش رہیں۔اگلے دن انہوں نے بینش کے گھر جانا تھا اور وہ چاہتے تھے وہ لوگ بھی آئیں۔۔حمید صاحب نے حامی بھر لی تھی اور عائشہ سے پوچھنا کسی نے شاید ضروری نہی سمجھا۔۔بس یہ ہوا کے دونوں گھروں میں جو ایک دوری کی دیوار کھڑی تھی ہلنا شروع ہو چکی تھی۔۔ان کے جانے کے بعد عائشہ بیگم نے حمید صاحب کو خوب سنائیں۔۔جیسے عام طور پہ بیویاں شوہروں پہ چڑھائی کرتی ہیں۔۔وہ بھی کان لپیٹے پڑے رہے۔۔پھر عائشہ بیگم کا رخ ریض کی طرف ہوا جو اپنے کمرے میں کوئی اسائمنٹ بنا رہا تھا۔۔

تم اگر عزت میں انٹرسٹڈ ہو تو اپنے ذہن سے یہ بات نکال دو کہ میں ایسا ہونے دوں گی۔۔میرے جیتے جی تم باپ بیٹا ایسا کچھ نہی کر سکتے۔۔وہ۔ہونکوں کی طرح ان کی شکل دیکھ رہا تھا۔۔

ایسے منہ پھاڑ کے مت دیکھو۔۔جو کہہ رہی ہوں اسے سمجھو۔۔اور اپنے دماغ میں بیٹھا لو۔۔

مما لیکن عزت میں کیا برائی ہے۔۔

عزت میں نہیں۔۔عزت کی ماں میں برائی ہے۔۔

تو شادی عزت نے کرنی ہے اس کی ماں۔۔سوری۔۔میرا مطلب پھپو نے تو نہیں کرنی۔۔عائشہ کی گھوری پہ ادب سے نام لیا۔۔

میں اس گھر سے کوئی اور نیا رشتہ نہیں بنانا چاہتی انہوں نے میری عشوے کے ساتھ کیا کیا تھا جانتے نہیں ہو۔۔

ٹھیک ہے مما۔۔وہ ان سے بحث نہی کر سکتا تھا۔۔خاموش ہو گیا۔۔اپ جس سے کہیں گی میں اس سے شادی کر لوں گا۔۔بس اپ خوش رہیں۔۔۔منہ بناتے نظریں دوبارہ لیپ ٹاپ کی سکرین پہ مرکوز کیں۔۔

شاباش۔۔مجھے پتہ تھا میرا بیٹا اپنی ماں کی نافرمانی نہی کرے گا۔۔اسے مسکرا کے دیکھتے باہر چلیں گئ۔۔طوفان کی طرح آئی تھیں۔۔اور اسے اسی زد میں چھوڑ کے خود باہر چلی گئیں۔۔

پتہ نہی کیا ہو گا۔۔یہ خاندانی مسئلے کبھی ختم نہی ہوتے۔۔اب کیا کروں گا میں۔۔سر تھامتے وہ پریشان تھا۔۔

اسے عزت کو ساری سیچوئشن کا بتا دینا چاہیے تھا۔۔

کیا آپ مل سکتی ہیں ابھی۔۔ میسج کیا

ابھی اس وقت۔۔پانچ منٹ بعد رپلائے آیا

ہاں پلیز۔۔

خیریت ہے۔۔واٹس ایپ پہ بات کر رہے تھے۔۔

جی۔۔آپ آئیں تو سہی۔۔

اوکے۔۔

ریض اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے اوپر آگیا تاکہ مما کو شک نا ہو وہ کچن سمیٹ رہی تھیں۔۔کچھ دیر میں عزت بھی آگئی۔۔

ہاں بولو کیا ہے۔۔اس کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کے پوچھا۔۔

مما نہی مان رہی ہیں۔۔بہت سختی سے منع کیا ہے۔۔

پھر۔۔ایک دم سے سب ماند پڑ گیا۔۔

پھر کیا۔۔میں کیا کروں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔میں ان کا دل نہیں توڑ سکتا۔۔

اور میرا۔۔عزت کی انکھوں میں نمی بھرنے لگی۔۔

آپ۔۔کا بھی نہی توڑ سکتا۔۔اسے دیکھا۔۔۔کچھ سمجھ نہی آرہا کیا کروں۔۔

کیا پتہ ابھی غصے میں ہوں۔۔جب غصہ ختم ہو گا تو پھر بات کرنا۔۔

مجھے نہی لگتا وہ مانیں گی۔۔انہیں مسلہ آپ سے نہیں۔۔آپ کی مما سے ہے۔۔اور عشوے کی وجہ سے۔۔وہ ایسا نہیں کرنا چاہتیں۔۔ان کی بیٹی کا دل ٹوٹا ہے وہ۔۔

اس لیے اب وہ میرا توڑیں گی۔۔

انہیں نہیں پتہ کہ آپ انٹرسٹڈ ہیں مجھ میں۔۔انہیں تو بس یہ لگتا ہے میں چاہتا ہوں۔۔

تو وہ اپنے بیٹے کی خواہش پوری نہیں نہی کر رہی ہیں۔۔اسے برا لگ رہا تھا

یار پتہ نہی۔۔میں کیا کروں۔۔میرے ہاتھ میں کچھ نہی ہے۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے تم ان کی پسند سے کر لو۔۔وہ واپس مڑ گئی۔۔ریض نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔۔

پتہ نہیں کیا ہو گا ہمارا۔۔ہاتھ جھلاتے وہ بھی واپس آگیا۔۔اور کر بھی کیا سکتا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اسلام و علیکم بابا۔۔وہ اس سے لپٹا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔عصام نے اسے اٹھاتے گال پہ پیار کیا۔۔کیسا ہے میرا بیٹا۔۔اسے دیکھتے پوچھا۔۔

بابا میں بلکل ٹھیک ہوں۔لیکن آپ گھر کیوں نہیں آتے۔۔

آفس میں کام ہوتا ہے نا اس لیے۔۔اسے اپنی چئیر پہ بیٹھایا۔۔

پہلے بھی ہوتا تھا۔۔تب تو گھر آتے تھے۔۔وہ پیپر ویٹ اٹھا کے دیکھ رہا تھا۔۔

پہلے کم کام ہوتا تھا اب زیادہ ہوتا ہے۔۔

پھر بھی بابا۔۔ایسے کون کرتا ہے۔۔۔

میں۔۔۔

افففف اُفف بابا۔۔سر پہ ہاتھ مارتے اس کی طرف گھوما۔۔اپ کو پتہ ہے مما کتنی بیمار رہتی ہیں۔۔انہیں ہر وقت ومیٹ ہوتی ہے اور وہ روتی بھی رہتی ہیں۔۔

یہ مما نے سیکھا کے بھیجا ہے۔۔

نہیں۔۔وہ مجھے بھی نہی بتاتیں۔۔لیکن۔میں خود دیکھ لیتا ہوں۔۔وہ۔میرے ساتھ روم میں سوتی ہیں ۔بلکہ جاگتی ہیں۔۔

آپ گھر اجائیں بس۔۔

پلیز بابا۔۔

ابھا دیکھتے ہیں نا۔۔موبائل نکالتے عشوے کا نمبر ڈائل کیا۔۔دل میں کچھ کچھ ہو رہا تھا۔۔واقع وہ سچ کہہ رہی تھی اور اس نے مزاق سمجھا تھا

ہیلو۔۔کال ریسیو کرتے آواز ائی۔۔

آپ ساتھ کیوں نہی آئیں۔۔کچھ سمجھ نہی آیا تو یہی پوچھ لیا۔۔۔

آپ نے بلایا تھا۔۔اس کی اواز بھی بدلی بدلی سی تھی۔۔جیسے نزلہ ہوا ہو۔۔ہر دو سیکنڈ کے بعد شوں کی آواز اتی۔۔

طبعیت ٹھیک ہے اپ کی۔۔

جی۔۔ایک۔لفظی جواب۔۔

اوکے۔۔فون بند کر دیا۔۔

دیکھا۔۔میں نے کہا تھا نا۔۔ابھی وہ گھر میں اکیلی بھی ہو نگی۔۔اور ان کو ومیٹ بھی ہو رہی ہو گی ۔۔اس کی پوری کوشش تھی عصام گھر جائے۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔چلتے ہیں۔۔وہ سامنے والی کرسی پہ بیٹھا تھا۔۔

سچ میں ہم ساتھ چلیں گے۔۔ مسکراتے دوبارہ پوچھا۔۔

ہاں جی۔۔۔ساتھ چلیں گے۔والٹ میں چیزیں رکھتے گاڑی کی چابی اٹھائی۔۔

چلیں۔۔

جی بابا۔بازو پھیلائے۔۔تاکہ وہ اسے اتارے۔۔عصام نے اگے ہو کے اسے اٹھایا۔۔

بابا میں آج بہت خوش ہوں۔۔اس کے گال پہ ہونٹ رکھے وہ کیبنز کے سامنے سے گزر رہا تھا لوگ کام کر رہے تھے انہیں دیکھ کے مسکرائے۔۔

کیوں۔۔باہر نکلتے عصام نے پوچھا۔۔

کیونکہ اپ نے مجھے خود سے اٹھایا ہے۔۔

اگر ایسا ہے تو پھر اپ کو میں یہ خوشی روز دوں گا۔۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے بیٹھایا۔۔پجر خوسری طرف سے اکے خود بیٹھا۔۔۔

گاری سٹارٹ کرتے اس کا رخ اج پورے دو ہفتے بعد گھر کی طرف تھا۔۔ورنہ وہ یا تو آفس ہی رہ لیتا تھا یا فارم ہاوس چلا جاتا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ سٹڈی روم سے ناول اٹھا کے باہر نکلی تھی۔۔دروازہ کھلا۔۔ایک چھوٹی سی سٹک اندر کی طرف لٹکی ۔۔عشوے باہر نکلی دروزہ خود بند ہو جاتا تھا لیکن اس سٹیک کی وجہ سے وہ وہیں اٹکا رہ گیا۔۔عشوے لاؤنج میں آگئ۔۔پیچھے سے تاک میں بیٹھی دانیہ سٹڈی روم میں داخل ہوئی۔۔اور اپنی تمام مطلوبہ چیزیں تلاشیں۔۔وہ عصام سامنے تو رکھ نہی سکتا تھا۔۔اس لیے وہ وہاں بنے بکس ریک کے پیچھے ایک لاکر کے پاس گئ۔۔جو فل سیکیورٹی میں تھا۔۔پاسورڈ لگاتے اس نے احتیاط سے لاکر کا دروازہ کھولا ۔۔اور اندر چلی گئ۔۔وہ اتنا بڑا دروازہ تھا کہ کوئی انسان اس کے اندر جا سکتا تھا۔۔اندر ایک الگ ہی دنیا تھی۔۔صاف ستھرا۔۔ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔۔جہاں چھوٹی چھوٹی نمبرز کے حساب سے الماریاں بنی ہوئی تھیں۔وہاں بھی ہر الماری کا ایک الگ کوڈ تھا۔۔ڈائری نکالتے اس نے ایک الماری کھولی۔۔جہاں فائلز رکھی تھیں۔اس نے تمام فائلز نکالیں جو اسے ضرورت تھیں۔۔دو تین اور الماریاں بھی تھیں جن کے پاسورڈز اسے نہی پتہ تھے۔۔لیکن اسے جو چاہیے تھا وہ تو مل گیا تھا۔۔باہر نکلتے اس نے دروازہ بند کیا۔۔پھر سٹڈی روم سے نکلی سٹیک اتاری۔۔اور باہر آگئ۔۔پیچھے سے دوبارہ دروازہ لاک ہو چکا تھا۔اس نے یہ تمام پاسورڈز عصام کی شرٹ پہ کیمرہ لگا کے حاصل کیے تھے۔۔یہ کام بھی کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن یہ اس نے بہت پہلے کا کر لیا تھا۔۔تمام پاسورڈ حاصل کرنے کے لیے اس نے دو ماہ لگائے تھے۔۔۔عشوے نیچے لاؤنج میں بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی آبان ابھی تک واپس نہیں ایا تھا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

مما دیکھیں بابا واپس آگئے۔۔وہ وہیں صوفے پہ نیم دراز تھی ابان کا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔اواز پہ سر اٹھا کے دیکھا تو عصام دروازہ بند کر رہا تھا۔۔اٹھ کے سیدھی ہوئی۔۔ان کچھ دنوں میں وہ بلکل کملا سی گئ تھی۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔عصام اس کے سامنے آ کے صوفے پہ بیٹھا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑیستے جواب دیا۔۔۔

پانی۔۔عصام کو اس ایک گلاس کی عادت ہو گئ تھی جو اسے روز اس کے انے پہ عشوے دیتی تھی۔۔

ہاں سوری۔۔میں لاتی ہوں۔۔اٹھ کے کچن کی طرف ائی۔۔۔عصام بغور اسے دیکھ رہا تھا

طبعیت کو کیا ہوا ہے۔۔واپس انے پہ پوچھا۔۔

کچھ نہی بس ایسے ہی فلو ہو گیا تھا۔۔

ابان تو کہہ رہا تھا بہت بیمار ہیں۔۔پھر ابان کو دیکھا۔۔

ہاں۔۔ماما بیمار ہیں۔۔اپ سے ناراض ہیں اس لیے نہی بتا رہی۔۔معصومیت کے ریکارڈ توڑے۔۔

عشوے نے اسے گھورا۔۔۔عصام نے گلاس واپس پکڑاتے اسے دیکھا۔۔

ڈاکٹر کو بلاوں۔۔۔پھر پوچھا۔۔

نہی۔میں ٹھیک ہوں۔۔بس ایسے ہی ابان کہہ رہا ہے۔۔

واپس کچن میں چلی گئ۔۔روٹی بناوں۔۔وہیں سے پوچھا۔۔

جی۔۔میں فریش ہو کے اتا ہوں۔۔پھر وہ اٹھ کے چلا گیا

کچھ دیر بعد کھانا کھایا۔عشوے عصام کے سونے کے بعد روم میں گئ تھی۔۔وہ اس سے ناراض تھی لیکن شاید وہ سمجھا نہیں تھا

بات سنیں۔۔حمید صاحب ناشتہ کر رہے تھے جب عائشہ نے کچھ یاد انے پہ انہیں متوجہ کیا۔۔

ہاں۔۔بولو۔۔چائے کا سپ لیتے انہیں دیکھا۔۔

وہ میں کہہ رہی تھی شام کو جلدی آجانا۔۔وہ زاہدہ آپا کے گھر چلیں گے۔۔

کیوں۔۔

کیا مطلب کیوں۔۔آپ کو بتایا تو تھا۔۔ریض کے لیے انکی بیٹی دیکھنے جانا ہے۔۔

اور میں نے بھی کچھ کہا تھا۔۔دو ٹوک انداز میں جواب دیا۔۔

آپ نے جو کچھ کہا تھا وہ میں نے ریض سے پوچھا ہے۔۔وہ۔کہتا ہے جیسا آپ کا دل کرتا ہے کریں ۔۔میری کوئی خواہش نہیں ہے جھوٹ بولا۔۔

ایسا نہی کہہ سکتا۔۔کیونکہ۔۔

کیونکہ کچھ نہیں۔۔اور جو میں نے کہا ہے آپ بس ویسا ہی کریں۔۔کوئی ضرورت نہیں ہے کسی اور کے بارے میں کچھ سوچنے کی۔۔انہوں نے جب کسی کی پرواہ نہی کی تو ہم بھی نہی کریں گے۔۔بس آپ آج جلدی آجانا۔۔نہیں تو میں اکیلی چلی جاوں گی۔۔

ہوں۔۔ٹھیک ہے۔۔

پھر شام کو وہ خوب اچھے سے تیار ہو کے حمید صاحب کے ساتھ زاہدہ کی طرف گئی تھیں۔۔ان کی بیٹی نورالعین۔۔واقع ہی نور تھی۔۔بہت پیاری سلجھی ہوئی اور صوبر سی۔۔عائشہ نے ایک جتاتی ہوئی نظر حمید صاحب پہ ڈالی۔۔دیکھو یہاں۔۔۔عزت بھلا اس کے مقابلے کی ہے۔۔حمید صاحب خاموش ہو گئے۔۔انہوں نے کچھ وقت مانگا تھا سوچنے کے لیے۔۔ویسے تو ان کے انداز سے لگ ہی رہا تھا کہ انہیں کوئی اعتراض نہی ہے پھر بھی مصلحتاً وقت مانگا۔۔کہ ایسے اچھا نہی لگتا۔۔

الغرض ریض کا رشتہ طے ہو گیا اس کی مرضی کے بنا۔۔دوسری طرف عزت۔۔دعاؤں میں مشغول تھی۔۔

عصام جو اس کے انتظار میں تھا۔۔اب سونے لگا تھا جب وہ اندر ائی تھی۔۔اس کے پاس لیٹنے تک کوئی حرکت نہی کی۔۔

ناراض ہیں۔۔جب وہ پاس اکے لیٹ گئ تو اسے دیکھا۔۔عشوے جو سمجھ رہی تھی کہ وہ سو چکا ہے مزے سے دوپٹہ اتار کے سائڈ پہ رکھ چکی تھی۔۔

ن۔۔نہی جلدی سے دوپٹہ گلے میں ڈالا۔۔عصام گہری سانس لیتا نظریں پھیر گیا۔۔

ہمم۔۔۔ٹھیک ہے سو جائیں۔۔حلانکہ وہ ناراض لگ رہی تھی۔۔

اپ کو اتنے دن ابان کا خیال نہی ایا۔۔شکوہ کیا۔۔

ابان کا تو ایا تھا۔۔لیکن اس کی مما کا۔۔

مریم سے محبت کرتے ہیں۔۔خمشگین نظروں سے دیکھا۔۔

بات تو پوری سن لیں۔۔

نہیں سنی۔۔

مطلب ناراض ہیں۔۔وہ۔اسے بس دیکھ رہا تھا۔۔

نہیں ہوں ناراض۔۔بلکہ سوری۔۔میں نے اپ سے۔۔

اٹس ہوکے۔۔جب تک اپ خود نہیں چاہیں گی میں اپ کے قریب نہیں اوں گا۔۔وہ اسے سپیس دینا چاہتا تھا۔۔

ہمم وہ خاموش ہو گئ۔۔

لیکن میں تو لڑکی ہوں۔۔بے اختار پھسلا۔۔عصام کے لبوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ۔۔اس کا مطلب سمجھ گیا تھا۔۔پھر پیچھے ہو کے ڈرار سے چھوٹا سا باکس نکالا۔۔۔

یہ۔۔لیں۔۔اپ کے لیے لی تھی۔۔اگر کبھی اپ کا دل راضی ہو تو اپ اسے پہن لینا میں سمجھ جاؤں گا۔۔اس کی مشکل اسان کی۔۔۔

اپ کو پتہ ہے ایسا سین نمراہ احمد کے ایک ناول میں بھی ہوا ہے۔۔نمل میں۔۔اس میں بھی وہ اسے گفٹ دیتا ہے۔۔اور۔۔

لیکن میں نے ناول نہی پڑھا۔۔بس ایسے ہی ہماری سیچویشن کے لحاظ سے کہا ہے۔۔۔

ہاں میں جانتی ہوں۔۔وہ عصام کے فیصلے سے کچھ ریلیکس ہو گئ تھی۔۔

پھر ایسے ہی باتیں کرتے جو کے ناولوں کے متعلق تھیں کرتے کرتے غشوے سو گئ۔۔۔عصام جاگتا رہا۔۔

دل مضطرب تھا۔۔کہیں سکون نہی تھا۔۔۔ریض سے بات چیت بلکل بند تھی اس کے رشتہ طے ہونے کی بات بھی اسے بابا سے پتہ چلی تھی۔۔انہیں حمید صاحب نے خود بتایا تھا شاید۔۔

اج ریض کی بات بھی پکی کر دی۔۔قطب خان نماز پڑھ کے ارہے تھے۔۔وہ جو کچن میں سالن نکال رہی تھی ہاتھ رکے۔۔اسے لگا شاید سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔چمچ چھوڑ کے باہر ائی اور ڈائرکٹ پوچھا۔۔۔

کس کی بات پکی ہوئ ہے۔۔

یہ۔۔اپنے ریض کی۔۔حمید صاحب کی پھپھو زاد بہن کی بیٹی سے۔۔بہت خوبصورت بچی ہے میں نے دیکھا ہوا ہے اسے۔۔وہ سکون سے بتا رہے تھے اور عزت کے پاوں تلے سے زمین دھیرے دھیرے سرک رہی تھی۔۔

ا۔۔اپ کو۔۔۔پکا پتہ ہے ریض کی۔۔اسے سمجھ نہی ایا وہ کیسے پوچھے۔۔

ہاں۔۔مجھے خود حمید نے بتایا ہے۔۔دو دن پہلے ہی وہ لوگ میٹھائی دے کے ائے ہیں۔

ریض راضی ہے۔۔ڈوبتے دل کے ساتھ پوچھا۔۔

ظاہری بات ہے۔۔اس سے پوچھے بنا تو نہی ہو سکتا نا۔۔اس بچی کو دیکھ کے تو کوئی بھی راضی ہو جائے ۔۔وہ اپنی جون میں تھے اسی لیے عزت کا سفید پڑتا رنگ دیکھ نہی سکے۔۔وہ کتنی دیر ساکت سی وہیں

کھڑی رہی۔۔پھر پاوں گھسٹتے کچن میں اکے کرسی پہ گر سی گئ۔۔اس میں اتنی ہمت نہی تھی کہ اٹھ کے ڈونگے کا ڈھکن بند کر دے۔۔

کتنی دیر وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کے کمرے میں ائی اور ریض کو کال کی۔۔جو کہ اس نے پک ہی نہی کی۔۔

ریض میری کال اٹھاو نہی تو میں ابھی تمہارے گھر آجاوں گی۔۔دھمکی بھرا میسج چھوڑا۔۔۔

ریض جو موبائل ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔۔اسے دو دن سے انتظار تھا کہ عزت اس سے کب اس بارے میں پوچھے گی اور وہ اسے کیسے تسلی دے گا۔۔وہ یہ تو جانتا تھا کہ اس سے لڑے گی لیکن وہ یہ نہی جانتا تھا وہ اس لڑائی کو کیسے سنبھالے گا۔۔

ریض۔۔میں جانتی ہوں تم جاگ رہے ہو۔۔پلیز کال پک کرو۔۔دوبارہ کال بھی پک نہی ہوئی تو اس نے پھر میسج کیا۔۔

پھر ریض نے خود کال کی۔۔

ہاں۔۔بولیں۔۔اجنبی سا لہجہ۔۔

ت۔۔تم نے کہا تھا تم راضی۔۔اس کے حلق میں الفاظ پھنس گئے تھے

ائی ایم سوری میں نہی کر سکا۔۔

تو میں کیا کروں۔۔مجھے نہی پتہ جیسے مرضی تم بس مجھ سے شادی کرو گے۔۔نہیں تو۔۔۔اسے اپنا مقام بھول گیا تھا۔۔۔کہ۔وہ۔لڑکی ہے

میں ایسا کچھ بھی نہی کر سکتا جب تک میرے والدین خاص طور پہ میری ماں راضی نہی ہو جاتیں عزت۔۔اور پلیز۔۔اپ خود کو ازیت۔۔۔

ازیت۔۔ازیت بہت چھوٹا لفظ ہے ریض۔۔اس وقت میرے جسم میں خون نہیں درد بہہ رہا ہے ۔۔اور تم کہتے ہو ازیت نا دوں۔۔

پلیز۔۔ائی ایم ریلی سوری۔۔میں کچھ نہی کر سکتا۔۔

مجھے مرتا ہوا دیکھ سکتے ہو۔۔

اپ ایسا کچھ نہی کریں گی۔۔

میں کروں گی۔۔جب تم اپنی مرضی کر سکتے ہو تو۔۔میں بھی کر سکتی ہوں۔۔انسو صاف کرتے خود کو مضبوط کیا۔۔

اپ ایسا کچھ نہی کریں گی۔۔

اگر تم مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو۔۔یہ رشتہ توڑ دو۔۔

میں نہی کر سکتا۔۔اگر۔کر سکتا تو پہلے اپ کے لیے راضی کر لیتا۔۔پلیز بات کو سمجھیں۔۔

ٹھیک ہے۔پھر تم میری بات سمجھو۔۔اور دماغ کھول کے سمجھو۔۔میری۔موت کے زمہ دار تم ہو گے ۔۔کبھی معاف نہی کروں گی میں تمہیں ریض۔۔کبھی نہی۔۔وہ چیخی تھی۔۔جلدی سے اپنے منہ میں دوپٹہ ڈالا۔۔کہ شاید یہاں آواز دب جائے۔۔ورنہ اس کا دل کر رہا تھا وہ اسمان سر پہ اٹھا لے۔۔جس پہ بھروسہ کیا تھا وہ کتنی اسانی سے اسے توڑ کے چلا گیا تھا۔۔کاش وہ اس درد سے مر جائے۔۔کاش۔۔بے تحاشہ انسو تھے جو انکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔اواز دبانے کے لیے اس نے کپڑے کے اوپر سختی سے ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔وہ اپنے ماں باپ کو کیسے بتائے کہ اس کا دل ٹوٹا ہے۔۔

کوئی نہی تھا اس کا۔۔کوئی بھی نہی۔۔میرے اللہ پلیز۔۔تو میری مدد کر نا۔۔توں راضی ہو جا باقی خود راضی ہو جائیں گے۔۔دل سے دعا نکلی تھی

وہ میرا ساتھ نا دے۔۔۔اللہ تو تو میرا ہے نا۔۔تو۔تو میرا ساتھ دے نا۔۔اسے میرے نصیب میں لکھ دے وہ تڑپ رہی تھی۔۔۔بے شک کوئی ساتھ نا دے۔۔میں پھر بھی اللہ کو مناؤں گی۔۔وہ رات عزت پہ قیامت بن کے ٹوٹی تھی اور

وہ رو رہا تھا پہلی بار شاید اپنے حوش و حواس میں۔۔وہ اسے کیسے بتاتا کہ وہ خود بھی نہی چاہتا کسی اور سے شادی کرنا۔۔لیکن وہ اپنی ماں کو کیسے راضی کرتا جو پہلے انہی سے ڈسی ہوئی تھی۔۔بابا بھی خاموش ہو گئے تھے۔۔کون تھا جو مما کو منا سکتا تھا۔۔۔شاید عشوے۔۔ہاں۔۔مجھے عشوے سے بات کرنی چاہیے۔۔شاید وہ ہلپ کرے ہماری۔۔موبائل پہ اس کا نمبر ڈھونڈا۔۔

مجھے اپ سے بات کرنی ہے۔۔پلیز مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔۔فری ہو کے مجھے کال کیجیے گا ۔۔میسج کیا۔۔

یہاں میسج پہ ہی بول دو کیا ہلپ چاہیے۔۔کچھ دیر بعد رپلائے ایا

اپ کو پتہ تو ہو گا میری منگنی کا۔۔دراصل بات یہ ہے کہ میں عزت سے شادی کرنا چاہتا ہوں ۔۔لیکن مما نہی مان رہی ہیں۔۔

تو تم کیا چاہتے ہو۔۔رپلائے ایا۔۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ اپ مما سے بات کریں۔۔پلیز ایک اپ ہی ہیں جو انہیں منا سکتی ہیں۔۔

عزت چاہتی ہے تم سے شادی کرنا۔۔۔

جی۔۔وہ ہی تو زیادہ چاہتی ہے۔۔

اوکے۔۔ٹھیک ہے میں بات کروں گی۔۔

تھینکیو۔۔اسے کچھ امید بنی۔۔کہ شاید کچھ ہو سکے۔۔

رات کے بارہ بج رہے تھے۔۔وہ۔پوری رات عزت اور ریض دونوں نے بے سکونی میں گزاری تھی ۔عزت کو دوبارہ وہ امید نہی دینا چاہتا تھا۔۔پہلے بھی اسی نے اس کی محبت کو بڑھاوا دیا تھا۔۔اگر وہ نا جانتا ہوتا تو شاید اس کے لیے اتنا مشکل نا ہوتا

مجھے اور ابان کو مما کے گھر چھوڑ دیں گے جاتے ہوئے۔۔ناشتہ کرتے ہوئے عشوے نے تھرماس سے چائے کپ میں ڈالی۔۔

کیوں۔۔خیریت۔۔کف فولڈ کرتے نیپکین سٹ کیا۔۔وہ ابھی ابھی افس کے کیے تیار ہو کے ایا تھا

ہاں جی۔۔وہ بس مما سے ملنا ہے۔۔یاد ارہی تھی ان کی۔۔اس کا لہجہ بلکل نارمل تھا۔۔

اوکے۔۔چھوڑ دوں گا۔۔جلدی سے تیار ہو جائیں۔۔

اوکے۔۔ناشتہ کر کے تیار ہونے میں اسے پندرہ منٹ لگے تھے۔۔اتنی دیر میں عصام سوئے ہوئے ابان کو کندھے پہ ڈالے ایک ہاتھ میں اس کا چھوٹا سا بیگ جس میں کپڑے اور جوتے تھے لیے گاڑی کی طرف جا رہا تھا۔۔

اٹھا دیتے اسے۔۔وہ کاٹن کے سادہ شلوار قمیض کے ساتھ بڑی سی چادر لیے اس کے پیچھے باہر نکلی۔۔

جگایا تھا۔لیکن گہری نیند میں تھا شاید۔۔جاگا ہی نہی۔۔اسے گاڑی کی بیک سیٹ کو تھوڑا پیچھے کرتے لیٹایا۔۔پھر عشوے کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔

کتنا سرپرائز ہو گا۔۔گاڑی۔میں بیٹھے وہ مسکرائی۔۔

ہاں بلکل۔۔۔۔

شام تک وہیں رہیں گی یا اس سے پہلے واپس انے کا ارادہ ہے۔۔

نہیں وہیں رہوں گی۔۔شام کو اپ پک کر لیجیے گا۔۔

ٹھیک ہے ۔۔وہ۔مین روڈ پہ اچکے تھے۔۔

ہم۔لوگ کہیں جا رہے ہیں۔۔کسمساتے ابان نے گاڑی کو دیکھتے پوچھا۔۔۔

ہاں۔۔ہم میری مما کے گھر جا رہے ہیں

عشوے نے پیچھے مڑ کے اسے دیکھا۔۔۔

اوکے۔۔جب گھر انے والا ہو مجھے جگا دیجیے گا۔۔وہ پھر انکھیں بند کر گیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔وہ۔مسکرائی

کچھ دیر بعد۔۔عصام انہیں وہاں چھوڑ کے خود افس چلا گیا تھا۔۔

سامنے سے ریض ارہا تھا شاید وہ بھی جاب پہ جا رہا تھا۔۔

اوہ واو۔۔اسے دیکھ کے اندر تک ٹھنڈ پڑ گئ۔۔۔اسلام و علیکم۔۔۔ملتے ہوئے الگ سی خوشی تھی۔۔

واعلیکم اسلام۔۔ عشوے بھی مسکرائی۔۔

اسلام و علیکم ریض۔۔ابان کو خود کا اگنور ہونا اچھا نہی لگا۔۔

واعلیکم اسلام ابان۔۔نیچے بیٹھتے اسے گود میں اٹھایا۔کیسا ہے میرا بچہ۔۔بال خراب کرتے وہ اندر ایا۔عشوے بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی شادی کے بعد پہلی بار وہ اس گھر میں ائی تھی عجیب سی فیلنگز ہو رہی تھیں۔۔حمید صاحب اور عائشہ ناشتہ کرنے میں مصروف تھے اسے دیکھ کے دونوں کھڑے ہوئے۔۔

اووہ۔۔یہ اج سورج کس طرف سے نکلا ہے۔۔۔

سورج نہی چاند۔۔ریض نے ٹکڑا لگایا۔۔۔پھر وہ دونوں سے باری باری ملی۔۔دراصل وہ خاص مما سے ملنے ائی تھی۔۔ریض کچھ دیر بیٹھ کے چلا گیا

اور سناو۔۔سب ٹھیک ہیں وہاں۔۔عصام کیسا ہے۔۔۔تمہارے ساتھ کیسا ہے۔۔عائشہ نے اس سے پوچھا۔۔

بابا ناراض ہو گئے تھے۔۔۔پھر۔۔۔ابان فٹ سے بولا

وہ۔۔ویسے ہی تھوڑی سی لڑائی ہو گئ تھی۔۔پھر صلح بھی ہوگئ جیسے اپ کی اور بابا کی ہوتی ہے۔۔ابان کی چلتی زبان کو بمشکل روکا تھا۔۔

صلح ہو گئ۔۔ابان نے حیرت سے دیکھا۔۔۔میرے سامنے تو اپ لوگ گلے نہیں ملے۔۔

اس دن جب عشوے اور ابان لڑے تھے تب عصام نے ان دونوں کو گلے ملوایا تھا۔۔اور ابان اسی بات کو لے کے کہہ رہا تھا۔۔

یہ کس پہ گیا ہے۔۔شرمندہ ہوتی عشوے کو عائشہ نے بچانا چاہا کیوں کے حمید بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے ان کے۔۔

اپنے باپ پہ اور کس پہ۔۔منہ بسورتے ابان کو گھورا۔۔جو یہ سمجھ نہی پارا تھا کہ انہیں کون سی بات بری لگی ہے۔۔گلے ملنے والی یا صلح ہونے والی۔۔

اپ لوگ گپ شپ لگاو۔۔میں چلتا ہوں۔۔حمید صاحب اٹھ گئے۔۔

میں اکیلا کیا کروں گا۔۔حمید صاحب۔۔اس نے شاید عائشہ کے منہ سے سنا تھا۔۔جو ایسے کہہ رہا تھا۔۔وہ مسکرائے۔۔

اکیلے کہاں ہیں۔۔اپ کی مما بھی ہیں اور عائشہ بھی۔۔اپ کو بور نہیں ہونے دیں گے۔۔اس سے ہاتھ ملاتے کہا۔۔

ہمم مما تو روز ہوتی ہیں۔۔ آج عائشہ سے کام چلا لوں گا۔۔ویسے بھی گھر میں بہت بور ہوتا ہوں ۔۔۔یہاں بھی کوئی چھوٹا بچہ نہی ہے جسے میں دوست بناتا۔۔وہ اپ سیٹ ہوا۔۔۔

میں اپ کو بور نہیں ہونے دوں گی۔۔اسے گود میں بیٹھاتے عائشہ نے کہا۔۔ہم۔لوگ خوب مستی کریں گے۔۔اور

اور اج بریانی بھی بنائیں گے۔۔ابان۔نے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔عائشہ نے حامی بھری۔۔

اوکے میں تو جا رہا ہوں۔۔۔اپ لوگ کرو گپ شپ۔۔گوشت بھجوا دوں گا۔۔پھر چلے گئے تو ابان عشوے اور عائشہ کچھ دیر ساتھ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔۔پھر عشوے اپنے روم میں چلی ائی۔۔جہاں اب کوئی بھی نہی رہتا تھا۔۔کچھ چیزیں غائب تھیں جو یقیناً ریض اڑا لے گیا تھا۔۔کپڑوں کی الماری کھولی۔۔اس کا یونی فارم اور اس کے کتنے نیوں جوڑے تھے جو ویسے ہی پڑے تھے۔۔۔

مما میں اپنے کپڑے لے جاوں۔وہیں سے اواز لگائی۔۔

نہیں۔یہ میں نے دینے تھے کسی اور کو۔۔وہ ابان کو اٹھائے اندر ائیں

کیوں۔۔یہ تو میں نے بس ایک دو بار ہی پہنے ہیں۔۔

شادی کے بعد پہلے والے کپڑے نہیں پہنتے۔۔اسے گھورتے الماری بند کی کیوں کہ اگر وہ دیکھتی رہی تو اٹھا کے لے جائے گی

کیوں مما۔۔کچھ نہی ہوتا کون سا کسی کو پتہ چلے گا۔۔۔وہ بضد تھی۔۔

کیوں تمہارے شوہر کے پاس اتنے پیسے نہی ہیں وہ تمہیں اور کپڑے دلا دے۔۔۔

نہیں۔۔میرے بابا کے پاس ہیں بہت پیسے۔۔وہ خاموشی سے عشوے کو دیکھ رہا تھا۔۔

ہاں تو پھر بابا سے کہنا۔۔اسے کپڑے دلا دیں۔۔

اوکے عائشہ۔۔پھر سے نام لیا۔۔۔

ہاہا

عائشہ کی ہنسی نکل گئی۔۔یہ تمہیں سہی انٹرٹین کرتا ہو گا۔۔

ہاں جی۔۔کرتا ہے۔۔ہم خوب مزے کرتے ہیں گھر میں۔۔اب وہ اپنے دوسرے ڈرار دیکھ رہی تھی ۔۔پھر اسے کچھ یاد ایا۔

مما۔۔میرے بعد یہاں کون کون ایا تھا۔۔پہلی بار کون ایا تھا۔کیونکہ جو نوٹ اس نے لکھا تھا اس وہاں نہیں تھا۔۔

تمہارے بابا۔۔اور جب ائے تھے تو دوبارہ اپنے قدموں پہ۔۔

ماما۔۔ اسے لگا اگر اگے عائشہ نے کچھ بولا تو وہ پتھر ہو جائے گی۔۔

تمہارے ریسیپشن پہ اسی وجہ سے نہی آ سکے تھے۔۔وہ خاموش نہی ہوئیں۔۔

اور وہ کیا سمجھ رہی تھی کہ اس کے ماں باپ اسے بوجھ سمجھ کے اتار چکے اور اب انہیں کوئی پرواہ نہی ہے۔۔اس کے بابا کو ہارٹ اٹیک اس کی وجہ سے ہوا تھا۔۔یہ خیال ہی جان لیوا تھا۔۔اس کے جانے کے بعد اس گھر میں کیا کیا ہوا تھا۔۔وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

ا۔۔اپ لوگوں نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا ماما۔۔میں عصام کو جانتی تک نہی تھی اور اپ لوگوں نے بس اپنی ضد کی وجہ سے۔۔اسے شدت سے رونا آیا۔۔۔

میں تو خود چاہتی تھی تمہاری شادی ماہ بیر سے ہو۔۔لیکن تمہارے بابا کو جانے کیوں عصام سے ہی کرنی تھی۔۔

میں نے ان سے کہا تھا کہ میں ماہ بیر سے محبت کرتی ہوں۔۔لیکن انہوں نے بس پیسوں کے لیے مجھے۔۔قربان کر دیا۔۔

پ۔پیسوں۔۔عائشہ کا دل دھڑکا۔۔وجہ تو انہیں بھی نہی پتہ تھی۔۔کہ اخر اتنی سختی سے انہوں نے اس رشتے کے لیے کیوں عمل کیا تھا۔۔

ہاں۔۔پیسوں کے لیے۔۔انہوں نے عصام کے شاید پیسے دینے تھے اور۔۔میرا نکاح۔۔انہوں نے بہت پہلے کر دیا تھا جب میں چھوٹی تھی۔۔مجھے خود کچھ سمجھ نہی اتا کیا ہوا تھا۔۔اس وقت۔۔سب کچھ اتنی ہڑبڑی میں ہوا کہ۔۔ایسے لگا شاید کوئی خواب تھا۔۔پاس بیٹھا ابان سب کچھ سن رہا تھا اور اپنے ٹھنے سے دماغ میں سیو کر رہا تھا۔۔

لیکن انہوں نے تو مجھے پیسوں کے بارے میں کچھ نہی بتایا۔۔

کیسے بتاتے۔۔شرمندگی نا ہوتی۔۔لہجے میں تلخی سمٹ ائی۔۔میں ماہ بیر سے شادی کرنا چاہتی تھی۔۔اس بات کا عصام کو بھی پتہ ہے اور وہ کیسا رئیکٹ کرتے ہیں اپ سوچ بھی نہیں سکتی ماما۔۔

مجھے وہاں دوسرے دن ہی جا کے جو تکلیفیں برداشت کرنی پڑی ہیں اپ کو نہیں بتا سکتی۔۔بیڈ پہ بیٹھے وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔میں یہ سب اپ کو بتانا نہی چاہتی۔۔لیکن۔۔اتنا ضرور کہوں گی کہ اولاد پہ زبردستی اپنے فیصلے تھوپنے کی بجائے ان کی سن لیا کریں۔۔کیونکہ ساری زندگی انہوں نے

گزارنی ہے نا کے والدین نے۔۔اگر دل ہی راضی نا ہو مما تو پھر کچھ بھی مل جائے بہت اچھا۔۔علیٰ ۔۔بہت ساری دولت پیسہ۔۔کچھ بھی اپ کے سکون کی وجہ نہی بن سکتا۔۔وہ رو نہی رہی تھی۔۔لیکن اداس تھی۔۔

اگر اپ اس وقت میرا ساتھ دیتیں تو شاید اج میری زندگی کچھ اور ہوتی۔۔شاید اج میں سکون میں ہوتی۔۔لیکن۔۔ہمارے ہاں مائیں خود ہی بیٹیوں کا گلہ گھونٹ دیتی ہیں۔۔وہ تلخ بول رہی تھی۔۔پھر جب اولاد خوش نا ہو تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔۔بے شک ماں باپ کا درجہ بہت بلند ہے۔۔لیکن اولاد کو بھی سمجھا کریں۔۔یقین مانیں میں اپ اپ کو بتا نہیں سکتی میں نے پچھلا کچھ وقت کیسے گزارا ہے ۔۔عصام۔نے مجھ سے موبائل لے لیا تھا صرف اس لیے کہ میں اپ لوگوں سے یا ماہ بیر سے رابطہ نا کر سکوں۔۔اپ نہی جانتی کسی کیسی تلخ کلامی ہوئی ہے ماہ بیر اور عصام کے درمیان۔۔اج وہ بول رہی تھی اور عائشہ سن رہی تھیں۔ساتھ میں بیٹھا ابان دونوں کو دیکھ بھی رہا تھا اور سن بھی رہا تھا۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔عائشہ نے اگے ہو کے اسے خود سے لگایا۔۔

اپ کو پتہ جب میں چھوٹی تھی اور میری طبعیت خراب ہو جاتی تھی بہت۔۔مجھ سے درد برداشت نہی ہوتا تھا۔۔میں کہتی تھی بس مما میرا ہاتھ پکڑ لیں میں ٹھیک ہو جاوں گی۔۔لیکن اپ نے زندگی کے اس سب سے برے وقت میں میرا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔میرا دل کرتا تھا میں چیخوں اور بلاوں اپ کو کہ دیکھیں۔۔میں کس تکلیف میں ہوں۔۔ان کے سینے سے لگتے وہ بلک بلک کے رو دی۔۔کتنے عرصے بعد اسے یہ سہارا ملا تھا۔۔ماں کی گود کی جو ٹھنڈک ہوتی ہے وہ کہیں سے بھی نہیں ملتی ۔۔چاہے تم پوری دنیاں کا سکون لے لو جق سکون ماں کے سینے سے سر لگا کے ملتا ہے وہ کہیں نہیں ملتا۔۔ابان عشوے کو دیکھ کے خود رونا شروع ہو چکا تھا۔۔۔

مما۔۔مت روئیں۔۔چھوٹے سے ہاتھوں سے اس کا سر پیچھے کیا۔۔

میں بابا سے بات کروں گا۔۔وہ اپ کو نہی ڈانٹیں گے۔۔پلیز مما۔۔وہ سیدھی ہوئی۔۔۔پھر انسو صاف کیے عائشہ بھی رو رہی تھیں۔۔۔لیکن دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔۔

چپ کریں عائشہ۔۔ابان نے اب عائشہ کو دیکھا۔۔وہ روتے میں مسکرائیں۔۔۔اوکے میری جان ۔۔اسے خود میں بھینچا۔۔

میں مما کو خوش رکھوں گا۔۔پلیز اپ نا روئیں۔۔ساتھ میں عشوے کا ہاتھ تھاما۔جو انسو صاف کر رہی تھی مسکرائی۔۔

اپ بابا سے ناراض ہو جائیں۔۔میں اپنکے ساتھ ہوں۔۔

اوکے۔۔ٹھیک ہے اج سے اپ کے بابا سے بات نہیں کریں گے۔۔

اوکے۔۔ڈن۔۔اب بریانی بناتے ہیں۔۔پھر زبردستی دونوں کے موڈ ابان نے سیدھے کیے تھے۔۔

بابا کو بلائیں۔۔۔کچن میں اتے عشوے نے ابان کو دیکھا۔۔

کیون۔۔ہم ناراض ہیں ان سے۔۔

ہاں۔۔لیکن وہ کھانا ہمارے ساتھ کھا لیں گے۔۔

رات کو۔۔ابھی نہی پہلے بنا لیں پھر۔۔

اوکے۔۔کیا میں اپکی ہلپ کروں۔۔

نہیں۔۔اپ جا کے مووی دیکھیں

اپ لگا دیں۔۔وہ کچن میں اس کے پاس کھڑا تھا۔عائشہ چاول نکال رہی تھیں۔۔گوشت بابا نے بھجوانا تھا ابھی۔۔۔

اوکے۔۔لہسن اور پیاز باسکٹ میں ڈال کے ساتھ ٹرے اور چھری اٹھائی۔۔

چلو۔۔چھوٹی کٹوری ابان کو پکڑائی جس میں لہسن رکھنا تھا۔۔

پھر باہر اکے چینل سرچ کیے کہیں بھی اچھی مووی نہیں لگی تھی۔۔ایک جگہ پہ لگی ہوئی تھی لیکن وہ ابان کے دیکھنے والی نہی تھی۔۔

مما موبائل پہ لگا دیں۔۔

نہیں۔۔ایک۔منٹ میں اتی ہوں۔۔پھر ریض کے کمرے سے لیپ ٹاپ لے ائی۔۔نٹ فلکس اوپن کرتے وہاں پہ اسے مووی لگا کے دی۔۔

یہ ٹھیک ہے۔۔ساتھ کچھ ریفریشمنٹ بھی ہوتی تو زیادہ مزہ اتا۔۔

بیٹا یہ گھر ہے سینما حال نہی ہے۔۔

میں لا دیتی ہوں ڈانٹو مت۔۔عائشہ کچن سے باہر نکل رہی تھیں۔۔سنتے واپس چلی گئیں۔۔پھر پلیٹ میں نمکو اور لیز کے دو پیکٹ لا کے ابان کو دیے۔۔

یہ ہوئی نا عائشہ والی بات۔۔عشوے دانت کچکچا کے رہ گئ

____

یہ ہیں وہ کاغذات جو اب ہمارے ہیں۔۔یہ نیو تیار کیے ہیں تین چار فائلز۔۔سیٹھ علی کے سامنے رکھتے دانیہ کرسی کھینچ کے بیٹھی۔۔

شاباش۔۔انہوں نے اٹھائے۔۔وہاں عصام کے سائین بھی تھے۔۔

بس اب یہاں۔۔آپ سائین کر دیں۔۔پھر وہ سب کچھ آپ کا۔۔جگہ کی نشان دہی کرتے وہ مسکرا رہی تھی۔۔۔

انہوں نے پن نکالتے سائین کر دیئے۔۔۔

پندرہ سولہ پیجز پہ سائین کرتے وہ تھکے نہیں تھے۔۔۔

اب سے وہ اسفند یار کا بیٹا۔۔ سڑک پہ آگیا۔۔وہ ہنسے تھے۔۔۔ہاہاہا۔۔پھر ہنستے ہی چلے گئے۔۔۔دور بیٹھا قسمت کا پرندہ ان پہ ہنس رہا تھا

واہ بھئی۔۔ آج تو پڑوس سے خوشبوئیں آرہی ہیں۔۔پلوشہ بیگم ابھی باہر نکلی تھیں۔۔اکیلی تھیں اس لیے جواب تو کسی نے دینا نہیں تھا۔۔سو خاموشی سے باسکٹ رکھ کے واپس آئیں۔۔عزت منہ تک دوپٹہ کیے صوفے پہ لیٹی تھی۔۔ صبح سے یہی حال تھا

تمہیں ہوا کیا ہے بتاتی کیوں نہیں ہو۔۔پلوشہ کو اسے دیکھ کے اب غصہ آیا۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔۔

ہوا ہے کچھ تو۔۔ماں ہو تمہاری۔۔اتنا تو اندازہ لگا سکتی ہوں۔۔بتاو مجھے۔۔اس کے پاس آ کے بیٹھیں۔۔۔

کچھ نہیں ہوا سچ میں۔۔۔

پھر یہ ایسا منہ کیوں بنایا ہوا ہے۔۔جیسے پتہ نہیں کتنا بڑا نقصان ہوا ہے۔۔

مورے۔۔ا۔۔آپ میری مدد کریں گی۔۔پلیز۔۔وہ اٹھ کے بیٹھی۔۔

ہاں کیوں نہیں۔اس کے بال سیدھے کیے چہرا بھی کملا گیا تھا۔۔۔

پلیز پہلے میری بات سن لیجئے گا تحمل سے۔۔ان کے ہاتھ تھامے

ہاں بتاو۔۔ٹینشن ہو رہی ہے اب۔۔

میں اپ کی بیٹی ہوں۔آپ۔کو۔مجھ سے محبت تو ہو گی۔۔۔

جان ہو میری۔۔

کچھ بھی کر سکتی ہیں میرے لیے۔۔۔

ہاں۔۔سب کچھ۔۔

تو میں ریض سے محبت کرتی ہوں۔۔اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔بول دیا۔۔جو ہونا ہو گا ہو جائے گا۔۔

پلوشہ تو سکتے میں آگئی تھیں۔۔

ت۔۔تم پاگل واگل تو نہیں ہو گیا۔۔۔

پلیز مورے۔۔آپ کو اپنی بیٹی عزیز ہے یا ناک۔۔

بیٹی۔۔دل سے آواز آئی تھی۔۔لیکن لب خاموش رہے

بولیں نا۔۔ان کی خاموشی پہ اس کا دل ہول رہا تھا

تم عزیز ہو۔۔اور میں تمہارے بابا سے بات کروں گی۔۔وہ ہی بھائی جان سے کچھ۔۔

عزت کو یقین نہی آیا اپنے کانوں پہ۔۔۔پھر تیزی سے ان سے لپٹی۔۔عائشہ سے تو پلوشہ اچھی نکلی تھیں۔۔جنہوں نے اپنی بیٹی کا دل دیکھا۔۔۔

نہیں بلکہ عزت کی قسمت اچھی تھی۔۔کہ اس کی زندگی میں کوئی عصام جیسا شخص نہیں تھا۔۔جس کی وجہ سے وہ اپنی محبت کھو دیتی۔۔

پھر پلوشہ نے قطب خان سے خود بات کی تھی پہلے تو وہ حیران ہوئے۔۔اس بات پہ کہ پلوشہ کہہ رہی ہیں۔۔وہ۔شرمندہ تھیں۔۔لیکن اپنی بیٹی کا دل نہیں اجاڑ سکتی تھیں۔وہ جانتی تھیں۔۔محبت کے بنا جو بے سکونی ہوتی ہے وہ کیسی جان لیوا ہوتی ہے۔۔وہ اپنی بیٹی کی زندگی میں ایسی بے سکونی نہی پھیلانا چاہتی تھیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کی زندگی میں پھیلا دی تھی۔۔بیٹے تو پھر برداشت کر لیتے ہیں۔۔لیکن بیٹیاں اندر ہی اندر گھلتے خاک ہو جاتی ہیں اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگنے دیتیں۔۔انہوں نے صیحح وقت پہ اپنی بیٹی کا مان رکھا تھا

سر آپ سے باہر کوئی حمید صاحب ملنے آئے ہیں۔۔وہ ابھی میٹنگ سے واپس آیا جب انٹر کام پہ اسے بتایا گیا۔۔

سامنے لگی سکرین پہ نظر ڈالتے اسے اندر بلوانے کا کہا۔۔پھر ٹیبل پہ بکھرے پیپر سیٹ کر کے رکھے ان کے آنے تک ٹیبل نارمل حالت میں آچکا تھا۔۔

اسلام و علیکم۔۔وہ۔ جھجکے۔۔براہراست وہ بہت دنوں بعد بات کر رہے تھے۔۔

وعلیکم اسلام۔۔آئیں بیٹھیں۔۔۔بیٹھے بیٹھے سامنے چیئر کی طرف اشارہ کیا۔۔

وہ خاموشی سے بیٹھ گئے۔۔

کہیں کیسے آنا ہوا۔۔عصام کے ماتھے پہ شکنیں نمودار ہو رہی تھیں۔ان کے ہاتھ میں ایک فائل تھی

۔۔

یہ تمہاری امانت۔۔لوٹانے آیا تھا۔۔فائل ان کے سامنے رکھی۔۔اس میں وہ تمام چیزیں ہیں جو تمہارے والد صاحب نے تمہارے لیے مجھے امانت رکھوائی تھیں۔

اب آپ کا کون سا ڈرامہ ہے۔۔فائل کھولتے انہیں طنزیہ نظروں سے دیکھا۔۔وہ خاموش بیٹھے رہے جانتے تھے ان کا کوئی لفظ عصام کو سچائی نہیں سمجھا سکتا جب تک کہ وہ خود نا دیکھ لے

عصام نے تمام پیپرز دیکھے۔۔۔اس میں فیکٹری کے کاغذات تھے ان کے گھر کے اس کے علاوہ بینک میں موجود رقم۔۔جو عشوے کے نام پہ تھا اس کے علاوہ اس کی ماں کے زیوارات کی سٹیٹمینٹس۔۔سب کچھ تھا

یہ کیا ہے۔۔وہ حیران ہوا۔۔

یہ سب تمہارا ہے۔۔جو عشوے کے اٹھارہ سال کے ہونے تک میرا تھا۔۔پھر عشوے کا۔۔اور عشوے تمہاری ہے۔۔سب کچھ تمہارا ہے تمہارے والد صاحب کی امانت۔۔اسے آسان لفظوں میں سمجھایا۔۔

مجھے نہیں سمجھ آرہی۔۔یہ سب کیا ہے۔۔گھر کے کاغزات فیکٹری کے۔۔یہ۔لیٹرز۔۔یہ سب تو میرے پاس بھی ہیں۔آپ آخر کیا بتانا چاہ رہے ہیں۔

یہ اوریجنل کاغزات ہیں۔۔اور جو تمہارے پاس ہیں وہ سب ان کی کاپی تھے۔۔۔یہ لیٹر ہے۔۔اسفند صاحب کا تم خود پڑھ لو۔۔

میں کیسے مان لوں۔۔۔

تمہیں ماننا پڑے گا۔۔کیونکہ اس میں سب سچ لکھا ہے۔۔تمہارا دل گواہی دے گا۔۔دوپہر کے دو بج رہے تھے تپتی دوپہر میں وہ بائیک پہ صرف اس کی امانت اسے دینے آئے تھے۔۔

اپ یہ سب مجھے پہلے بھی دے سکتے تھے۔۔۔

ہاں دے سکتا تھا۔۔لیکن میں نے معاملات ٹھنڈے ہونے کا انتظار کیا۔۔کیونکہ میں اگر پہلے بتاتا تو شاید تم اسے میرا کوئی ڈرامہ سمجھتے جیسے ابھی سمجھ رہے ہو اور میری بیٹی کو نقصان پہنچاتے جیسے پہلے پہنچایا ہے۔۔شکوہ کیا۔۔

ہمم اوکے میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔۔وہ اٹھ گئے۔۔۔اگے عصام نے خود سمجھنا تھا

اللہ حافظ۔۔وہ چلے گئے تو عصام نے سارے پیپرز آرام سے دیکھے۔۔ان۔میں جو لکھا تھا اس سے ملتا جلتا اس کے پاس بھی تھا۔۔لیکن کہیں کہیں بلکل مختلف باتیں تھیں۔۔جیسے کہ یہاں جو لیٹرز تھے وہ الگ تھے اور اوریجنل ہینڈ رائٹنگ میں تھے۔۔جو اس کے پاس تھے وہ الگ تھے اور ان کی کاپیز تھیں۔۔وہ۔لیٹرز وہ پڑھتا جا رہا تھا اور اس کی نسیں پھولتی جا رہی تھیں۔۔۔مطلب وہ غلط سوچتا آیا تھا آج تک۔۔عشوے کو تکلیف دینے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔۔حمید صاحب کو ذہنی ٹارچر کرنا بھی سب اس کی ہی۔۔۔

افففف۔۔۔بال۔مٹھی میں بھینچتے وہ سوچ رہا تھا۔۔اگر یہ سب سچ تھا تو جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ کیا تھا۔۔

ماما جب بابا آئیں گے تو ہم انہیں یہ سرپرائیز دیں گے۔۔وہ ابھی چاولوں اور گوشت کی تہہ بنا رہی تھی۔۔

کیا۔۔اسے دیکھا۔۔وہاں کھڑے کھڑے اس کا دل بھی گھبرا رہا تھا

بریانی کا۔۔جب وہ ہمیں پک کرنے آئیں گے تو ہم انہیں اندر بلا لیں گے۔۔اور پھر انہیں کہیں گے کہ کھانا کھا لیں۔۔اور جب وہ بریانی دیکھیں گے تو ان کے ایکسپریشن ایسے ہوں گے۔۔۔ہاااا ۔۔دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کرتے منہ اور آنکھیں پوری کھولیں۔

ہاہا۔۔ہاں۔۔وہ تو جیسے چھوٹے سے بچے ہیں۔۔

نہیں۔۔وہ بچے نہیں ہیں میری طرح۔۔لیکن جب ان کا موڈ اچھا ہو تو وہ ایسے سرپرائیز ہوتے ہیں ۔۔۔

اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔تم۔جاو باہر۔۔گرمی ہے یہاں۔۔اس کا اپنا گرمی سے برا حال تھا اور آبان وہاں فضول میں کھڑا تھا۔۔

اوکے۔۔جلدی آجائیں۔۔آپ بھی۔۔آپ کی مما تو نماز پڑھ رہی ہیں۔۔وہ باہر جانے لگا۔۔پھر رکا۔

ویسے مما اپ نے کبھی پڑھی ہے نماز۔۔

ہاں پڑھتی ہوں اسے کوفت ہوئی۔۔

کبھی دیکھا تو نہی ہے۔۔افففف۔۔۔پھر خود ہی باہر نکل آیا۔عشوے کے پاس اسے حیرت سے دیکھنے کا وقت نہیں تھا۔جلدی سے دم بند کرتے اس کے اوپر ہاون رکھا۔۔پتھر کی ہونے کی وجہ سے وہ کافی وزنی تھی دم کے لیے یہی استعمال کرتے تھے۔۔

مغرب ختم ہونے والی تھی ویسے تو عصام دس بجے آتا تھا جانے آج کتنے بجے آتا۔۔

مما آپ بھی پڑھ لیا کریں نماز۔۔وہ ابھی آ کے پنکھے کے نیچے بیٹھی تھی کہ آبان نے اسے گھورا۔۔۔

میرے باپ مت بنو۔۔۔

لیکن بیٹا تو ہوں نا۔۔۔نماز پڑھ لیں۔۔

اوکے پڑھتی ہوں۔۔ابھی ہوا لگوا لوں۔۔۔

ٹھیک ہے وہ خاموش ہو گیا۔۔اس کے ہاتھ میں عشوے کا موبائل تھا جس میں پہلے سے موجود گیم کینڈی کرش کھیل رہا تھا۔۔

لمحے بعد ہی اٹھ کے اس نے نماز پڑھی تھی کتنے دن بعد۔پتہ نہیں اس لڑکی کے اندر نماز کی فکر کب پیدا ہو گی۔۔عائشہ غصے سے اسی طرف آرہی تھیں۔۔انہوں نے آبان کی باتیں سن لی تھیں شاید۔۔

یہ گھر نماز نہیں پڑھتی۔۔آبان۔کے پاس بیٹھتے پیار سے پچکارا۔۔

میرے خیال میں تو نہیں۔۔کیونکہ میں نے کبھی دیکھا نہی ہے انہیں۔۔۔وہ مزے سے بتا رہا تھا۔۔

اگر ایسا کرے گی تو پھر مشکلات ہی آئیں گی نا۔۔اللہ کے لیے ٹائم نکالے گی تو اللہ اس کے لیے نکالے گا۔۔پھر کہتی ہے فلاں فلاں ہوا ہے۔۔انہیں سہی معنوں میں غصہ آگیا تھا۔۔نماز کے بنا کیسے سکون مل سکتا ہے۔۔بچی نہیں ہو۔۔نا خود پڑھتی ہو نا اپنی انے والی نسلوں کو سیکھاو گی۔۔عقل شعور تو ہے ہی نہیں۔۔۔بس فلمیں ڈرامے دیکھا لو اسے۔۔۔

مما۔۔بس کریں۔۔۔کیوں اتنی کر رہی ہیں۔۔وہ۔روہانسی۔ہو گئ۔۔

آبان کے بچے تمہیں بابا سے سیدھا کرواؤں گی۔۔اس کے پاس بیٹھتے چٹکی کاٹی۔۔۔

عائشہ اپ کی بیٹی میں واقع عقل نہیں ہے۔۔اسے درد ہوا تھا۔۔

ہیں۔۔۔ہیں۔۔شرم کرو۔۔بڑی ہوں اپ سے۔۔

شرم نہیں اتی۔۔

ہاں۔۔باپ کو اج تک نہیں ائی آپ کو کیسے آئے گی۔۔عائشہ ابھی تک صلواتیں سنا رہی تھیں۔۔۔اس چکر میں وہ دم اتارنا بھول چکی تھی۔۔

چولہا میں بند۔کروں گی یا تمہارا شوہر۔۔عائشہ کچن میں گئ تو اس کی عقل پہ ماتم کیا۔۔

مما۔۔ایک تو آپ اتنا پریشر ڈال دیتی ہیں بندے پہ کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے ۔۔وہ۔کلس کے رہ گئ۔۔۔

بیٹا وہ تم میں پہلے ہی نہیں ہے۔۔طنز کیا۔۔۔

اوفف ٹھیک ہے۔۔آئندہ نہیں آؤں گی۔۔

ہاں بس۔۔اب ہمیں غلط ثابت کرنے کے لیے نہیں آؤں گی۔۔۔

اچھا مما سوری۔۔آئندہ۔نماز پڑھوں گی۔۔بلکہ اس آبان۔کے بچے کو سامنے بیٹھا کے پڑھوں گی ۔۔اصل فساد کی جڑ تو وہی تھا نا۔۔

سامنے بیٹھا کے نہیں۔۔بلکہ ساتھ پڑھایا کرو اسے بی سیکھاو۔۔

اوکے۔۔جیسا آپکا حکم۔۔بات ختم کر دی۔۔لیکن مما پھر بھی بڑبڑاتی رہیں۔۔۔

اب رائتہ بنا لو۔۔۔دم انہوں نے خود کھولا تھا۔۔

اچھا۔۔وہ دہی اٹھانے کے لیے فرج کے پاس ائی دہی نکالا۔۔اور بس۔۔کام خراب۔۔

مما۔۔میں نہیں کروں گی ۔۔بڑی مشکل سے ومٹینگ روکی تھی۔۔۔

کیوں۔۔اس کے پاس آئیں۔۔۔دہی پکڑ کے شیلف پہ رکھا۔۔

مجھ سے نہی ہوتا۔۔اتنی گندی سمیل لگتی اس کی۔۔

پہلے تو نہیں لگتی تھی۔۔وہ اسے لیے باہر آئیں۔۔

پہلے بھی ہوا ہے ایسا۔۔

کیسا عائشہ۔۔پاس ہی آبان بیٹھا تھا۔

کچھ نہیں۔۔تم چپ رہو۔اب کی بار عائشہ نے اسے گھورا۔۔۔

اوکے۔۔کندھے اچکائے۔۔

جی۔بہت زیادہ خراب ہو جاتی ہے طبعیت۔۔ومیٹنگ۔۔اور مجھے پتہ ہے میں پریگنینٹ ہوں۔۔آرام سے بتایا۔۔

اور تم مجھے اب بتا رہی ہو۔۔اتنی دیر کچن میں گرمی میں کھڑی رہی ہو۔۔انہیں افسوس ہوا۔۔

نہیں خراب تھی طبعیت۔۔اور آپ بھی تو کام کرتی ہیں۔نا۔۔میرے انے سے چلو کچھ ریسٹ ہو اپ کا بھی۔۔

ہو جائے گا میرا ریسٹ بھی۔۔بس تم اب ارام۔کرو۔۔اور کچن میں جانے کی کوئی ضروت نہی ہے میں کر لوں گی۔۔اور اب جو میں بتاوں گی ویسے ہی کرنا ہے۔۔خوشی سے اس کے ماتھے پہ پیار دیا۔۔آبان خاموشی سے سن رہا تھا

اوکے۔۔۔

پانی زیادہ سے زیادہ پینا ہے۔۔گرمی میں نہیں بیٹھنا۔۔کھانا تین ٹائم پیٹ بھر کے اور فریش فروٹ بھی ۔۔ڈیلی۔۔اور سب سے پہلے چیک اپ کرواؤ اپنا۔۔

اوکے۔۔عشوے نے سر ہلایا۔۔ابان سن رہا تھا۔۔

اب تم بیٹھو۔۔۔میں بناتی ہوں۔

مجھے سلاد کے لیے سب چیزیں یہیں لادیں۔۔میں بناتی ہوں۔۔۔

اوکے۔۔وہ پھر اسے کھیرے اور ٹماٹر دے گئیں تھیں۔۔جو عشوے کاٹتی رہی۔۔

وہ ساڑھے آٹھ بجے پہنچا تھا حمید صاحب کے گھر وہ گھر پہ ہی موجود تھے۔۔

اسلام و علیکم بابا۔۔سب سے پہلے آبان اس سے آکے ملا تھا۔۔۔اس کے پیچھے پیچھے عشوے تھی پھر عائشہ۔۔حمید صاحب اپنے روم میں ہی تھے

پھر عشوے نے سلام کیا پھر عائشہ نے۔۔پہلی بار سسرال والی فیلنگز آرہی تھیں۔۔عصام کو۔۔پھر وہ لوگ اندر آئے۔۔۔

بابا اج بہت کچھ ہوا ہے۔۔گھر جا کے بتاؤں گا۔۔آبان اس کے ساتھ گھس کے بیٹھا۔۔عشوے نے پانی لا کے دیا۔۔۔

آج مما کی سہی والی ہوئی۔۔

اچھا۔۔کس بات پہ۔۔خالی گلاس پکڑایا۔۔عشوے آبان کو گھور رہی تھی۔۔

ساری باتیں ڈیٹیل سے گھر جا کے بتاؤں گا۔۔یہاں مما ایسے دیکھتی رہیں گی۔۔۔وہ جا تو کچن کی طرف رہی تھی لیکن دیکھ آبان کو رہی تھی وہ بھی غصے اور بے بسی کی ملی جلی کیفیت سے۔۔اگر اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا نا کہ آبان۔یہ سب کرنے والا ہے تو وہ اسے کبھی بھی اپنے ساتھ نا لاتی بلکہ عصام کے ساتھ بھیج دیتی۔۔گلاس رکھ واپس آئی اور ابان۔کے دوسری طرف بیٹھی۔۔پھر ذرا سا نیچے ہو کے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

اگر تم نے کچھ بتایا نا تو جان نکال لوں گی تمہاری۔۔

بابا دیکھیں دھمکا رہی ہیں۔۔۔فورا سے عصام کو بتایا۔۔

کون۔۔وہ عائشہ کی بات سن رہا تھا۔۔جو دوسرے صوفے پہ بیٹھی تھیں۔۔

ہاں۔۔کون۔۔۔کون دھمکا رہا ہے میرے بیٹے کو۔۔۔عشوے نے انجان بننے کا ناٹک کیا۔۔

آپ اور کون۔۔عصام واپس عائشہ کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔۔۔

تم گھر چلو۔۔سیدھا کروں گی۔۔عشوے دھیمی آواز میں غراتی وہاں سے اٹھ گئی۔۔

پھر دس بجے انہوں نے کھانا کھایا تھا۔۔۔

کس نے بنائی ہے۔۔پریانی پلیٹ میں نکالتے حمید نے پوچھا

بریانی مما نے بنائی ہے۔۔۔حمید صاحب۔۔

نانا کہیں۔۔۔عصام نے ٹوکا۔۔جبکہ باقی سب مسکرائے تھے۔۔

نانا تو میری ماما کے بابا تھے۔۔وہ کنفیوز تھا شاید۔۔

تو عشوے بھی مما ہیں اپ کی اس لحاظ سے آپکے نانا ہوئے۔۔

ٹھیک ہے بابا۔۔اور عائشہ کو نانو کہوں۔۔عصام۔کو حیرت ہوئی۔۔کسی اور نے اسے ابھی تک روکا کیوں نہی تھا۔۔

تم مجھے عائشہ بلا سکتے ہو۔۔تمہارے منہ سے سننا بہت اچھا لگتا ہے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔وہ ساتھ ساتھ کھا بھی رہے تھے۔۔کھانا کھا کے کچھ دیر ہی وہ لوگ بیٹھے۔۔عشوے بابا کے ساتھ باتیں کر رہی تھی اور عصام عائشہ کے ساتھ۔۔آبان عصام اور عشوے کا موبائل اٹھائے

کچھ ادھر ادھر شئر کر رہا تھا۔۔وہاں سے نکلتے عصام نے فرتج کے اوپر پڑا پن اٹھایا۔۔یہ وہ پن تھا جو اس نے ماہ بیر کو دیا تھا۔۔

پھر واپسی پہ ڈاکٹر کے پاس گئے تھے۔۔پراپر چیک اپ کے بعد پتہ چلا تھا پریگنسی کو تھری ویک ہو چکے تھے۔۔عصام۔بہت خوش۔۔اگر قریب انے کی پابندی نا ہوتی تو وہ ضرور عشوے کو ایک بار خود میں بھینچ لیتا۔۔عشوے نے بس نارمل رئیکٹ کیا تھا۔۔آبان کو فلحال کچھ پتہ نہیں تھا۔۔

بابا آئس کریم کھاتے ہیں۔۔ابان ان دونوں کی سیٹ پکڑے پیچھے کھڑا تھا

اس وقت۔۔ابھی تو کھانا کھا کے ائے ہو۔۔عشوے نے ٹوکا۔۔۔

کوئی نہیں۔۔ہمارے ابان کے دو پیٹ ہیں۔۔پیچھے مڑتے اسے انکھ ماری۔۔

جی بلکل مما۔۔ایک میں میں کھانا رکھتا ہوں اور ایک میں آئسکریم۔۔

ہا ہا ہا۔۔بہت ہنسی ائی۔۔عشوے نے دونوں کو گھورا۔۔عصام کا موڈ بہت اچھا تھا اس لیے ائسکریم پارلر کے سامنے گاڑی روکی۔۔۔

بابا اپ کے پاس پیسے ہیں۔۔وہ اور عصام دونوں باہر نکلے تھے۔۔۔

ہاں کیوں۔۔

یار مما کو کپڑے تو لے دیں۔۔وہاں عائشہ۔۔سوری نانو کے گھر جا کے اتنا تنگ کیا انہیں۔۔وہ کھڑے ویٹ کر رہے تھے

کپڑوں کے لیے۔۔وہ۔حیران ہوا۔۔

ہاں جی۔۔نانو کہتیں۔۔کہ میرے بابا کے پاس پیسے نہیں ہیں جو انہیں دیلا دیں۔۔

اوکے۔۔اوکے۔۔وہ اس کی بات سمجھ رہا تھا۔۔یعنی انہوں نے عشوے کو ڈانٹا تھا۔۔

وہ اپنے پرانے کپڑے لے رہی تھیں۔۔وہ اسے سب بتا رہا تھا

انہوں نے لینے سے منع کیوں کیا۔۔وہ ساتھ ساتھ ائس کریم کے پیکٹ پکڑ رہا تھا

کیونکہ وہ چاہتی ہیں۔۔کسی اور لڑکی کو دیں۔۔جس کی شادی نا ہوئی ہو۔۔اپنے دماغ کے مطابق اسے یہی سمجھ ایا تھا۔۔

اچھا اچھا۔۔اب وہ لوگ گاڑی کے قریب اچکے تھے

جی۔۔دروازا کھول کے پہلے ابان کو اندر بیٹھایا پھر ائسکریم عشوے کو پکڑائی اور خود بیٹھا۔۔

اور بابا اپ نے بہنا ڈاونلوڈ کرنی تھی نا۔۔اسے کچھ اور یاد ایا۔۔

یس بیٹا انسٹالیشن پہ لگائی ہوئی ہے۔۔عشوے کو دیکھ کے مسکراہٹ چھپائی۔۔

اوہ۔۔کتنا وقت لگے گا۔۔وہ ایکسائٹڈ ہوا۔۔

نائین منتھ۔۔گاڑی سڑک پہ ڈالتے گئیر چینج کیا۔۔

کہاں ہو رہی ہے انسٹال۔۔

اپ کی مما کے پیٹ میں

اپ کتنے بتمیز ہیں۔۔عشوے ہونکوں کی طرح ان کی باتیں سن رہی تھی۔۔بے بسی سے بولی

بس اتنا کے اس کے ساتھ ایک اور بھی انسٹال کر سکتا ہوں۔۔۔

عصام۔۔بس وہ رو دینے کو تھی۔۔

جی جی۔۔گاڑی موڑتے سر خم کیا۔۔

اپ کو کب شرم ائے گی۔۔

مما اپ کو بھی تو نہی اتی۔۔ابان فٹ سے بولا۔۔نانو کہہ رہی تھیں ایسا۔۔اس کے تلملانے پہ جلدی سے وضاحت دی۔۔

مجھے شرم تب ائے گی جب میں بڑا ہو جاوں گا۔۔ابان فل مزے میں تھا۔۔۔

جس طرح کی اپ حرکتیں کرتے ہیں وہ چھوٹے بچے نہی کرتے۔۔بڑے ہی کرتے ہیں۔۔

اچھا۔۔حیرانگی سے دیکھا۔۔سارے راستے وہ اور ابان عشوے کو تنگ کرتے ائے تھے۔۔

تمام دروازے کھڑکیاں بند کر دو۔۔بس ایک مین گیٹ کھلا رکھنا ہے علی اور دانیہ۔۔سائن ہوتے ہی وہاں آچکے تھے۔۔اس گھر پہ قبضہ کرنا کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔۔اس حویلی پہ نظر برسوں سے تھی اس کے جوانی کے دن تھے جب وہ یہاں گیٹ کے سامنے بیٹھا کرتا تھا۔۔پھر خود ہی اس نے اپنے پاؤں پہ کلہاڑی مار لی

بابا ہر طرف سے دروازے بند ہو چکے ہیں۔۔بس ان کا انتظار ہے۔۔وہ عصام کا انتظار کر رہے تھے ۔۔ان۔کے خیال میں آبان اور عشوے گھر ہونگے وہ لوگ اسانی سے قبضہ کر سکتے تھے اگر وہ دونوں گھر ہوتے۔۔پر چلو۔۔کچھ نہیں ہوتا وہ اب بھی کر سکتے تھے۔۔گیٹ کے پاس آتے فل جوش میں نظر آرہے تھے۔۔اتنے میں انہیں باہر گاڑی رکتی نظر ائی۔۔ساتھ ہارن بھی بج رہے تھے۔۔لیکن دروازہ کسی نے نہیں کھولنا تھا۔۔عصام جو پیچھے سے ہی ہارن بجاتا آرہا تھا۔۔نا کھلنے پہ باہر نکلا۔۔گارڈ وہاں موجود نہیں تھا۔۔شاید کہیں گیا تھا یہی سوچ کے اپنی چابی سے دروازہ کھولا لیکن سامنے دانیہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔۔

آیئے آیئے۔۔علی اسے دیکھتے ہی بولا۔۔

علی کو دیکھ کے حیرت کا جھٹکا لگا تھا عصام کو۔۔ کہیں تو دیکھا تھا اسے پہلے۔۔

آیئے نہیں۔۔ جایئے۔۔ کیونکہ اب یہ ہمارا گھر ہے۔۔ فائلز سے خود کو ہوا دیتے وہ ہنسی یہ عصام مینشن نہی رہا اب۔۔ ڈیئر عصام۔۔ یہ گھر اب سیٹھ علی کا ہے۔۔ اور میرا ہے۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔ پیچھے ہٹو۔۔ اگے ہو کے گیٹ کھولا۔۔ پھر باہر جا کے گاڑی میں بیٹھا آبان سو چکا تھا عشوے نے اتنا ٹائم لگانے کی وجہ پوچھی عصام خاموش رہا۔۔ پھر گاڑی اندر لے کے آیا ۔۔۔ سیٹھ علی اور دانیہ غصے اور تپش سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

تم۔ یہاں رہ سکتے ہو کچھ دن۔۔ لیکن یہ گھر اب تمہارا نہیں ہے۔۔ جونہی باہر نکلا دانیہ دوبارہ سامنے ائی ۔۔۔

میرا دماغ مت خراب کرو۔۔ بہت برا ہو گا۔۔ ابان کو کندھے پہ ڈالتے عشوے کا ہاتھ پکڑا۔۔

دروازے بند ہیں۔۔ سیٹھ علی نے ہانک لگائی۔۔

عصام دروازے کے قریب گیا تھا کہ دروازہ خود ہی کھل گیا۔۔ دانیہ کا منہ کھلا۔۔

تمہارا باپ بھی اس گھر کے دروازے مجھ پہ بند نہی کر سکتا۔۔واپس مڑتے اسے دیکھا۔۔عشوے پریشانی سے سب دیکھ رہی تھی۔۔ابان کو اس کے روم میں لٹا کے دروازہ۔لاک کیا۔۔پھر کسی کو کال کرتے راہداری میں بنے ایک شیلف کے پیچھے واز اٹھایا۔۔اس کے اندر سے چھوٹی سی پسٹل نکالی۔۔اور اپنی پاکٹ میں رکھی۔۔

عشوے

آپ کمرے میں جائیں میں آتا ہوں عشوے جو سیڑھیوں کے پاس کھڑی تھی اسے دیکھا۔۔

نہیں۔۔میں اپ کے ساتھ آؤں گی۔۔عجیب سا خوف تھا۔۔

میں نے آپ سے کہا ہے کمرے میں جائیں۔۔جب تک میں نا کہوں۔۔باہر نہیں انا۔۔اس کی اواز اونچی ہوئی۔۔عشوے پیچھے مڑی اور اپنے کمرے میں بند ہو گی۔۔عصام نیچے آیا۔۔اپنی اندرونی جیب سے پین نکال کے سامنے والی پاکٹ میں رکھا۔۔پھر صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔وہ دونوں اس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

شروع کریں اپنی بکواس۔۔دماغ کی رگیں تن رہی تھیں۔

بکواس نہی۔۔سچ۔۔اور یہ جو تم اپنی زر خرید بیوی کو کمرے میں بھیج دیا ہے نا اسے بھی باہر نکالو۔۔۔

زر خرید پہ عصام کی آنکھیں بھی سرخ ہوئیں۔۔لیکن وہ ضبط کر کے بیٹھا رہا۔۔

یہ فائل ہے اس گھر کی۔۔جس کے مطابق تم اپنا یہ گھر میرے نام کر چکے ہو۔۔

عصام نے اٹھا کے دیکھی۔۔پھر واپس پھینکی۔۔

پہلی بات۔۔یہ گھر میرے نام نہیں ہے۔۔اور دوسری بات ۔۔جو کاغذات تمہارے پاس ہیں وہ فیک ہیں۔۔

فیک کیسے ہو سکتے ہیں عصام شیخ۔۔۔یہ میں نے خود تمہارے لاکر سے نکالے ہیں۔۔اپنے ان ہاتھوں سے۔۔ہاتھ ہوا میں لہرائے۔۔وہ بہت ایکسائٹڈ نظر آرہی تھی۔

جی میں بھی انہی کاغزات کو فیک کہہ رہا ہوں۔۔۔تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب نقلی ہے۔۔

تم جھوٹ بول لو۔۔کوئی بات نہیں۔۔یہ لیگلی طور پہ اب ہمارا گھر ہے۔۔تم چاہو تو یہاں ایک دن رک سکتے ہو۔۔ورنہ۔یہاں سے اپنا بوریا بستر سمیٹو۔۔سیٹھ علی کھڑا ہوا۔۔

بیٹھ جائیں ابھی۔۔اپ کو کچھ دیکھانا ہے۔۔وہ سرد آواز میں کہتا سیدھا ہوا۔انکھیں ہنوز سرخ تھیں۔۔انداز سپاٹ تھا۔۔

چند سیکنڈ میں باہر بائیک رکی تھی۔۔پھر حمید صاحب اندر آئے۔۔

اوہ۔۔واووو۔۔علی۔۔علی کو دیکھ کے انہیں حیرت ہوئی۔۔کافی عرصے بعد ملاقات ہوئی تھی۔۔۔

اپ جانتے ہیں انہیں۔۔۔حیرانگی سے دیکھا۔۔

ہاں۔۔ہم دونوں۔۔تمہارے بابا کے پاس کام کرتے تھے یہ گارڈ تھا۔۔

اور اس کمینے کو میں لے کے ایا تھا۔اس نے میری ہی رسیاں کاٹ دیں۔۔علی کو غصہ آیا حمید کو دیکھ کے۔۔۔

مطلب۔۔سمجھا نہیں میں۔۔

تمہیں سمجھ بھی کیسے ائے گا۔۔علی حمید صاحب کی طرف بڑھا۔۔تمہاری وجہ سے میں اس جگہ سے کنگال ہو کے گیا تھا۔آج دیکھ۔تیری بیٹی کو ننگے سر یہاں سے نکالوں گا۔۔۔

اپنی زبان کو لگام دو۔۔عصام اٹھتے اس کے قریب آیا۔۔۔

میری زبان کو لگام دینے سے کیا ہو گا۔۔سچائی بدلے گی تو نہیں۔علی پیچھے ہوا۔۔

سچائی تمہیں حمید صاحب بتائیں گے۔۔پھر حمید نے عصام کو دیکھا۔۔

یہ فائلز۔۔دیکھنے کے بعد اور کون سی سچائی رہ جائے گی مسٹر عصام۔۔دانیہ کب سے خاموش تھی۔۔

ان فائلز میں سب جھوٹ ہے۔۔اور یہ گھر۔۔میرے نہیں عشوے کے نام پہ ہے۔۔عصام نے دھماکہ کیا تھا۔۔۔

تم اب جھوٹ بول رہے ہو۔۔علی بھڑکا۔۔

نہیں۔۔وہ سچ بول رہا ہے۔۔حمید صاحب بولے۔۔یہ گھر عشوے کے اٹھارہ سال کے ہونے تک میرے نام تھا۔۔پھر یہ گھر عشوے کے نام ہوا ہے۔۔لیکن تم نے یہ گھر اپنے نام کیوں کروایا۔۔مجھے سمجھ نہی ائی۔۔انہیں علی والے معاملے کا کچھ معلوم نہی تھا۔۔۔

تم بھونک رہے ہو اج بھی۔۔جیسے اس وقت بھونکے تھے۔۔میں کتا ہوں نا۔۔۔جو اس وقت اسفند اور اس کی بیوی کو قتل کر دیا اس گھر کے لیے اس دولت کے لیے اور اب تم کہہ رہے ہو۔۔۔عصام کا وجود ساکت ہوا۔۔۔مطلب اس نے بابا کو قتل اس نے کیا تھا۔۔۔

رکو۔۔اتنی آہستہ آواز تھی کہ۔بمشکل ہی وہ۔لوگ سن پائے۔۔۔

حمید صاحب نے میری مما کے ساتھ۔۔

نہیں۔وہ سب میں نے کیا تھا۔۔وہ سب مان رہا رہا۔۔وہ سب میں نے کیا تھا تاکہ میں آرام سے اس پراپرٹی کا مالک بن جاوں۔۔پر تمہارے اس ذلیل باپ نے سب کچھ اس کمینے کو دے دیا۔۔

اتنی بڑی سچائی۔۔آج عصام کو پتہ چلی تھی۔۔اصل۔میں تو وہ بے وقوف بنا تھا۔۔اسے کہتے ہیں کبھی کبھی آنکھوں دیکھا بھی سچ نہی ہوتا۔۔

ہاہا۔۔وہ۔ہنسا۔۔۔اور میں سزا کیسے دے رہا تھا۔۔بے ساختہ اس کا ہاتھ پاکٹ کی طرف گیا۔۔گن نکالی

۔۔۔

ٹھا۔۔۔ٹھا۔۔ٹھا۔۔۔تین گولیاں۔۔علی کے سینے میں پیوست کیں۔۔اچانک اس افتاد کے لیے کوئی بھی تیار نہیں تھا۔۔عشوے جو کب سے اندر بیٹھی خوف سے کانپ رہی تھی باہر سے آتی اونچی آوازیں اس کا دل ہولا رہی تھیں۔۔گولی کی آواز پہ اس کی چیخ نکلی تھی۔۔۔اگے ہو کے عصام نے پوری گن اس پہ خالی کی تھی۔۔

بابا۔۔دانیہ مرتے ہوئے باپ کو دیکھ کے چلائی تھی۔۔کچھ ہی دیر میں وہاں پولیس اچکی تھی جو عصام شیخ کو ہراست میں لیتے ان کے گھر کو سیل کر گئ تھی۔۔۔کیونکہ اس گھر کے کاغزات کو پراپر چک

کیا جانا تھا۔۔۔لیکن عصام۔۔۔وہ اب عشوے سے جدا ہونے والا تھا کیا۔۔قتل کرتے اسے دو لوگوں نے دیکھا تھا۔۔

عشوے اور آبان حمید صاحب کے ساتھ واپس انہی کے آگئے تھے۔۔جبکہ عصام حوالات میں تھا

کیا میں اپنے وکیل کو ایک کال کر سکتا ہوں۔۔کوریڈور میں چلتے اس نے ساتھ چلتے انسپیکٹر سے پوچھا

--

جی جی۔۔سر کیوں نہیں۔۔وہ عصام کو پہلے سے جانتے تھے۔۔

میرے موبائل میں ہے نمبر۔۔اس نے اپنا موبائل دیا تو عصام نے ٹوکا۔۔

پھر آپ کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا۔۔کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے انسپیکٹر نے کاغذات نکالے۔۔۔

عصام بیٹھ گیا۔۔میرے پاس کچھ ہے آپ کو دیکھانے کے لیے۔۔۔پھر اس نے وہ سیکرٹ کیمرہ انسپیکٹر کے حوالے کیا۔۔۔انہوں نے فوراً اسے لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کیا تھا۔۔۔وہ سب دیکھتے رہے ۔۔سب کچھ موجود تھا قتل بھی اور جو جو وہاں باتیں ہوئی تھیں۔۔

اس میں تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قتل آپ نے کیا ہے۔۔

جی سر۔۔میں اپنے حصے کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔۔لیکن۔۔یہ جو مجرم ہیں۔۔انہیں کھلے عام نہیں گھومنے دے سکتا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ویسے اگر آپ اپنے کیس میں چچاہیں تو دیئت کی افر بھی کر سکتے ہیں انہیں۔۔۔

اپ کنوینس کیجیے گا۔۔۔

اوکے ائی ول ٹرائے۔۔۔لیکن اپ کو اپ کے جرم کی سزا بھی ملے گی۔۔۔

جی میں جانتا ہوں۔۔وہ کچھ ڈیپریس تھا۔۔صورتحال اس طرح خراب ہو جائے گی ایک دم سے کسی کو بھی نہی پتہ تھا۔۔وہ۔کتنے خوش تھے۔۔ نظر ہی لگ گئ تھی۔۔عشوے اور ابان کی الگ ٹینشن تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہاں دانیہ ائی تھی اپنے وکیل کے ساتھ۔۔عصام۔کے ائی برو تنے۔۔

مجھے کمپلینٹ کرنی ہے۔۔اپنے باپ کے قتل کی۔۔کرسی گھسیٹ کے بیٹھتے وہ عصام کو دیکھ رہی تھی ۔۔اس کا انداز ایسا تھا کہ عصام۔نے بمشکل صبر کے گھونٹ پیئے تھے۔۔

صاحب کو موبائل لا کے دو۔۔کچھ لکھ کے اس نے عصام کی طرف بڑھایا۔۔پھر پاس کھڑی کانسٹیبل سے کہا۔۔

ییس سر۔۔وہ باہر۔چلی گئی۔۔

جی بی بی۔۔شروع کریں۔۔

اپ کمپلینٹ لکھیں۔۔

وہ تو میں لکھ لوں۔۔لیکن اس سے پہلے اپ کو ایک افر کرتا ہوں۔۔عصام پیپر پڑھ رہا تھا۔۔

مجھے کسی بھی قسم کی افر نہی چاہیے۔۔مجھے قتل کا بدلہ قتل چاہیے۔۔

دیکھیں۔بی بی۔۔اگر اپ قتل کے بدلے قتل چاہتی ہیں تو ایسا ہو نہیں سکتا۔۔

کیوں نہی ہو سکتا۔۔اب اپ نے رشوت لے لی ہو گی ان سے۔۔

زبان سنبھال کے بات کیجیے۔۔اگر قتل کے بدلے قتل کرنا ہے تو پھر یہ کسی بھی سزا کے مستحق نہی ہوتے۔۔انھوں نے اپنے باپ کے قاتل کو مارا ہے۔۔اب مسکرانے کی باری عصام کی تھی۔۔

اپ مجھے قانون مت سکھائیں۔۔اگر قتل باپ کا کیا ہے تو بیٹا سزا کیوں دے رہا ہے قانون دے نا۔۔

جیسے اپ کی مرضی۔۔کوٹ کچہریوں کے چکر لگائیں گی تو ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔۔

اپ کو فکر کرنے کی ضروت نہی ہے جو کہا ہے کریں۔۔

بی بی۔۔پہلے تو یہ کاغذات کورٹ کو پیش کیے جائیں گے۔۔ان کی تحقیق وہ اپنے مطابق کریں گے ۔۔پھر اگے کا فیصلہ ہو گا۔۔اگر اپ یہاں سزا کی مستحق ہوئیں تو جیل کے لیے اپ کو بھی انا پڑے گا۔۔

اور ایک بات۔۔انسپیکٹر اگے ہوا۔۔مجرم کمپلینٹ نہیں کروا سکتا۔۔

میرا وکیل کروائے کا کمپلینٹ۔۔

جی میڈم۔۔انہوں نے دیکھا نہی ہے۔۔نا سب۔۔

حمید صاحب کروائیں گے۔۔وہ چلا اٹھی ۔۔

انہوں نے کچھ دیکھا ہی نہی ہے۔۔۔عصام۔نے کندھے اچکائے۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا حمید صاحب کبھی بھی سنکے خلاف گواہی نہیں دیں گے۔۔

اپ لوگ ایسا نہی کرسکتے۔۔میں میں۔۔

اپ تحمل سے بات سن لیں میری۔۔کمپلیٹ لکھنا اور کروانا اسان ہے اس کے بعد جو ہو گا۔۔وہ اپ کے لیے۔۔عصام صاحب سے کہیں زیادہ مشکلات کھڑی کر سکتا ہے۔۔دوسری صورت یہ ہے کہ اپ خون بہا یعنی دیئت کر لیں۔۔

ہر گز نہی۔۔میں اسے پھانسی کے پھندے تک لے کے جاوں گی۔۔

ٹھیک ہے۔۔انہیں حوالات میں رکھو چوبیس گھنٹے میں ان کے پیپرز کورٹ میں پیش کیے جائیں گے۔۔ حوالدار کو اشارہ کیا۔۔

مجھے کیوں۔۔۔وہ کھڑی ہوئی۔۔

کیونکہ اپ نے چوری کی ہے۔۔

اپ کے پاس کوئی ثبوت نہی ہے۔۔

ثبوت۔۔یہ رہا۔۔پن سامنے لہرایا۔۔اس میں اپ اور اپ کے والد صاحب دونوں نے خود اپنے جرم قبول کیے ہیں۔۔یہ کافی ہو گا میرے خیال میں۔۔۔

چھوڑوں گی نہی میں تمہیں عصام شیخ۔۔وہہ بھول چکی تھی کہ کہاں کھڑی ہے۔۔۔

میڈم خاموشی سے اندر جائیں۔۔یہ دھمکیاں اپ کے لیے جان لیوا بھی ہو سکتی ہیں۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ عصام کی طرف گھوما۔۔۔

اپ کو۔بھی چوبیس گھنٹوں کے لیے جیل میں رکھا جائے گا۔۔پھر اس کے بعد جو کورٹ کا فیصلہ ہوا

۔۔

اوکے۔۔

ابھی اپ اپنے وکیل سے بات کر سکتے ہیں۔۔موبائل اسے پکڑایا۔۔۔پھر عصام نے رفاقت کو کال کر کے سارا معاملہ سمجھایا تھا۔۔وہ ابھی انے کے لیے تیار تھا لیکن عصام نے اسے صبح انے کا کہا۔۔وہ رات عصام نے حوالات میں گزاری تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انہیں کچھ پتہ ہی نہیں تھا ساتھ والے گھر میں کیا ہوا رہا ہے۔۔اگلے دن پلوشہ بیگم خود عائشہ سے ملنے آئی تھیں۔۔وہاں عشوے کو دیکھ کے انہیں حیرت ہوئی۔۔

یہ کب ائی ہے۔۔حال چال پوچھنے کے بعد پوچھا۔۔

کل صبح۔۔عائشہ نے جواب دیا۔۔انہیں لگ رہا تھا جیسے وہ ٹوہ لینے ائی ہوں کہ عشوے کس حالت میں ہے۔۔

رہنے کے لیے آئی ہے۔۔پلوشہ نے ایسے ہی پوچھا۔۔۔

ہاں۔۔کچھ دن رکے گی۔۔وہ مختصر جواب دے رہی تھیں۔۔

اچھا اچھا۔۔شوہر چھوڑ کے گیا ہے۔۔

نہیں حمید صاحب لے کے ائے ہیں۔۔

اچھا چلو سہی ہے ماں باپ سے مل لے گی تو۔۔۔

اپ کو کچھ کام تھا۔۔انہیں بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔عشوے کی بھی طبعیت ٹھیک نہیں تھی آبان ریض کے ساتھ باہر گیا تھا۔۔حمید صاحب تھانے عصام کے لیے کھانا لے کے گئے تھے

ن۔۔نہی۔۔میں بس ایسے ہی۔۔انہی بات کرنے میں اتنی دقت ہو رہی تھی سمجھ نہیث آرہا تھا کیسے شروع کریں۔۔۔اوپر سے عائشہ کا سپاٹ انداز۔۔

مما۔۔عشوے کو تھانے بلایا ہے۔۔ریض اپنی جون میں اندر آیا تھا۔۔

تھانے۔۔۔خیریت ہے۔۔پلوشہ کے کان کھڑے ہوئے۔۔عائشہ ریض کو دیکھ کے رہ گئیں۔۔

مجبوراً عائشہ کو ساری بات بتانی پڑی۔۔

پتہ نہی کیسے لوگ دوسروں کو کو تکلیف دے لیتے ہیں۔۔ان کے دکھ میں شریک ہونا چاہا۔۔

تم عشوے سے کہو۔۔تیار ہو جائے۔۔میں بھی ساتھ چلوں گی۔۔۔طبعیت نہیں سہی اس کی۔۔۔

ہائے۔۔کیا ہوا اس کی طبعیت کو۔۔

کچھ نہیں۔۔بس امید سے ہے نا تو اس لیے یہ بتاتے ہوئے عائشہ کے دل میں ٹھنڈ پڑی تھی۔۔

مبارک ہو پھر تو۔۔

شکریہ۔۔اتنی دیر میں عشوے چادر لیے باہر آئی تھی۔۔۔

آپا پھر ہم چلتے ہیں۔۔آپ اگر بیٹھنا چاہیں تو۔۔

میں اکیلی کیا کروں گی۔۔میں بھی چلتی ہوں گھر عزت اکیلی ہے۔۔

ریض ٹیکسی لینے کے لیے باہر نکل رہا تھا۔۔عزت کے نام پہ ہوک سی اٹھی۔۔اس متعلق فلحال کوئی بات چیت ہی نہی ہوئی تھی اس کا رابطہ دوبارہ عزت سے ہوا ہی نہیں تھا تھوڑی دیر میں ٹیکسی آئی تو عشوے اورعائشہ چلی گئیں۔۔ریض اور آبان گھر ہی تھے

وہاں عشوے کی عصام سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔۔عصام۔کے وکیل نے عشوے سے سارے معملات کلئیر کیے تھے۔۔حمید نے تمام باتیں جو انہیں معلوم تھی بتا دیں۔۔ان کے کاغذات کورٹ میں جمع کروا دیے گئے تھے۔۔پانچ تاریخ کو پہلی پیشی تھی۔۔

انہیں انے میں دیر ہو گئ تھی۔۔اج پہلی ہئرنگ تھیں۔۔سامنے ہی حمید صاحب کھڑے انہیں کا انتظار کر رہے تھے۔۔اندر پہنچنے تک وہ انہیں مین مین باتیں سمجھاتے گئے۔۔کورٹ کے اندر بہت کم لوگ تھے۔۔

وہ تم سے پوچھیں گے فائلز کے بارے میں تم نے کہنا ہے کہ۔۔وہ سب کچھ تمہارے نام ہے۔۔بس ایک جو نیو فیکٹری ہے وہ عصام کے نام تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے وہ چل رہے تھے۔۔

اور نروس بلکل بھی نہیں ہونا۔۔

بابا۔۔وہ عصام کو چھوڑ تو دیں گے نا۔۔وہ خوف زدہ تھی

ہاں ہاں۔۔وہ ابھی ہمارے ساتھ ہی جائے گا۔۔اسے تسلی دی بس ہمیں دانیہ کو ڈیئٹ کے لیے کنوینس کرنا ہو گا۔۔

وہ نا۔مانی تو۔۔عائشہ نے انہیں دیکھا۔۔

یہی تو مسلہ ہے۔۔وہ مان نہیں رہی۔۔وہ لوگ روم میں داخل ہوئے۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔سامنے ہی جج صاحب بیٹھے تھے۔۔ایک طرف عصام کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا اور دوسری طرف دانیہ۔۔دانیہ پہ چوری کا کیس تھا۔۔جو پہلے حل کرنا تھا۔۔اسی کے لیے آج ہئرینگ تھی ۔۔عصام کو دیکھ کے دل دھڑکا۔۔وہ پریشان نہیں تھا۔۔تو اسے بھی نہیں ہونا چاہیے۔۔گہری سانس لیتے دوسری طرف مڑی۔۔

بیٹھیے۔۔کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔۔آپ میں سے عشوے کون ہے۔۔جج نے پوچھا۔۔

عشوے نے گردن ہلائی۔۔

اوکے۔۔۔یہاں آئیں۔۔آپ سے کچھ سوال پوچھنے ہیں۔۔بس آپ نے ان کا جواب دینا ہے۔۔وٹنس باکس کی طرف اشارہ کیا۔۔

اوکے۔۔وہ چلتے ہوئے اس کے اندر آئی۔۔۔۔

پروسیکیوٹر نے اس کے سامنے غلاف میں لپٹا قران رکھا۔۔ہاتھ رکھ کے کہیں جو کہیں گی سچ کہیں گی سچ کے سوا کچھ نہیں کہیں گی۔۔

اس نے ہاتھ رکھتے دہرایا۔۔جو کہوں گی سچ کہوں گی سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گی۔۔

ٹھیک ہے۔۔پروسیکیوٹر نے ساتھ کھڑے آفیسر کو قرآن پکڑایا۔۔

چلیئے شروع کرتے ہیں۔۔وہاں چند لوگ ہی موجود تھے جو انہیں دیکھ رہے تھے۔۔

کیا آپ عصام شیخ کو جانتی ہیں۔۔۔

جی وہ میرے شوہر ہیں۔۔

آپ کے پاس نکاح نامہ موجود ہے۔۔

اس نے بابا کو دیکھا کیونکہ اس کے پاس نہیں تھا۔۔حمید نے ہاں کا اشارہ دیا۔۔

جی موجود ہے۔۔

اوکے۔۔کیا آپ دکھا سکتی ہیں۔۔

یہ رہی فائل۔۔ڈفینڈینٹ وکیل نے نکاح نامے والی فائل نکال کے جج صاحب کے ٹیبل پہ رکھی۔۔جو انہوں نے اٹھا کے دیکھی۔۔

ٹھیک ہے آپ شروع کریں۔۔دیکھنے۔کے بعد پروسیکیوٹر کو اشارہ دیا۔۔۔

تو جی۔۔آپ کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔۔فائل جج صاحب سے لی۔۔

سات ماہ۔۔عشوے نے جواب دیا۔۔

آپ کا ایک بیٹا بھی ہے۔۔ساتھ ماہ میں۔۔شادی سے پہلے ہی بچے۔۔۔وہ ہنسا۔۔

جی نہی سر۔۔وہ میرا نہیں میرے شوہر یعنی عصام شیخ کا بیٹا ہے۔۔پہلی وائف سے۔۔عشوے نے تحمل سے جواب دیا۔۔اسے پہلے ہی بابا نے بتا دیا تھا وہ کچھ بھی کسی قسم کا بھی سوال پوچھ سکتے ہیں۔۔اور اس نے ناول بھی تو پڑھا تھا نمل۔۔جس میں حنین یوسف سے کس طرح کے سوالات کیے گئے تھے

۔۔

ٹھیک ہے۔۔ان کا بیٹا۔۔کیا نام ہے آبان۔۔ہاں آبان۔۔ان۔کی پہلی وائف سے ہے۔۔تو انہوں نے اپ کو ان کی سیکنڈ مدر یعنی دیکھ بھال کے لیے اپنے نکاح میں لیا ہے۔۔۔

جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔عصام نے انہیں گھورا۔۔

اپ خاموش رہیں۔۔پروسیکیوٹر نے اسے ٹوکا۔۔۔

آپ مدعے سے ہٹ کے سوال کر رہے ہیں۔۔ڈفینڈنٹ وکیل نے اعتراض کیا۔۔

رکیں رکیں۔۔ہم اسی طرف آرہے ہیں۔۔

جج صاحب یہاں میں یہ پوچھنا چاہوں گا۔۔کہ اگر انہوں نے عشوے سے دوسری شادی کی ہے تو ۔۔یہ ان پیپرز کے مطابق تمام جائیداد ان کی شادی سے پہلے ہی ان کے نام کیوں کر دی گئی۔۔جبکہ اصولاً تو یہ ہوتا ہے کہ اگر شوہر ایسا کرنا چاہتا ہے تو وہ شادی کے بعد یہ سب کر سکتا ہے۔۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیپرز جعلی ہیں۔۔اور جو یہ والے پیپرز ہیں میری معقلہ کے پاس ہیں وہی اصلی ہیں اور وہی اس جائداد کی اصلی مالکن ہیں۔۔وہ بول رہا تھا۔۔

اوبجیکشن۔

آڈر آڈر۔۔اعتراز ریجکٹ کر دیا گیا۔۔

اگر یہ اصلی مالکن ہیں بھی تو پھر ان کے تعلقات عصام صاحب سے پہلے ہی تھے اب وہ تعلقات کیسے تھے کہ جائیداد ان کے نام کر دی گئ۔۔

عشوے کا چہراہ ہیتک سے سرخ پڑ رہا تھا

بکواس بند کرو۔۔عصام اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔

جج صاحب میری درخواست ہے اپ مس دانیہ کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے کیس ختم کر دیں۔۔۔

اَبجیکشن مائلاٹ۔۔مجھے میرے معقل کی صفائی پیش کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔۔

جی بلکل ملے گا۔۔کہیں اپ نے کیا کہنا ہے۔۔ڈیفنڈنٹ نے عصام۔کو دوبارہ کرسی پہ بیٹھایا۔۔۔

سر میں دانیہ صاحبہ کو بلانا چاہوں گا۔۔

جی۔

مس۔۔دانیہ کو بلایا گیا۔۔وہ خوف زدہ تھی۔۔

ویسے ہی اس کے سامنے قران رکھا گیا۔۔

اپ عصام شیخ کو۔کب سے جانتی ہیں۔۔

جی میں ان کو کافی عرصے سے جانتی ہوں۔۔

کس تعلق سے۔۔اگلا سوال

میرے بابا ان کے بابا کے گارڈ تھے۔۔اس سے ہماری۔ملاقات ہوئی تھی۔۔وہ بے دھیانی میں بول گئ

سر کیس تو حل ہو گیا ہے۔۔۔

کیسے۔۔۔پروسیکیوٹر حیران ہوتے کھڑا ہوا۔۔

ایسے۔۔کہ۔جب اس کے والد صاحب اسفند یار کے گارڈ تھے تو یہ حویلی اگر ان کی ہوتی تو وہ یہاں گارڈ کے حساب سے تو نا رہ رہے ہوتے نا۔۔اگر باپ گارڈ ہے تو بیٹی مالکن کیسے ہو گئ۔۔

یہ کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔۔کورٹ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔۔نیکسٹ ہیئرنگ اٹھائیس تاریخ کو ہو گی ۔۔۔

عدالت برخاست کی جاتی ہے۔۔جج صاحب اٹھ کے چلے گئے۔۔۔

تمہیں تو دیکھ لوں گا میں۔۔حوالدار دانیہ اور عصام دونوں کو لے گئے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مما بابا نہیں ائے نا۔۔ابان اسے شدت سے یاد کر رہا تھا۔۔۔

نہی۔۔لیکن جلدی آجائیں گے۔۔حمید صاحب نے اسے گود میں اٹھایا۔۔۔

نانا میں انہیں مس کرتا ہوں۔۔اپ انہیں بتاتے۔۔وہ رونے لگا تھا۔۔۔

وہ اجائیں گے۔۔عائشہ نے اگے ہو کے اسے پکڑا۔۔یہاں ہم ساتھ ہیں سب تو اب بابا کو مس مت کریں۔۔وہ ٹھیک ہیں کام کر رہے ہیں۔۔فری ہونگے تو واپس اجائیں گے۔۔

کب فری ہونگے۔۔ماما اپ لے جائیں۔۔میں انہیں ڈیسٹرب نہی کروں گا۔۔

ٹھیک ہے ہم لوگ کل چلیں گے۔۔عشوے بھی اداس تھی۔۔

میں بابا کے بنا نہی رہ پا رہا ہوں نانو۔۔وہ عائشہ سے لپٹا۔۔

صبر کرو میرے پیارے بیٹے۔۔۔اسے پیار کرتے خود میں بھینچا۔۔

ہم لوگ ابھی باہر گھومنے چلیں گے۔۔ابان ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ریض بھی وہیں تھا۔۔

نہیں ماموں۔۔

کیوں۔۔

کیونکہ۔میں اداس ہوں اور۔۔بابا کے بنا اب مزہ ہی نہی اتا۔۔

بابا کے بنا مزہ تو نہیں اتا لیکن ہمیں اداس بھی تو نہیں ہونا نا۔۔

خود ہی ہو جاتا ہوں یار۔۔بابا کی جب یاد اتی ہے۔۔

ویسے مما۔پہلے تو بابا مجھے بلاتے تھے اس بار اپ کو کیوں بلایا۔۔مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔۔

اس لیے کہ اب میری باری تھی۔۔نیکسٹ اپ کی۔۔

اوکے۔۔کل۔ہم ساتھ ہی چلیں گے۔۔اسے تسلی ہوئی۔۔

ساتھ ہی چلیں گے۔۔پتہ نہیں اتنے دن بعد کیوں ہئیرنگ کی ڈیٹ دی ہے۔۔کیا تھا جلدی رکھ لیتے ۔۔بچارا بچہ کتنا پریشان ہے۔۔عائشہ نے شکوہ کیا۔۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔یہ۔دن بھی گزر جائیں گے۔۔اور پھر وہ دن گزر ہی گئے۔۔عصام کے گھر کو باعزت بری کر دیا گیا تھا۔۔دانیہ کے کاغزات کو جعلی قرار دیتے تمام چیزیں عشوے کو ہی سونپ دی گئ تھیں۔۔۔دانیہ کو عمر قید کے ساتھ ساتھ کروڑوں کا جرمانہ بھی ہوا تھا۔۔کیونکہ اس نے کوئی چھوٹی موٹی نہی بلکہ کروڑوں کے حساب سے جائداد پہ ڈاکہ ڈالا تھا

عصام ابھی جیل میں تھا۔۔اگر دانیہ دیئت کے لیے نا مانی تو اسے بھی پچیس سال عمر قید ہو سکتی تھی

اگر دانیہ نہیں مان رہی دیئت کے لیے تو۔۔مقتول کے اور کوئی والی وارث بھی تو ہوں گے نا۔۔وکیل صاحب اس وقت رفاقت کے کیبن میں بیٹھے تھے۔۔

جہاں تک میرا خیال ہے ان کی بیوی کی وفات ہو چکی ہے۔۔پھر بھی میں جاؤں گا۔۔اس کے گھر۔۔

جی جتنا جلدی ہو سکے اس ہئیرنگ سے پہلے ہمیں دیئت کے لیے کچھ کرنا ہے۔۔نہیں تو پھر پچس سال کی سزا ہو سکتی ہے۔۔

نہیں نہیں۔۔ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔میں بس ابھی نکلتا ہوں۔۔بلکہ ایک کام کریں۔۔آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔۔اگر کوئی ملے تو ہم ان سے پیپر ورک کروا سکیں۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔پھر وہ دونوں کچھ دیر میں وہاں سے نکلے تھے۔۔سیٹھ علی کے علاقے تک پہنچنے کے لیے انہیں کافی وقت لگ گیا تھا۔۔

یہ سیٹھ علی کا گھر کہاں ملے گا۔۔ایک عورت جو بچے کو اٹھائے کہیں سے آرہی تھی۔۔اس سے پوچھا

جی ان کا گھر تو نہیں حویلی ہے۔۔وہ سامنے جو سرخ رنگ کی دیواریں نظر آرہی ہیں۔۔وہ۔۔اس نے اشارہ کرتے بتایا۔۔

اوکے شکریہ۔۔

اللہ کرے کوئی تو مل جائے جو ہماری مدد کر دے۔۔حویلی کے سامنے گاڑی روکتے وہ اترے۔۔

جی۔۔مسٹر علی سے ملاقات ہو سکتی ہے۔۔

صاحب۔۔ان کی تو وفات ہو چکی ہے۔۔

اوہ۔۔افسوس کا ناٹک کیا۔۔ان کے گھر میں کسی سے ملاقات ہو سکتی ہے۔۔

جی صاحب۔۔ان کی بیوی ہیں۔۔آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔

وہ اندر کی طرف بڑھے۔۔

صاحب آپ یہاں رکیں۔۔میں پوچھ کے بتاتا ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔وہ لوگ رکے۔۔

بات سنو۔۔وکیل نے گارڈ کو روکا۔۔۔

جی۔۔وہ رکا۔۔

اندر جا کے کہنا کہ علی صاحب کے وکیل آئے ہیں۔۔

جی سر ٹھیک ہے۔۔وہ چلا گیا۔۔پھر کچھ دیر بعد واپس آیا اور انہیں اندر لے گیا۔۔ڈرائنگ روم میں بیٹھاتے انتظار کا کہہ کے وہ خود چلا گیا۔۔۔

شکر ہے۔۔بس وہ لالچی عورت ہو آسانی ہو گی ہمارے لیے۔۔

اسلام و علیکم۔۔ایک پچیس چھبیس سال کی نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی

وعلیکم اسلام۔۔وہ کھڑے ہوئے۔۔

بیٹھیں بیٹھیں۔۔انہیں اشارہ کرتے وہ خود بھی بیٹھ گئی۔۔

وہ دراصل ہم لوگ ایک مقصد کے لیے آئے ہیں۔۔

جی کہیں۔۔وہ سمجھدار لگ رہی تھی۔۔اپنے حلیے سے ایک پروقار لڑکی

آپ جانتی ہوں گی۔۔علی صاحب کا قتل ہوا ہے۔۔رفاقت نے بات شروع کی۔۔

جی جانتی ہوں۔۔اور مجھے۔۔کسی کی کوئی کمپلین نہیں کرنی اور نا ہی مجھے کسی پہ شک ہے۔۔شاید پہلے بھی ان کے پاس پولیس آچکی تھی اس لیے اکتاہٹ سے جواب دیا تھا۔۔

نہیں۔۔ہمارا ایسا کوئی مقصد نہیں ہے۔۔ایکچولی ہم آپ سے کچھ اور بات کرنے لگے ہیں۔۔بس پلیز تحمل سے ہماری بات سن لیجئے گا۔۔۔

ہمم۔۔اس کے چہرے سے کسی قسم کی حیرانگی ظاہر نہیں ہوتی تھی

ہم لوگ قاتل کی طرف سے ہیں۔۔اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ قاتل کو دیئت لے کے معاف کر دیں

۔۔

اوہ۔۔اب اس کے ہونٹ سکڑے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔مجھے منظور ہے۔۔اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔۔

سچ کہہ رہی ہیں۔۔انہیں یقین نہیں آیا

جی سچ کہہ رہی ہوں۔۔اپ کا اور میرا مزاق کا رشتہ تو ہے نہیں۔۔

اوکے۔۔پلیز آپ یہ یہاں سائین کر دیں۔۔اور آپ کو چیک لکھ کے دیتا ہوں۔۔

سائن کروا کے دیئت کی رقم چیک پہ لکھ کے دی جو پاکستانی روپے کے مطابق آج کے دور میں 4،318،524 تھے۔۔

مکمل تصدیق کے بعد انہیں کل کورٹ آنے کی درخواست بھی کی تھی ساتھ اپنا نکاح نامہ بھی لے کے انے کا کہا۔۔وہ لوگ وہاں سے آدھے گھنٹے میں واپس آ گئے تھے۔۔ان کا کام ہو گیا تھا۔۔اب دانیہ کی کیا مجال کہ وہ عصام کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ بنتی۔۔

ماما۔۔آج بابا کو آزاد کر دیں گے نا۔۔۔اسے ریض نے سب بتا دیا تھا۔۔۔

انشاء اللہ۔۔عشوے تیار ہو رہی تھی۔۔آج آخری ہیئرنگ تھی۔۔

جب بابا آجائیں گے پھر ہم اپنے گھر چلے جائیں گے۔۔وہ اس کے جوتے نکال کے سامنے رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

ضرور۔۔بس بابا کے لیے دعا کرنا۔۔جوتے پہنتے اپنا بیگ اٹھایا۔۔

آجاؤ بیٹا۔۔حمید صاحب اسے بلانے کے لیے دروازے پہ آئے تو وہ آبان کے بال سیدھے کرتے ان کے پیچھے باہر نکل آئی ایک ماہ سے وہ اسی روم میں رہ رہے تھے۔۔۔انہیں گھر واپس کر دیا گیا تھا لیکن عائشہ نہیں چاہتی تھیں کہ اس حالت میں وہ اکیلی رہتی۔۔

ٹیکسی میں بیٹھتے اس نے موبائل نکالنے کے لیے بیگ میں ہاتھ ڈالا۔۔ہاتھ سے وہ باکس ٹکرایا جو اسے عصام نے دیا تھا۔۔اسے بہت کچھ یاد آگیا۔۔اس میں نوز پن تھی وہ پہلے دیکھ چکی تھی لیکن اس نے کبھی نوز پن یوز ہی نہیں کی تھی۔۔ناک ہی نہیں سلا تھا تو وہ کیسے پہنتی۔۔۔

مما اگر ٹائم ہے تو ہم کچھ دیر جیولر کی شاپ پہ رک سکتے ہیں۔۔

کیوں۔۔اس وقت ایسے حالات میں تمہیں جیولری چاہیے انہوں نے ڈانٹا۔۔

نہیں۔۔بس کام ہے چھوٹا سا پلیز۔۔

بابا پلیز۔آپ رکوائیے گا۔۔عائشہ کی گھوری کو اگنور کرتے بابا سے کہا۔۔۔

اوکے دیکھتا ہوں۔۔انہوں نے حامی بھر لی تھی۔۔پھر کچھ دیر بعد وہ جیلور سے ناک بنوا رہی تھی ۔۔اور عائشہ اسے صدمے سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔اس نے نوز پن اپنی دی۔ تھی۔۔درد تو بہت ہوا تھا لیکن وہ عصام کی خوشی کے لیے برداشت کر سکتی تھی

تم پاگل ہو۔۔۔عائشہ بمشکل بول پائیں۔۔۔

ہاں جی۔۔اب آپ نے شادی کروائی ہے تو مجھے شوہر کی پسند کا خیال بھی تو رکھنا ہے نا۔۔آنکھ سے نکلتا پانی صاف کرتے وہ درد برداشت کرتے سرخ ہو رہی تھی۔۔

ہاہ۔۔اللہ نصیب اچھے کرے۔۔انہیں اچھا لگا تھا لیکن وقت ٹھیک نہیں تھا۔۔پر عشوے جانتی تھی اس سے بہترین وقت کوئی نہیں ہو سکتا۔۔عصام سے دور ہونے کے بعد اسے سمجھ آیا تھا کہ اس کے بنا وہ رہ ہی نہی سکتی۔۔۔پہلے جب دو ہفتوں کے لیے گیا تھا۔۔تب بھی اس کی ایسی ہی حالت لیکن وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔لیکن اب وہ فیصلہ کر چکی تھی۔۔کہ عصام کو کبھی خود سے دور نہیں کرے گی۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ لوگ کوٹ پہنچ چکے تھے۔۔وکیل اور رفاقت پہلے سے ہی روم کے باہر بیٹھے کچھ ڈیسکس کر رہے تھے۔۔۔

ان سے ملتے وہ لوگ بھی اپنی باری کا انتظار کرنے لگی۔۔دس منٹ بعد انہوں نے جانا تھا

سیٹھ علی کی بیوی ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔۔انہوں نے سٹیٹ منٹ لکھوا تو لی تھی لیکن کورٹ کے سامنے دیئت قبول کرنا ضروری تھا۔۔۔سیچوئیشن پھر سے سنگین ہو رہی تھی وقت گزر رہا تھا۔۔دس منٹ لمبے ہو رہے تھے۔۔

اسلام و علیکم۔۔ٹک ٹک کی آواز ان کے قریب رکی۔۔مسکراتی ہوئی وہ لڑکی۔۔

وعلیکم اسلام۔۔مسز سیٹھ۔۔بہت شکریہ آپ کے تعاون کا۔۔رفاقت نے اسے دیکھتے جگہ دی

اہاں۔۔۔اٹس اوکے اس میں میرا ہی فائدہ ہے تو میں کیوں نا اتی۔۔وہ انتہائی خوبصورت تھی۔۔اس کی مسکراہٹ سے گال پہ ننھا سا گڑھا نمایاں ہوا۔۔وہ اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پہ بیٹھی۔۔۔

اور مجھے مسز سیٹھ مت کہا کریں۔۔میرا نام نوشین ہے آپ مجھے میرے نام سے ہی پکاریں۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔کچھ دیر میں ان لوگوں کو بلایا گیا تھا۔۔۔

ہیئرنگ شروع کی گئی عشوے اور آبان سب سے پہلی لائن میں بیٹھے تھے دوسری میں حمید صاحب اور عائشہ تھے۔۔اور لوگ بھی تھے

ملزم کو لایا جائے۔۔عصام کو بلایا گیا تھا۔۔۔پولیس کسٹڈی میں عصام کو وٹنس باکس میں لایا گیا۔۔ بڑھی ہوئی داڑھی بڑھے ہوئے بال ایک مہینے میں اس کا حلیہ تبدیل ہو گیا تھا۔۔عشوے نے اسے ایک نظر دیکھا۔۔ناک میں ابھی بھی ہلکا ہلکا درد ہو رہا تھا

جی عدالت کی کاروائی شروع کی جائے۔۔جج نے اجازت دی۔۔

امید ہے کے آج اخری بار آپ کو ہمارے لیے زحمت ہو گی جج صاحب۔۔۔میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سیٹھ علی کی بیوہ۔۔نوشین صاحبہ نے دیئت لینے کا فیصلہ کیا ہے۔۔فائل جج صاحب کے ٹیبل پہ رکھتے وکیل نے کہا۔۔

اوبجیکشن مائلاٹ۔۔۔پروسیکیوٹر فوراً کھڑا ہوا۔۔

اگر پروسیکیوٹر کوئی سوالات کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں مس نوشین سے۔۔وہ جانتا تھا آرام سے تو نہیں بیٹھے گا۔۔

جی میں ان کی بیوہ کو بلانا چاہوں گا۔۔

ان کو وٹنیس باکس میں بلایا جائے۔۔جج نے اجازت دی۔۔

نوشین پر اعتماد چال سے چلتے اندر آئی۔۔اس کے سامنے قرآن رکھتے اس سے حلف لیا گیا۔۔

آپ کی عمر کیا ہے مس نوشین۔۔پروسیکیوٹر نے شروع کیا۔۔۔

جی ستائیس سال۔۔

اور اپ کے مرحوم شوہر کی۔۔

وہ ساٹھ ستر کے قریب ہونگے۔۔

تو آپ کو کیا ایسی ضرورت تھی ان سے شادی کرنے کی۔۔یا اپ جھوٹ بول رہی ہیں۔۔

مجھے ضرورت نہیں تھی انہیں ضرورت تھی۔۔بے باک انداز۔۔

کیسی ضرورت۔۔

جسمانی ضروریات۔۔جو ہر مرد کو کسی بھی عورت سے ہوتی ہیں۔۔اب میں واضح کر کے تو نہیں بتا سکتی نا۔۔

اہمم گلا کھنکارتے وکیل شاید شرمندہ ہوا۔۔

آپ انہیں منع کر سکتی تھیں۔۔کیا آپ ان کے بینک بیلنس سے ایمپریس ہوئی تھیں۔۔۔

نہیں۔۔مجھے انہوں نے خریدا تھا۔۔پانچ لاکھ میں۔۔۔سب کی نظریں نوشین پہ تھیں۔۔۔

میں سمجھا نہیںٹ۔۔کہنا کیا چاہتی ہیں۔۔۔

میں ایک طوائف خانے کی بے بس طوائف تھی۔۔جیسے وہاں کی رانی نے بیچ دیا تھا سیٹھ کے ہاتھوں ۔۔سیٹھ نے پہلے تو کچھ راتیں میرے ساتھ سہانی کیں۔۔پھر اسے لگا کہ میں اس کی بیوی بننے کے قابل ہوں تو اس نے مجھ سے نکاح کر لیا۔۔نکاح نامہ ساتھ لائی ہوں میں۔۔اپنے پرس سے نکاح نامہ نکال کے دیکھایا۔۔

وکیل نے دیکھتے جج صاحب کو پکڑایا۔۔انہوں نے دیکھ کے واپس شروع کرنے کا اشارہ کیا۔۔

میں نے دیئت لینے کا فیصلہ کیا ہے۔۔اور میں ابھی یہاں جج صاحب کے سامنے دوبارہ یہ اقرار کر رہی ہوں کہ مجھے دیئت دل سے قبول ہے نا کہ کسی زور زبردستی سے۔۔

اوکے۔۔مجھے کچھ سیکنڈ میں فیصلہ سناتا ہوں۔۔عدالت میں خاموشی چھا گئی۔۔۔

پھر دیئت کی رقم جو رفاقت ساتھ لایا تھا جج کے میز پہ رکھی۔۔ساتھ بیٹھے ہیلپر نے بیگ اٹھا کے سارے پیسے مشین میں ڈالے تو فوراً ہی رقم لکھی آگئی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔

عدالت۔۔عصام شیخ کو باعزت بری کرتی ہے۔۔اور حکم دیتی ہے کہ ان پہ کسی بھی قسم کا الزام اگر لگایا گیا ہے تو اسے ختم کر دیا جائے۔۔جج صاحب نے فیصلہ سناتے کیس بند کر دیا تھا۔۔

ہر ایک کے چہرے پہ مسکراہٹ چھائی۔۔

بابا۔۔آبان اٹھ کے عصام کے پاس آیا تھا۔۔اس سے لپٹتے وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔۔لیکن ابھی بھی عصام کے چہرے پہ مسکراہٹ نہیں آئی تھی۔۔

چلیئے سر۔۔کچھ پیپر ورک کرنا ہے پھر آپ گھر جا سکتے ہیں۔۔انسپیکٹر نے اسے اپنے ساتھ آنے کا کہا ۔۔باقی سب لوگ گاڑیوں کی طرف چلے گئے تھے عشوے عصام کے ساتھ تھانے آئی تھی۔۔وہ دونوں الگ گاڑی میں تھے انسپیکٹر کے ساتھ ان کا وکیل بھی تھا۔۔آبان عائشہ اور حمید رفاقت کے ساتھ جا رہے تھے وہ انہیں گھر ڈراپ کرنے والا تھا۔۔

تھانے میں آتے اس نے کچھ پیپرز پہ سائین کیے۔۔۔

مجھے اپنا سامان لینا ہے۔۔ایک دفعہ لاک اپ میں جا سکتا ہو۔۔۔

جی سر۔۔لے لیجئے۔۔انسپیکٹر نے اجازت دی۔۔عصام اٹھ کے چلا گیا۔۔انسپیکٹر اپنے کام میں مصروف ہوا تو عشوے بھی اٹھ کے اس کے پیچھے آئی تھی۔۔وہ لاک اپ کے اندر دیوار کے پاس سے کچھ اٹھا رہا تھا۔۔۔آہٹ پہ پیچھے مڑ کے دیکھتے سیدھا ہو۔۔

م۔۔۔میں آپ سے دور نہیں رہ سکتی وہ بھاگ کے اسکے قریب آئی۔۔

بے بسی سے اس کے ہونٹوں پہ جھکتے وہ شاید ایک مہینے کی پیاس بجھانا چاہتا تھا شاید۔۔اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے وہ شدت سے اپنے ہونٹ اس کے لبوں میں پیوست کر چکا تھا۔۔

اس کی شرٹ کو سختی سے بھینچتے وہ بدحواس ہوئی۔۔ناک۔کا درد غائب ہو چکا تھا۔۔

عصام بھول چکا تھا کہ اس وقت وہ حوالات میں ہے۔۔۔ہونٹوں کو قید کیے وہ اپنی ساری تھکن ان میں انڈیل رہا تھا۔۔

ب۔۔۔بس ہونٹوں کو صاف کرتے وہ پیچھے ہوئی۔۔

لیکن وہ اسے اپنی قید میں لیے بالوں کی خوشبو میں مدہوش ہوا تھا

عشوے اپنی گردن پہ اسکے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے تیز تیز سانس لے رہی تھی۔۔عصام۔۔گھر چلیں۔۔وہ پگھل رہی تھی۔۔۔

برداشت نہیں ہو رہا تو نوز پن کیوں۔۔۔اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے سرخ ناک کو دیکھا۔۔پھر جھک کے اس پہ لب رکھ دیئے۔۔

م۔۔میں۔۔وہ۔۔

کچھ بھی نہیں ۔۔وہ پھر سے اس کے ہونٹوں پہ جھکا۔۔

ہم۔۔۔پہلے گھر چلیں۔۔۔ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے اسے روکا۔۔

ہاں۔۔اس کی کلائی پکڑتے ہتھیلی چومی۔۔جو اس کے ہونٹوں سے لگی تھی۔۔۔

پہلے گھر جانا چاہیے۔۔پیچھے مڑتے اس نے زمین سے کچھ اٹھایا۔۔اسے دیکھ کے عشوے کی آنکھیں کھلی تھیں۔۔

عصام۔۔یہ گن۔۔۔

چپ رہیں۔۔اس کی کلائی پکڑتے وہ لاک اپ سے باہر نکلا۔۔دو لاک اپ چھوڑ کے اگلے لاک اپ میں دانیہ سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھی تھی۔۔اسے وہاں سے آزاد کرنے والا کوئی نہیں تھا۔۔

لیکن ایک تھا۔۔اس کا مسیحا۔۔عصام شیخ۔۔پستول سے نشانہ باندھتے اس کی کنپٹی پہ سٹ کیا۔۔پھر ٹریگر دبا دیا۔۔گولی چلنے کی کوئی آواز نہیں آئی۔۔دانیہ کے جسم نے ایک ہچکولہ لیا تھا۔۔پھر بیٹھے بیٹھے ہی وہ زمین پہ گر گئی۔۔۔وہ ازاد ہو گئ تھی۔۔۔عشوے نے بمشکل اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے چیخ روکی تھی۔۔عصام۔نے اس کی طرف دیکھا پھر اس کا ہاتھ اٹھایا۔۔

غلط نہیں کیا میں نے۔۔اس کا چہرہ اوپر کرتے آنکھوں میں جھانکا۔۔اپ۔کو خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔اس کی کلائی تھامتے وہ واپسی کے لیے مڑا۔۔۔عشوے گھسیٹتے چہرے کے ساتھ اس کے پیچھے تھی باہر نکلتے انسپیکٹر کو گردن ہلا کے اللہ حافظ کہا تھا اس نے

ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔گاڑی رفاقت نے بھجوا دی تھی۔۔وہ دونوں اس وقت ساتھ تھے۔۔

اپنے گھر۔۔

اور آبان۔۔

وہاں اس کا خیال نہیں رکھیں گے۔۔الٹا سوال۔۔۔

رکھیں گے کیوں نہیں رکھیں گے وہ ہڑبڑائی۔۔

تو اسے کچھ دن وہیں رہنے دیں۔۔۔

کیوں۔۔وہ آپ کو مس کر رہا تھا اور اپ اسے وہیں چھوڑنے کی بات کر رہے ہیں۔۔

میں بھی آپ کو مس کر رہا تھا۔۔اور اب میں کوئی ڈیسٹربنس نہیں برداشت کروں گا۔۔۔

وہ آپ کا اپنا بیٹا ہے۔۔عشوے نے گھورا۔۔

تو۔۔اسے ہمارے بیچ آنے دوں۔۔۔

نہیں۔میرا مطلب ہے وہاں کیسے رہے گا میں بھی نہیں ہوں۔۔اور پھر وہ آپ کے لیے کتنا اداس تھا ۔۔

اوکے اس نے گاڑی کا رخ موڑا۔۔ایک دم سے اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔۔۔آپ کو وہیں چھوڑ کے اسے لے آوٗں گا۔۔گاڑی کی سپیڈ تیز کرتے جارہانہ انداز میں کہا۔۔

ع۔۔عصام آپ اتنے جلدی۔۔

خاموش رہیں۔۔اسے بریک لگایا۔۔گاری کی سپیڈ تیز سے تیز ہو رہی تھی۔۔

پلیز گاڑی سلو کریں۔۔ہوا کی طرح وہ گاڑیاں کراس کر رہے تھے۔۔

عصام ان سنی کرتے ڈرائیو کرتا رہا۔۔پانچ منٹ میں عشوے کے گھر کے سامنے گاڑی روکی۔۔

اتریں۔۔اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔۔۔عشوے بس اسے دیکھ کے رہ گئی۔۔

اتریں۔۔۔

نہیں۔۔میں ساتھ جاؤں گی۔۔وہ بیٹھی رہی۔۔عصام نے آگے ہوتے اسے باہر نکالا۔۔جھٹکا لگنے سے اس کے پیٹ میں ٹھیس سی اٹھی تھی۔۔

ع۔۔عصام۔۔۔آرام سے۔۔بیلنس سیدھا کرتے وہ مشکل سے کھڑی ہوئی تھی۔۔عصام نے کندھے سے پکڑتے اسے سہارا دیا۔۔

بیٹھیں۔۔میں آبان کو لے کے آتا ہوں۔۔اسے واپس بیٹھا دیا۔۔۔

ہاں بس مجھے تکلیف دینے میں مزہ آتا ہے۔۔۔

ہاں جیسے آپ کو میرا دل توڑنے میں۔۔

اگر دل توڑنا ہوتا نا تو یہ نوز پن اس وقت یہاں نا ہوتی انگلی سے ناک کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

تو پھر مجھ سے فرار کیوں ہونا چاہ رہی ہیں۔۔۔

فرار نہی ہونا چاہتی۔۔بس آبان کو ساتھ لے کے چلتے ہیں۔۔۔اسے اس کی بھی فکر تھی۔۔وہ جانتی تھی آبان نے اسے کتنا مس کیا تھا

کاش آپ اسٹیپ مدر کی طرح اس کے ساتھ بی ہیو کریں۔۔

گاڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔

اب لے آئیں۔۔عشوے نے اسے یاد دلایا

اوکے۔۔

میں بھی آتی ہوں۔۔میں نے بھی سامان لینا ہے۔۔۔

اوکے۔۔وہ اس کا اشارہ سمجھتے مسکرایا۔۔

پھر آبان کو لے کے وہ لوگ گھر آگئے تھے۔۔ماما نے کہا تھا کھانا کھا کے جاو۔۔لیکن عصام کو پہلے اپنا حلیہ درست کرنا تھا۔۔کھانا عائشہ نے پیک کر دیا تھا۔۔

ہم لوگ ہوٹل سے لے لیں گے۔۔۔

ہوٹلوں سے بھی کھاتے رہنا۔۔یہ۔لے جاؤ۔۔ابھی جا کے فوراً سے تو نہیں بنے گا نا۔۔اسرار کر کے دے ہی دیا۔۔

گھر آ کے عصام پہلے فریش ہوا تھا

عشوے کچن میں آگئی۔۔کھانا وغیرہ گرم۔کرنے۔۔

میں سیلون جا رہا ہوں۔۔۔واپسی پہ روٹیاں لیتا آؤں گا۔۔آپ سالن بنا لیں بس۔۔

وہ کچن کی صفائی کر رہی تھی جب عصام فریش فریش سا وہاں آیا۔۔

گھر میں کچھ ہے ہی نہیں بنانے کے لیے۔۔شیلف سے چمچ اٹھا کے کیبن میں رکھی۔۔ویسے بھی لانے کی کیا ضرورت ہے۔۔مما نے دیا تو ہے۔۔

اوکے آپ اور آبان کھا لینا۔۔مجھے دیر ہو جائے شاید۔۔

کتنے بجے آئیں گے۔۔

جلدی آجاؤں کوشش کروں گا۔۔آپ بس آبان کو سلا دینا۔۔کہتے وہ باہر چلا گیا۔۔

آبان کو کیوں سلاوں۔۔وہ سوچ رہی تھی۔۔پھر ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہنسی۔۔اب تو نہیں سلانا۔۔سر ہلاتے وہ واپس کام میں مصروف ہو گئی

\---------------

بھائی کی شادی پہ بھی نہیں آؤ گے۔۔عزت اپنے کمرے میں لیٹی چھت کو گھور رہی تھی پھر کچھ سوچتے ریض کو میسج کیا۔۔

دس منٹ پھر بیس۔۔پھر آدھا گھنٹہ گزر گیا ریض کا جواب نہیں آیا۔۔آج کل ایسا ہی ہو رہا تھا۔۔ان کی فیس ٹو فیس بات ہوئے دو ماہ ہونے کے قریب تھے۔۔پلوشہ نے عائشہ سے بات کی تھی لیکن انہوں نے کہہ دیا تھا کہ وہ ریض کی منگنی کر چکے ہیں۔۔انہیں کنوینس کرنا اب پلوشہ کے بس کی بات ہی نہیں تھی سیم وہی سب جیسے عشوے کے لیے پلوشہ کرتی تھیں اب عائشہ کر رہی تھیں۔۔عزت بھی کچھ سنبھل گئی تھی۔۔ریض سے بات ہوتی تھی لیکن بہت کم۔۔جب بھی ہوتی وہ ایسے ہی رپلائی کرتا تھا۔۔شاید وہ اس سے تھک چکا تھا۔۔تین گھنٹے بعد اس کا جواب آیا تھا۔۔

شاید۔۔ایک لفظ بس۔۔

ٹھیک ہے۔۔عزت فورا رپلائی کر دیتی تھی۔۔

عشوے چلی گئی۔۔اس کا کوئی میسج نہیں آیا تو عزت نے دوبارہ کیا۔۔

جی۔۔پھر ایک لفظی جواب۔۔

عصام بھائی رہا ہو گئے۔۔۔دوبارہ میسج کیا۔۔

ہاں جی۔۔آج ہی ہوئے ہیں۔۔وہ مووی دیکھ رہا تھا۔۔

اچھا۔۔۔عزت نے رپلائے کیا۔۔

اس طرف سے کوئی میسج نہیں آیا عزت نے موبائل رکھ دیا۔۔وہ خود پہ اتنا کنٹرول کرتی تھی پھر بھی دن میں ایک دو بار وہ ریض کو میسج کر ہی لیتی تھی۔۔ماہ بیر کی شادی میں بھی بیس بائیس دن رہتے تھے۔۔اس کی تیاری میں مشغول پلوشہ عزت کو دیکھ ہی نہیں رہی تھیں۔۔انہیں لگتا تھا اگر وہ اسے دیکھیں گی تو شاید اپنے بیٹے کی خوشیوں کو بھول جائیں گی۔۔ان سے دل اچاٹ ہو جائے گا۔۔۔پہلے ہی وہ اس کے ساتھ اتنا کچھ کر چکی تھی اب اور نہی ۔۔غزت کے لیے ابھی بہت وقت تھا۔۔انہیں یقین تھا ان کی بیٹی بھی اپنے حصے کی خوشیاں ضرور حاصل کرے گی۔۔

رات کو جب وہ واپس ایا تو ابان عشوے سے لپٹا سو رہا تھا۔۔

واہ۔۔اج کی رات تو میری باری ہے اور یہ محترم۔۔اگے ہو کے اسے عشوے سے الگ کیا۔۔

بابا۔۔اپ اگئے۔۔اس نے پٹ سے انکھیں کھولیں۔۔

نہیں۔۔اپ خواب دیکھ رہے ہیں۔۔واپس سو جائیں۔۔۔

اپ بھی یہیں سو جائیں۔۔دوبارہ عشوے کی طرف کھسکتے اس کے لیے جگہ بنائی۔۔

نہیں بیٹا۔۔اپ اپنے کمرے میں سوئیں گے۔۔

باباکیا ہے یار۔مجھے مما کے ساتھ سونے کی عادت ہو گئ ہے۔۔اپ چلے جائیں۔۔۔وہ اٹھ کے بیٹھا۔۔۔

مجھے بھی عادت ہے۔۔اور میری زیادہ عرصے کی عادت ہے۔۔وہ بھی بچہ بنا۔۔

ایک کام کرتے ہیں۔۔کچھ سوچتے اس نے عصام کو دیکھا۔۔

ہوں۔۔وہ اسے بڑے ضبط سے دیکھ رہا تھا۔۔

مما کو درمیان میں کریں۔۔ایک طرف اپ سو جائیں ایک طرف میں۔۔

جی نہیں۔۔چپ چاپ اپنے روم میں جائیں۔۔

بابا۔۔کیا ہے اپ کو ڈیسٹرب نہیں کروں گا میں۔۔۔

بیٹا تم نا بھی کرو تو تمہارے سامنے کچھ نہیں کر سکتا میں۔۔وہ وسپرنگ میں بات کر رہے تھے۔۔۔

اپ کو ایسا کیا کرنا ہے جو۔میرے سامنے نہیں کر سکتے۔۔۔

بتا بھی نہی سکتا۔۔وہ الجھا۔۔

تو میں سو جاوں گا نا۔۔اپ کر لینا۔۔

اٹھو یہاں سے۔۔عصام نے زبردستی اسے اٹھانے کی کوشش کی۔۔۔

مما۔۔مما۔۔ابان کی اواز اونچی ہوئی اور عشوے کی انکھ کھل گئ۔۔۔

ک۔۔کیا ہو رہا ہے۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں ایا۔عصام ابان کو گھور رہا تھا اور ابان روہانسا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

یہ اپ نے اسے اپنے ساتھ سلانے کی عادت کیوں ڈالی ہے جا ہی نہیں رہا اب یہاں سے۔۔

مما کے گھر میں زیادہ روم نہیں تھے ساتھ ہی۔۔

تو۔۔ریض کے ساتھ سلانا تھا اسے۔۔

کیا ہو گیا ہے عصام۔۔اس کے ماتھے کے بل عشوے کو بلکل بھی اچھے نہیں لگے۔۔۔

اسے اپنی زبان میں سمجھا دیں ورنہ میری باتیں اپ کو ہی بری لگیں گی۔۔وہ عشوے پہ غصہ ہونے لگا ۔۔۔

اچھا اچھا۔۔جاتا ہوں۔۔اپ تو بس ڈانٹنے ہی لگ جاتے ہیں۔۔ابان بیڈ سے اترتے جوتے پہنے لگا۔۔۔

مما بابا نے اپ کو سونے نہیں دینا میں بتا رہا ہوں۔۔۔جاتے جاتے عشوے کو دیکھا۔۔۔

اسی لیے اپ کو بھگا رہے ہیں کہ ہم جاگ سکیں۔۔عصام نے اسے جتایا۔۔

عصام۔۔عشوے نے دانت کچکچائے۔۔

تو میں بھی جاگ لوں گا۔۔ابان رکا

تم جاو میرے باپ تمہارا یہاں کوئی کام نہی ہے۔۔عصام۔نے اسے باہر دھکیلا۔۔۔

لاک مت کیجیے گا۔۔۔مجھے واپس بھی انا پڑ سکتا ہے۔۔

میں دونوں لاک لگاؤں گا۔۔۔کوئ مسلہ ہوا تو خود ہی سولو کر لینا۔۔اسے کمرے کا راستہ دیکھاتے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

ویڈیو بنا لیجیے گا مما۔۔میں دیکھو گا بابا کیا کرتے ہیں۔۔وہ باہر نکلتے نکلتے کہہ گیا۔۔

اپ اسے کیوں خراب کر رہے ہیں۔۔۔عشوے نے اسے ٹوکا۔۔۔

ایسے کرے گا تو کسی دن اسے میں کہیں چھوڑ آؤں گا۔۔۔بیڈ پہ بیٹھتے جوتے اتارے۔۔۔

اپ کی اپنی ہی اولاد ہے نا۔۔مشکوک نظروں سے دیکھتے عشوے پیچھے سرکی تھی کیونکہ عصام کا ہاتھ اس کی شرٹ کو پکڑ چکا تھا۔۔

یہی تو مسلہ ہے سارا۔۔میری ہی اولاد ہے۔۔دور ہوتی عشوے کو اپنے قریب کیا۔۔یہ اپ کے انے سے پہلے بڑا شریف تھا۔۔اپ نے پتہ نہیں کیا کھیلایا ہے اسے۔۔۔اس کے بالوں کو سمیٹتے جوڑا بنایا۔۔

یہاں کچھ لگا لیتیں۔۔ناک ابھی بھی ہلکی ہلکی سرخ تھی۔۔

اس نے لگایا تھا۔۔اب درد نہیں ہو رہا۔۔اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اس کی گردن کو دیکھ رہی تھی ۔۔شہہ رگ کے اوپر چھوٹا سا گولا بنا ہوا تھا جو ابھرا ہوا تھا۔۔۔

عصام نے اس کا چہرا اوپر کرتے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے شرارت کی۔۔

یہ زیادہ میٹھے ہو گئے ہیں۔۔دوبارہ ایسے ہی کیا۔۔

اپ کو وہم ہے۔۔وہ مسکرائی۔۔

اچھا۔۔۔اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔۔

یہ نمکین ہے۔۔۔ہر ہر حصے کا اپنا زائقہ۔۔

بابا۔۔زبان کی نوک اس کی کان کی لو سے ٹکرائی ہی تھی کے ابان کی آواز ائی

نیند کی گولیاں نہیں ہیں ہمارے پاس۔۔گہری سانس لیتے پیچھے ہوا۔۔

ہاہاہا۔عشوے کھکھلا کے ہنسی۔۔

نا کریں یار۔۔دروازہ کھولتے اسے روکا۔۔

بابا۔۔وہ اپ کا سیکرٹ کیمرہ۔۔۔لینا تھا۔۔شریفوں کی طرح نظریں جھکائےابان اندر ایا۔۔۔پھر ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑا کیمرہ اٹھایا۔۔عصام نا سمجھی سے اور عشوے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

یہ کیوں۔۔۔

وہ بابا۔۔ریض نے مجھے بتایا تھا۔۔لپ ٹاپ پہ کنیکٹ کرنا۔۔نیند نہی ارہی تھی تو میں اپ لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔مزے سے کہتے باہر نکل گیا۔۔جبکہ عصام منہ کھولے بند دروازہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہاہاہا۔۔بچارہ عصام۔۔۔۔

رکیں میں اتا ہوں۔۔۔عصام ابان کے پیچھے باہر نکلا۔۔

رکو زرا۔۔وہ سامنے ہی جا رہا تھا۔۔

جی بابا۔۔ معصومیت سے اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔۔

جو ابھی کہہ کے ائے ہو۔۔۔واقع سچ تھا۔۔اسے لگا شاید مزاق ہو۔۔

جی۔۔اپ کا اور میرا اس وقت مزاق نہی ہے۔۔

میں نے دیکھا جب اپ نے مما کو یہاں پیار کیا۔۔اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھتے اسے شاک کیا۔۔

اوکے۔۔ تحمل سے اسے دیکھا۔۔

یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔انہیں بس ناک میں درد ہو رہا تو میں نے۔۔۔

ان کی نک پہ تو درد نہیں تھا۔۔معصومیت سے انکھیں پٹپائیں۔۔۔

یہ مجھے دو۔۔۔اس کے ہاتھ سے کیمرہ لیا۔۔یہ میں توڑ رہا ہوں۔۔زمین پہ مارا۔۔بڑی مشکل سے وہ اسے برداشت کر رہا تھا۔۔۔

یہ۔۔نکال لیا ہے میں نے۔۔کیمرہ تو اس کی ہتھیلی میں تھا۔۔۔ہتھیلی سامنے کی۔۔

بڑے کمینے ہوں۔۔۔منہ میں بڑبڑا کے رہ گیا۔۔

یہ لے لیں اپ اب میں نے کیا کرنا ہے ویسے بھی۔۔اسے دیتے وہ اپنے کمرے کی طرف چل دیا ۔۔عصام اس کے پیچھے گیا۔۔۔

یہ لپ ٹاپ اب ہر گز نہی ملے گا۔۔

مت دیں بابا۔۔میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔اداسی کا ڈرامہ کرتے وہ اپنے سنگل بیڈ پہ لیٹ گی۔۔عصام نے زرا بھی رحم نہیں کیا۔۔اورلپ ٹاپ اٹھا کے اپنے کمرے میں لے ایا۔۔

حد ہے یار۔۔سارا موڈ خراب کر دیا ہے اس لڑکے نے۔۔

اون تھا کیمرہ کیا۔۔؟ عشوے نے پوچھا۔۔۔

جی اور اس نے سب دیکھا بھی ہے۔۔وہ تو شکر ہے جلدی پہنچ گیا یہاں کیمرہ لینے ورنہ پتہ نہیں۔۔ مجھے تو پتہ بھی نا چلتا اور وہ۔۔۔جھرجھری لی۔۔۔

ہاہاہا۔۔کیسا لگ رہا ہے پھر۔۔اسے چھیڑا۔۔۔

اپ تو کچھ کہیں ہی مت۔۔اپ کی وجہ سے لے کے ایا ہوں اس ابان کو۔۔ورنہ وہیں سڑتا رہتا تو اچھا تھا۔۔

ایسے ہی سڑتا رہتا۔۔۔اس کی ماں ابھی زندہ ہے۔۔

بس بس۔۔ماں۔۔اسے گھورتے وہ لیٹ چکا تھا۔۔۔

اب لائٹ بند کر دیں۔۔کہیں کچھ اور نا لگایا ہوا ہو۔۔

غصہ نا کریں۔۔۔اس نے بس شرارت کی ہے۔۔۔

ایسی شرارتیں کون کرتا ہے۔۔بے شرمی والی اپنے ماں باپ کو ہی نہیں بخشا۔۔عصام نے لیٹتے اپنی طرف گھسیٹا۔۔

اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے لائٹ اوف کر دی۔۔۔

عصام شیخ کا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ بیٹا کہتی اس کے ہونٹوں پہ کفل لگ چکے تھے۔۔

کبھی دن تیزی سے گزر رہے تھے تو کبھی لمحہ مشکل سے سرک رہا تھا۔۔ابان کو سکول داخل کروا کے عصام کچھ حد تک پرسکون ہو گیا تھا۔۔

بابا اپ افس نہی جا رہے کیا اج کل۔۔۔وہ ابھی سکول سے واپس ایا تو عصام روز کی طرح ٹیوی لاونج میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔۔

نہیں۔۔ایک نظر اسے دیکھا جو بیگ اتار رہا تھا۔۔عشوے پانی نکال رہی تھی۔۔

کیوں۔۔۔اس سے سلام کرتے پاس بیٹھا۔۔

تمہاری مما اکیلی ہوتی ہیں تو اس لیے۔۔۔

اپ نے مجھے سکول ہی اسی لیے بھیجا ہے نا۔۔تاکہ اپ سکون سے مما کو پیار کریں۔۔

یار۔۔عصام بس گردن ہلا کے رہ گیا۔۔اب کیا کہتا اسے۔۔۔

ماما اج کھانے میں کیا بنایا ہے۔۔وہ کچن کی طرف ایا۔۔پھر عشوے کو ہگ کیا۔۔

کچھ خاص نہیں گوبھی کا سالن اور روٹیاں۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔اس کا ہاتھ پکڑتے باہر لے ایا۔۔

مجھے ابھی روٹی بنانی ہے۔۔

اپ کو یاد ہے نانو نے کہا تھا گرمی میں کام نہیں کرنا۔۔۔اسے یقشد دلایا۔۔

ہاں یاد ہے۔۔صوفے پہ بیٹھتے عصام کو دیکھا جو۔۔پر سوچ نظروں سے ابان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ماما اپ بابا سے کہیں وہ میڈ رکھ دیں۔۔عشوے کے ساتھ بیٹھتے اس کی گود میں سر رکھا۔۔۔

ہاں پہلے تم کم ہو جو میڈ بھی منڈلانے لگے آس پاس۔۔اسے دیکھتے سوچا۔۔

زیادہ چپکو مت۔۔۔دور رہو مما سے۔۔عصام نے ٹوکا۔۔۔

اپ کی طرح نہیں چپک رہا۔۔اس کے پیٹ کی طرف منہ کرتے انکھیں بند کیں کیونکہ عصام کے ماتھے پہ اتنے بل وہ نہی دیکھنا چاہتا تھا۔۔

مما اپ بعد میں پیدا ہو جاتیں۔۔کافی دیر بعد ابان کی اواز ائی تھی۔۔۔

ہیں۔۔ہیں۔۔وہ کیوں۔۔عشوے نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔

مجھے اپ سے شادی کرنی تھی۔۔

کیا۔۔۔وہ اچھلی۔۔

کیا ہو گیا ہے۔۔بس کہہ رہا ہوں۔۔بابا جیسے انسان کو اپ ڈیزرو نہی کرتیں۔۔عصام اس کی باتیں خاموشی سن اور برداشت کر رہا تھا

۔اج کل وہ کچھ زیادہ ہی مما مما کر رہا تھا۔۔

کیوں۔۔کیا ہے انہیں۔۔۔اتنے اچھے ہیں کیئرنگ ہیں۔۔

ان کی حرکتیں دیکھی ہیں مما اپ نے۔۔وہ اٹھ کے بیٹھا۔۔

کیسی ہیں میری حرکتیں۔۔عصام نے غصے سے لپن اپ بند کر دیا۔۔

بہت چیپ ہیں۔۔ارام سے کہا گیا۔۔

فار ایگزیمپل۔۔کڑوا گھونٹ پیتے عصان نے اسے دیکھا

اپ مما کر پریشان کرتے ہیں۔۔۔انہیں اور ان کے کان کھاتے ہیں۔۔

وہ تو تم میرے بھی کھا رہے ہو ابھی۔۔۔

ایسے نہیں۔۔۔ایسے۔۔تھوڑا اونچا ہو کے اس نے عشوے کے کان کی لو سے ہونٹ ٹچ کیے۔۔۔

عصام کا دل کر رہا تھا وہ کہیں ڈوب مرے۔۔بال نوچتے وہ کھڑا ہوا۔۔پھر ابان کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔

یہ جو تمہاری مما ہیں نا۔۔۔یہ بیوی ہیں میری۔۔میں ان کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔اور ائندہ اگر اپ نے ایسی باتیں دوبارہ کیں۔۔تو میں اپ کو بورڈینگ چھوڑ آؤں گا۔۔دھمکی دی۔۔

اپ مجھے پریشان کر رہے ہیں بابا۔۔مجھے بلکل بھی اچھا نہی لگتا اپ جب مما کو ایسے تنگ کرتے ہیں۔۔۔

مما اتنا تنگ نہی ہوتیں جتنا اپ ہو رہے ہو۔۔

میں اپنی بیٹی کو اپ دونوں سے دور رکھوں گی۔۔اپ دونوں ایک جیسے ہو۔۔۔بلکل بھی شرم نہی اتی ۔۔عشوے بمشکل بول پائی تھی۔۔۔وہ دونوں ایسے لڑ رہے تھے جیسے کس لڑکی کے دو عاشق لڑتے ہیں۔۔۔

نہیں اتی شرم۔۔دونوں نے ایک ساتھ کہا تھا۔۔۔

سچ میں۔۔اپ لوگوں کا کچھ نہی ہو سکتا۔۔وہ۔اٹھ کے چلی گئ۔۔پیچھے عصام ابان کی کلاس لیتا رہا ۔۔۔اور ابان شرافت سے کھڑا رہا۔۔اخر میں سوری بول کے اس نے بات ختم کی۔۔لیکن جو چیز اس کے دماغ میں ایک بار اگئ۔۔وہ جانے مشکل ہی تھی

کب آؤ گی اب یہاں۔۔۔اسے وہاں سے گئے دو ہفتے ہو گئے تھے اور عشوے نے ایک چکر بھی واپس مما کے گھر نہی لگایا تھا۔۔۔

بس کچھ دنوں تک میں اور ابان اپ کے پاس دوبارہ شفٹ ہو رہے ہیں۔۔ماہ بیر کی شادی کی وجہ سے اس کا پلین وہیں مما کے گھر رکے لیکن عصام کو ابھی اس بات کا پتہ ہی نہی تھا۔۔

کتنے دن رکو گے۔۔وہ خوش ہو گئیں۔۔

شادی تک۔۔ابان سکول گیا ہوا تھا اور عصام کی اج کوئی میٹنگ تھی اس لیے وہ اس وقت گھر موجود نہی تھا۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔تمہارے دو جوڑے بنوائے ہیں میں نے۔۔خود بھی شاپنگ کر لینا عصام کے ساتھ جا کے۔۔

اپ کے ساتھ اوں گی۔۔ابان کے بھی لینے ہیں۔۔اپ ساتھ ہونگی تو اچھا رہے گا۔۔۔

پہلے اپنے میاں سے پوچھ لینا۔۔وہ کیا کہتا ہے۔۔یہ نا ہو اسے برا لگے

انہیں اج کل سوائے ابان کے اور کچھ برا نہی لگ رہا۔۔جس طرح کے ان کے حالات ہے مجھے تو لگتا ہے وہ اسے کہیں چھوڑ ہی نا آئیں۔۔۔صرف سوچا بولا کچھ نہی۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔۔میں کام کر رہی ہوں پھر بات کروں گی۔۔۔

اچھا۔۔ایک بات بتائیں۔۔۔جلدی سے بولی۔۔۔

ہاں بولو۔۔

اپ نے ریض کے لیے جو لڑکی دیکھی ہے اس کی پکچر تو بھیج دیں۔۔

میرے پاس تو نہی ہے اس کی تصویر۔۔شادی پہ او گی تو دیکھ لینا۔۔

چلیں ٹھیک ہے۔۔۔میں رکھتی ہوں۔۔۔پھر اس نے کال بند کر دی

عصام کا نمبر ڈھونڈھ کے اسے کال کی۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔

واعلیکم اسلام۔۔وہ ابھی میٹنگ کے لیے جا رہا تھا۔۔خیرت ہے۔۔چلتے چلتے رکا۔۔اس کا فور منتھ سٹارٹ تھا۔۔

جی جی۔۔وہ مجھے پوچھنا تھا کہ کچھ دن امی کے گھر رہ اوں۔۔۔معصومیت سے پوچھا۔۔۔

نہیں۔۔واپس اکے بات کریں گے۔۔اور۔۔وہ رکا۔۔

اپنا خیال رکھیں اور فالتو باتیں مت سوچیں۔۔۔چیٹا سفید انکار تھا سمجھو۔۔اور عشوے منہ پھلا چکی تھی ۔۔

اچھا۔۔کال کاٹ دی۔۔۔

عصام جب واپس ایا تو عشوے ناراض تھی۔۔

وہاں جانا کیوں ہے۔۔اگر جانا بھی ہے تو رکنے کے لیے نہیں ویسے ملنے چلے جاتے ہیں۔۔۔ٹائی ڈھیلی کرتے اس کے پاس بیٹھا۔۔

نہیں نا۔۔شادی ہے ماہ بیر کی۔۔وہ پانی لانے کے لیے اٹھنے لگی تو ماہ بیر نے روک لیا۔۔

بھائی بولا کریں ساتھ۔۔گھورا۔۔

انسیکیور کیوں ہو رہے ہیں اس کے لیے۔۔اب میرا اس سے کوئی ایسا ویسا ریلیشن نہیں ہے۔۔

کیا نہیں ہونا چاہیے انسیکیور۔۔اسے دیکھا۔۔بے شک نا ہو۔۔لیکن اپ کو بھائی کہنا چاہیے۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔اب اجازت دیں۔۔چلی جاوں۔۔؟ ابان کو ساتھ لے کے جاؤں گی۔۔

نہیں جانا۔۔جب شادی ہو گی تو ساتھ چلیں گے۔۔۔

ایسے مزاہ نہی ائے گا۔۔۔وہاں انجوائے کریں گی۔۔عشوے نے اسے دیکھا

ہم لوگ رسم۔شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے چلے جائیں گے اور جب سب سو جائیں گے تو پھر واپس ائیں گے۔۔اپ۔کا انجوائے منٹ پورا ہو جائے گا۔۔

واہ۔۔۔کبھی میری بھی بات مان لیا کریں۔۔

ساری اپ کی ہی مانتا ہوں۔۔

بس کہتے ہیں مانتے کچھ بھی نہی ہیں۔۔۔منہ پھلاتے پاس سے اٹھ گئ۔۔عصام بس دیکھ کے رہ گیا ۔۔اب اسے کیسے بتاتا کے اس کا عشوے کے بنا گزرا ہی نہیں ہوتا۔۔اتنے دن کیسے رہتا۔۔۔

میں نے شادی میں جانا ہی نہی ہے اب۔۔ڈائنگ ٹیبل سے گلاس اٹھا کے نیچے سے شیٹ ٹھیک کی۔۔

یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔۔تسلی سے پاوں پسارے

عصاااام۔۔۔اپ خود بھی تو افس ورک کے لیے دو دو دن نہیں اتے۔۔

اپ بدلا لے رہی ہیں۔

نہیں۔۔بس تین دن کی بات ہے۔۔پلیز جانے دیں۔۔وہ واپس ائی۔۔۔

اچھا۔۔جانا کب ہے۔۔

منڈے کو۔۔اور ابھی شاپنگ بھی کرنی ہے۔۔اس کے پاس بیٹھتے خوشی سے کہا۔۔

اچھا۔۔عصام نے اسے دیکھا۔۔نوز پن ناک میں جھلملا رہی تھی۔۔

اب مجھے کیا ملے گا۔۔۔

کیا مطلب۔۔وہ ٹھٹھکی۔۔

مطلب یہ کے۔۔۔میں نے اپ کو اجازت دی ہے جانے کی۔۔تو اب مجھے اس خوشی میں کیا ملے گا۔۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔منہ بناتے وہ کھسکی۔۔

کچھ کھانے کے لیے ہی دے دیں۔۔بھوک لگی ہے۔۔۔ہونٹوں پہ نظر جمائی۔۔

لاتی ہوں۔۔سٹپٹاتے اٹھی۔۔پھر دوسری طرف سے ہو کے وہ کچن میں ائی۔۔اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ راستے میں ہی پکڑ لیتا۔۔ابان بھی انے والا تھا۔۔فریج سے کباب نکالے جو مما نے بنا کے بھیجے تھے۔۔پھر انہیں فرائی کر کے عصام کو دیے

میری بھوک یہ نہی مٹا سکتے۔۔ایک اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

فلحال تو یہی ہے۔۔باقی چیزوں کا انتظام رات کو کیا جائے گا۔۔گردن اکڑاتے شہانہ انداز میں کہا۔۔وہ مسکرایا۔۔زندگی سکون کی راہ پہ روان دواں تھی

شام کے سائے پھیل رہے تھے۔۔وہ گھر کی پچھلی طرف بنی ایک چھوٹی سی دیور جس پہ پہلے بنچ سا بنا ہوا تھا اس پہ اداس سی بیٹھی تھی جب مورے اسے ڈھونڈھتے وہاں ائیں۔۔

عزت اپنی شکل سیدھی کر لو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔اس کے قریب اتے ڈانٹا۔۔۔

میرے بس میں نہیں ہے۔۔۔بے بسی سے انہیں دیکھا۔۔۔

کیوں نہی ہے بس میں۔۔سب کچھ بندے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔۔۔تم مسکرانا چاہو تو تمہیں کوئی نہیں روک سکتا۔۔

لیکن میں چاہ ہی تو نہی پا رہی نا۔۔م۔۔میں کتنا خود کو روکتی ہوں مورے دل اتنی ہی تیزی سے اس طرف ہمکتا ہے۔۔میں خود کو تو سنبھال لوں لیکن دل کو کیسے۔۔اس۔نے جاب بھی چھوڑ دی تھی ۔۔دل ہی نہیں کرتا تھا کچھ کرنے کو۔۔

میری بات مانو۔۔اور بھول جاو سب۔۔بھائی کی شادی ہے کوئی ہلا گلا کرو۔۔

کوئی اور راستہ نہی ہے۔۔وہ کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔۔۔

اور کیا راستہ ہو سکتا ہے۔۔وہ اس کے پاس بیٹھیں۔۔۔

ہم لوگ میرا مطلب میں اور ریض چھپ کے نکاح کر لیتے ہیں۔۔

ہر گز نہی۔۔اور ایسا سوچنا بھی مت۔۔

کیوں۔۔کیوں نا سوچوں۔۔میں بھائی کی طرح کمزور نہی بنوں گی۔۔۔

ایسی بہادری کا کوئی فائدہ نہی ہے عزت جس سے بندا منہ دیکھانے کے قابل بھی نا رہے۔۔

نا دیکھیں۔۔کم سے کم میرا دل تو پرسکون ہو گا نا۔۔۔

نہیں ہو گا۔۔۔پھر کسی اور چیز کے لیے مچلے گا۔۔۔ایسا ویسا کوئی قدم اٹھاو گی تو ماں باپ شکل دیکھنا پسند نہیں کریں گے تمہاری۔۔پھر تمہارا دل ان کی محبت میں تڑپے گا تو خوش رہ سکو گی۔۔ماں باپ کو تکلیف دے کے تم سکھی رہ لو گی کیا۔۔

پھر اپ ہی بتائیں میں کیا کروں۔۔۔وہ رونے لگی۔۔

بس صبر کرو۔۔۔ایسا صبر جیسے حضرت یعقوب نے کیا تھا۔۔وہ صبر جو حضرت یوسف نے کیا تھا ۔۔۔ان کی جھولیاں بھر دی گئیں تو تمہارا بھی وہی اللہ ہے نا۔۔تمہاری جھولی بھی اللہ خالی نہیں لوٹائے گا۔۔اسے خود سے لگاتے تسلی دی۔۔بس دعا اور صبر کا دامن کبھی نا چھوڑنا۔۔اگر ریض تمہارا ہے تو وہ تمہارے پاس ہی آئے گا۔۔اگر نہی ہے تو اپنی دعاوں کو اس قابل کرو کہ وہ تمہاری تقدیر بدل دیں۔۔

مورے۔۔میں کروں گی۔۔۔ضرور کروں گی۔۔انسو صاف کرتے سیدھی ہوئی۔۔

اور صبر کا بہترین درجہ یہ ہے کہ تم مسکراتے ہوئے صبر کرو۔۔۔چلو اب اٹھو۔۔اور منہ ہاتھ دھو کے میرے ساتھ مدد کرواو۔۔ماں چاہے جیسی بھی ہو اس کے ساتھ جو سکون ملتا ہے وہ۔کسی چیز میں نہی ہوتا۔۔

اوفف ماما۔۔میں تو تھک گیا ہوں اج۔۔ابان صوفے پہ اکے گرا تھا۔۔۔اس کے پیچھے عشوے لیونگ روم میں داخل ہوئی۔۔۔

ہاں۔۔۔میں بھی بہت تھک گئ ہوں۔۔وہ لوگ شاپنگ کر کے ارہے تھے۔۔عصام خود افس چلا گیا تھا ان کو ڈراپ کر کے۔۔۔

میں پانی لا کے دوں اپ کو۔۔ابان نے عشوے کو دیکھا۔۔جس نے دوپٹہ اتار کے سائڈ پہ رکھا تھا۔۔ ابان اس کا جواب سنے بنا کچن میں گیا اور فریج سے جوس نکالا۔۔پھر بمشکل گلاس میں ڈال کے اس کے پاس ایا۔۔

ماما یہ پی لیں۔۔اس کے بالوں کو ہتھیلیوں سے پیچھے کیا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔وہ مسکرائی۔۔۔

یہ پی لیں۔۔۔بے بی کو چاہیے۔۔اس کے لبوں کے ہونٹوں کو دیکھا۔۔۔

بے بی کب ائے گا۔۔پاس بیٹھتے پوچھا۔۔۔اسے عشوے کا یوں ایک دم سے تھکنا اچھا نہی لگتا تھا۔۔

اپ دعا کریں۔۔گلاس اسے پکڑایا

اچھا۔۔اس سے خالی گلاس لے کے ٹیبل پہ رکھا۔۔

ہم لوگ نانو کے گھر جائیں گے تو میں ان سے اور ٹپس بھی پوچھوں گا مما کو کس کس چیز کی ضرورت ہے۔۔وہ اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

اوکے۔۔سیدھی ہوئی۔۔۔

میں کچھ دیر سو جاوں۔۔اپ کھیل لیں گے۔۔۔

میں بھی سو جاوں گا۔۔اپ کے ساتھ۔۔

اوکے۔۔۔وہ اٹھ کے بیڈ پہ لیٹی۔۔۔وہیں سائڈ پہ جگہ بنا کے بیڈ بھی رکھوایا گیا تھا۔۔۔

چلو اجاو۔۔کھانا وہ لوگ کھا ائے تھے۔۔پھر دونوں ماں بیٹا مغرب تک سوئے رہے۔۔

عصام سات بجے ہی گھر اگیا تھا۔۔ان دونوں کو گدھے گھوڑے بیچ کے سوتا دیکھ کے رکا۔۔۔پھر جگانے کا خیال ترک کرتے کمرے میں آ کے فریش ہوا۔۔۔جس طرح سے وہ لوگ سو رہے تھے امید تھی کے کچھ نہیں بنایا ہو گا کھانے کے لیے۔۔۔انہیں ڈسٹرب کیے بنا ہی وہ واپس باہر چلا گیا کچھ دیر بعد ایا تو اس کے ہاتھ میں کھانے کے پیکٹس تھے۔۔

ان کو جگانے کی بجائے سامان کچن میں رکھ کے خود ٹیوی لاونج میں صوفے پہ لیٹ گیا۔۔

بابا۔۔شور کی وجہ سے پہلے ابان کی آنکھ کھلی۔۔

جی جاگ گئے۔۔اسے دیکھتے بیٹھا۔۔۔

جی۔۔مما زیادہ تھک گی ہیں انہی سونے دیں۔۔وہ احتیاط سے نیچے اترا۔۔

ٹھیک ہے۔۔اگر بھوک لگی ہے تو کھانا کھا لیتے ہیں۔۔

اوکے۔۔ان دنوں نے مل کے کھانا کھایا۔۔عشوے ہنوز سو رہی تھی۔۔

اپ اپنے کمرے میں چلے جائیں میں یہاں ہوں۔۔۔

اوکے بابا مما کا خیال رکھنا۔۔وہ چلا گیا تو عصام عشوے کو اٹھا کے اپنے کمرے میں لے ایا۔۔۔

یہ مجھے جھولے کون دے رہا ہے۔۔انکھیں بمشکل کھولتے بربڑایی۔۔

اپ کا ون این اونلی ہزبنڈ۔۔مسکراہٹ ہونٹ پھیلے

اوہ۔۔میری شادی ہو چکی ہے کیا۔۔۔

جی ہو چکی ہے۔۔اسے بیڈ پہ ڈالا۔۔

میرا شوہر کتنا خوش قسمت ہے۔۔۔

جی بلکل۔۔۔

اسے میری جیسی حسین بیوی ملی ہے۔۔۔

اور بہت ضدی بھی۔۔ابھی بھی وہ چاہتا تھا نا جائیں۔۔۔

ضدی نہیں ہوں۔۔۔بس ایک بات ہی تو منوائی ہے۔۔وہ اٹھ کے بیٹھ گئ۔۔

اچھا۔۔اب جاگ گئ ہیں تو پیکنگ کر لیں۔۔ویسے بھی نیند پوری کر ہی لی ہو گی۔۔۔

ہو گی ہے نیند تو پوری۔۔اپ بھی ہلپ کروائیں۔۔کیچر اتار کے دوبارہ بال سمیٹے اور واپس لگایا۔۔

اوکے۔۔اپ سٹارٹ کریں۔۔مجھے ایک فائل بھیجینی ہے پھر اتا ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔وہ سٹڈی میں چلا گیا تو عشوے شاپنگ بیگز دیکھنے لگی۔۔پھر ایک سے کچھ نکالا اور ڈریسنگ روم میں ائی۔۔

یہ ٹرائے کرتی ہوں۔۔گاون نما نائٹ ڈریس تھا۔۔جس کے کندھے بس باریک سی ڈوری سے جڑے تھے۔۔۔اس کے اوپر ایک اور شرٹ تھی۔۔اسے امید تھی کے عصام اتنے جلدی نہیں نکلے گا اس لیے وہ صرف گاون پہن کے باہر ائی۔۔ابھی آئنے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی کہ سٹڈی کا دروازہ کھلا ۔۔دل دھک سے رہ گیا۔۔پیچھے مڑ کے دیکھا تو عصام دروازہ بند کر رہا تھا۔۔۔تیزی سے وہ ڈریسنگ روم میں گھسنے لگی تھی جب عصام کی اواز پہ قدم جامد ہوئے۔۔۔

عشوے۔۔۔وہ قریب ایا۔۔

جی۔۔اس کی طرف پیٹھ تھی۔۔

اپ مجھے پاگل کر رہی ہیں۔۔بازووں کے حصار میں لیتے کندھے پہ ٹھوڑی رکھی۔۔

مم۔۔مطلب۔۔

مطلب یہ کے میری قربت حاصل کرنے کے لیے اپ کو نائٹ ڈریس پہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔میں اپ کو سادہ کپڑوں میں دیکھ کے ہی بہک جاتا ہوں۔۔اس کا رخ اپنی طرف موڑتے انکھوں میں جھانکا۔۔ڈیپ گلے سے نیک بون واضح نظر ارہی تھی۔۔

عصام۔۔۔اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔

جی۔۔اس کی انگلیاں اس کی کمر پہ سرک رہی تھیں۔۔۔

اپ پلیز کچھ مت کرنا۔۔خود کو چھڑواتے پیچھے ہٹی۔۔بس دور سے ہی دیکھ لیں۔۔۔وہ روہانسی ہوئی ۔۔۔

میں اتنا بےوقوف نہیں ہوں۔۔اسے اپنی طرف کھینچتے کندھے کی ڈوری میں انگلی پھنسائی۔۔۔

ا۔۔ابان۔۔۔پیچھے کھڑا ہے۔۔اس کے کندھے سے پیچھے جھانکا۔۔۔عصام نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔کوئی بھی نہیں تھا۔واپس سامنے دیکھا تو وہاں بھی کوئی نہیں تھا ۔۔عشوے موقع ملتے ہی غڑاپ سے ڈریسنگ روم میں گھس چکی تھی۔۔۔

باہر آئیں آپ کو بتاتا ہوں۔۔سر پہ ہاتھ مارتے اس کے کپڑے تہہ کرنے لگا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلے دن صبح آفس جاتے وہ انہیں وہاں چھوڑ گیا تھا۔۔دن میں تیل لگانے کی رسم تھی اور رات کو مہندی کی۔۔

مما میں عزت کی طرف چلی جاؤں۔۔۔آبان ریض کے لیپ ٹاپ پہ گیم کھیل رہا تھا۔۔

نہیں۔۔عصر میں ایک ساتھ جائیں گے۔۔وہ برتن دھو رہی تھیں۔۔۔

اتنی دیر سے جانا تھا تو میرے آنے کا فائدہ۔۔وہی شام کو عصام کے ساتھ ہی آجاتی۔۔

ہاں تو آ جاتی نا۔۔کس نے کہا تھا۔۔گلاس سٹینڈ پہ لگاتے گھورا

اب آگئی ہوں تو جانے دیں۔۔۔

آہاں۔۔آرام سے بیٹھی رہو۔۔آرام کرو۔۔۔

مما میری شادی ہو چکی ہے۔۔اور اب مجھے آپ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔بس عصام سے پوچھ کے جا رہی ہوں میں۔۔

پوچھ لو۔۔اگر اجازت دیتا ہے تو چلی جانا۔۔ہار مانتے نل بند کیا۔۔

دیکھا۔۔آنکھیں سکیڑتے موبائل اٹھایا۔۔پھر عصام کو کال کر کے پوچھا۔۔اس نے اجازت دے دی ۔۔اب گئی تھی اس مقصد کے لیے تو وہاں جانے میں منع تو نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

مل گئی ہے اجازت۔۔اب جا رہی ہوں میں۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔جلدی واپس آجانا۔۔

اوکے۔۔۔وہ آبان کو بتا کے نکل آئی۔۔آبان گیم میں مصروف تھا۔۔

اسلام و علیکم پھپھو ۔۔۔پلوشہ لان میں سیٹینگ کروا رہی تھیں۔۔ڈیکوریشن والے رسموں کے حساب سے پھول لگاتے پلوشہ اور خان بابا کے کہنے پہ سجاوٹ کرنے میں مصروف تھے۔۔ان سے مل کے اندر آئی عزت اپنے روم میں ہی تھی۔۔سامنے کپڑے پھیلے تھے۔۔۔

ہائے۔۔دروازہ کھول کے اندر جھانکا۔۔

اوہ۔۔وااا۔۔اج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں۔۔اسے دیکھتے وہ اس کے پاس آئی۔۔پھر دونوں کس کے گلے ملی تھیں جیسے دو دوستیں ملتی ہیں۔۔

میں یہاں اتنے دن مما کے گھر رہ کے گئی ہوں اور تم نے ایک چکر بھی نہیں لگایا۔۔عشوے شکوہ کرتے ڈریسیز دیکھنے لگی۔۔

آنا چاہتی تھی۔۔لیکن مصروفیت ہی اتنی تھی۔۔جھوٹ بولا۔۔

چلو کوئی بات نہیں۔۔اج تو میں اسپیشلی تم سے ملنے آئی ہوں۔۔اسے خود سے قریب کرتے آنکھ ماری
۔۔

کیوں کیوں۔۔خیریت ہے۔۔

ہاں۔۔میں نے تم سے پوچھنا تھا۔۔کہ وہ کون بدنصیب ہے جس کو تم پسند آگئی ہو۔۔۔عزت کے دل نے بیٹ مس کی۔۔

ایسی تو کوئی بات نہیں تھی۔۔کہ مجھے کوئی پسند کرتا ہے۔۔۔اس نے بات گول مول کی۔۔

اچھا مطلب تم کسی کو کرتی ہو۔۔وہ اسے ہر طرف سے قابو میں لینے والی تھی۔۔

ہا۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔تم بتاؤ کیسے کپڑے بنوائے ہیں۔۔

وہ تم شام کو دیکھ لینا۔۔ابھی جو پوچھا ہے وہ بتاو۔۔نہیں تو میں ابھی مامی کو بتا دوں گی دھمکی دی۔۔

انہیں پتہ ہے۔۔

واٹ۔۔مطلب صرف میں ہی جو جو اپنے دوست کے دل سے ناواقف ہے۔۔

تف ہے ایسی دوستی پہ۔۔اسے صدمہ ہوا۔۔

مجھے ریض سے محبت ہے۔۔عزت نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔۔

ک۔۔کیا۔۔۔وہ بندر۔۔۔میرا بھائی۔۔۔اسے شوک لگا۔۔اس کے علاوہ تمہیں کوئی ڈھنگ کا بندہ نہیں ملا تھا۔۔۔اسے اب زیادہ صدمہ ہوا۔۔

بندر مت کہو۔۔گھورتے کہا۔۔

اہا۔۔بندر۔۔لنگور۔۔پاگل۔۔

بس بھائی ہے تمہارا۔۔

ہاں معلوم ہے۔۔چلو اب اصلی والا بتاؤ۔۔سیریس ہوئی۔۔۔

عزت نے اسے دیکھا۔۔مطلب وہ مزاق سمجھ رہی تھی۔۔میں سچ میں ریض سے محبت کرتی ہوں۔۔اس نے ریض پہ زور دیتے دوبارہ کہا۔۔

عشوے کی مسکراہٹ سمٹی۔۔وہ اس سے دور ہوئی۔۔

م۔۔مطلب تم میر۔۔۔ے ب۔۔ھائی۔۔لفظ ٹوٹ گئے۔۔عزت کے حلق میں آنسوؤں کا گولا بننے لگا ۔۔نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

م۔۔میرے بس میں نہیں تھا۔۔ا۔۔اگر تم کہو گی تو میں اس سے م۔۔محبت۔۔کرنا چھوڑ دوں گی ۔۔اسے لگا وہ اپنی دوست بھی کھو دے گی۔۔

تم چھوڑ سکتی ہو عزت۔۔محبت تو کبھی بھی نہیں ختم ہوتی۔۔اس کی پانی سے بھری آنکھوں میں دیکھا ۔۔

ا۔۔اور۔۔مجھے برا لگا کہ اب تمہارا مقصد ہے تو پھپھو ہمارے گھر آجاتی ہیں۔۔جب میرا تھا تو تب۔۔

ع۔۔عشوے وہ سب تمہاری قسمت۔۔

قسمت۔۔۔عزت قسمت بدل سکتی تھی نا اگر آپ لوگ ایسے نا کرتے۔۔

آئی۔۔آئی ایم سوری۔۔آنسو گال پہ لڑھکے۔۔

اچھا یہ بتاؤ ریض چاہتا ہے تم سے شادی کرنا۔۔گہرا سانس لیتے اسے دیکھا۔۔۔جو بھی تھا۔۔اب تو ہو گیا تھا۔۔اب کوئی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔

ن۔نہیں۔۔وہ کہتا ہے وہیں شادی کرے گا جہاں مامی چاہیں گی۔۔اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے بتایا۔۔۔

ایسے ہی۔۔ایک اور لڑکی کا دل ٹوٹے گا۔۔پھر سے نفرتیں جیت جائیں گی۔۔اب نہشی ہو گا۔۔وہ بیڈ سے اٹھی۔۔

منگنی ہو چکی ہے اس کی۔۔

منگنی نہیں بات ہوئی ہے بس۔۔اگر منگنی بھی ہوتی تو وہ بھی ٹوٹ جاتی ہے۔۔

عشوے۔۔پلیز مجھے معاف کر دو۔۔م۔۔میں نے تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔

نہیں۔۔تم۔نے برا بھی تو نہیں کیا نا۔۔پھر ان سب کی سزا تمہیں نہیں ہونی چاہیے۔۔اور ویسے بھی اب میں عصام کے ساتھ بہت خوش ہوں۔۔اور۔۔وہ رکی۔۔میں چاہوں گی کہ میری دوست بھی خوش رہے۔۔

ریض تم۔میں کوئی انٹرسٹ نہی لیتا۔۔اس کے آنسو صاف کرتے پوچھا۔۔۔

لیتا تھا۔۔لیکن جب سے رشتہ ہوا ہے پیچھے ہٹ گیا ہے۔۔۔

بڑا ہی بیغیرت مرد ہے۔۔میں اس کی بہن ہو کے اتنا چیخی چلائی تھی۔۔بے شک بات نہی سنی میری کسی نے لیکن سٹینڈ تو لیا تھا نا۔۔اور وہ جانتے بوجھتے بھی۔۔

مامی کو ناراض نہیں کرنا چاہتا ہو۔۔اور پھر ہم نے بھی تو ان کا دل دکھایا ہے نا۔۔۔

ان کا دل صاف کروں گی۔۔میں تمہاری مدد کروں گی بس۔۔تم رونا دھونا بند کرو۔آگے ہو کے اسے گلے لگایا۔۔

ٹھیک ہے۔۔تھینکیو۔۔وہ روتے روتے ہنسی۔۔۔

۔۔پتہ بھی تو چلے نا کہ تم نے آخر دوستی کس سے کی تھی۔۔

ہاہا۔۔ہاں بلکل۔۔

چلو اب دیکھاؤ۔۔کپڑے کون کون سے لیے ہیں۔۔کوئی ایک عدد میرے لیے بھی لے لیتی۔۔۔

تمہارے لیے تو جان بھی حاضر ہے۔۔دل سے بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا تھا۔۔

اوکے۔۔لیکن فلحال کپڑے۔۔

مما آپ یہاں بھی کپڑے مانگ رہی ہیں۔۔آبان شاید اسی کے پیچھے آیا تھا۔۔

ہاووو۔۔میرا پیارا بچہ۔۔عزت اٹھ کے اس کے پاس آئی ائی پھر اسے بے شمار گال پہ کس کیے۔۔۔
کیسے ہو آبان۔۔

میں بہت اچھا ہوں مامی۔۔مزے سے کہتے بیڈ پہ چڑھا۔۔

مامی۔۔دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

جی آپ کی باتیں سنی میں نے۔۔۔

اور ابزرو بھی کر لیا۔۔۔

جی میں اس سے بڑی بڑی باتیں برداشت کر رہا ہوں۔۔کپڑوں کو دیکھتے کہا۔

آہ۔۔اچھا۔۔عشوے یہ تو تمہیں تحفہ ملا ہے۔۔

ہاں۔۔منہ دیکھائی کا۔۔

ہاہا۔۔پھر وہ تینوں بیٹھ کے شادی کے فنکشنز پہ ڈیسکس کرتے رہے جس میں آبان نے دلہن کا ہاتھ پکڑ کے لانا تھا۔۔کمبائین فنکشن تھا۔۔مہندی میں ہی ماہ بیر اور بینش کا نکاح ہونا تھا۔۔

اگر توں دیکھ سکے میرے دل میں اپنا مقام

تو تجھے کسی اور کو دیکھنا گناہ لگے۔۔

مہندی کا فنکشن سٹارٹ ہو چکا تھا۔۔بہت ساری عورتیں دائرہ بنا کے بیٹھی تھیں کوئی مہندی لگا رہی تھی تو کوئی ڈھولکی کی تھاپ پہ گنگنا رہی تھیں۔۔۔آبان ان کے آس پاس مہندی سٹیکس لے کے گھوم رہا تھا۔۔دور کھڑا ریض کسی کو تلاش کر رہا تھا۔۔لیکن۔وہ۔جیسے تلاش کر رہا تھا وہ اسے کہیں نہیں ملی۔۔۔

عزت کمرے میں مہندی کی پلیٹیں سٹ کر رہی تھی ساتھ عشوے اور دو کزنز بھی تھیں ان میں سے ایک نور بھی تھی اسے دیکھ کے تو عزت خود مبہوت رہ گئی تھی۔۔کتنی۔معصوم سی تھی

جاو باہر سے بچیوں کو بلاؤ۔۔۔انکو سمجھا دیں۔۔عشوے نے عزت سے کہا۔۔

اوکے۔۔میں جاتی ہوں۔۔۔پنک کلر کا لہنگا سنبھالتے بالوں کو سامنے کی جانب سیٹ کیا ہوا تھا دوپٹہ دونوں بازوں کی کلائیوں پہ کنگن کے ساتھ پن اپ تھا۔۔ہلکا سا میک اپ کیے وہ پیاری لگ رہی تھی

--

مورے۔۔یہاں اگر کوئی چھوٹی بچی نظر آئے تو اسے روم۔میں بھیج دینا۔۔پلوشہ۔کچن۔میں ڈیشیز نکال رہی تھیں۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔وہ اپنے کام میں مصروف رہیں۔۔۔

باہر لان میں آئی تو رنگا رنگ رونقیں بکھری تھیں۔۔۔

عزت۔۔آبان۔اسے دیکھ کے چلایا۔۔۔دور کھڑے ریض کے کان کھڑے ہوئے۔۔مڑ کے دیکھا تو عزت آبان کو اٹھا رہی تھی۔۔

واہ۔۔وہ سفید رنگ کی کرتا شلوار میں ملبوس تھا۔۔

عزت آپ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔آبان نے اس کے گال پہ ہونٹ رکھتے کہا۔۔۔

اچھا۔۔آپ بھی بہت کیوٹ لگ رہے ہیں۔۔۔آبان بھی سفید کاٹن۔کے کپڑوں میں تھا۔۔

تھینکیو۔۔۔وہ شرما گیا۔۔

چلو میرے ساتھ ہیلپ کرواؤ۔اسے نیچے اتارتے دو چھوٹی لڑکیوں کی طرف آئی جو ساتھ بیٹھی چوڑیاں گن رہی تھیں۔۔۔

اوکے۔۔۔کیا کرنا ہے۔۔وہ پیچھے پیچھے آیا۔۔۔

ہمیں چاہیں لڑکیاں۔۔کہاں ہیں لڑکیاں۔۔اونچی آواز میں کہتے وہ ہنسی۔۔ریض اسے بس خور سے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

عزت۔۔۔لڑکیاں ملی نہیں۔۔پیچھے سے کسی کی آواز آئی۔۔تو ریض اور عزت دونوں نے مڑ کے اسے دیکھا۔۔۔نور کھڑی تھی۔۔اور اب اسی طرف آرہی تھی۔۔۔

یہ دو لے لو۔۔اور ایک یہ آبان ہو گیا۔۔کچھ ہم لوگ پکڑ لیں گے۔۔ویسے بھی ابھی گیسٹ آرہے ہیں تو۔۔۔اس کی چلتی زبان رکی۔۔۔کیونکہ وہ ریض کو دیکھ چکی تھی۔۔۔اسے نہیں پتہ تھا ریض اور عزت کا کوئی کنیکشن ہے۔۔ریض کو دیکھ کے تیزی سے رخ بدلا۔۔عزت نور کی اس حرکت پہ جل کے رہ گئی۔۔پھر دور کھڑے ریض کو گھورا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔نظر ملنے پہ جیسے بہت کچھ یاد آگیا ۔۔۔سر جھٹکتے عزت واپس چلی ائی جبکہ ماہ نور وہیں سائڈ پہ آبان کے ساتھ لڑکیاں ڈھونڈھ رہی تھی ۔۔

تمہارا موبائل بلنک کر رہا تھا۔۔عشوے نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔

پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔ریض کا میسج تھا۔۔

ہونہہ۔۔منہ بناتے عزت مسکرائی۔۔۔ویسے وہ نور ابھی تک وہیں ہے۔۔جتنی شکل سے معصوم نظر آرہی تھی اتنی ہی تیز ہے۔۔باہر ہی رک گئی اسے دیکھنے کے لیے شاید۔۔۔

وہ تیز نہیں تم بھولی لگ رہی ہو میری جان۔۔ تمہیں وہاں سے آنا ہی نہی چاہیے تھا۔۔بلکہ اسے بتا کے آتی کہ میری بھابھی صرف تم ہی بنو گی۔۔

انشاء اللہ۔۔تم نے بات کی مما سے۔۔۔

نہیں شادی کے بعد کروں گی۔۔۔ایسے موڈ نا خراب ہو جائے فنکشنز مس ہو جائیں گے۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔لیکن پلیز انہیں راضی کرنا۔۔میں نہیں رہ سکتی ریض کے بنا۔۔۔

کروں گی تم۔فکر نا کرو۔۔۔میں کچھ اور بھی سوچ رہی ہوں۔۔اگر میں بات کروں تو شاید مما اور خلاف ہو جائیں۔۔بابا سے کہوں گی۔۔۔

ماموں نے بات کی تھی ان کی بھی نہیں مانی۔۔۔

ہیں۔۔۔انہیں بھی پتہ ہے۔۔۔

ہاں۔۔سب کو پتہ ہے مان نہیں رہے بس۔۔

اچھا اچھا۔۔چلو۔۔۔اللہ بہتر کرے گا تم پریشان نا ہو۔۔ مسکراؤ۔۔لوگوں کو جلانا بھی تو ہے۔۔

جن لوگوں نے جلنا ہے نا۔۔وہ اپنی منگیتر کو دیکھے ٹھنڈی آہیں بھر رہے ہونگے۔۔

نا۔۔میرا بھائی ایسا نہیں ہے۔۔۔فورا پینترا بدلا۔۔۔عزت اسے دیکھ کے ہنسنے لگی۔۔۔بہنیں خود تو بھائیوں کی بے عزتی کر لیتی ہیں لیکن کسی اور کو ان کے خلاف بولنے پر کچا چبا جاتی ہیں

کیا میں آپ کا ہاتھ پکڑ لوں۔۔۔آبان بینش کے پاس کھڑا تھا۔۔ان۔کا نکاح ہو چکا تھا۔۔اب اسے باہر سٹیج تک لانا تھا۔۔۔

جی جی۔۔کیوں نہیں۔۔اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔۔پھر اپنی لونگ چمکدار فراک سنبھالتے کھڑی ہوئی

--

چلیں۔۔آبان اس کے اگے تھا۔۔چلتے ہوئے وہ اس کا فراک جو زمین پہ لگ رہی تھی اٹھا کے سائڈ پہ کرتا جاتا۔۔

میں پیارا لگ رہا تھا نا مما۔۔اسے سٹیج پہ بیٹھا کے عشوے کے پاس آیا۔۔۔

جی۔۔میرا شہزادہ۔۔۔

زیادہ پیارے تب لگو گے جب اپنے لیے گرل فرینڈ ڈھونڈھو گے اور اس کا ہاتھ ایسے ہی پکڑ کے سٹیج پر جاو گے۔۔۔عصام جو آفس سے پہلے گھر گیا تھا چینج کرنے۔۔اب نکاح کے بعد پہنچا تھا۔۔۔عشوے اسے دیکھ کے ہلکا سا بلش ہوئی۔۔کیونکہ وہ سکائے بلو کاٹن کے سوٹ میں بہت شاندار لگ رہا تھا۔۔۔

یہ میچنگ جان بوجھ کے کی تھی نا آپ نے۔۔اس کے سکائے بلو شرارے کو دیکھتے گھورا۔۔

ہاں۔۔بلکل۔۔۔اور یہ اس کی پاکٹ پہ اورنج کلر کا چھوٹا سا فلاور بنا تھا۔۔یہ۔میرے دوپٹے اور چوڑیوں سے میچ کر رہا ہے۔۔۔

سہی ہے۔۔آپ۔مجھے سب کے سامنے جورو کا غلام شو کروانا چاہتی ہیں۔سب سے نظر بچا کے اس کے سرخ ہوتے گال پہ لب رکھے۔۔۔پھر انہیں صاف کیا۔۔

میرا میک اپ خراب نا کریں۔۔۔گال پہ ہاتھ رکھتے پیچھے ہوئی۔۔۔

میرا تو بس لپ اسٹک خراب کرنے کا ارادہ ہے اگر آپ۔۔۔

نہیں۔۔بلکل بھی نہیں۔۔دور رہیں مجھ سے۔۔سب دیکھ رہے ہیں۔۔۔بالوں کا اونچا پھولا جوڑا بنا تھا جس کے گرد سفید اور اورنج رنگ کے پھولوں کا گجرا لگا ہوا تھا۔۔

مجھے تو دلہن آپ لگ رہی ہیں۔تفصیلی جائزہ لیتے اس کی ہتھیلی سے اپنی انگلیوں کے پور ٹچ کیے۔۔

ہاہاہا۔۔۔یہ مسکے کہاں سے لگانے سیکھے ہیں۔۔

نہیں سچ بتا رہا ہوں۔۔وہ اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا اور عشوے بار بار پلکیں جھپکاتے ادھر ادھر دیکھتے مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔اکیلے میں تو ٹھیک تھا۔یوں سب کے سامنے ۔۔وہ بھی عصام اسے مزے سے دیکھتے ہوئے۔۔۔

ادھر دیکھیں نا۔۔جلدی سے اس کے گال پہ انگلیاں لگاتے چہرا پھیرا۔۔

ادھر ادھر دیکھا تو اپکو پروبلم ہو گی۔۔وارن کیا۔

نہیں ہوتی۔۔۔بے شک جہاں مرضی جائیں۔۔۔

اوکے۔۔۔پیچھے ہاتھ باندھتے وہ دو قدم پیچھے ہوا۔۔پھر مڑا اور غائب ہو گیا۔۔

عشوے نے جب تک پیچھے مڑ کے دیکھا وہ غائب ہو چکا تھا پریشانی سے وہ کچھ قدم پیچھے آئی۔۔اگے کی طرف اندھیرا تھا تو کچھ نظر نہیں آیا۔۔پھولوں کی اونچی سی باڑ بنی ہوئی تھی شاید اس وجہ سے روشنی نہی لگ رہی تھی۔۔غور سے دیکھنے کی کوشش کرتے وہ تھوڑا اور اگے آئی۔۔عصام جو جانتا تھا کہ اس کے پیچھے آئے گی۔۔پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔وہ جھولتی اس کے اوپر آئی تھی۔۔

آاا۔۔وہ چیخی

عصام اس کے لبوں کو خاموش کرتے ان پہ جھکا۔۔اس کی لپسٹک خراب ہونے تک اسے الگ نہیں کیا تھا۔۔اور عشوے اس کے سینے پہ زور دیتے بد حواس ہو چکی تھی۔۔۔بمشکل جان چھڑوا کے دور ہوئی ۔۔۔

آپ۔۔۔جگہ کا لحاظ کر لیں۔۔ہونٹوں کو رگڑتے بس رونے والی تھی۔۔۔

بس بیوی کا خیال اتنا حاوی ہوتا ہے کہ کچھ اور سوجھتا ہی نہیں۔۔۔

ٹشو پیپر سے آ کے ہونٹوں کے گرد لگی لپسٹک صاف کرتے کہا۔۔۔

عشوے بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

میرا فنکشن تو ہو گیا اب گھر چلیں۔۔۔

نہیں جی۔۔ابھی ہم نے ڈانس کرنا ہے۔۔

ہم نے کس نے۔۔

آبان نے اور میں نے۔۔۔

آبان کا ٹھیک ہے لیکن آپ رہنے دیں۔۔۔

ساتھ اور کزنز بھی ہونگی۔۔۔میں اکیلی تھوڑی ہونگی۔۔

نہیں کرنا تو بس بات ختم زیادہ بحث نہی۔۔دوٹوک انداز میں کہتے وہ اسے چپ کروا گیا۔۔۔

اچھا ایک کام کریں گے۔۔پھر اسے دیکھا انکھیوں میں ہلکا سا غصہ شو ہو رہا تھا۔۔

اگر کرنے والا ہوا تو۔۔

اپ میرے ساتھ ڈانس کر لیں۔۔۔

میں اپ کا یہ شوق اپ گ کمرے میں پورا کر دوں گا۔۔

ایک اور کام بھی ہے۔۔وہ لوگ سائڈ پہ کھڑے تھے ابان اپنے لیے گرل فرینڈ ڈھونڈھنے میں مصروف تھا تو ان کی طرف ایا ہی نہی۔۔

کیا۔۔سینے پہ بازو باندھتے اسے دیکھا۔۔

اپ مما سے بات کریں گے۔۔عزت اور ریض کی شادی کے لیے۔۔سیریس میٹر ہے مما مان نہی رہیں اور یہ کوگ کرنا چاہتے ہیں۔۔

میں نے کرنی تھی پھر کیوں نہیں کی۔۔اس کے زہن سے نکل گیا تھا۔اس رات عشوے جب سو گئ تھی تو اس کے موبائل پہ ریض کے میسیجز اس نے انسر کیے تھے۔۔اس کے بعد وہ پراپرٹی والا مسلہ بن گیا تو موقع ہی نہی ملا۔۔اج ڈیفینیٹلی وہ بات کر کے ہی جاتا

ڈھولکی کی تھاپ پہ لڑکیوں کے ہاتھ بج رہے تھے بورنگ فنکشن اب شوخیوں اور شرارتوں سے بھرنے لگا تھا جب ایک طرف سے کچھ چھوٹی بچیاں اور کچھ بڑی بچیاں جن میں عزت اور عشوے سر فہرست تھیں مہندی کی پلیٹیں لیے نمودار ہوئیں۔۔۔

آبان عشوے اور عزت کے درمیان میں چلتا ہوا سٹیج پہ چڑھا پھر سب نے پلیٹس دولہا دلہن کے سائڈ پہ پڑے ٹیبلز پہ سیٹ کر کے رکھیں۔۔

عصام دور حمید صاحب اور خان بابا کے ساتھ بیٹھا انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔آبان اپنی مہندی کی پلیٹ رکھ کے ماہ بیر کے پاس گیا تھا۔۔اس کے پیچھے عشوے بھی پاس جا کے کھڑی ہوئی۔۔۔

یہ میں نے بنائی ہے۔۔بڑی پلیٹ کی طرف اشارہ کرتے ماہ بیر کو بتایا۔۔

واؤ۔۔بہت پیاری بنائی ہے۔۔وہ اور بینش دونوں مسکرائے۔۔

تھینکیو۔۔یہ ماما نے ہیلپ کیا تھا۔۔مزے سے کہا۔۔۔

اچھا۔۔ماہ بیر نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔۔اور دور بیٹھا عصام یہ ساری کاروائی ملاحظہ فرما رہا تھا۔۔

آپ میری مما کو جانتے ہیں۔۔

آبان۔۔عشوے نے اس کے کندھے پہ ناخن مارتے واپس جانے کا کہا لیکن آبان شاید چسکے لینے والا تھا۔۔۔

بابا مما کو یہاں کس کرتے ہیں۔۔ہونٹوں پہ انگلی رکھتے راز داری سے بتایا۔۔عشوے پہلے سمجھی نہیں سمجھ آئی تو دل کیا سب کچھ غائب ہو جائے۔۔۔کتنا بدتمیز تھا یہ آبان۔۔شرمندہ ہوتی آبان کو کھینچ کے نیچے اتارا۔۔۔

میں تمہارے بابا کو بتاتی ہوں۔۔کیسی باتیں کر رہے تھے۔۔زبردستی اسے اپنے ساتھ کھینچتے اسے اندر لے آئی۔۔

مما۔۔سنیں تو۔۔وہ روہانسا ہوا

کیا سنوں۔۔باہر جو حرکت کی ہے آپ نے اس کے بعد کچھ سنانا رہ گیا ہے۔۔ان لوگوں کے سامنے شرمندہ کروا دیا مجھے۔۔

شرمندہ نہی ماما۔۔ایکچولی میں انہیں بتانا چاہتا تھا کہ میرے بابا آپ سے زیادہ عشوے کو پیار کرتے ہیں ۔۔۔اس دن آپ رو رہی تھیں نا۔۔ان۔۔کے لیے۔۔۔وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔۔

عشوے کو اب سمجھ آیا کہ یہ سب کیوں ہوا ہے۔۔مطلب وہ ماہ بیر کو ٹارچر کرنا چاہ رہا تھا اور یقیناً کامیاب بھی ہوا تھا۔۔کیونکہ ماہ بیر جو پہلے مسکرا رہا تھا اب اس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔۔۔

ایک چھوٹا سا بچہ۔۔اسے بتا گیا تھا۔۔یہ کوئی بری بات نہیں تھی وہ کپل تھے۔۔ان۔کے مابین یہ سب تو لازمی تھا۔۔لیکن اسے یہ بات بری لگ رہی تھی۔۔ کیوں۔۔ کہیں نا کہیں اب بھی عشوے اس میں باقی تھی شاید۔۔لیکن اس کی زندگی میں اب بینش تھی جس سے اس کا نکاح ہو چکا تھا۔۔۔اسے اپنے دل کو قابو میں رکھنا تھا۔۔

مما یار۔۔کچھ نہی کیا میں نے۔۔عشوے ابھی بھی اسے غلط کہہ رہی تھی۔۔

کیا ہوا۔۔عصام جو انہیں اندر جاتے دیکھ چکا تھا کچھ لمحے بعد ان کے قریب ایا۔۔

کچھ نہیں۔۔اپنے بیٹے سے پوچھیں شرمندہ کروا دیا ہے۔۔

کیوں۔۔ آبان کو دیکھا۔۔کیا کیا ہے آپ نے۔۔۔اسے پورا یقین تھا اسی نے غلطی کی ہو گی۔۔۔

بس بتایا کہ میرے بابا مما سے پیار کرتے ہیں۔۔گول گول آنکھوں سے معصومیت ٹپک رہی تھی۔۔

آہ۔۔یہ تو اچھا کیا۔۔

کیا۔۔۔عشوے کا منہ کھلا۔۔مطلب یہ بھی سہی سمجھ رہے ہیں۔۔

ہاں اچھا کیا۔۔آپ کو خوش ہونا چاہیے کہ میرا بیٹا دوسروں کو جیلس کرنا جانتا ہے۔۔

عصام۔۔آپ اس سے پوچھیں اس نے کہا کیسے ہے۔۔۔اس نے کہا ہے کہ یہاں پیار کرتے ہیں ۔۔اس نے ناک پھلاتے اپنے ہونٹوں پہ انگلی لگائی۔۔

ہاہاہاہا۔۔تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے قہقہہ لگاتے اس کی روتو سی شکل دیکھی۔۔

بھاڑ میں جائیں دونوں۔۔کاش آپ دونوں کو کبھی شرم آجائے۔۔۔بتمیز۔۔۔۔۔

بس۔بس۔۔۔زیادہ ہو رہا ہے ماما۔۔آبان خاموش ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اسے ایسے بولیں۔۔

کیا ہوا۔۔عائشہ اندر آئیں تو آبان عشوے کو گھور رہا تھا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔بس ایسے ہی دو بچے لڑ رہے تھے۔۔عصام نے ان دونوں کو دیکھا۔۔

عشوے۔۔کیوں تنگ کر رہی ہو میرے بیٹے کو۔۔۔آبان کے پاس آتے انہوں نے بھی عشوے کو سنائیں۔۔

ہاا۔۔۔آپ کو پتہ ہے اس نے کیا کیا ہے۔۔۔

کیا کیا ہے۔۔چھوٹے سے بچے نے۔۔

اس نے وہاں۔۔۔۔

بس ایسے ہی دونوں لڑتے رہتے ہیں۔چھوڑیں۔۔آپ بھی پاگل ہو جائیں گی ان کے پیچھے۔۔عشوے کا ہاتھ دباتے اسے روکا۔۔ورنہ جنہیں نہیں پتہ تھا انہیں بھی بتا دیتی۔۔

اچھا چلو۔۔باہر آجاؤ۔۔۔کھانا کھانے لگے ہیں۔۔شاباش۔۔۔وہ آبان کو لے گئیں۔۔۔

ویسے آپ بھی آبان سے کم نہیں ہیں۔۔عشوے کا ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔۔

عشوے منہ پھلائے خاموش رہی۔۔واقع ابھی اگر عصام نا روکتا تو وہ انہیں بتا چکی ہوتی۔۔۔

اچھا اب اداس نا ہوں۔۔

نہیں ہوں۔۔لیکن مجھے کتنا شرمندہ ہونا پڑے گا۔۔۔

پیارا پیار آپ کے لیے شرمندگی کا باعث ہے عشوے۔۔عصام نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔۔

ن۔۔نہیں۔۔اس کا دل کانپ گیا تھا عصام کے لہجے پہ۔۔

پھر آپ ایسے رئیکٹ کیوں کر رہی ہیں جیسے کوئی گناہ کر دیا ہو۔۔

بس۔۔اسے ایسے نہیں بتانا چاہیے تھا۔۔

اچھا کیا ہے بتا کے۔۔آپ میری محرم ہیں۔۔بیوی ہیں۔۔چار لوگوں میں بیٹھ کے نکاح کیا ہے۔۔تو آپ ایسے کیوں بی ہیو کر رہی ہیں جیسے۔۔

سوری۔۔وہ شرمندہ ہوئی۔۔

ایسے سوری سے کچھ نہیں ہو گا۔۔وہ بلکل سیریس تھا۔۔

پھر۔۔کنفیوز ہوتے اسے دیکھا۔۔

پہلے آبان والا پیار کرتے ہیں۔۔وہاں کوئی بھی نہیں تھا سب باہر تھے۔۔اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اپنے قریب کیا۔۔

ابھی تو کیا ہے باہر۔۔۔

وہ تو میں نے کیا تھا نا۔۔اب آپ کی باری ہے۔۔انگوٹھے سے اس کے گال مس کیے

م۔۔میں نہیں کر رہی۔۔سینے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے ہونا چاہا۔۔

دیکھ لیں پھر۔۔میں اپ کا خالی سوری ایکسپٹ نہیں کر رہا۔۔آپ نے ہرٹ کیا ہے مجھے۔۔

عصام۔۔گھر جا کے کروں گی ابھی نہیں۔۔

یہیں۔۔وہ بضد تھا۔۔

ہونہہ۔۔۔وہ عصام کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے زرا سا اوپر ہوئی۔۔پھر اس کے ہونٹوں کو دیکھا ۔۔موچھوں تلے مسکراتے ہوئے ہونٹ۔۔نہیں۔۔واپس نیچے ہوئی۔۔

میں نے کیا تو پھر مسئلہ ہو گا آپ کو۔۔عصام نے تپے ہوئے لہجے میں اسے واپس اپنی طرف کیا۔۔

اچھا۔۔عشوے جلدی سے اوپر ہوتے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھ دیئے۔۔عین اسی وقت ماہ بیر لیونگ روم میں انٹر ہوا تھا اور اس کی نظر سیدھی ان دونوں پہ گئی۔۔۔عشوے کی بیک اس طرف تھی۔۔عشوے تو نہیں دیکھ پائی لیکن عصام نے ماہ بیر کو دیکھ لیا تھا۔۔وہ فوراً سے باہر نکل گیا تھا

۔۔۔۔

عشوے پیچھے ہوتے نروس ہوئی۔۔

باہر اگر کوئی لپسٹک خرابی کی وجہ پوچھے تو میری طرف مت دیکھنا۔۔سب ہم پہ شک کریں گے یو نو۔۔اس کے سرد پڑتے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا

آپ جان بوجھ کے ایسا کرتے ہیں۔۔انکھوں میں پانی آگیا۔۔

اب روئیں گی۔۔عصام نے گھورا۔۔باہر سب کیا سوچیں گے۔۔

میں باہر آ ہی نہیں رہی۔۔عزت کے روم میں جا رہی ہوں۔۔ہاتھ چھڑواتے وہ دوسری طرف مڑ گئی

۔۔۔

آپ نے ڈانس کرنا تھا۔۔عصام نے جاتی ہوئی لڑکی کو دیکھا۔۔

آپ کر لینا میرے حصے کا۔۔روم کا دروازہ بند کرتے اسے دیکھا۔۔

ہا۔۔مجھے راضی کرنا تھا خود ناراض ہو گئی ہیں۔۔سر جھٹکتے باہر آگیا۔۔

عشوے کچھ دیر تو وہیں بیٹھی انتظار کرتی رہی کہ شاید عصام اس کے پیچھے آئے۔۔لیکن وہ نہیں آیا ۔۔البتہ باہر سے گانے چلنے کی آواز تیز ہو چکی تھی۔۔اور اس سے وہاں بیٹھا نہیں جا رہا تھا۔۔

میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔۔منہ بناتے خود ہی دس منٹ بعد باہر نکل آئی۔۔لوگ ہاتھوں میں پلیٹیں پکڑے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔ایک طرف اس کی فیملی۔۔جن میں حمید عائشہ عصام آبان

اور ریض بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔۔وہ ان کے پاس آئی۔۔عصام نے مسکراہٹ چھپائی۔۔عائشہ نے آبان کو پلیٹ بنا کے دی تھی۔۔

کہاں تھی۔۔کب سے کہہ کے ائی ہوں۔۔پر مجال ہے کبھی ماں کی بات پہ کان دھرے ہوں۔۔

آپ کی بات پہ کان دھرنے کے بعد ہی ایسے حسین لوگ ملے ہیں مجھے۔۔عصام کو گھورتے سوچا ۔۔پھر سب کے ساتھ کھانا کھایا۔۔ سٹیج پہ کچھ لڑکے ڈانس کر رہے تھے شاید ماہ بیر کے دوست تھے ۔۔

تمہاری پریکٹس کیسی ہے۔۔ریض نے عشوے سے پوچھا۔۔

کرنا ہی نہیں ہے۔۔منہ بنائے کہا۔۔

کیوں۔۔

کیونکہ میرے میاں جی کو نہیں پسند کہ ان کی بیوی ڈانس کرے۔۔اکھڑے ہوئے انداز میں کہا۔۔

اچھا۔۔یہ تو اچھی بات ہے نا۔۔عائشہ نے عصام کو شاباشی دی۔۔

ہاں بلکل۔۔بہت اچھی بات ہے۔۔ عشوے کلس کے رہ گئی۔۔

مما۔۔آپ بابا کے ساتھ گھر میں ڈانس کر لیجیئے گا۔۔ آبان نے جلتی پر پھر سے تیل چھڑکا۔۔

آبان ۔۔آپ اچھا نہیں بول سکتے تو پلیز بولا ہی نا کریں۔۔تلملاتے عشوے نے چمچ پلیٹ میں ہی رکھ دیا۔۔

ہاہاہا۔۔سب ہنسے تھے۔۔کوئی بات نہیں۔۔بچہ ہے۔۔

بچہ نہیں ہے۔۔اندر سے پورا ہے۔۔۔ہمیشہ ٹانگ کھینچتا رہتا ہے میری۔۔

اچھا اب چپ کر کے کھانا کھاؤ۔۔۔

ہونہہ۔۔اب تو ڈانس کروں گی یہیں پہ سب کے سامنے عصام کو سنائی۔۔آواز اتنی ہی تھی کہ بس عصام کو سمجھ ایا۔۔

ہمت ہے تو کر کے دیکھائیں۔۔گھورا۔۔

کروں گی۔۔کر کے دیکھاؤں گی چیلنج کرتے کھانا کھانے لگی

تم نے ریض کو دیکھا کہیں۔۔عزت کچن میں تھی جب نور اس کے پاس آئی۔۔۔

کیوں۔۔۔برتن میں دودھ نکالتے اسے دیکھا۔۔

ویسے ہی۔۔وہ شرم سے مسکرائی۔۔

مجھے نہیں پتہ نہیں دیکھا میں نے۔۔اس نے جھوٹ بولا۔۔کیونکہ اسے پتہ تھا وہ باہر کھانا کھا رہے ہیں ۔شاید نور کی نظر نہیں پڑی تھی ان پہ۔۔

اوکے۔۔میں خود دیکھ لیتی ہوں۔۔وہ واپس مڑی۔۔

اچھا سنو۔۔دودھ کا باؤل اوون میں رکھتے اسے روکا۔۔

جی۔۔

ریض سے محبت کرتی ہو۔۔پوچھا

جی۔۔۔جب سے بات ہوئی ہے تب سے۔۔

اور میں اس سے پہلے سے۔بنا کسی لگی لپٹی کے کہہ دیا۔۔

کیا۔۔حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔

مطلب یہ۔۔کہ ریض اور میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔اور تم ہمارے درمیان ہڈی کو رول ادا کر رہی ہو۔۔

نہیں تو۔۔اگر ایسی بات ہوتی تو ریض مجھے بتاتا۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔

اوہ۔۔کیسے بتاتا تمہیں۔۔زبردستی اس سے بات منوائی جا رہی ہے۔۔

وہ لڑکا ہے۔۔اور لڑکوں کے ساتھ زبردستی نہیں کی جا سکتی۔۔سختی سے کہا۔۔

کس نے کہا ہے لڑکوں کے ساتھ زبردستی نہیں کی جا سکتی۔۔کبھی کبھی لڑکے بھی اتنے ہی مجبور ہوتے ہیں جتنی لڑکیاں۔۔لڑکیاں اگر باپ کی عزت سنبھالتی ہیں تو لڑکوں کو بھی ماں کا مان رکھنا پڑتا ہے۔۔

نہیں۔۔میں نہیں مان سکتی۔۔اگر ایسا کچھ ہوتا تو۔۔

ایسا ہی ہے ۔۔تمہارے ماننے سے کچھ نہی ہوتا۔۔اب تم آرام سے انکار کر دو۔۔یا پھر کسی حادثے کی منتظر رہو۔۔کیونکہ میں تمہیں تو ریض کا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

آپ جیلس ہو رہی ہیں مجھ سے۔۔

نہیں۔۔جیلس تو تب ہوتی جب ریض بھی انٹرسٹڈ ہوتا تم میں۔۔

وہ تو ہے۔۔یہ دیکھیں۔۔اس کے میسجز آئے ہوئے ہیں۔۔اپنا موبائل آگے کر کے اس نے اسے دیکھایا۔۔

عزت نے سکرین کو دیکھا تو رنگ فق ہوا۔۔یعنی وہ جو اتنا اترا رہی تھی وہ سب۔۔ایک لمحے میں خوش فہمی کا بت گرا تھا۔۔

ہو گئی تسلی۔۔اب میں جاؤں۔۔نور کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ عزت کے دل میں پیوست ہوئی۔۔

بڑی مشکل سے مسکراتے اس نے خود کو مینج کیا تھا۔۔گلہ تر کرتے اسے دیکھا۔۔۔

۔۔۔یہ ریض نہی ہو سکتا

وہی ہے۔۔کھول کے نہیں دیکھاؤں گی۔۔اتنا ہی کافی ہے آپ کے لیے۔۔وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔۔ عزت کی ساری خوشی ہوا ہو چکی تھی۔۔ٹیبل کو تھامتے کرسی پہ بیٹھی۔۔جان تو نکل ہی گئی تھی جیسے ۔۔ریض ایسے کیسے کر سکتا ہے۔۔آج سے پہلے اتنی شرمندگی کبھی نہیں ہوئی جتنی اب ہو رہی تھی ۔۔سر ٹیبل پہ رکھتے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔۔ذہن اور دل بلکل خالی سا ہو گیا تھا۔۔وہیں بیٹھے بیٹھے کتنی دیر وہ خود کو سنبھال نہیں پائی۔۔

بیٹا دودھ گرم نہیں ہوا ابھی تک۔۔قطب خان اندر داخل ہوئے۔۔

و۔۔وہ بابا میں دیتی ہوں۔۔وہ۔جلدی سے کھڑی ہوئی۔۔اور اپنا چہرا دوسری طرف موڑا۔۔

کیا ہوا ہے میرے بچے کو۔۔سامنے ہوتے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

ک۔۔کچھ نہیں۔۔آنکھوں کا کاجل پھیلتا اسے اور افسردہ بنا رہا تھا۔۔

مجھے بھی نہیں بتاو گی۔۔ہم دوست تھے نا۔۔کرسی کھینچ کے پاس بیٹھے۔۔پھر عزت نے سب انہیں بتا دیا۔۔۔

میں حمید سے بات کروں گا اس لڑکی کی۔۔

اس سے کیا ہو گا۔۔مان تو مامی نہی رہیں۔۔

پریشان نا ہو۔۔مان جائیں گی وہ۔۔اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے تسلی دی۔۔

بھائی کی شادی پہ اب ایسے رہو گی تو اچھا تو نہیں لگے گا نا۔۔اس کی بکھری حالت پہ چوٹ کرتے کہا۔۔

ن۔۔ نہی۔۔وہ۔ہنسی۔۔میں ابھی ٹھیک کرتی ہوں۔۔دودھ نکال کے انہیں دیا۔۔پھر اپنے کمرے میں آکے دوبارہ سے پورا میک اپ سٹ کیا۔۔

کیا ہوا۔۔عشوے جو اسے ڈانس کے لیے بلانے آئی تھی اسے دیکھا۔۔کچھ نہیں۔۔میک اپ خراب ہو گیا تھا وہی ٹھیک کر رہی ہوں

اچھا۔۔آجاو۔۔باہر۔۔

آتی ہوں۔۔تم چلو۔۔۔اسے دیکھا۔۔یہ تمہاری لپسٹک کہاں گئی۔۔اتنی پیاری لگ رہی تھی۔۔

کھا گئیں ہوں۔۔

کھانا نہی ملا۔۔

کم تھا۔۔۔جواب دیا۔۔

عشوے۔۔دروازہ کھلا اور عصام نے اندر جھانکا۔۔

بھائی۔۔آئیں۔۔عزت نے جلدی سے دوپٹہ سر پہ کیا۔۔

نہیں وہ عشوے سے بات کرنی تھی۔۔وہ عشوے کو دیکھ رہا تھا۔۔

عزت کی نظر عصام کے ہونٹوں سے ٹکرائی تو سمجھ آیا کہ لپسٹک کس نے کھائی ہے۔۔۔ایک دم سے ہنسی نکل گئی۔۔

عشوے لپسٹک لگا لینا۔۔باہر نکلتے شرارت سے اسے دیکھا۔۔۔۔

ڈیش ڈیش ڈیش۔۔ تین گالیاں جو اس نے عزت کو من ہی من میں دی تھیں۔۔

آپ میرے پیچھے پیچھے کیوں پھر رہے ہیں۔۔

کہہ دیں کتوں کی طرح۔۔بیڈ پہ بیٹھتے کہا۔۔

استغفر اللہ۔۔

ڈانس نہی کرنا عشوے۔۔میری بات نا مانی آپ نے تو اچھا نہیں ہو گا۔۔

میں کروں گی اور اگر آپ نے میری بات نا مانی تو اچھا نہیں ہو گا۔۔

سہی ہے۔۔ٹھیک ہے۔۔شوق سے کیجئے۔۔

جاؤ۔۔ سٹیج میں عشوے کا نام پکارا گیا تھا۔۔وہ باہر نکل گئی۔۔عصام وہیں بیٹھا رہا۔۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔

بلو کلر کے شرارے کے ساتھ کچھ دیر پہلے اس نے اورنج کلر کا دوپٹہ لیا ہوا تھا اور اب گرین کلر کا
--ہال میں مکمل اندھیرا تھا بس ایک سپوٹ لائٹ سٹیج پہ تھی--اس کے ساتھ اور لڑکیوں نے بھی
ڈانس کرنا تھا لیکن پہلے انٹری اسی کی تھی--دوپٹہ سر پہ رکھے دونوں طرف سے پیچھے جھول رہا تھا

سپوٹ لائٹ میں پہلے اس کا پاؤں نظر آیا-- چھن کی آواز کے ساتھ---دوبارہ چھن کی آواز پہ پاؤں
ہلکا سا ہلا تھا--

یہ کس کی ہے آہٹ--دونوں پاؤں سامنے آئے--

یہ کس کا ہے سایہ--لائٹ ایسے پڑی تھی کہ اس کا سایہ سٹیج پہ نظر آیا--

ہوئی دل میں دستک--دل پہ ہاتھ رکھتے دستک دی--سپوٹ لائٹ تھوڑی پھیلی--

یہاں کون آیا--آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے دیکھنے کی کوشش کی--

ہم پہ یہ کس نے ہرا رنگ ڈالا---ہرا رنگ اڑتا ہوا سپوٹ لائٹ کے سامنے آیا تھا--میوزک تیز ہوا
---وہ گھومی--سٹیج فل اندھیرے میں تھا--

اووو

ہم پہ یہ کس نے ہرا رنگ ڈالا--سٹیپس ترتیب سے بہہ رہے تھے--

خوشی نے ہماری--ہمیں مار ڈالا ہاتھ ماتھے پہ رکھتے سر کو پیچھے جھٹکا--

اوو مار ڈالا۔۔مار ڈالا۔۔مار۔ڈالا

ہم پہ یہ کس نے ہرا رنگ ڈالا۔۔

خوشی نے ہماری ہمیں مار ڈالا۔۔

ہمیں مار ڈالا۔۔ہمیں مار ڈالا۔۔۔

اللہ۔۔اللہ۔۔مار ڈالا۔۔۔

اللہ۔۔مار ڈالا۔۔

ہاتھوں کو ہوا میں تھرکاتے وہ ساتھ گھوم بھی رہی تھی۔۔

نا چاند ہتھیلی پر سجایا۔۔ہتھیلی پہ دیا رکھا جو مہندی کی پلیٹس کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔۔

نا تاروں سے کوئی بھی رشتہ بنایا۔۔آسمان کی طرف دیکھا۔۔

نا رب سے بھی کوئی شکایت کی۔۔دیئے کو دل کے قریب لے جا کے سر جھکایا۔۔

ہر غم کو ہم نے چھپایا۔۔دیا آنکھوں کے سامنے آیا۔۔

ہر ستم کو ہنس کے اٹھایا۔۔دیا ٹیڑھا کر کے اس کا آئل دوسری ہتھیلی پہ گرایا۔۔

کانٹوں کو بھی۔۔۔گلے سے لگایا۔۔پھر وہی آئل کان کے پیچھے انگلیوں سے مس کیا۔۔

اور پھلوں سے زخم کھایا۔۔جونہی اس نے ہاتھ اٹھا۔۔تو اس پہ سرخ رنگ لگا ہوا تھا

ہم مگر دعا میں۔۔جب یہ ہاتھ اٹھایا۔۔دعا کے لیے ہاتھ بند ہوئے۔۔

خدا سے۔۔دعا میں تمہیں مانگ ڈالا۔۔

اللہ مانگ ڈالا۔۔وہ گھومی۔۔

او۔۔۔ہم پہ یہ کس نے ہرا رنگ ڈالا۔۔

ہمیں مار ڈالا

اللہ۔۔اللہ۔۔اللہ۔۔

مار ڈالا۔۔۔

اووو۔مار ڈالا۔۔

مار ڈالا۔۔

ہوو مار ڈالا۔۔

مار ڈالا۔۔یہ۔کس۔کی اہٹ۔۔

مار ڈالا۔۔یہ۔کس۔کا۔ہے سایہ۔۔

ساز۔۔

ہووووووں ہوووں سٹیپس پہ سٹیپس کرتے ڈانس ختم ہوا۔۔اینڈ پہ وہ دیا سر سے اوپر کیے وہ زمین پہ اس انداز پہ بیٹھی تھی جیسے صدیوں سے اداس کوئی داسی اپنے محبوب کے لیے محو انتظار ہو ۔۔۔سپوٹ لائٹ غائب ہوئی اور حال میں روشنی پھیلی۔۔۔جب نظر اٹھا کے سامنے دیکھا تو پورا حال خالی تھا۔۔۔سوائے ایک شخص کے وہاں کوئی موجود نا تھا۔۔

ہیں۔۔۔عشوے نے دیا نیچے رکھا۔۔سب کہاں گئے ہیں۔۔

آپ کا شوق پورا ہو گیا۔۔عصام مزے سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔۔

ب۔۔باقی۔کہاں ہیں۔۔

کچھ اپنے گھروں میں اور کچھ حمید صاحب کے گھر۔۔

آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔عشوے کی ساری محنت ضائع ہو چکی تھی۔۔دیئے کو پاوں سے کھسکاتے وہ نیچے اتری۔۔

آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔

اور جو آپ کر رہی تھیں۔وہ اچھا تھا۔۔۔

سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔۔سارا خون جیسے گالوں پہ آگیا تھا۔۔آپ کو پتہ ہے آپ کی طبعیت کا ۔۔پھر بھی لازمی ضد پوری کرنی تھی۔۔ہانپتی ہوئی عشوے کو سینے سے لگایا۔۔

آپ۔۔۔نے اچھا نہیں کیا۔۔اسے غصہ تھا۔۔

جس نے دیکھنا تھا اس نے دیکھ لیا۔۔کافی ہے آپ کے لیے۔۔اور خبر دار دوبارہ ایسی حرکت کرنے کا سوچا بھی تو۔۔کمر سہلاتے اس کی سانس بحال کرنے کی کوشش کی۔۔اب آرام سے گھر چلیں۔کل صبح چھوڑ جاؤں گا۔۔

نہیں۔مما کے گھر ہی رہیں گے۔۔۔پلیز۔۔۔سر اٹھا کے اسے دیکھا۔۔۔

ایک بات منوائی ہے تو ایک میری مان لیں۔۔

ہوں۔۔ٹھیک ہے۔۔وہ راضی ہو گئی۔۔

چلیں اب آبان کو لے لیں۔۔۔

اسے یہیں رہنے دیں۔۔اویں تنگ کرتا رہے گا۔۔۔

جو بھی ہے۔۔ہماری ذمہ داری ہے اسے لے کے جائیں گے۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتی آپ کی۔۔وہ لوگ واپس آ رہے تھے۔۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔آجائے گی۔۔مسکرائی۔۔پھر وہ لوگ آبان کو لے کے اپنے گھر واپس آ گئے تھے۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اگلے دن حال میں رخصتی کا فنکشن تھا اور عشوے آرام سکون سے ایک طرف بیٹھی تھی۔۔مجال ہے دو قدم ہلی ہو۔۔پاؤں ہلکے ہلکے سوجن زدہ تھے۔۔گھر جا کے عصام سے بھی خوب ڈانٹ کھائی تھی

ایک بجے تک وہ لوگ جاگتے رہے تھے پورا چیک اپ کروایا تھا۔۔ڈاکٹر نے سختی سے تائید کی تھی کہ اب ایسا کوئی کام نہیں کرنا جس سے بہت زیادہ تھکاوٹ ہو۔۔

مما میرے کپڑے دیکھیں کیسے چڑ مر ہو گئے ہیں۔۔آبان بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔۔

کچھ نہی ہوتا بیٹا۔۔کاٹن کے کپڑوں کا ایسا ہی ہوتا ہے۔۔اسے تسلی دی۔۔عصام ابھی تک نہیں آیا تھا ۔۔وہ بارات کے ساتھ نہیں گئی تھی ماما اس کے ساتھ حال میں ہی تھیں آبان کو بھی نہیں بھیجا تھا ۔۔رسمیں تو ساری یہی ہونی تھیں پھر وہاں جانے کا کیا فائدہ۔۔

بابا سے کہیں میرے دوسرے کپڑے لے آئیں۔۔اس کے پاس کھڑا تھا۔۔

ہاں۔۔پتہ نہیں خود بھی آتے ہیں یا نہیں۔۔

فون دیں میں کہوں۔۔اس کی گود سے موبائل اٹھایا۔۔پھر عصام کو کال ملائی۔۔۔

آرہا ہوں۔۔۔ریسیو کرتے ہی کہا۔۔

بابا۔۔میں آبان بات کر رہا ہوں۔۔۔

اچھا اچھا۔۔آبان کون۔۔

آپ کا بیٹا ہوں یار۔مجھے کپڑے چاہیئے۔۔۔

مما والی بیماری لگ گئی ہے آپ کو بھی۔۔

ہاہا۔۔وہ ہنسا۔۔میرے کپڑوں کی پریس خراب ہو گئی ہے۔۔

تو۔۔نیو لینے ہیں اب۔۔

جی بابا۔۔اچھے نہیں لگ رہے۔۔جیسے آپ نے پہنے ہیں ویسے لے کے آنا۔۔

اصل اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ عصام جیسا دیکھے۔۔

کیوں۔۔میچنگ کا چسکہ بھی لگ گیا۔۔

بابا۔۔مما نے عجیب سا رنگ سلیکٹ کیا ہے۔۔وہ ان کو تو پیارا لگ رہا ہے لیکن میں اچھا نہیں لگ رہا ۔۔عشوے حیرت سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔

اوکے۔۔میں دیکھوں گا وہ چیزیں سمیٹ رہا تھا۔۔۔

تھینکیو بابا۔۔

ویلکم۔۔مما کو دو۔۔۔چابی اٹھاتے باہر نکلا۔۔

یہ لیں۔۔مما۔۔بابا بات کریں گے۔۔فون اسے پکڑایا۔۔

اسلام و علیکم۔۔کان سے لگاتے سلام کیا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔طبعیت کیسی ہے۔۔

ٹھیک ہوں۔۔کب آئیں گے۔۔۔

نکل رہا ہوں۔۔اور آبان کے کیے کپڑے لانے ہیں۔اس سے پوچھا۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔۔اتنے اچھے لگ رہے ہیں۔۔

اچھا چلیں ٹھیک ہے۔۔گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔

اوکے۔۔کال بند کر دی۔۔۔

ایسے ہی بابا کو مشکل میں ڈال رہے ہیں۔۔یہ اچھے بھلے تو ہیں۔۔

مما مجھے گرل فرینڈ نہی مل رہی۔۔بابا کے جسے دکھوں گا تو مل جائے گی۔۔ایسے ان پرپل کلر کے کپڑوں میں میں جوکر لگ رہا ہوں۔۔دانت پیستے اسے دیکھا۔۔

ہونہہ سر ہلاتے عشوے نے اسے گھورا۔آئے بڑے۔۔

نا ہی ملے تو اچھا ہے۔۔

ماما مجھے اب سہی لگ رہا ہے اپ میری سٹیپ مام ہیں۔۔

واہ۔۔اچھی بات بتاؤں گی تو سٹیپ ماما۔۔اور خود جو حرکتیں کرتے ہو۔۔۔

تم دونوں پھر لڑ رہے ہو۔عائشہ کام سے گئی تھیں۔۔واپس آئیں تو دونوں چونچیں لڑا رہے تھے۔۔۔

نانو۔۔اپ کی بیٹی ہر وقت اپنی مرضی چلاتی ہیں۔۔اب دیکھیں یہ کپڑے مجھ پہ اچھے لگ رہے ہیں۔۔

عائشہ نے عشوے کو دیکھا۔۔۔

اسے جو پسند تھے وہ پہنا دیتیں۔۔

وہاں اس نے خود پہنے ہیں۔۔اب پریس تھے جو دل کر رہا تھا پہن لیتا۔۔پہلے مہان بن کے میچنگ کی ہے۔۔اب سارا الزام مجھ پہ لگا رہا ہے۔۔۔

اوففف تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔عصام کے دماغ کا دہی کرتے ہو گے تم دونوں۔۔عائشہ کے پاس سر پیٹنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔۔

کچھ دیر بعد بارات آئی۔۔پھر عصام بھی آگیا۔۔آبان۔کے کپڑے بھی لایا تھا۔۔جو اس نے برائڈل روم میں چینج کیے تھے۔۔

عزت نے دلہن کو سٹیج پہ بیٹھایا تھا۔۔۔ریض مسلسل اسی کو دیکھ رہا تھا اور عشوے نے یہ بات فورا نوٹ کی تھی۔۔پاس بیٹھے عصام کو دیکھا۔۔۔

اپ سے کہا تھا کہ مما سے بات کریں۔۔۔

کروں گا۔۔اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے وہ اشارہ سمجھ گیا۔۔موقع ملے تو۔۔

اوکے۔۔لازمی کرنا۔۔

ہوں۔۔کروں گا۔۔موبائل پہ وقت دیکھا۔۔شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔

ہیلو۔۔وہ سائڈ پہ کھڑا تھا جب نور اس کے پاس آئی۔۔۔

جی۔۔اس نے عزت کو تلاشا۔۔وہ سامنے ہی سٹیج پہ ماہ بیر سے بات کر رہی تھی کوئی۔۔۔

آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔۔اس نے بھی عزت کو دیکھا۔۔۔

پوچھیں۔۔اس کا انداز بس جان چھڑانے والا تھا۔۔

آپ نے کل مجھے میسج کیا تھا کہ میں عزت سے دور رہوں۔۔آپ نے کیوں کہا تھا ایسا۔۔

کل جب وہ کچن میں اس کے پاس کھڑی تھی تبھی اس نے اسے دیکھا اور میسج کیا تھا۔۔پہلا میسج نور نے ہی کیا تھا پتہ نہیں۔کیسے نمبر اس کو ملا تھا

سوری۔۔نہیں بتا سکتا۔۔

آپ عزت کو پسند کرتے ہیں۔۔ڈائرکٹ پوچھا۔۔

ہاں۔۔ایک نظر اسے دیکھتے جواب دیا۔۔

تو شادی کیوں نہیں کر رہے۔۔

مما نہیں مان رہیں۔۔

ہمم میں کوئی مدد کروں۔۔

کیسی مدد کر سکتی ہیں۔۔۔

میں انکار کر دیتی ہوں۔۔پھر آپ لوگ۔۔

مسلہ یہ نہیں ہے کہ آپ سے نہیں کرنی مسلہ یہ ہے کہ عزت سے کرنی ہے۔آپ انکار کریں گی تو وہ اور کسی کو لے آئیں گی پھر۔۔

ہمم۔۔۔وہ خاموش ہو گئی۔۔عزت ان دنوں کو دیکھ چکی تھی۔۔۔ان کی طرف اتے نور کو گھورا۔۔۔

ہائے۔۔۔فیانسی کے ساتھ اچھی اٹیچ مینٹ ہو گئی ہے۔۔دیکھ نور کو رہی تھی اور سنا ریض کو رہی تھی

۔۔

ہاں جی۔۔کرنی تو پڑے گی نا۔۔نور نے اسے دیکھا۔۔۔

جیلس ہوتیں پیاری لگ رہی ہیں۔۔اس کے چہرے کو دیکھتے دوبارہ بولی۔۔

جی نہیں۔۔میں کیوں جلوں گی۔۔میں بس ریض کو بلانے آئی تھی۔۔ تمہیں وہاں سٹیج پہ بلا رہے ہیں ۔۔منہ بناتے چلی گئی۔۔ریض گیا تو پتہ چلا کسی نے نہیں بلایا۔۔نور بھی وہاں سے چلی گئی۔۔عزت مزے سے اب وہاں کھڑی تھی

رسمیں ہوئی۔۔کھانا کھایا۔۔گپ شپ لگائی۔۔اللہ اللہ کر کے شادی کا شور شرابہ ختم۔ہوا تو دن پھر بوریت بھرے ہو گئے۔۔وہی روٹین۔۔کھاؤ پیو کام کرو اور سو جاو۔۔

آبان سکول چلا جاتا تھا۔۔عصام آبان کے انے تک وہیں رہتا پھر وہ افس اور آبان اس کے ساتھ ۔۔دراصل وہ عشوے کی طبعیت کی وجہ سے اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔کاموں کے لیے میڈ بھی آ گئی تھی۔۔وہ کام کر کے چلی جاتی تھی۔۔عصام کا ارادہ تھا کسی ادارے سے پوری ٹیم رکھے گا تاکہ وہ سب اپنے طریقے سے مینج کریں۔۔صرف ایک میڈ پورے گھر کو ٹی اوور نہی کر سکتی تھی ۔۔دن تیزی سے گزر رہے تھے۔۔۔

سیون منتھ سٹارٹ ہونے والا تھا۔۔اور اب بہت زیادہ کیئر کرنی تھی۔۔آبان عشوے کا پورا خیال رکھتا تھا۔۔اکثر عصام کو پوری۔پوری رات عشوے کے ساتھ جاگ کے گزرانی پڑتی تھی۔۔کروٹ بدلنا ۔۔بیٹھنا۔۔اٹھنا۔۔سب کے لیے اسے کسی کے سہارے کی ضرورت تھی۔۔پہلی بار تو زیادہ مشکل ہوتا ساتھ ڈر۔۔اور بہت زیادہ احتیاط۔۔ہر ماہ چیک اپ ہو رہا تھا۔۔

عصام۔۔۔یہ پن اٹھا دیں نیچے سے۔۔۔وہ کنگھی کر رہی تھی پن لگاتے ہاتھ سے گر گئی۔۔

عصام نے اٹھا کے خود ہی لگا دی تھی۔۔ان۔کچھ دنوں میں اسے سہی ایکسپیرینس ہو گیا تھا سب چیزوں کا۔۔

آج چیک اپ کے لیے بھی جانا ہے۔۔عشوے نے یاد کروایا

یاد ہے مجھے۔۔سارے بالوں کو سمیٹ کے چٹیا بنائی۔۔بال بھی گر گر کے کم رہ گئے تھے۔۔۔

میں ڈاکٹر سے پوچھ لوں بیٹا ہے یا بیٹی۔۔کیونکہ یہ چیز اچھی نہی سمجھی جاتی تھی۔۔۔جو بھی تھا ان کا ہی تھا۔۔

ہاں۔۔پوچھ لیں اگر وہ بتائیں تو۔۔

پوچھوں گی۔۔۔

اگر بیٹی ہوئی تو میں اس کا نام خوشی رکھوں گا

کیوں۔۔آئینے سے اسے دیکھا۔۔۔

تاکہ جب آپ مجھ سے پوچھیں کہ آپ نے مجھے دیا ہی کیا ہے۔۔تو میں کہوں خوشی۔۔

ہاہاہا۔۔ویری فنی۔۔وہ۔ہنسی۔۔

اچھا نہیں ہے کیا۔۔۔خوشی نام۔۔

اچھا ہے لیکن ہم ایزل رکھیں گے

دیکھتے ہیں کس کی چلتی ہے۔۔جھک کے اس کے تپتے گال پہ ہونٹ رکھے پھر صاف کیے۔۔وہ پریگنسی کے اس دور میں بہت پیاری ہو گئی تھی پھولا پھولا جسم اور تمتماتا چہرا۔۔

شام کو وہ لوگ ڈاکٹر کے پاس آئے تھے۔۔۔

الٹرا ساؤنڈ کی مشین لگاواتے عشوے نے ڈاکٹر سے جینڈر پوچھا تھا۔۔۔

رپورٹس میں دیکھ لیجیئے گا۔۔انہوں نے نہیں بتایا۔۔۔

اوکے۔۔

کچھ دیر بعد رپورٹس لے کے وہ باہر نکلی تھی عصام ویٹنگ ایریا میں اس کا ویٹ کر رہا تھا۔۔اگے آتے اس کا ہاتھ پکڑا۔

دیکھائیں۔۔

پہلے گاڑی میں تو بیٹھیں۔۔آہستہ آہستہ قدم رکھتے اس نے مشکل سے سیڑھیاں اتری تھیں۔۔دو تین ہی سیڑھیاں تھیں۔۔

گاڑی میں پہلے اسے بیٹھایا۔۔پھر خود آ کے بیٹھا۔۔رپورٹس دیکھتے جینڈر چک کیا۔۔۔ہونٹ سکڑے ۔۔۔میل ہے۔۔اسے بتایا۔۔

کیا۔۔۔اپ کو کیسے پتہ۔۔۔

مجھے پتہ ہے۔۔پہلے جب آبان ہوا تھا تب ڈاکٹر نے بتایا تھا۔۔مجھے یاد تھا۔۔

اوہ۔۔۔اچھا۔۔انکی خواہش بیٹی کی تھی لیکن بیٹا۔۔

سیڈ مت ہوں۔۔اب آپ کو ٹینشن نہیں ہو گی نا۔۔کہ ہم دونوں باپ بیٹا مل کے آپ کی بیٹی کو بھی بے شرم بنا دیں گے۔۔۔اب تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہو گا۔۔گاڑی سٹارٹ کرتے دل بہلایا۔۔حالانکہ اسے بھی تھوڑا سا فیل ہوا تھا۔۔۔عشوے کچھ دن ڈس ہارٹ رہی تھی۔۔جو بھی تھا۔۔انہیں کی اولاد

تھی اب اسے پھینک تو نہیں سکتے تھے نا۔۔ماما کو بتایا تو انہوں نے سہی کلاس لی۔۔۔اللہ کی مرضی جو بھی دے۔اولاد ہو رہی ہے اللہ کا شکر کرنے کی بجائے تم پتہ نہیں کون سے پلین بنا رہی ہو۔۔وہ بھی تو ہوتے ہیں نا جن کی اولاد ہوتی ہی نہیں ہے۔۔

عصام نے بمشکل عائشہ کو کنٹرول کروایا تھا ورنہ ساری رات اسی کو عشوے کے ساتھ جاگنا پڑتا۔۔

اللہ اللہ کر کے وہ دن بھی آ گیا۔۔۔عصام ابھی گھر سے نکلا تھا جب عشوے کو لیبر پین سٹارٹ ہوا تھا ۔۔۔لاونج میں بیٹھی تھی پاس ہی آبان بھی بیٹا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔۔۔

آہ۔۔۔آبان۔۔

مما۔وہ اس کے پاس آیا۔۔۔

بابا کو ۔۔۔بمشکل کہا۔۔۔۔آبان نے فوراً کال کی تھی۔۔اور عصام نے بھی فورا اٹھایا تھا اس معاملے میں وہ الرٹ رہتا تھا۔۔۔

بابا۔۔۔ماما کی طبعیت خراب ہو رہی ہے جلدی آئیں۔۔اس کی حالت دیکھ کے وہ خود بھی رونے لگا تھا ۔۔۔

مما کچھ نہی ہو گا آپ کو۔۔

آبان۔۔اس نے سختی سے آبان کا ہاتھ پکڑا۔۔

ماما۔۔وہ آواز کے ساتھ رونے لگا تھا۔۔۔عشوے چیخنے لگی تھی۔۔۔۔دو منٹ میں عصام پہنچا تھا۔۔۔۔

بابا۔۔ مما۔۔۔وہ پیچھے ہوا۔۔عصام نے اسے اٹھایا۔۔۔اور باہر نکلا۔۔۔

آبان بھی ساتھ گیا تھا۔۔۔سارے راستے عشوے تڑپتی ہوئی گئی تھی۔۔یہ وقت کسی بھی عورت کے لیے اتنا تکلیف دہ ہوتا ہے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔جان نکل رہی ہوتی ہے جب وہ دوسری جان کو جنم دیتی ہیں۔۔اسے ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا فوراً کیس کرنا تھا۔۔۔عصام نے عائشہ کو کال کر کے ساری سیچویشن بتائی انہوں نے آنے کا کہہ کے کال بند کر دی۔۔۔۔

بابا۔۔ مما کو کیا ہوا ہے۔۔۔آبان پریشانی سے ابھی تک آنکھوں میں انسو لیے ہوئے تھا۔۔۔

کچھ۔۔ نہیں بس دعا کریں۔۔اسے خود سے لگاتے تسلی دی۔۔۔کچھ دیر میں نرس نے بیٹے کی نیوز دی تھی۔۔

میری وائف ٹھیک ہیں۔۔پوچھا۔۔۔اسے عشوے کی ٹینشن تھی۔۔۔

جی جی۔۔الحمدللہ دونوں ٹھیک ہیں۔۔نرس واپس چلی گئی۔۔عائشہ بھی آگئی تھیں اس کے بعد سب کچھ عائشہ نے ہی سنبھالا تھا۔۔۔آبان اداس تھا کیونکہ اسے بھی بہن چاہیے تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عائشہ کو عزت کے لیے مناتے مناتے چار سال بیت گئے تھے آخر وہ مان ہی گئی۔۔عصام کے سمجھانے پہ بھی وہ اپنی ضد پہ اڑی رہی تھیں۔۔اسے تب سمجھ آیا تھا۔۔اس کی بیوی بھی اپنی ماں پہ ہی گئی ہے

۔۔۔

ریض کی شادی کا دن تھا۔۔اور عشوے بہن ہو کے لیٹ ہو گئی تھی۔۔۔

ماما۔۔آج بھی آپ نے وہی حرکت کی ہے نا۔۔۔چار سال کا آذان منہ پھلائے ان کے روم کے دروازے پہ کھڑا تھا۔۔

کیا۔۔۔وہ ایزل جو تین ماہ کی تھی کو گود میں لیے سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔عصام ہمیشہ کی طرح لیٹ تھا۔۔

میچنگ۔۔مما آپ کو کیا ملتا ہے۔۔۔آپ اپنی بیٹی کو پہنایا کریں یہ کلرڈ ڈریسز۔۔مجھے اور بھائی کو لڑکی بنا دیتی ہیں۔۔۔اسے گھورتا ہوا واپس چلا گیا۔۔۔

عشوے نے رونے والی شکل بنائی ہوئی تھی۔۔بچوں سے پہلے وہ کتنے سکون میں تھی نا۔۔۔ایزل کو بخار تھا اسے وہ توجہ دیتی تو آذان آبان سے لڑائی کر کے پہنچ جاتا روتا ہوا۔۔اسے چپ کراتی تو ایزل شروع ہو جاتی۔۔سارا دن اس کا انہیں دونوں میں چلا جاتا تھا۔۔آبان اب اتنا تنگ نہیں کرتا تھا ۔۔بلکہ وہ کافی حد تک اس کی مدد کرواتا تھا۔۔لیکن اس کی آذان سے بلکل نہیں بنتی تھی۔۔دونوں ایک دوسرے کو بس کچا چبانے کی حد تک تنگ کرتے تھے عصام کی غیر موجودگی میں گھر میں ایک جنگ چھڑی ہوتی تھی جونہی گاڑی گیٹ سے انٹر ہوتی گھر میں سکون۔۔

ایزل کو سلا کے وہ خود تیار ہوئی تھی۔۔پھر باہر آ کے۔۔پہلے آبان کو دیکھا۔۔

ہائے مما۔۔مسکرا کے چڑایا۔۔

بہت بتمیز ہو۔۔کیوں تنگ کرتے ہو اسے۔۔چھوٹا ہے تم سے۔۔۔

میں نہیں کرتا مما۔۔وہ خود کرتا ہے۔۔

اسے اور کپڑے نکال دیتے۔۔آزان کے کپڑے نکالے۔۔

کوئی بھی پسند نہیں ہیں اسے۔۔سب دیکھائے ہیں۔آخر میں پھر مجھے غصہ آیا تو لگا دی ایک کان کے نیچے۔۔عشوے اسے دیکھ کے رہ گئی۔۔۔

نہیں مارا۔۔مزاق کر رہا ہوں۔۔اسے لگا عشوے ہرٹ ہوئی ہے۔۔

مت کیا کرو ایسے مزاق۔۔

اچھا سوری۔۔میں اسے مناتا ہوں۔۔آپ ایزل کو دیکھ لیں۔۔۔وہ لیپ ٹاپ چھوڑ کے اٹھا۔۔۔پھر آزان کے لیے خود کپڑے سلیکٹ کر کے اس کے پاس ایا۔۔۔

بات سنو یار۔۔اس کے پاس بیٹھا۔۔۔

آپ کا یار نہیں ہوں۔۔غصے سے گھورا۔۔۔

بڑی تو ہو نا۔۔مسکا لگایا۔۔

ہاں۔۔لیکن میں یہ بھی نہی پہنوں گا۔۔کیونکہ یہ والے پرانے ہو گئے ہیں۔۔پہلے پہنے تھے برتھ ڈے پہ آپ کی۔۔

ادھر آؤ۔۔اچھلتے ہوئے آذان کو پکڑا۔۔

کیا ہے۔۔وہ ناراض تھا۔۔

ایک بات اپنے دماغ میں بٹھا لو۔۔لڑکے جو ہوتے ہیں نا۔۔وہ ہر فنکشن میں ایک ہی جوڑا پہن سکتے ہیں۔۔لڑکیاں الگ لیتی ہیں۔۔اب اگر تم نے یہ نا پہنا تو تم بھی لڑکی سمجھے جاؤ گے۔۔اسے ڈرایا۔۔

ہیں۔۔وہ واقع اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی بھوت کے متعلق بات کر رہے ہوں۔۔

ہاں۔۔اب یہ پہنو۔۔شاباش۔۔اسے اٹھایا۔۔

اوکے۔۔پھر اس نے آذان کو تیار کیا۔۔۔عشوے ایزل کو بھی تیار کر چکی تھی۔۔عصام کے انے تک وہ ریڈی تھے۔۔۔

میری بیٹی کی طبعیت ٹھیک ہے۔۔ایزل کو اس سے لیتے خود اٹھایا۔۔آبان بیگ جس میں آزان اور ایزل کے کپڑے تھے رکھ چکا تھا۔۔

آجائیں۔۔ازان کو دیکھا جو پہلوانوں کی طرح منہ پھلائے۔۔زمین پہ دیکھتا چل رہا تھا۔۔عصام نے آبان کو اشارہ کرتے پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے۔۔

کچھ نہیں کپڑے نہیں پسند ائے۔۔

اچھا اچھا۔۔عشوے کو بٹھا کر اسے ایزل کو پکڑایا۔۔آبان اور آذان پیچھے بیٹھ چکے تھے۔۔وہ لوگ سیدھا حال میں آئے تھے۔۔۔

سب سے مل کے ایزل کو اس کی نانو کے حوالے کر دیا۔۔ آذان کو عصام نے سنبھال لیا۔۔ آبان اپنا خیال خود رکھ سکتا تھا۔۔۔

یہ کیا۔۔ عزت دلہن بنی بیٹھی تھی جب ریض کمرے میں آیا۔۔ پھر کنڈی لگائی۔۔ جوتے اتار کے ایسے ہی پھینکے۔۔ شیروانی اتار کے صوفے پہ اچھالی۔۔ اور اس کے پاس اکے گر گیا۔۔

یہ میں ہوں۔۔ یہ میری بیوی ہے۔۔ اور اب ہم ساری رات مزے کرنے والے ہیں۔۔ گھنگھٹ اٹھائے اس کی گود میں سر رکھ کے اندر سے جھانکا۔۔۔

ہاہاہا۔۔ ویری فنی۔۔ پیچھے ہو۔۔۔

اہاں۔۔ ایسے بولتے ہیں مجازی خدا سے۔۔

نہیں۔۔ لیکن تمہیں بھی پہلے مجازی خدا کی طرح آ کے میرا گھنگھٹ اٹھانا تھا لیکن نہیں۔۔ تمہیں کون سا پڑی تھی مجھ سے شادی کرنے کی۔۔۔ تم تو اس نور سے شادی کرنے والے تھے نا۔۔

جی نہیں۔۔ میں نے عین نکاح کے وقت انکار کر دیا تھا۔۔

ہاں۔۔ کیونکہ وہ مجھ سے ہو رہا تھا۔۔

ریض کو بتایا نہیں تھا اس کی شادی کس سے ہو رہی ہے وہ اتنا الجھا ہوا تھا کہ بنا کچھ سمجھے نکاح خواں کے سامنے انکار کر دیا۔۔ پھر جب سب نے اسے سہی ڈانٹ کے سمجھایا تو عقل میں بات بیٹھی۔۔

مجھے پتہ ہوتا تو اتنا اونچا کہتا کہ۔۔۔

بس بس بس۔۔اب آرام سے بیٹھے رہو۔۔میں سونے لگی ہوں۔۔

ایسے ہی سونے لگی ہیں۔۔اس کا بازو پکڑتے روکا۔۔۔

چھوڑو ہاتھ میرا۔۔۔

نہیں۔۔چھوڑنا۔۔اور آج رات سونا بھی نہیں ہے۔۔زبردستی واپس بیٹھایا۔۔وہ اس سے ناراض تھی کیونکہ اس نے اس کے لیے کچھ نہی کیا تھا۔۔

مجھ سے چھوٹے ہو ذرا تمیز سے رہنا۔۔دوبارہ اٹھی۔۔

نکاح ہوئے ابھی چند گھنٹے ہوئے تھے اور وہ اسے نیچے لگا چکی تھی

بے شک چھوٹا ہوں لیکن آپکا شوہر ہوں۔۔وہ منمنایا

شوہر ہو تو کیا زبردستی کرو گے میرا کوئی موڈ نہیں ہے ساری رات جاگنے کا۔۔

پریشان نہ ہوں کام بس چند منٹ۔۔۔سر پہ ہاتھ پھیرتے اسے دیکھا۔

اپنا یہ منہ بند رکھو۔۔اور سکون سے بیٹھو۔۔پاوں پٹختے وہ باتھ روم میں بند ہو چکی تھی۔۔۔

ریض کو اب اسے منانا تھا۔۔

مما۔۔یہ کھول دیں۔۔آزان کالے رنگ گا پتھر لیے اس کے پاس آیا۔۔۔یہ وہی تھا جو عصام نے شادی سے پہلے اسے دیا تھا۔۔

بیٹا۔۔اس کا پاسورڈ آپ کے بابا کو پتہ ہے۔۔وہ ایزل کو۔فیڈ۔کروا رہی تھی۔۔۔

بھیا کو پتہ ہے وہ نہیں بتاتے۔۔وہ۔ہمیشہ سیڈ ہی رہتا تھا۔۔یا کسی سے پنگا لے کے یا اپنی کسی مشکل میں۔۔

اچھا میں اس سے پوچھتی ہوں۔۔۔

دو سال پہلے جب اس نے وہ پتھر عصام کو دیکھایا تھا تو اس نے کھول کے دیا تھا۔۔۔اس میں رنگ تھی۔۔۔

یہ رنگ اتنی قیمتی تو نہیں ہے جتنی سالار نے امامہ کو دی تھی۔۔لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں امامہ جتنی ہی پیاری لگے گی۔۔ہاتھ کی پشت ہونٹوں سے لگاتے اسے کہا۔۔اس انگوٹھی کے اندر کالے رنگ کا ہیرا جڑا تھا۔۔جو چاند کی شکل میں تراشا گیا تھا۔۔عصام نے اس کی زندگی میں ہر رنگ کے پھول کھلائے تھے۔۔وہ مکمل تھی اپنے بچوں اور اتنی محبت کرنے والے شوہر کے ساتھ ۔۔اس کی زندگی کی تمام مشکلات کہیں دور جا سوئیں تھیں۔۔

ایزل کو تھپکی دیتے وہ مسکرا رہی تھی۔۔عصام قریب ہی پرسکون سو رہا تھا۔۔آزان باہر دوبارہ آبان کا سر کھانے جا چکا تھا۔۔ایزل کو الگ کرتے عشوے نے ایزل کو بیڈ پہ ڈالا۔۔پھر کروٹ کے بل لیٹ گئی۔۔ایزل آزان آبان عشوے اور عصام پر سکون زندگی کی پرسکون ندی میں بہہ رہے تھے۔۔

____

The End